سلسلۂ تصوف نمبر ۳

کتاب مستطاب

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

جسے

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین صاحب احوال شریفہ عالی جناب حضرت مولانا مولوی

محمد حسن صاحب نقشبندی مجددی مظہری للّٰہی سلمہ ربہٗ

ساکن کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور نے بغرض افادۂ عام نہایت کوشش بلیغ سے تالیف فرمایا

اب دوسری دفعہ

بعد صحت مؤلف ممدوح کی باضابطہ اجازت سے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں — بازار کشمیری

لاہور

نے

بصرف زر کثیر

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں منیجر کے اہتمام سے چھپوایا
راجہ غلام قادر مالک

طبع ثانی — قیمت فی مجلد ۱۲ عہ

تصوف کی بیش بہا رحمت اور بینظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

مراۃ العارفین مترجم اردو

یہ کتاب عربی تصنیف لطیف جگر گوشہ رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم و نور دیدہ علی المرتضےٰ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی راہ سلوک میں ہے۔ جناب امام علیہ السلام نے طریقہ سلوک کو عمدگی سے بتایا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ عربی کے نیچے ساتھ ساتھ ہے خوبی اور برکت پڑھنے معلوم ہوتی ہے۔ نہایت عمدہ لکھائی اعلےٰ چھپائی نفیس کاغذ۔ قیمت ــــــــــــ ۴ر

اردو ترجمہ خلاصۃ العارفین

یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین گنجشکر و حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین قدس اللہ سرہٗ کی زبان مبارک سے لکھے گئے ہیں۔ خوشخط کاغذ اعلےٰ قسم۔ قیمت ــــــــــــ ۴ر

حیات جاودانی

یعنی مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب نایاب جو حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین سید شیخ عبد القادر گیلانی کے مناقب و حالات میں جامع عربی کتاب

قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر

مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر اخیر تک کے کل حالات مع کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپ کے علم و فضل کے حالات آپکے مدرسہ کی کیفیت آپ کے یاران صحبت کے سوانح اور ان بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور اُن بزرگوں کا ذکر جن کو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے آپ کے فرزندان عالیمقام کے حالات و شجرہ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں چھپی قابل دید ہے + قیمت ــــــــــــ ۸ر

فہرست کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رض

بندۂ سگ دروازۂ نقشبندان فقیر ممتاز علی ولد فقیر محمد ساکن
شہجہانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

نداد انتظار حمد ما نیست — محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
خدا مدح آفرینِ مصطفٰے بس — محمد حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو میخواہم خدا را — خدایا از تو حبِ مصطفٰے را

(حضرت مرزا مظہر جانجاناں رح)

احقر زمن محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری قلمی ولد محمد عطا حسین خاں مرحوم ساکن کوٹلہ متصل کیرت پور ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ جب یہ ہیچمدان تحریر مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی سے فارغ ہوا تو دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی کتاب تمام پیران سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات میں لکھ کر سعادت دارین حاصل کروں مگر کل امر مرہون باوقاتہا مدت دراز تک یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ کہ اسی اثناء میں اتفاقاً میرے ایک دوست نے ایک روز مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ اگر تیرے پاس کوئی کتاب اُردو میں تمام مشائخ طریقہ نقشبندیہ کے حالات میں موجود ہو تو چند روز کے واسطے مجھ کو مستعار دیدے چونکہ اس قسم کی کوئی کتاب اُردو میں نہ میرے پاس موجود تھی نہ میرے علم میں کوئی ہی میں نے اُن سے عذر کیا مگر اُن کی اس تحریر سے میرے ارادہ کو تحریک ہو گئی اور میں نے اس کا لکھنا شروع کر دیا۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

حالات حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَوّل مَا خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا وکنت نبیاً وادم بین الماء والطین یعنی میں پیغمبر تھا۔ اُس وقت میں کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ جو حدیثیں خود حضرت سرورِ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں اُن سے ثابت ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا۔ لیکن اُس کا ظہور اِس عالم میں بروایت راجح بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل بسال فیل موافق ۴۱ سنہ حکومت کسریٰ کو واقع ہوا ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے تیرے حمل میں ایسا شخص ہے کہ جو عالم کا سردار ہے جب پیدا ہو نام اُس کا محمدؐ رکھنا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر ولادت کے وقت آپ کی والدہ شریفہ نے دیکھا کہ ایک نور اُن سے نکلا جس سے اُن کو مکانات شام کے نظر پڑے فاطمہؓ بنت عبداللہ والدہ عثمان بن ابی العاص نے بیان کیا۔ کہ شب ولادت باسعادت میں مَیں آمنہ والدہ ماجدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے لٹک آئے ہیں۔ اور حرم کی زمین سے اِس قدر قریب ہو گئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر گر پڑینگے سات روز تک آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا بعد ازاں ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے پلایا قریش کا دستور تھا۔ کہ لڑکوں کو بیرونجات کی دودھ پلانے والیوں کو دیدیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے گھر لیجایا کرتی تھی۔ اور بعد ایام رضاعت واپس لاتی تھیں۔ بچہ کی والدین اُس کو نقد و جنس دے کر خوش کر دیتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کا سن شریف صرف دو ہی ماہ کا تھا۔ کہ آپکے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تھا۔ اِس سبب سے آپ کو یتیم سمجھ کر کوئی دودھ پلائی آپ کے لیجانے کی روادار نہ ہوئی۔ اور یہ شرف و سعادت حضرت حلیمہؓ کی قسمت میں تھا۔ اور وہ آپ کو اپنے وطن طائف میں دودھ پلانے کو لیگئیں۔ آپ کے تشریف لیجانے کے بعد حضرت حلیمہ کے گھر میں نہایت فراخی ہوئی آپ پستان راست کا دودھ خود پیا کرتے تھے اور پستان چپ اپنے برادر رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہ گویا آپ کی جبلی عدالت تھی۔ آپ نے کبھی بول و براز کپڑہ پر نہیں کیا بلکہ اُس کے وقت مقرر تھے کہ اُس وقت آپ کو اُٹھا کر پیشاب پاخانہ کرا لیا جاتا تھا۔ آپ کا کبھی ستر عورت برہنہ نہیں ہوتا تھا۔ اور اگر اتفاقاً ہوتا تو اُس کو فرشتے چھپا دیتے تھے جب آپ پاؤں چلنے لگے اور دو برس کے ہوئے آپ حضرت حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ جنگل کو جہاں اُن کے مویشی چرتے تھے تشریف لیجاتے تھے۔ ایک دن آپ وہیں تشریف رکھتے تھے۔ کہ دو فرشتہ آئے اور اُنھوں نے آپ کو چت لٹا کر سینہ مبارک کو تا ناف چاک کیا اور دل مبارک کو نکال کر

عدالت ایام رضاعت

شق صدر

دھویا اور اس کو سکینہ سے کہ ایک چیز عالم قدس کی بصورت بسی ہوئی دوا کے تھی پر کیا اور پھر اُسی جگہ
رکھ کر شگاف سینہ کو سی دیا اور مطلق تکلیف آپکو معلوم نہ ہوئی یہ حال حضرت حلیمہ کے بیٹے نے دیکھ کر اپنی
والدہ سے کہا کہ ہمارے مکہ والے بھائی کا دو آدمیوں نے آکر پیٹ چاک کیا اس بات کو سُن کر حلیمہ جلدی
وہاں پہنچیں دیکھا کہ آپ بیٹھے ہیں۔ اور رنگ مبارک متغیر ہوگیا ہے آپ سے حال پوچھا آپ نے
تمام ماجرا بیان کیا حلیمہ سعدیہ یہ حال شق صدر شریف سُن کر ڈریں اور آپ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا
دیا۔ چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ شریفہ نے انتقال کیا آپ کے دادا عبد المطلب آپ کی پرورش
کے کفیل ہوئے دو برس کے بعد اُن کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر آپ کے چچا ابو طالب آپ کے متکفل
ہوئے۔ اُنہوں نے نہایت محبت اور تعظیم سے پرورش کیا جب آپ کا سن شریف پچیس [۲۵] برس کا
ہوا آپ کے اوصاف حمیدہ اور دیانت اور امانت کا حال سُن کر کہ اُس وقت آپ کو محمد امین کہا کرتے
تھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جو اُس وقت بہت مالدار تھیں۔ آپ کو اپنے اسباب تجارتی کے
ساتھ شام کو روانہ کیا جب آپ وہاں سے واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپکے
معاملہ میں اپنے گمان سے زیادہ صدق وصفائی پائی علاوہ ازیں میسرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا
غلام جو آپ کے ساتھ گیا تھا۔ اُس نے بہت سے معجزے جو سفر میں دیکھے تھے۔ حضرت
خدیجۃ الکبریٰ سے بیان کئے۔ یہ سُن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ اپنی درخواست سے آپ کے نکاح
میں داخل ہوئیں۔ جب سن شریف چالیس [۴۰] سال کا ہوا اور زمانہ نبوت کا قریب ہوا آپ کو
خواب صحیح نظر آنے لگے اور آپنے غار حرا میں خلوت اختیار کی وہاں ۸ ربیع الاول دو شنبہ کے
دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور وحی لائے اور آپ سے کہا کہ پڑھو آپنے
فرمایا کہ میں خواندہ نہیں ہوں پھر اُنہوں نے آپ سے معانقہ کر کے آپ کو خوب دبوچا اور چھوڑ
کر فرمایا کہ اب پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں خواندہ نہیں ہوں پھر جبرئیل علیہ السلام نے خوب زور سے
آپ کو دبوچا چنانچہ یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا پھر اقرأ باسم ربک [۱۹] الذی خلق ما لم یعلم تک
پڑھائی بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو تکلیف ہوئی اور آپ اوڑھالو مجھ کو اوڑھالو مجھ کو
فرماتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف
ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کو اوڑھالیا اور آپ کی بہت تسکین وتشفی فرمائی اور آپ کے
اوصاف حمیدہ بیان کر کے کہا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ضایع نہیں کرے گا۔ ابتدا میں آپ دعوت
اسلام پوشیدہ کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے جوانوں میں حضرت ابو بکر صدیق ایمان لائے
عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ لڑکوں میں حضرت علیؓ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق کی ترغیب
سے حضرت عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن وقاص و زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالےٰ

علانیہ دعوت اسلام اور کفار کی عداوت

عنہم نے اسلام قبول کیا جب آیت فاصدع بما تومر نازل ہوئی یعنی جو تمہیں حکم ہے اُس کو صاف صاف باعلان بیان کر دتب آپ نے دعوت اسلام آشکارا اور بتوں کی مذمت کرنا شروع کی کفار اس بات سے آپ کے دشمن ہو گئے۔ اور طرح طرح سے آپ کو ایذا پہنچانے لگے۔ کبھی آپ کے مذاق اوڑاتے تھے کبھی آپ کے دروازہ پر سرگین و پلیدی ڈالتے تھے۔ اور جب آپ وعظ فرماتے آپ کی تکذیب کرتے کبھی آپ کی جانب پتھر پھینکتے اور شور وغل مچاتے۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑہتے تھے کہ آپ کے مونڈہوں پر اونٹ کی اوجھ رکھدی اور جس طرح آپ کو تکلیف دیتے اُسی طرح جو لوگ مشرف باسلام ہوتے اُن کو بھی ایذا پہنچاتے تھے۔ تاکہ اسلام سے باز آئیں۔ کسی کو اپنی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈالتے تھے۔ کسی کی گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دیدیتے اور وہ اُن کو تمام میں پھراتے تھے۔ کسی کو گرم ریگ پر برہنہ لٹا دیتے۔ اور گرم پتھر اُن کے سینہ پر رکھتے حضرت بلال ایک سردار قریش اُمیۃ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ اُن کو نہایت تکلیف دیتا گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر ڈالدیتا اور کہتا توحید سے منحرف ہو کر لات و عزیٰ کے الوہیت کا قائل ہو وہ شدت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے۔ مگر جب ہوش آجاتا احداً احداً کہتے یعنی ایک ہی خدا کو مانتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اُمیۃ بن خلف کو ایک اپنا غلام اور مال دے کر حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔ لبینہ کو حضرت عمر ایام جاہلیت میں اس قدر مارتے تھے۔ کہ خود تھک کر چھوڑ دیتے تھے۔ اور کہتے کہ تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے تجھ کو رحم کر کے چھوڑ دیا بلکہ خود تھک گیا ہوں۔ اور پھر مارتے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اُن کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ زنیرہ کو ابو جہل نے اس قدر تکلیف دی تھی۔ کہ وہ نابینا ہو گئے۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ لات و عزیٰ نے تیری آنکھیں لے لیں ہیں۔ وہ کہتے کہ لات و عزیٰ کو خبر کیا۔ حکم الٰہی سے جاتی رہیں۔ عمار بن یاسر اور اُن کے والدین کو نہایت ایذا پہنچاتی تھی۔ ایک روز دھوپ میں ڈالے ہوئے اُن کو عذاب کرتے تھے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلعم کا اُس طرف گذر ہوا آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا صبر کرے آل یاسر کہ تمہارے واسطے جنت ہے۔ جب آپ نے مسلمانوں کی اس قدر تکلیف و ایذا ملاحظہ کی تو فرمایا کہ جو اپنے تئیں غیر مامون سمجھے وہ حبشہ کی جانب ہجرت کر جائے کہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم و ستم روا نہیں رکھتا۔ جس وقت اللہ تعالےٰ ہم کو قوت دے گا۔ آجانا چنانچہ ماہ رجب ۵ سنہ نبوی کو دس ۱۰ یا بارہ ۱۲ آدمیوں نے اول ہجرت کی منجملہ ازاں عثمان بن عفان مع اہلیہ خود رقیہ بنت رسول اللہ صلعم و زبیر ابن العوام وغیرہ بھی تھے۔ اور یہ اول ہجرت اسلام میں واقع ہوئی۔ پھر جعفر بن ابی طالب وغیرہ گئے غرضکہ تراسی آدمیوں نے وقتاً فوقتاً ہجرت کی۔ کفار قریش نے جب سُنا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں پناہ

مسلمانوں کو اسلام لانے پر ایذا

و آرام عاجلکر خاک ہو گئے اور عبداللہ و عمر بن العاص کو تحائف دیکر نجاشی کے پاس بھیجا - کہ مہاجرین کو اُن کے سپرد کرے مگر اُس نے منظور نہ کیا - بلکہ کفار قریش کو رسوا کر کے اپنے دربار سے نکلوا دیا - اور مسلمانوں کی نہایت تسلی و تشفی کی ایک مرتبہ کفار نے آپس میں عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب سے نکاح و بیع و شراء نہ کیا جائے - اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا - چنانچہ اُس کا تین سال تک عمل درآمد رہا آخر کار آنحضرت صلعم کو وحی معلوم ہوا کہ اُس عہد نامہ کو کیڑے نے کھالیا - اور سوائے نام اللہ کے کچھ باقی نہیں رہا - آپ نے اُس کا ذکر ابوطالب سے کیا ابوطالب نے بعض قریش سے کہا کہ اگر یہ سچ ہے - تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ چنانچہ دیکھا گیا تو فی الواقع اس عہد نامہ کو کیڑے نے کھالیا تھا - تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور وہ عہد نامہ چاک کر ڈالا - نبوت کے دسویں سال ابوطالب حضرت کے چچا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوا - اُن کے انتقال کا آپ کو بہت رنج ہوا - چنانچہ اس سال کا نام آپ نے عام الحزن رکھا - اس کے بعد کفار نے زیادہ شوخی اختیار کی اور پیغمبر خدا صلعم کو قسم قسم کی تکالیف پہنچانے لگے - آخر کار آنحضرت صلعم زید بن حارثہ کو اپنے ہمراہ لیکر طائف کو دعوت اسلام کے واسطے تشریف لے گئے - مگر کسی نے قبول نہ کیا - بلکہ وہاں کے سفلہ لوگوں نے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی اور آپ وہاں سے ناکام واپس تشریف لائے - بارہویں سال نبوت میں آپ کو معراج ہوئی بتاریخ ۲۷ رجب آپ اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف رکھتے تھے - کہ چھت مکان کی شق ہو گئی - اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے - اور وہاں سینہ مبارک اور شکم کو شق کیا اور آب زمزم سے دل مبارک اور سب اندرون سینہ اور شکم کو دھویا اور سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھر کے لائے تھے - اُس سے آپ کے دل کو پُر کیا بعد ازاں براق کو کہ جنت سے لائے تھے - آپ کی سواری کے واسطے پیش کیا آپ اُس پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے - وہاں ارواح انبیاء علیہم الرضوان السّلام حاضر تھیں - آپ نے امام ہو کر بموجب حکم خدا تعالےٰ دو رکعت نماز پڑھائی - بعد ازاں آپ آسمان پر تشریف لے گئے - اور اول و دوم و سویم و چہارم و پنجم و ششم کو طے کر کے ساتویں آسمان پر پہونچے وہاں آپ نے براق کو چھوڑا اور رفرف تیز پر کہ نہایت روشن تھا - سوار ہوئے (رف رف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں - پس وہ رف رف مسند سبز نورانی مثل تخت رواں کے تھا) اور کرسی وغیرہ تمام مکانات طے کر کے ایسا قرب خاص حاصل ہوا کہ نہ کسی نبی مرسل اور نہ کسی ملک مقرب کو ہوا تھا - آپ نے

اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ اور اپنا دیدار دکھایا اور ایسے علوم وفیوض عطا فرمائے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنی وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر جو کچھ وحی بھیجی۔ بعد قرب تام وحصول شرف کلام ودیدار ودیگر نعمہائے عظیمہ جب آپ نے مراجعت فرمائی مشہور ہے کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا۔ اور زنجیر حجرہ کی ہلتی تھی۔ صبح کو جب آپ نے یہ حال بیان فرمایا کفار اور مذاق اوڑانے لگے بعض نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے کہا کہ کیا اب بھی تم محمدؐ کو سچا کہو گے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں رات مسجد اقصیٰ اور تمام آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اور اسی وقت حضور میں حاضر ہوئے اور معراج کا حال سن کر تصدیق کی اسی سبب سے حضرت ابوبکر کا نام صدیق ہوا حضرت پیغمبر خدا صلعم کا معمول تھا۔ کہ ایام حج میں جب قبائل عرب آتے تو آپ ان کے پاس تشریف لیجاتے اور دعوت اسلام کرتے۔ لیکن کوئی قبول نہ کرتا اور کہتے کہ جب تک ان کے قرب وجوار کی قوم کہ جو ان کے حال سے زیادہ واقف ہیں۔ اسلام نہ قبول کریں۔ باہر والوں کے واسطے مطیع ہونا مصلحت نہیں ہے تا آنکہ گیارھویں سال نبوت میں قوم انصار قبیلہ خزرج باشندگان مدینہ منورہ کے پاس آپ حسب معمول تشریف لے گئے۔ اور دعوت اسلام فرمائی ان میں سے چھ ۶ آدمی مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ ہم پھر آویں گے۔ یہ لوگ جب مدینہ میں واپس پہنچے اور اسلام کا حال فاش کیا۔ تو مدینہ کی گلی گلی اور گھر گھر آپ کے ذکر سے معطر ہوگیا۔ اگلے سال بارہ آدمی آئے منجملہ ازاں پانچ پہلے اور سات نئے تھے۔ انہوں نے قبول اسلام کیا اور آپ نے ان کی درخواست پر مصعب بن عمیر کو تعلیم قرآن وشرائع اسلام کے لئے ان کے ساتھ بھیجدیا۔ مصعب نے وہاں تعلیم قرآن ودعوت اسلام شائع کی اور اکثر آدمی انصار سے مشرف باسلام ہوئے تیرھویں ۱۳ سال ستر آدمی شرفاء انصار سے مسلمان ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ آپ اگر مدینہ تشریف لیچلیں۔ تو ہم کسی قسم کی خدمت گذاری میں کوتاہی نکریں گے اور جان مال سے حاضر رہیں گے اور جو آپ سے مدینہ لڑنے آئیگا۔ اس سے لڑنے میں قصور نہ کرینگے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت دی کہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر جائیں چنانچہ اصحاب نے خفیہ خفیہ روانہ ہونا شروع کیا مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ شمشیر حمائل کرکے خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا۔ بعد ازاں کفار کو مخاطب کرکے فرمایا خراب ہوں وہ جو پتھروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور جس کو اپنی جورو کا بیوہ کرنا۔ اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو میرا سامنا کرے۔ یہ کہکر مدینہ کو روانہ ہوئے قریش میں سے کسی کا منہ نہ پڑا کہ روکتا۔ غرضکہ تمام صحابہ بجز حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی رض کے ہجرت کر گئے حضرت

صدیق سے آپ نے فرمایا کہ تم میری رفاقت میں چلوگے چنانچہ اس بشارت سے وہ نہایت خوش ہوئے۔ رات کے وقت آپ دولت خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ کفار نے آکر دروازہ مبارک گھیر لیا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور فرمایا کہ کفار تم کو ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں وہ بھی حضرت علیؓ کو سپرد کردیں۔ اور فرمایا کہ یہ ان کے مالکوں کے سپرد کر کے تم مدینہ میں آجانا اور آپ دروازے سے باہر نکلے اور اوّل سورہ یٰس فاغشیناھم فھم لا یبصرون تک پڑھ کر ایک مشت خاک کفار پر پھینک دی۔ اور آپ صاف نکل آئے کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اور حضرت صدیق اکبر کو اُن کے گھر سے ہمراہ لیکر پیادہ روانہ ہوئے آپ نے جوتا پاؤں سے نکال ڈالا تھا اور انگلیوں سے چلتے تھے۔ کہ نشان قدم نہ معلوم ہو آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے تب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو کندھے پر سوار کر کے غار ثور تک پہنچا دیا۔ تین روز وہاں قیام رہا اسماء بنت ابوبکر ہر روز دونوں کیواسطے کھانا لیجایا کرتی تھیں۔ صبح کو کفار تلاش کرتے کرتے غار کے کنارہ تک پہنچ گئے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہایت فکر و تردد ہوا آپ نے فرمایا غمگین مت ہو اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے تین دن کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مدینہ منورہ پہنچے۔ شہر کے کنارہ محلہ قبا میں قیام کیا اور یہاں پنج شنبہ تک مقیم رہے بعدہ شہر کے اندر ٹھہرنے کا ارادہ کیا شہر کے ہر شخص کی آرزو ہوتی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھیریں۔ جس وقت آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ہمراہ ہوئے آپ نے فرمایا اونٹنی مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائیگی وہیں میں مقیم ہونگا۔ غرضکہ اونٹنی جس جگہ کہ اس وقت مسجد نبوی ہے بیٹھ گئی آپ اُسی جگہ اُترے ابوایوب انصاری آپ کا اسباب اپنے گھر لے گئے اور آپ اُن کے گھر ٹھیرے حتیٰ کہ مسجد نبوی اور آپ کا مکان تیار ہوا یہ زمین کہ جس پر اونٹنی بیٹھی تھی دو یتیموں کی تھی حضرت ابوبکر صدیق کے مال سے دس دینار کو خریدی گئی کتب احادیث میں وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں آپ نے ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا۔ کہ اس کے پاس ایک پتھر تم رکھو اور حضرت ابوبکرؓ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عمر اور حضرت عمرؓ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عثمانؓ سے رکھوایا اور فرمایا ھولاء الخلفا من بعدی یہ لوگ خلیفہ ہونگے میرے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ ہوئی۔ اور اسی سال روزے ماہ رمضان المبارک کے فرض ہوئے اور اُسی سال آپ کو حکم جہاد ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد کفار سے جنگ بدر و جنگ احد و جنگ حمرالاسد و جنگ رجیع و جنگ بیرمعونہ و جنگ بدر ثانیہ و جنگ خندق

جنگ بنی قریظہ وجنگ بنی المصطلق وجنگ خیبر وجنگ موتہ وجنگ حنین وغزوہ تبوک وغیرہ بڑی سخت لڑائیاں ہوئیں جن کا مفصل حال کتب مبسوط میں درج ہے ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ لیکن خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب شغل تعلیم و ہدایت وامور غزوات کے تشریف نہ لیجا سکے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آپ نے امیر الحاج مقرر کر کے مکہ روانہ کیا اور حضرت صدیقؓ نے وہاں جاکر لوگوں سے حج کرایا اور خطبہائے موسم حج پڑھے دسویں سال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود حج کو تشریف لے گئے اِس حج میں آپ نے ایسی ایسی باتیں فرمائیں۔ جیسے کوئی وداع کرتا ہے یعنی لوگوں کو رخصت کرتا ہے لہذا اِس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبوں میں احکام ونصائح مفید ارشاد فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ شاید سال آیندہ میں تم میں نہ رہوں مسلمانوں کی حفظ جان ومال اور ممانعت خونریزی کی بہت تاکید کی اور فرمایا۔ کہ مرد اپنی بیوی کا حق پہچانے اور عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدا تعالےٰ سے اُن کے معاملہ میں ڈرو یعنی بیجا تکلیف ورنج مت دو اور مردوں کے لئے عورتوں پر تاکید کی کہ اطاعت کریں اور مرد بیگانہ کو گھر نہ آنے دیں اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کے احکام کو خوب مضبوط پکڑو گے۔ گمراہ نہ ہو گے اِسی سال عرفہ کے روز جمعہ کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام نازل ہوئی یعنی آج کامل کیا میں نے تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کا۔ نکتہ شناس صحابہ اِس آیت کے نزول سے قرب قیامت ونشان وفات حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے اور اِس سے قریب ہی سورہ نصر نازل ہوئی اس کے بھی علماء صحابہ قرب وفات سمجھ گئے گو بظاہر یہ آیتیں باعث خوشی کی مگر فی الحقیقت سبب رنج عظیم ہوئیں۔ ایک بار آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اختیار دیا گیا ہے۔ چاہے دنیا کے ناز ونعمت اختیار کرے یا اُس چیز کو اختیار کرے جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اُس نے دنیا کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس رمز کو سمجھ گئے اور زار زار رونے لگے لوگ اُن کے رونے پر حیران تھے کہ حضرت تو ایک غیر شخص کا حال بیان فرماتے ہیں ان کے رونے کا کیا سبب ہے بعدہ معلوم ہوا کہ اس بندہ سے مراد خود آنحضرت صلعم تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے آپ نے فرمایا کہ خیبر میں جو میں نے لقمہ کھایا تھا۔ اُس کی تکلیف ہمیشہ رہتی ہے اور اب یہانتک ہے۔ کہ

وفات شریف

رگ جان سبب زہر کے کٹ گئی۔ لقمہ سے وہ لقمہ مراد ہے جو یہودیہ نے بکری کے گوشت میں آپ کو زہر دیا تھا۔ غرضکہ آپ کو درد سر و بخار شدید عارض ہؤا اور اِس قدر بڑھا کہ آپ نماز کے لئے مسجد میں نہ جا سکے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ارشاد فرمایا۔ کہ امامت کریں بعد ازاں حسب الحکم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امامت شروع کی دو بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحالت نماز پڑھانے کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک بار حضرت صدیقؓ کے پیچھے پڑھی اور ایک مرتبہ اُن کی برابر کھڑے ہوئے تھے بقول مشہور بارھویں ربیع الاوّل دوشنبہ کو دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر تکیہ لگائے ہوئے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات سے گویا قیامت برپا ہوگئی اصحاب واہل بیت کو ایسا صدمہ ہؤا کہ جس کا بیان نہیں حضرت عمرؓ کے ہوش جاتے رہے عقل کٹ گئی یہانتک کہ وہ کہنے لگے کہ جو رسول اللہ صلعم کی نسبت کہیگا۔ کہ وفات ہوئی ہیں اُسے قتل کرونگا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُن کو اِس مقولہ سے روکا اور یہ خطبہ پڑھا کہ من کان یعبد محمد ا فان محمد ا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین اِس خطبہ کو سُنتے ہی سب کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین آگیا۔ اور سب کے حواس ٹھکانے ہوگئے حضرت علیؓ وعباس وفضل وقثم واسامہ بن زید نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور تین جامہ سے کفن دیا نماز کے واسطے یہ قرار پایا کہ بدفعات جو لوگ آتے جائیں نماز پڑھتے جائیں۔ اور حضرت عایشہ کے حجرہ میں جہاں آپ کا انتقال ہؤا تھا۔ دفن کیا۔ بعد دفن کرنے کے آپ کے فراق میں اہل بیت وصحابہ کی بیقراری وگریہ وزاری کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا سب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ اپنے پیغمبر کے بدن پر مٹی ڈالی اصحاب نے عرض کیا کہ اے بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم سے مجبوری ہے حضرت فاطمہ کو اِس قدر صدمہ ہوا کہ جب تک زندہ رہیں مطلق نہ ہنسیں اور دفن کے بعد قبر شریف پر آئیں اور تھوڑی سی خاک اُٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور سونگھی اور روئیں اور اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔ کیا چاہیئے اُس کو جو سونگھے خاک قبر احمد صلعم کی یہ چاہیئے۔ کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو۔ پڑیں مجھ پر وہ مصیبتیں جو پڑتیں۔ اور پر دنوں کے تو ہو جاتیں راتیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی حج کرے اور بعد اُس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اُس نے زیارت کی میری حالت حیات میں۔

خطبہ حضرت صدیق اکبرؓ

ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں نہ جائیگا۔ جس نے مجھے دیکھا ارشاد فرمایا۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ چھ مہینہ کے بعد وہاں خواب میں دیکھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اے بلال کیا ظلم کیا کہ ہمارے پاس زیارت کو بھی نہیں آتے چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ خواب سے جاگتے ہی متوجہ مدینہ مطہرہ ہوئے اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اور سب کے طفیل میں راقم الحروف کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت و شفاعت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔ ع

گنہگارم سیہ کارم شفاعت یارسول اللہ

حُلیہ شریف

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانہ قد مائل بطوالت تھے۔ لیکن جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے تھے اُس میں خواہ کیسے ہی طویل القامت آدمی موجود ہوتے۔ آپ سب سے بلند معلوم ہوتے رنگ مبارک سُرخ و سفید باملاحت تھا۔ سر مبارک بڑا تھا۔ موئے مبارک خوب سیاہ نرم اور قدرے گھونگر والے تھے کبھی دوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمہ گوش تک آپ مانگ نکالا کرتے تھے۔ پیشانی مبارک کشادہ اور روشن تھی۔ ابرو مبارک باریک تھی۔ کمان کی شکل ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن واقع میں ملی ہوئی نہ تھی۔ دونوں کے بیچ میں کچھ فرق تھا۔ دونوں ابرؤوں کے درمیان ایک رگ تھی۔ کہ غصہ کے وقت پھول جاتی تھی چشم مبارک بڑی تھیں اور سپیدی میں سُرخی آمیز تھی پتلیاں نہایت سیاہ کہ بلا سرمہ ایسی معلوم ہوتی تھیں۔ گویا سرمہ لگا ہوا ہے پلکیں بڑی بڑی تھیں خوبصورت رخسار مبارک پُر گوشت و نرم نہ پھُولے ہوئے نہ دبے ہوئے ناک بلند اور نورانی کان نہ چھوٹے نہ بڑے بلکہ متوسط خوبصورت تھے۔ دندان مبارک سفید و چمکدار بوقت تبسم بجلی کی مانند چمک معلوم ہوتی تھی۔ آگے کے دانتوں میں کھڑکی تھی۔ چہرہ مبارک نہ لمبا نہ گول بلکہ کسی قدر گولائی تھی۔ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشان تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی تھی۔ گھنے بال سینہ مبارک پر پُر کرتے تھے۔ اور اُن کو آپ کترواتے نہ تھے۔ اور مُوچھیں کترواتے تھے۔ اور آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں ۱۷ سترہ بال سفید تھے۔ گردن مبارک صاف شفاف بہت خوبصورت گویا سانچہ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ دو مبارک پُر گوشت و خوبصورت ہاتھ لمبے لمبے تھے۔ ہتھیلیاں کشادہ پُر گوشت

اور بہت نرم۔ بغلیں سفید خوشبو دار اور ان میں بال نہ تھے۔ انگلیاں دست مبارک کی لمبی اور خوشنما۔ سینہ مبارک چوڑا تھا۔ اور اُس پر ایک باریک خط بالوں کا تا بناف تھا۔ پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔ دونوں کندھوں کے درمیان میں مُہر نبوّت تھی۔ اور وہ گوشت کا پارہ اُبھرا ہوا مانند بیضہ کبوتر کی تھا۔ اُس کے گرد تل اور بال تھے۔ اور یہ جو مشہور ہے۔ کہ اُس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ یہ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہاتھوں پر اور کندھوں پر اور سینہ پر اور پنڈلیوں پر آپ کے بال تھے۔ اِس کے سوا بدن مبارک پر بال نہ تھے۔ شکم مبارک خوب سفید صاف اور شفاف تھا۔ سینہ و شکم برابر تھا یعنی شکم مبارک سینہ سے نکلا ہوا نہ تھا۔ ساق مبارک صاف و گول تھیں۔ اور فی الجملہ باریکی اُن میں تھی۔ قدم مبارک کی کف پا پر گوشت اور بیچ سے خالی تھی۔ اور انگلیاں پائے مبارک کی قوی اور خوشنما اور انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے بڑی تھی۔ غرضکہ ؎

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس پشت سے بھی آپ کو ویسا ہی نظر آتا تھا۔ جیسا کہ سامنے سے اور وجہ اُس کی یہ تھی۔ کہ آپ کا بدن مبارک نور کا تھا۔ جیسی شمع کہ اُس کا رو و پشت یکساں ہوتی ہے۔ اور سب طرف کی چیز یکساں معلوم ہوتی ہے اور اِسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ آپ کی رفتار کسی قدر گردن جھکا کر بے تکلف بسرعت اور بقوت تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ گویا پاؤں جما کر اُٹھاتے ہیں۔ اور بلندی سے نیچے کو تشریف لاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رو نہیں۔ دیکھا۔ آپ بلا تکلف چلا کرتے تھے۔ اور ہم نہایت مشقت سے آپ کے ساتھ ہنستے تھے۔ اور پاؤں پاس پاس رکھ کر چلتے۔ جسم مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی۔ جو کہ آپ سے مصافحہ کرتا تھا۔ تمام دن اُس کے ہاتھ میں خوشبو آتی تھی۔ جس گلی میں آپ نکل جاتے تھے۔ وہ خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ اور لوگ پہچان لیتے تھے۔ کہ آپ اِس طرف سے تشریف لے گئے ہیں۔ پسینہ مبارک میں ایسی خوشبو تھی۔ کہ وہ دلہنوں کے لگایا جاتا تھا۔ اور وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب ہوتی تھی۔ آپ جہاں قضاء حاجت بیٹھتے وہاں سے خوشبو آتی۔ اور زمین آپ کے فضلہ کو چھپا لیتی۔ پیشاب میں آپ کے قذارت اور بدبو نہ تھی۔ دنیا کی چیزوں میں آپ کو خوشبو اور اچھا کھانا اور عورتیں بہت پسند تھیں دو چیزوں سے تو آپ نے حظ اُٹھایا۔ اور تیسری چیز یعنی طعام سے آپ متمتع نہ ہوئے بلکہ قصداً آپ بھوکے رہتے یہانتک کہ شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور باوصف ایسے بھوکے رہنے کے مباشرت نساء پر اِس قدر قادر تھے

کہ ایک رات میں سب ازواج مطہرات کے پاس ہو آتے تھے۔ اور یہ از قبیل معجزات ہے۔ آپ کے آبِ دہن مبارک سے کھاری کنوے شیریں ہو جاتے تھے۔ مکھی بدن مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کے جامہ مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی۔ آپ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی۔ اور میلا کچیلا پریشان صورت رہنے کو بہت ناپسند فرماتے۔ بالوں کے دھونے اور تیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے۔ لیکن نہ اس قدر کہ اکثر اوقات اسی میں مشغول رہے +

اخلاق کریمہ

آپ کے خلق کا اندازہ اسی سے کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو قرآن شریف میں عظیم فرماتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم ۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا + آپ ایسے باوقار تھے۔ کہ جو اچانک آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا۔ مگر جب شرف حضور سے مشرف ہوتا۔ اور بات چیت کرتا تو آپ کی محبت اُس کے دل میں آجاتی آپ کی عادت یہ تھی۔ کہ جس سے ملتے اول سلام کرتے اور جو کوئی آپ کو کسی کام کے لئے کھڑا کر لیتا۔ تو آپ توقف فرماتے۔ جب تک کہ وہ شخص خود نہ جاتا اور جو شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ اُس سے ہاتھ نہ چھوڑاتے یہاں تک کہ وہ خود آپ سے نہ چھوڑ دیتا۔ اور جب اپنے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو اول مصافحہ کرتے۔ پھر اُس کی اُنگلیوں میں اُنگلیاں ڈالتے اور خوب مضبوط گرفت فرماتے کھڑے ہوتے اور بیٹھتے تو ذکر اللہ کا کرتے اور اگر آپ کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی آبیٹھتا تو آپ اپنی نماز مختصر کر دیتے۔ اور اُس سے پوچھتے کہ تم کو کوئی کام ہے۔ اور جب اُس کے کام سے فارغ ہوتے تو پھر نماز پڑھنے لگتے اور آپ کی اکثر نشست یہ تھی۔ کہ دونوں ساقوں کو کھڑی کر کے اُن کے گرد سے دونوں ہاتھ گوٹ مارنے کی طرح پکڑ لیتے تھے۔ آپ کی نشست آپ کے اصحاب کی نشست سے متمیز نہ تھی جہاں آپ کو نشست کی جگہ ملتی تھی۔ اُسی جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی آپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ کہ اپنے پاؤں اصحاب میں پھیلائے ہوں۔ اور اُن پر جگہ تنگ ہو گئی ہو۔ ہاں اگر مکان وسیع ہوتا۔ اور پاؤں پھیلانے سے تنگی نہ ہوتی تو کچھ مضایقہ نہ تھا۔ اور آپ کی اکثر نشست قبلہ رُخ ہوتی۔ اور جو آپ کے پاس آتا تھا۔ اُس کی خاطر اور تعظیم فرماتے حتیٰ کہ جن میں اور آپ میں کسی طرح کی قرابت اور دودھ پینے کا علاقہ نہ تھا۔ اُن کے لئے اپنی چادر بچھا کر اُن کو بٹھلاتے اور جو تکیہ آپ کے نیچے رہتا تھا۔ آنیوالے کے لئے اُس کو نکال کر حوالہ فرماتے۔ اور اگر وہ اُس کو لینے سے انکار کرتا۔ تو آپ قسم دیتے کہ اُسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ اور جس کسی نے آپ سے محبت کی اُس کو بھی گمان ہوتا۔ کہ سب سے زیادہ آپ مجھ پر کرم فرماتے ہیں

اپنے جلیسوں میں سے ہر ایک کی طرف حصہ رسد توجہ فرماتے ۔ اپنے اصحاب کو اُن کی خاطر
و دلداری کے واسطے ان کی کنیتوں سے پکارتے اور جس کی کینت نہ ہوتی اُس کی کینت
آپ خود مقرر فرماتے ۔ اور سب لوگوں سے زیادہ دیر میں آپ کو غصہ آتا ۔ اور سب سے جلد راضی
ہو جاتے ۔ لوگوں پر نہایت درجہ کی شفقت فرماتے ۔ اور اُن کے حق میں سب سے بہتر
اور نافع تر تھے ۔ آپ کی مجلس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں ۔ اور جب مجلس سے اُٹھتے تو
فرماتے سبحانک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و توب الیک
اور یہ فرماتے ۔ کہ یہ کلمات مجھے جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں ۔ آپ سب سے زیادہ
فصیح اور شیریں تقریر تھے ۔ اور فرماتے ہیں عرب میں زیادہ فصیح ہوں ۔ آپ کم سخن نرم گفتار
تھے ۔ جب بولتے تو بہت کلام نہ فرماتے آپ کا کلام گویا موتیوں کے دانوں کی لڑی کی
طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلا آیا کرتا تھا ۔ اثناء کلام میں گو نہ توقف ہوتا تھا ۔ کہ سننے والا
اُس کو یاد کرے آپ کی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا ۔ سکوت بہت فرماتے ۔ اور بدوں
حاجت لب مبارک گفتگو کو نہ ہلاتے ۔ لفظ نامعقول زبان پر نہ لاتے ۔ اور حالت رضا اور
غضب میں بجز سچ کے اور کچھ نہ فرماتے ۔ جو کوئی بُرا لفظ بولتا اُس کی طرف سے منہ پھیر
لیتے اور جو لفظ آپ کو بُرا معلوم ہوتا ۔ اور یہ مجبوری کہنا پڑتا تو اُس کو صراحۃً نہ فرماتے ۔ اشارۃً
ارشاد فرمادیتے جب آپ خاموش ہو جاتے تو جلیس بولتے آپ کے پاس کوئی ایک دوسرے
کی بات نہ کاٹتا خیر خواہی کے ساتھ بدوں ہنسی کے نصیحت فرماتے ۔ اپنے اصحاب کے روبرو
سب سے زیادہ تبسم اور خندہ فرماتے ۔ اور اُن کی باتوں سے زیادہ تعجب فرماتے اور بعض
اوقات اتنا خندہ فرماتے کہ آپ کی کچلیاں کھل جاتی آپ کے اصحاب کا خندہ آپ کے سامنے
بسبب اقتدار اور توقیر کے تبسم ہوتا ۔ اور دل خوش رہتے ۔ بشرطیکہ آپ پر قرآن مجید نازل نہ
ہوتا ۔ یا قیامت کا ذکر یا خطبہ اور وعظ نہ فرماتے ہوتے ۔ اور جب آپ خوشی اور راضی ہوتے
تو سب سے بہتر رضا کی حالت میں ہوتے اور اگر وعظ فرماتے تو واقعی طور پر فرماتے نہ ہنسی کے
طور سے ۔ اور اگر آپ غصہ ہوتے اور غصہ بجز خدا کے واسطے نہ ہوا کرتے تھے ۔ تو کسی چیز کو آپ
کے غصہ کے سامنے ٹھیرنے کی تاب نہ تھی ۔ اور آپ اپنے سب کاموں میں ایسے ہی تھے
آپ جو موجود پاتے کھا لیتے اور جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے وہ آپ کو سب سے زیادہ
محبوب ہوتا ۔ اور جب دستر خوان بچھایا جاتا تو بسم اللہ فرماتے اور اکثر جب آپ طعام تناول فرمانے
کو بیٹھتے یا بائیں زانوں پر بیٹھتے اور داہنا کھڑا کر لیتے اور گرم کھانا آپ نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس
میں برکت نہیں ہوتی اور اللہ تعالےٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی سو اُس کو ٹھنڈا کر لو ۔ اور اپنے

قریب سے آپ کھایا کرتے اور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات چوتھی سے سہارا لیتے۔ اور دو انگلیوں سے نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ طور شیطان کے کھانے کا ہے آپ بدون چھنے جو کے آٹے کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور ککڑی تر خرما کے ساتھ اور نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اور ترمیوؤں میں آپ کو خربوزہ اور انگور بہت پسند تھے۔ اور آپ خربوزہ روٹی کے ساتھ اور مصری کے ساتھ تناول فرماتے۔ اور کبھی خربوزہ خرما تر کے ساتھ کھاتے اور کھانے میں دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے تھے۔ اور کبھی آپ انگوروں کا خوشہ مُنہ میں رکھ لیتے یعنی کئی کئی ایک دفعہ کھاتے اور آب انگور آپ کی ریش مُبارک پر موتیوں کی طرح اُترتا معلوم ہوتا اور آپ کا اکثر کھانا پانی اور خرما ہوتا تھا۔ اور کبھی آپ ایک گھونٹ دودھ کا پی لیتے اور اوپر سے ایک خرما کھاتے۔ پھر اسی طرح کرتے۔ اور دودھ اور خرما کو اطیبین فرماتے (یعنی دو عمدہ چیزیں) اور سب سے زیادہ محبوب کھانا آپ کے نزدیک گوشت تھا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ گوشت شنوائی کی قوت بڑھاتا ہے۔ اور دُنیا و آخرت میں کھانوں کا سردار ہے۔ اور اگر میں اپنے پروردگار سے درخواست کرتا۔ کہ مجھ کو ہر روز گوشت عطا کرے تو وہ بیشک عطا کرتا اور آپ ثرید کو گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے اور کدو کو آپ پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ پیڑ میرے بھائی یونس علیہ السّلام کا ہے۔ حضرت عایشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آپ ارشاد فرماتے کہ تم جب ہنڈیا پکاؤ تو اُس میں کدو بہت ڈالا کرو کہ وہ غمگین دل کو بہت تقویت دیتا ہے۔ اور جس پرند کا شکار ہوتا اُس کو تناول فرماتے آپ شکار نہ مارتے مگر کوئی شکار کر کے لا دیتا تو اُس کے کھانے کو پسند فرماتے۔ اور جب گوشت کھاتے۔ تو سر مُبارک کو اُس کے لئے نہ جھکاتے بلکہ اُس کو مُنہ کے پاس لاکر دانت سے کاٹتے اور روٹی اور گھی تناول فرماتے اور بکری میں سے آپ کو دست اور شانہ پسند تھا۔ اور ہنڈیا میں سے کدو اور روٹی لگاکر کھاتے۔ کھانے کی چیزوں میں سے سرکہ اور کھجوریں میں سے عجوہ پسند فرماتے۔ اور ساگ کی قسم میں آپ کاسنی اور ریحان اور خرفہ پسند فرماتے اور گُردوں کو آپ بُرا جانتے تھے۔ اِس وجہ سے کہ پیشاب کے قریب رہتے ہیں اور بکری میں سے سات چیزیں نہ کھاتے تھے۔ ذکر اور فوطے اور پھکنا اور پتہ اور غدہ اور خون اور اُن کو بُرا جانتے تھے۔ اور کچا لہسن اور پیاز اور گندنا تناول نہ فرماتے تھے۔ اور کسی کھانے کو کبھی بُرا نہیں فرمایا۔ بلکہ اگر اچھا ہوا تو کھالیا ورنہ چھوڑ دیا اور اگر بُرا جانا تو دوسرے کی نظر میں اُس کو ناپسند نہیں کیا اور ضب اور تلی سے آپ نفرت رکھتے تھے۔ مگر اُن کو حرام نہ فرماتے تھے۔ اور اپنی اُنگلیوں سے رکابی چاٹتے اور فرماتے کہ پچھلے کھانے میں برکت

ہوتی ہے۔ اور کھانے کے بعد اپنی اُنگلیاں اتنی چاٹتے کہ سُرخ پڑ جاتیں۔ اور اپنا دستِ مُبارک
رومال سے نہ پونچھتے جب تک کہ ایک ایک اُنگلی نہ چاٹ لیتے۔ اور فرماتے کہ معلوم نہیں
کونسے کھانے میں برکت ہے۔ اور جب آپ گوشت روٹی خاصکر کھاتے۔ تو ہاتھوں کو خُوب
دُھوتے پھر بقیہ پانی کو مُنہ پر پونچھ لیتے اور آپ پانی تین دفعہ پیتے اور اُن میں بسم اللہ اور
تین مرتبہ الحمد اللہ کہتے اور پانی کو چُوس چُوس کر پیتے بڑے گھونٹ سے نہ پیتے۔ اور کبھی
ایک ہی سانس میں پانی پینے سے فراغت پاتے اور برتن میں پیتے وقت سانس نہ لیتے
بلکہ اُس سے علیحدہ ہو کر سانس لیتے اور اپنا اُلُش اُس کو مرحمت فرماتے جو آپ کے داہنی
طرف ہوتا اور کبھی بائیں طرف والا رتبہ میں بڑا ہوتا تو داہنی طرف والے سے اجازت لیتے
کہ طریق سُنت تو یہی ہے۔ کہ تجھ کو ملے لیکن اگر تجھ کو پسند ہو تو بائیں طرف والے کو اپنے نفس
پر ترجیح دے ایک بار آپ کی خدمت میں ایک برتن آیا۔ جس میں شہد اور دودھ تھا۔ آپنے
اُس کے پینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا۔ دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں اور دو سالن
ایک برتن میں ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں اُن کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ مگر فخر کو اور دنیا کے فضول
کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو بُرا جانتا ہوں۔ اور تواضع کو پسند کرتا ہوں۔ کہ جو کوئی اللہ
تعالےٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو بلند کرتا ہے۔ کھانا گھر والوں سے
نہ مانگتے۔ اور نہ اُن پر کسی کھانے کی فرمایش کرتے۔ اگر اُنہوں نے کھلا دیا تو کھا لیا۔ اور جو
سامنے لا رکھا قبول فرمایا۔ اور جو پلایا وہ پی لیا۔ اور بعض اوقات اپنے کھانے یا پینے کی
چیز خود کھڑے ہو کر لے لیتے کپڑوں میں جو آپ کو ملتا تہمد یا چادر یا کرتہ یا جبہ یا اور کچھ وہی
پہن لیتے اور آپ کو سبز کپڑے اچھے معلوم ہوتے تھے۔ اور آپ کی اکثر پوشاک سفید ہوتی
اور فرماتے کہ اُس کو اپنے زندوں کو پہناؤ اور اموات کو اسی میں کفناؤ۔ اور لڑائی کے وقت قبائے
پنبہ دار پہنتے اور بدوں بھراؤ کے بھی پہنتے اور ایک قبا دیبا کی آپ کے پاس تھی۔ اُس کو
آپ پہنتے تو اُس کی سبزی آپ کے رنگ کی سفیدی میں اچھی معلوم ہوتی۔ اور آپ کے سب
کپڑے ٹخنوں سے اوپر چڑھے رہتے۔ اور تہمد اُن سے بھی اوپر نصف ساق تک ہوتا۔ اور
آپ کی قمیص کے بند بندھے رہتے کبھی آپ صرف چادر پہنتے کہ اور کوئی کپڑا بدن پر نہ ہوتا
اور آپ کے پاس ایک چادر پیوند لگی تھی۔ اُس کو پہنتے اور فرماتے کہ میں بندہ ہوں پہنتا
ہوں۔ جیسے بندہ پہنتا ہے۔ اور جمعہ کا جوڑا آپ کا خاص تھا۔ سوائے اور دنوں کے کپڑوں
کے اور کبھی آپ ایک چادر تہمد کی پہنتے۔ دوسری چیز بدن پر نہ ہوتی اور اُس کے دونوں
کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان گرہ لگاتے۔ اور کبھی جنازوں پر اُس سے امامت

کرتے اور کبھی مکان کے اندر ایک ہی تہمد لپیٹ کر اور دونوں کناروں کو شانوں پر اِدھر اُدھر
ڈال کر نماز پڑھتے۔ اور آپ کے پاس ایک چادر سیاہ تھی۔ اُس کو آپ نے کسی کو دے ڈالا
تھا۔ اور حضرت انس رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات
دیکھا۔ کہ ہم کو نماز ظہر ایک چھوٹی چادر میں پڑھائی جس کے کناروں کو آپ نے گرہ دے
لی تھی۔ اور آپ انگوٹھی پہنتے اور کبھی باہر تشریف لاتے تو آپ کی انگوٹھی میں کسی چیز کی یادداشت
کے لئے دھاگا بندھا ہوتا اور ٹوپیاں آپ عماموں کے نیچے اور بدون عماموں کے
پہنتے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اُتار کر اُس کا سترا کرتے۔ اور اُس کی طرف کو نماز پڑھتے
اور آپ کے ایک عمامہ کا نام سحاب تھا۔ اور جب آپ کپڑا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع
کرتے۔ اور جب کپڑا اُتارتے تو بائیں طرف سے ابتدا کرتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا
کپڑا کسی مسکین کو عنایت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو اپنے پرانے
کپڑے پہنائے اور پہنانا صرف خدا تعالےٰ کے واسطے ہو وہ حالت موت و حیات میں
خدا تعالےٰ کے ضمان اور پناہ اور برکت میں رہیگا۔ جب تک کہ مسلمان پہنائیگا۔ اور آپ
کا ایک چمڑہ کا گدا تھا جس میں خرما کی چھال بھری تھی۔ اُس کا طول دو گز کے قریب اور
عرض ایک گز اور ایک بالشت کے قریب تھا۔ اور آپ کا ایک کمل تھا۔ کہ اُس کو ہر جگہ اُٹھا کر
آپ کے نیچے دو تہ کر کے بچھا دیتے اور آپ بوریہ پر سوتے کہ اِس کے سوا اور بستر نہ ہوتا
آپ سب سے زیادہ حلیم تھے۔ اور باوجود قدرت کے مجرم کا قصور معاف فرما دیا کرتے
تھے۔ حضرت انس رض روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک یہودیہ عورت آپ کی خدمت میں ایک بکری
زہر ملی ہوئی لائی۔ تاکہ آپ اُس میں سے تناول فرمائیں۔ اُس عورت کو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے اُس سے زہر کا حال پوچھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ
مجھ کو منظور تھا۔ کہ آپ کو مار ڈالوں آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کو منظور نہیں ہے۔ کہ
تجھ کو اِس امر پر قادر کرے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالیں۔ آپ نے
فرمایا کہ نہیں۔ ایک اور یہودی نے آپ پر جادو کیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ
کو اِس کے حال کی اطلاع دی تھی۔ یہانتک کہ آپ نے اُس جادو کو نکلوا کر گرہ کھولی تھی
تو اُس سے افاقہ ہو گیا۔ اور اُس یہودی سے کبھی اِس کا تذکرہ نہ فرمایا۔ اور نہ اُس پر یہ حال ظاہر
کیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے۔ کہ تم سے کوئی میرے اصحاب کی
طرف سے کوئی بات مجھ سے نہ کہا کرو کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے پاس سینہ صاف
ہو کر آوں آپ کی خفگی اور رضامندی آپ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتی تھی۔ اور جب

آپ کو غصہ بہت آتا تھا۔ تو اپنی ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے۔ کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اُس کی بُری معلوم ہو۔ اور ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور زرد خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ آپ کو بُری معلوم ہوئی مگر اُس سے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں سے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم اِس سے کہدو کہ اِس کا استعمال نہ کرے۔ تو اچھا ہو اور ایک عرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا۔ صحابہؓ اُس پر چڑھ گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اُس کا پیشاب مت روکو پھر اُس سے ارشاد فرمایا کہ یہ مسجدیں اس واسطے نہیں کہ کوئی کوڑا یا پیشاب یا پاخانہ ان میں کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے۔ اور ماہ رمضان المبارک میں آندھی کی طرح ہوتے تھے۔ کہ کوئی چیز بدون دیے نہ چھوڑتے۔ اور کبھی کسی چیز کا سوال آپ سے نہیں ہوا۔ کہ آپ نے اُس کو نہیں دیا ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ مگر تجھ کو جو ضرورت ہے۔ وہ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لیلے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئیگا۔ ہم اُس کو ادا کر دینگے۔ حضرت فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس چیز پر آپ کو قدرت نہیں اُس کی تکلیف خدا تعالےٰ نے آپ کو نہیں دی آپ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ اُس شخص نے عرض کیا۔ کہ آپ خرچ کئے جائے اور مالک عرش بریں سے خوف مفلسی کا نہ فرمائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر سرور معلوم ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ قوی و بہادر تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ جنگ بدر میں ہم نے اپنے تئیں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑتے تھے۔ اور آپ ہم سب کی نسبت دشمن سے قریب تر تھے۔ اور حضرت علیؓ کا قول ہے۔ کہ جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوتا تھا۔ اور دونوں صفیں ملجاتی تھیں تو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔ بس آپ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا۔ اور جب لوگوں کو قتال کا حکم فرماتے تو بنفس نفیس مستعد ہوتے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ لڑاک تھے۔ لڑائی کے وقت ٹولی سے جب کوئی آگے بڑھتا تھا تو اوّل آپ ہی ہوتے تھے۔ اور جب آپ کو مشرکوں نے گھیر لیا۔ تو آپ اپنے خچر سے اُتر پڑے۔ اور فرمانے لگے ان النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب تو اُس روز کوئی ایسا نہیں نظر آیا کہ آپ سے زیادہ قوی دل ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے علو منصب میں سب لوگوں سے زیادہ تواضع اور انکسار فرماتے۔ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ تو وہ آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خوف مت کریں

بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی ایک عورت کا فرزند ہوں۔ اور اپنے اصحاب میں ایسے مِل
جُل کر بیٹھتے کہ گویا انہیں میں کے سے آپ بھی ہیں۔ اجنبی شخص آتا تو بدون پوچھے نہ معلوم کرتا
کہ آپ کونسے ہیں۔ یہانتک کہ صحابہ نے التماس کیا۔ کہ آپ ایسی جگہ پر بیٹھا کریں۔ کہ اجنبی آپ
پہچان لیا کریں۔ چنانچہ آپ کے لئے مٹی کا ایک چبوترہ بنا دیا کہ اُس پر آپ نشست فرماتے
اور حضرت عایشہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا تعالےٰ مجھ کو آپ پر قربان کرے
آپ تکیہ لگاکر کھانا تناول فرمایا کیجئے کہ یہ آپ کو آسان پڑے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے سر مبارک اتنا جھکایا کہ قریب تھا۔ پیشانی زمین سے لگجائے فرمایا۔ کہ میں ایسے کھاؤنگا۔
جیسے بندہ کھاتا ہے۔ اور ایسے بیٹھوں گا۔ جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ اور جب آپ لوگوں کے
ساتھ بیٹھتے تو اگر وہ آخرت کے باب میں گفتگو کرتے تو اُن کے ساتھ وہی تقریر فرماتے
اور اگر وہ کھانے پینے کی بات کرتے تو ویسا ہی ذکر فرماتے۔ اور اگر وہ دنیا کے باب میں
کلام کرتے تو آپ بھی وہی کرتے اور کبھی اصحاب آپ کے سامنے شعر پڑھتے۔ اور کچھ
باتیں جاہلیت کی ذکر کرتے اور ہنستے تو اُن کے ہنسنے کے وقت آپ بھی تبسم فرماتے اور
بجز حرام کے اُن کو اور چیز سے زجر نہ فرماتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ قسم ہے اُس
ذات کی جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ کہ جو چیز آپ کو
بُری لگی۔ اُس میں مجھ سے آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا۔ کہ یہ تو نے کیوں کی اور جب کسی نے
آپ کے گھر والوں میں سے ملامت کی تو آپ نے بھی ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو کچھ مت کہو
تقدیر میں یہی ہونا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خوابگاہ میں عیب نہیں لگایا۔
اگر کسی نے بچھونا بچھادیا۔ تو لیٹ رہے۔ اور اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر لیٹ رہے۔ آپ اپنا
جوتہ گانٹھتے اور کپڑے میں پیوند لگاتے۔ اور اپنے گھر کا کام کرتے اور ازواج مطہرات
کیساتھ گوشت کاٹتے سب لوگوں سے زیادہ حیادار تھے۔ کہ کسی کے چہرہ پر آپ کی نگاہ نہ جمتی۔
ہدیہ قبول فرماتے۔ گو ایک گھونٹ اونٹ کے دودھ کا ہوتا یا ران خرگوش کی اور ہدیہ کی
مکافات فرماتے۔ ہدیہ کو تناول فرماتے۔ اور صدقہ کو نہ کھاتے اپنے پروردگار کی خاطر
غصہ فرماتے۔ اپنے نفس کے واسطے غصہ نہ فرماتے حق کو جاری فرماتے۔ گو اُس میں
آپ کا اور آپ کے اصحاب کا نقصان ہوتا۔ ایک موقع پر ایک گروہ مشرکوں نے آپ سے
درخواست کی کہ ہم آپ کے طرفدار ہوکر دوسرے مشرکوں سے عوض لیں۔ اور اُس وقت
آپ کے پاس آدمیوں کی اتنی قلت تھی کہ اگر ایک شخص بھی آپ کے ساتھیوں میں زیادہ
ہوتا۔ تو اُس کی بھی ضرورت تھی۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا۔ کہ میں مشرک سے مدد نہیں

لیتا ہوں۔ ولیمہ کی دعوت قبول فرماتے بیمار کی عیادت فرماتے۔ اور جنازہ کے ہمراہ تشریف لیجاتے دشمنوں میں بلا نگہبان پھرتے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے اُن کا اکرام کرتے۔ اور اہل شرف کے ساتھ سلوک کرکے اُن کو پرچاتے۔ جو آپ کے سامنے عذر کرتا۔ اُس کو قبول فرماتے۔ آپ سے اثناء قتال میں عرض کیا گیا کہ اگر آپ اعدا پر لعنت کریں۔ تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رحمت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ نہ لعنت کے لئے اور جب آپ سے التماس کیا جاتا۔ کہ کسی مسلمان یا کافر عام یا خاص کے لئے بددعا فرمائیے۔ تو آپ بددعا سے اعراض کرکے دعا خیر فرماتے۔ آپ نے دست مبارک کا وار کسی پر نہیں کیا۔ بجز جہاد فی سبیل اللہ کے اور جو بُرائی آپ کے ساتھ کی گئی۔ اُس کا بدلہ آپ نے کبھی نہیں لیا۔ مگر یہ کہ پردہ دری حرمت الٰہی کی ہو۔ آپ مزا فرماتے مگر سچ کے سوا اور کچھ نہ فرماتے مسکراتے اور زور سے نہ ہنستے مباح کھیل کو دیکھتے اور منع نہ فرماتے اپنی اہل کے ساتھ دوڑتے کہ کون آگے نکلے۔ آپ کے سامنے آوازیں بلند ہوتیں۔ اور آپ صبر فرماتے آپ کے پاس لونڈیاں اور غلام تھے۔ کھانے اور پہننے میں آپ اُن سے برتری نہ فرماتے کوئی وقت آپ پر ایسا نہ گذرتا جس میں آپ اللہ تعالےٰ کے لئے کام یا اپنے نفس کی بہتری کے لئے امر ضروری نہ کرتے ہوتے اپنے اصحاب کے باغوں میں تشریف لیجاتے۔ کسی مسکین کو اُس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے حقیر نہ جانتے۔ اور نہ کسی بادشاہ سے اُس کی بادشاہت کی وجہ سے ڈرتے۔ بلکہ دونوں کو برابر اللہ تعالےٰ کی طرف بُلاتے ٭

عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

چونکہ مقصود آفرینش عالم سے عبادت ہے بقولہ تعالےٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس کسی فرد کو بلا عبادت چارہ نہیں ہے۔ اور راہ راست اور قرب وصول حق عبادت ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ اور جس شخص کو جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے۔ اُسی قدر اُس پر اللہ تعالےٰ کی معبودیت اور اپنی عبدیت کی زیادہ حقیقت کھلتی ہے۔ اور جس پر جس قدر یہ حقیقت زیادہ کھلے گی۔ اُسی قدر وہ حق عبدیت ادا کرنے میں زیادہ مصروف ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو قرب نہ تھا۔ اس سبب سے آپ سے زیادہ کوئی اپنے تئیں عبادت کرنے کا حق نہیں سمجھتا تھا آپ ہر نماز کے واسطے

وضو کیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات ایک وضو سے بھی چند فریضہ ادا کئے ہیں۔ اور ہر نماز پر آپ مسواک کیا کرتے تھے۔ اور اُس کی نہایت فضیلت بیان فرمانے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اُمت پر خوف مشقت نہ ہوتا۔ تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا واجب کر دیتا۔ ارشاد فرمایا مسواک کرنا سبب طہارت دہن اور موجب رضا حق تعالےٰ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جب کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں۔ مسواک کرنے کی تاکید کی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ تین چیزیں میرے اوپر فرض ہیں۔ وتر۔ مسواک۔ قیام لیل ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں مسواک کے واسطے مامور ہوا حتیٰ کہ مجھ کو خوف ہوا۔ کہ مجھ پر فرض ہو جائیگی۔ مگر حدیثوں سے آپ پر واجب ہونا ثابت ہے۔ فرض نہیں۔ لیکن اجماع اس پر ہے۔ کہ اُمت پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ ہر وضو کے ساتھ سُنت مؤکدہ ہے۔ اور درصورت عدم موجودگی مسواک کے اُنگلی بھی دانتوں پر پھیرنا۔ اور کپڑے سے ملنا بھی کفایت کرتا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ مسواک درخت اراک کی ہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی کی کرتے تھے۔ اور اسی کا امر فرماتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وضو میں تھوڑا پانی صرف کرتے تھے۔ اور اُمت کو وضو میں کے اسراف پر تحذیر و منع فرماتے نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ سعد بن وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر آپ کا گذر ہوا اور وہ اُس وقت وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ماھذا السرف یا سعد اُنہوں نے عرض کیا ھَل فِی المَاءِ اِسرافٌ آپ نے فرمایا نعم وان کنت علیٰ نھر جار۔ اعضا کو آپ تین مرتبہ دھوتے اور کبھی کبھی تعلیم اُمت کے واسطے ایک اور دو مرتبہ پر ہی اقتصار فرماتے کہ گویا اسی قدر کافی ہے۔ اور تین مرتبہ سے زیادہ ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ نہی وارد ہے۔ اور وضو سے اوّل بسم اللہ کہتے اور بعد وضو یہ پڑھتے۔ اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ بعد شہادتین اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین بھی پڑھنا آیا ہے۔ شیخ دہلوی نے لکھا ہے جو احادیث کہ اذکار وضو میں وارد ہوئی ہیں وہ صحت کو نہیں پہنچیں بلکہ محدثین نے ان کی نسبت وضع کا حکم کیا ہے البتہ شیخ ابن الہمام نے ہر عضو کے غسل پر شہادتین کا پڑھنا مستحب کہا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افتتاح نماز اللہ اکبر سے کرتے اور زبان سے نیّت کہنا آپ سے مروی نہیں ہے۔ اور تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اکثر کانوں تک لیجاتے۔ بعد ازاں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھتے۔ اور دعاء استفتاح سبحانک اللھم وبحمدک الخ اور بعد دعاء استفتاح استعاذہ کرتے کہ اعوذ باللہ

من الشیطان الرجیم اور بعد استعاذہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے بعد ازاں فاتحہ پڑھتے۔ اور آخر فاتحہ پر آمین کہتے اور بعد فاتحہ کوئی سورت پڑھتے۔ اور جب قرأت سے فارغ ہوتے۔ تکبیر کہتے۔ اور رکوع میں جاتے۔ اور رکوع میں ہر دو کف دست سے زانو کو سخت پکڑتے۔ اور انگلیوں کو پھیلا دیتے۔ کہتے ہیں۔ کہ حالت نماز میں آپ کی انگلیوں کی تین صورتیں ہوتی تھیں۔ رکوع میں پھیلی ہوئی۔ سجدہ میں جڑی اور تشہد میں اور احرام میں بحال خود رہتی تھیں۔ نہ پھیلی ہوئی نہ جڑی ہوئی اور کہنیوں کو پہلو سے دور رکھتے اور پشت کو راست کر دیتے۔ اور سر پشت کے برابر رکھتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین مرتبہ سبحان ربی العظیم فرماتے۔ اور یہ ادنےٰ تعداد تسبیح کی ہے مگر ادنےٰ کامل ہے۔ اور اگر تین سے زیادہ جس قدر بعد وطاق کہے افضل ہے مگر حالت انفراد میں اور درصورت امامت مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے اور جب سجدہ میں جاتے پہلے زانوؤں کو زمین پر رکھتے۔ بعد ازاں ہاتھ بعد ازاں پیشانی و سر مبارک اور سات عضو سے سجدہ کرتے۔ منہ دونوں ہاتھ۔ دونوں گھٹنے۔ دونوں قدم پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرتے۔ اور سجدہ میں ہاتھ پہلو سے اس قدر دور رکھتے تھے۔ کہ بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور بازوؤں اور شکم کو ران سے علیحدہ رکھتے۔ اور سجدہ میں سر مبارک دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھتے تھے۔ اور قومہ اور جلسہ رکوع و سجود کے اندازہ سے ہوتا تھا۔ یعنی اگر قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجود و قومہ و جلسہ سب طویل ہوتا۔ اور اگر قیام خفیف ہوتا۔ قومہ جلسہ رکوع سجود سب خفیف ہوتے۔ اور کبھی کبھی اس قدر طویل ہوتا تھا۔ کہ شبہ ہو جاتا تھا۔ کہ نماز بھول گئے۔ قومہ و جلسہ کے اطمینان اور اعتدال میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں۔ مگر ادنےٰ یہ ہے کہ پشت کی ہڈی سیدھی ہو جائے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے بڑی چوریوں میں نماز کی چوری ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز میں کس طرح چوری ہوتی ہے۔ فرمایا کہ رکوع اور سجود کو تمام نہ کرے۔ اور جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے۔ اور جب اٹھتے تھے۔ ران یا گھٹنے پکڑ کر اٹھتے تھے۔ باختلاف روایت۔ اور جب تشہد میں بیٹھتے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے۔ اور داہنا پیر کھڑا رکھتے تھے۔ اور انگلیاں پیروں کی متوجہ قبلہ رکھتے۔ اور جب تشہد پڑھتے۔ تو دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوؤں پر رکھتے۔ اور دست راست سے عقد و اشارہ کرتے۔ اور رفع سبابہ بمعنی تشہد میں کرتے۔ لیکن اس کی صورت میں اختلاف روایات بہت ہے۔ اور بعد تشہد داہنے اور بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے تھے۔ کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر پڑھنے

لگئی تھی۔ اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھتے۔ بعد ازاں اَللّٰھُمَّ انت السلام و منک
السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کہتے اور ہر نماز کے بعد معوذتین کا پڑھنا آیا ہے۔
اور ایک روایت میں بعد از نماز صبح و مغرب قبل پھرنے کے دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر۔ کا پڑھنا آیا ہے۔ اور نیز
بعد فرایض تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ
لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر۔
پڑھنا آیا ہے۔ اور بعد ہر فرض آیت الکرسی بھی مشاہیر اوراد سے ہے۔ اور بعض حدیث
میں قل ھو اللہ احد بھی زیادہ کہا ہے۔ جن فرائض کے بعد سُنت ہیں۔ اس میں سواء
تین مرتبہ استغفار اور دعاء اللھم انت السلام الخ اور ادعیہ بعد سنت پڑھنا اولیٰ ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کبھی نہ سفر اور نہ حضر میں ترک کرتے۔ اور اس کی نہایت
محافظت کرتے اور اگر کبھی فوت ہو جاتی تو قبل از زوال بارہ ۱۲ رکعت اس کا بدل گذارتے
اور بظاہر اس اداء قضا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تہجد آپ پر واجب تھا۔ اور نماز تہجد کھڑے ہوکر
گذارتے پہلے دو رکعت خفیف گذارتے۔ اور بعدہ طول قرأت پڑھتے مثل بقر اور سورہ
آل عمران۔ نساء و مائدہ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مُبارک ورم کر جاتے۔ اور پھٹ جاتے۔ اور
کسی رات تمام نماز میں ایک ہی آیت کا تکرار فرماتے اور وہ آیت یہ ہے۔ ان تعذبھم فانھم
عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اور رکوع و سجود باندازہ درازی
قرأت کرتے۔ اور وتر عشاء کو کبھی آپ اوّل شب میں گذارتے۔ اور کبھی آخر شب میں اور
غالب و اکثر آپ اخیر شب میں گذارتے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کو اندیشہ ہو۔ کہ آخر شب
نہ اُٹھ سکیگا۔ اُس کو جائز ہے۔ کہ اوّل شب میں پڑھ لے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بعد وتر دو رکعت ہلکی ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ اور اس میں اوّل رکعت میں اذا زلزلت
الارض اور دوسری میں قل یا ایھا الکٰفرون اور بعض نے ان دو رکعتوں کا انکار
بھی کیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اوّل رکعت
میں قل یا ایھا الکافرون دوسری رکعت میں اور قل ھو اللہ احد تیسری رکعت میں
پڑھا کرتے تھے۔ اور جب وتر کا سلام پھیرتے تین مرتبہ سبحان الملک القدوس کہتے
اور بعض روایت میں ربنا و رب الملائکۃ والروح بھی ساتھ سبحان الملک القدوس
کے پڑھنا آیا ہے۔ اور تیسری مرتبہ قدوس کو بآواز بلند اور کشش حروف سے پڑھتے
اور بعد ازاں ربنا و رب الملائکۃ والروح پڑھتے۔ بعد سُنت صبح آپ پہلوے

راست پر آرام فرماتے اور اکثر ان سُنتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد
پڑھا کرتے۔ اور کبھی کبھی آیت سورہ بقر قولوا امنا باللہ الا یۃ اوّل رکعت میں اور آیت سورہ
آل عمران قل یا اھل الکتاب تعالوا الا یۃ دوسری رکعت میں پڑھی ہے۔ بعد ازاں
مسجد میں تشریف لاتے اور خود ہی امامت کرتے اس وقت طوال مفصل پڑھا کرتے ساٹھ
سے سو آیت تک گاہ سورہ قاف پڑھتے۔ اور گاہ سورہ روم اور کورت اور عبد اللہ بن
سائبؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں فجر کی نماز پڑھائی۔
اور اس میں سورہ مومنوں پڑھنا شروع کیا۔ حتےٰ کہ آیت ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ پر
پہنچے پس آپ کو کھانسی آئی پھر آپ نے رکوع کر دیا۔ اور کبھی قرأت میں تخفیف بھی کرتے
اور سفر میں معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس بھی پڑھا ہے
بعد نماز اور دعا اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔ اور وہ اپنے خواب یا پچھلے ایام
جہالت کا ذکر کیا کرتے۔ اور اُن کو سُن سُن کر آپ مسکرایا کرتے تھے۔ اور اکثر بعد بقدر نیزہ
بلند ہونے آفتاب کے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور اُس کی فضیلت بیان فرمایا کرتے
تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص صبح کی نماز بجماعت پڑھے۔ اور ذکر خدا میں تا طلوع آفتاب
بیٹھا رہے۔ اور پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ تو اُس کو اجر مثل حج وعمرہ کے پورا پورا ہو گا۔
اور آپ نے نماز ضحیٰ بھی پڑھی ہے۔ اور اُس کے پڑھنے کی اُمت کو رغبت دی ہے۔ اور
اُس کی تعداد رکعت کی احادیث مختلف ہیں دوؔ سے لیکر بارہؔ تک پائی جاتی ہیں۔ نیز حدیث
میں آیا ہے۔ کہ بعد زوال چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اُس کو صلوٰۃ فی الزوال کہتے
ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت دروازے آسمان کے کُھل جاتے ہیں۔ میں پسند
کرتا ہوں۔ اس بات کو کہ اس ساعت میرے عمل صالح صعود کریں۔ اور اکثر اس کو گھر میں
پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت قبل از ظہر پڑھتے۔ اور چار رکعت فرض ظہر پڑھتے۔ اس میں بھی طوال مفصل پڑھتے
اور گاہ گاہ سورہ سجدہ اور سورہ واللیل واعلیٰ بھی پڑھتے۔ اس کے بعد دو رکعت اور
کبھی چار بھی پڑھی ہیں۔ اور گرما میں ابراد کرکے اور سرما میں اوّل وقت نماز ظہر ادا فرماتے
عصر کے وقت قبل از فرض چار رکعت اور کبھی دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔ بعد ازاں چار
فرض پڑھتے۔ اور اس میں اکثر اوساط مفصل پڑھتے۔ مغرب کے وقت آفتاب غروب
ہوتے ہی تین رکعت فرض پڑھتے۔ اور اس میں قصار مفصل پڑھتے۔ اور کبھی سورہ
طور اور سورہ مرسلات اور حم دُخان اور دونوں رکعت میں سورہ اعراف بھی پڑھی ہے
بعد ازاں دو رکعت سُنت پڑھتے۔ اور اس میں اکثر قرأت قل یا ایھا الکافرون

اور قل ھو اللہ احد پڑھتے بعد ازاں اوابین پڑھتے۔ عشاء کے وقت پہلے چار رکعت سُنت
بعدہ چار فرض پڑھتے۔ اور اِس میں اوساط مفصل سبح اسم ربک الاعلیٰ والشمس
واللیل وغیرہ پڑھتے۔ بعد ازاں دو یا چار سُنت پڑھا کرتے۔ بعد ازاں وتر پڑھتے۔ اگر
اوّل شب میں پڑھتے۔ اور اگر اوّل شب میں نہ پڑھتے ہوتے تو اُس کا ذکر تہجد میں آچکا
ہے۔ اور سونے سے قبل سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھتے۔ اور گاہ سورہ دخان اور
سورہ زمر بھی پڑھتے۔ یوم جمعہ کی آپ بہت فضیلت بیان فرماتے۔ اور فرمایا۔ ان یوم الجمعۃ
سید الایام واعظمھا عند اللہ من یوم الاضحیٰ ویوم الفطر فضائل جمعہ بہت
ہیں منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اِس میں ایک ساعت ہے۔ کہ اِس وقت جو کچھ اللہ تعالےٰ
سے دعا مانگو وہ قبول ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن نماز صبح میں الم سجدہ اور سورہ دھر پڑھنا
اور نماز جمعہ میں سورہ جمعہ اور منافقون یا سبح اسم ربک اور سورہ غاشیہ اور نماز مغرب میں
قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور نماز عشاء میں بھی سورہ جمعہ اور منافقون
پڑھنا سُنت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص پڑھے سورہ کہف جمعہ کے روز قیامت میں اُس
کے واسطے ایک نور قدموں سے آسمان تک ہوگا۔ ارشاد فرمایا کثرت سے جمعہ کے دن
مجھ پر درود بھیجو اُس کو فرشتہ میرے پاس لیجاتے ہیں۔ جمعہ کے روز آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم غسل فرماتے لباس اجمل باظہار عزت اسلام پہنتے۔ اور عمامہ سودا بھی باندھتے
اور اُس کا شملہ بھی مابین کتفیں لٹکاتے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ
شروع کرنے کو ہوتے۔ حضرت بلالؓ آپ کے سامنے اذاں کہتے اور جب آپ خطبہ پڑھتے
تھے۔ اِس طرح پڑھتے تھے۔ کہ گویا کوئی شخص کسی قوم کو جتلاتا ہو کہ تم پر شبخون پڑنیوالا ہے۔
ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اُس کے مقابلہ کے واسطے آمادہ ہو جاؤ۔ اور خطبہ پڑھتے وقت آپ
کی آنکھیں سُرخ اور آواز بلند ہوتی تھی۔ اور غضب زیادہ ہوتا۔ اور خطبہ میں اکثر سورہ قاف
پڑھتے اور گاہ گاہ ونادوا یامالک الایہ بھی پڑھتے۔ اور خطبہ آپ بہ نسبت نماز کے
کوتاہ پڑھتے۔ (نماز عید) مدینہ مطہرہ سے باہر ایک مکان ہے۔ وہاں ادا کرتے۔ اور
بارش میں مسجد میں ادا کرتے۔ اور اِس روز بھی غسل فرماتے۔ اور لباس عمدہ پہنتے۔ اور
عید فطر میں قبل مصلی جانے کے چند خرمے نوش فرماتے۔ اور اُس کی تعداد میں رعایت
وتر فرماتے۔ اور عید اضحیٰ میں مصلیٰ سے واپس تشریف لاکر قربانی میں سے نوش فرماتے۔
اور آپ مصلّی کو پیدل تشریف لیجاتے۔ اور جس راستہ سے تشریف لیجاتے۔ اُس سے
واپس نہ آتے۔ بلکہ دوسرے راستہ سے مراجعت فرماتے۔ اور مصلے کو آتے اور جاتے

تکبیر فرماتے۔ اور نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے۔ اور نماز عید الضحےٰ جلد گذارتے۔ اور جب وقت مصلے پر پہنچتے نماز شروع کر دیتے۔ اور اذان و اقامت و الصلوٰۃ نہ ہوتی۔ نماز عیدین کی تکبیرات میں روایات مختلف ہیں۔ مگر مختار حنفیہ اوّل رکعت میں قبل قرأت تین تکبیریں ہیں۔ اور دوسری میں بعد قرأت تین تکبیریں ہیں۔ اس نماز میں اکثر سبح اسم ربك الاعلیٰ اور هل اتك حديث الغاشیہ اور قٓ والقرآن المجید و اقتربت الساعۃ پڑھتے۔ آپ کے وقت میں عیدگاہ میں منبر نہ تھا۔ بعد کو مروان بن الحکم کے وقت ہوا ہے۔ اور جب آپ نماز سے فارغ ہوتے خطبہ شروع کرتے۔ اور خطبہ آپ کبھی قوس پر اور کبھی عنزہ پر اعتماد کرکے پڑھتے۔ اور نیز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتماد کرکے پڑھا ہے۔ عبادت صیام کے آپ نہایت حریص تھے۔ خصوصاً رمضان شریف کا آپ نہایت اہتمام کرتے۔ اور ان ایام میں لوگوں پر نہایت بخشش و کرم رکھتے۔ اور صدقہ و خیرات دن اور رات اور ایام کی نسبت مضاعف فرماتے۔ اور ہر وقت کیا رات کیا دن ذکر و نماز و تلاوت و اعتکاف میں معمور رکھتے۔ اور ہر شب حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے۔ اور اُن سے قرآن شریف کا دور کرتے۔ اور بعد یقین غروب آفتاب جلد افطار کرتے۔ اور تسحر میں تاخیر کرتے اور صحابہ کو بھی اس تعجیل و تاخیر کی ترغیب فرماتے اور تعریف کرتے۔ اور چند خرمے سے روزہ افطار کرتے۔ اور اگر خرما موجود نہ ہوتا۔ تو چند گھونٹ پانی پی لیا کرتے۔ وقت افطار یہ دعا پڑھتے اللھم لك صمت وعلیٰ رزقك افطرت فتقبل منی۔ اس کے سوا اور بھی دعوات افطار ہیں۔ اور روزہ میں صائم کو فحش بکنے غیبت کرنے لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتے اور اگر رمضان میں سفر کا موقع ہوتا۔ تو کبھی روزہ رکھتے۔ اور کبھی افطار کرتے۔ اور رمضان میں شب کو غسل کی حاجت ہوتی۔ تو شب ہی کو غسل فرما لیتے۔ اور کبھی تاخیر بھی کرتے۔ اور بعد صبح بھی غسل فرما لیتے۔ مگر مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ نہ فرماتے۔ اور روزہ نفل آپ اس قدر پیاپے رکھتے۔ کہ لوگوں کو گمان ہوتا کہ اب آپ افطار نہ کریں گے۔ اور کبھی ایسا پیاپے افطار کرتے کہ گمان ہوتا۔ کہ اب آپ کبھی روزہ نہیں رکھینگے۔ مگر کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہ چھوڑتے۔ اور ایام بیض کے روزہ کی تاکید فرماتے۔ حتےٰ کہ خود سفر میں بھی رکھتے۔ اور صیام دہر کو منع فرماتے اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے۔ اور عشرہ ذی الحجہ کہ اس سے اوّل نو روز مراد ہیں۔ روزہ رکھتے۔ اور ارشاد فرماتے۔ کہ عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی ایام عمل صالح کے واسطے نہیں ہیں۔ اور روز عاشورہ کا بھی روزہ رکھتے۔ اور آخر عمر شریف میں فرمایا۔

کہ اگر زندہ رہے۔ تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھینگے۔ اور شوال کے چھ روزوں کی نہایت
تاکید فرماتے۔ اور ارشاد فرماتے۔ کہ یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ صیام دہر کے
برابر ہیں۔ اور تمام رمضانوں میں عشرہ آخر کا اعتکاف فرمایا ہے۔ البتہ ایک رمضان میں
فوت ہوگیا تھا۔ تو اُس کی ماہ شوال میں قضا کی۔ اور ایک مرتبہ عشرہ اوّل میں اعتکاف
اور ایک مرتبہ عشرہ وسط اور ایک مرتبہ عشرہ آخر میں کیا۔ اور جب آپ کو معلوم ہوگیا۔
کہ شب قدر اخیر میں ہوتی ہے۔ تو پھر عشرہ اخیر ہی پر مواظبت فرماتے۔ اور بعض
رمضان کی راتوں کو بھی کچھ نہ کھاتے۔ پے درپے روز برابر روزہ رکھتے۔ مگر صحابہ
کو بوجہ کمال رحمت و شفقت ایسے روزہ رکھنے سے منع فرماتے اور جب صحابہ نے اس
متابعت کے واسطے التجا کی تو آپ نے فرمایا۔ ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی
ویسقینی ہجرت کے بعد آپ نے صرف ایک حج کیا۔ اور اُس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام
کہتے ہیں۔ کہ اس میں لوگوں کو تعلیم احکام فرمائے۔ اور فرمایا کہ شاید سال آیندہ مجھکو نہ پاؤ۔
اور آپ نے اپنی عمر میں ترلیسٹھ (۶۳) اونٹ ذبح کئے۔ اور یہ تعداد آپ کی سالہاء عمر کے موافق
ہے۔ کہ سن شریف بھی ترلیسٹھ (۶۳) سال کا ہوا ہے۔ آپ ہر وقت ذکر حق میں مشغول رہتے
اور آپ کا کلام حمد و ثنا و تمجید و توحید و تسبیح و تقدیس و تہلیل اور تکبیر و وعدو وعید و
امر و نہی و تشریع و تعلیم احکام و ذکر جنت و بہشت میں ہوتا۔ اور ہر لحظہ اور ہر آن امت
کو راہ نجات اور اعمال رستگاری کی ترغیب فرماتے۔ **ارشاد**۔ ارشاد فرمایا۔ جس کسی
کو یہ پسند ہو کہ جنت کے گلزاروں میں چرے اُس کو چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ کا ذکر بہت
کرے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ اعمال میں سے کونسا افضل ہے۔ ارشاد
فرمایا۔ افضل یہ ہے۔ کہ ایسے حال میں مرد کہ ذکر اللہ سے تر زبان ہو۔ ارشاد فرمایا۔
کہ صبح و شام خدا تعالےٰ کے ذکر سے تر زبان رہو۔ تاکہ صبح و شام کو ایسے ہو جاؤ کہ
تمہارے اوپر کوئی خطا نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ صبح اور شام کو خدا تعالےٰ کا ذکر کرنا راہِ
خدا میں تلواروں کے توڑنے اور پانی بہانے کی طرح مال کے دینے سے افضل ہے
ارشاد فرمایا کہ اللہ جلشانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جب بندہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے
تو میں بھی اُس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ یعنی میرے سوا کسی کو اُس کی خبر نہیں ہوتی
اور جب مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اُس کو اس کے مجمع سے بہتر میں یاد
کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے۔ تو میں اُس سے
ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف کو آہستہ چلتا ہے۔ تو میں اُس کی

ارشاد

طرف جھپٹتا ہوں۔ یعنی جلد دعا قبول کر لیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ سات شخص ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ اُس روز کہ بجز اس کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اِن میں سے ایک شخص وہ ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کو تنہائی میں یاد کیا۔ اور اُس کے خوف سے رویا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتادوں جو تمہارے اعمال میں بہتر ہو۔ اور تمہارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمہارے درجات میں سب سے اونچی اور تمہارے حق میں سونے اور چاندی کے دینے سے بہتر ہو۔ اور تمہارے لئے اِس امر سے بھی بہتر ہو۔ کہ تم اپنے دشمنوں سے دوچار ہو۔ اُن کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ہمیشہ ذکر کرنا ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے گا۔ اُس کو وہ چیز دونگا۔ کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اِس سے بہتر ہو ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ تو اُن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالےٰ اُن کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں میں یعنی ملاء اعلےٰ میں کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اِس ذکر سے بجز اُس کی رضا کے اور کچھ مقصود نہیں ہوتا۔ تو اُن کو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے۔ کہ اُٹھو تمہاری مغفرت ہو گئی۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ میں بیٹھ کر خدا تعالےٰ ذکر نہ کرینگے۔ اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گے۔ تو قیامت کو اُن کے لئے حسرت ہوگی ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے فرشتے نامہ اعمال لکھنے والوں کے سوا زمین میں ذکر کے حلقے ڈھونڈھتے رہتے ہیں۔ جب کسی قوم کو دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ کہ اپنے مطلوب کی طرف چلو سب فرشتے وہاں آتے ہیں۔ اور آسمان سے دنیا تک نیک ذکر کرنیوالوں کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ اُن سے پوچھتا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اِس حال میں چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ بھلا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں۔ تو کیا ہو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اگر دیکھ لیں۔ تو زیادہ تر تیری تسبیح اور تحمید اور تمجید کریں پھر پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ دوزخ سے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ

کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ اگر اُس کو دیکھیں تو
کیسے ہو عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر دیکھ لیں۔ تو اُس سے زیادہ تر گریز اور نفرت کریں۔ پھر
پوچھتا ہے۔ کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جنّت کے سائل ہیں۔ فرماتا ہے۔ کہ کیا
اُنہوں نے اُس کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں۔ کہ نہیں فرماتا ہے۔ کہ اگر دیکھ لیں تو کیا ہو
عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر دیکھ لیں۔ تو اُس کے زیادہ تر حریص ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں نے اِن کو بخشدیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ الٰہی
اُن میں فلاں شخص تھا۔ وہ اُن کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اپنے کسی کام کو آیا تھا۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ اُن کا ہمنشین ان کے طفیل میں محروم نہیں
رہتا۔ ارشاد فرمایا۔ افضل ذکر لاالہ الا اللہ ہے ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ
وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر کہے اُس کے لئے دس
بردے آزاد کرنے کی برابر ہوگا۔ اور سو نیکیاں اُس کے واسطے لکھی جائینگی۔ اور سو برائیاں
اُس کی دور کیجائینگی۔ اور اُس روز شیطان سے اُس کو شام تک پناہ میں رکھیں گے۔
اور اُس کے عمل سے بڑھ کر اور کسی کا عمل نہیں بجز اس شخص کے کہ اُس سے زیادہ
کلمہ پڑھے ارشاد فرمایا دو کلمہ زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پیارے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص
پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العظیم اُس کے گناہ بخشدئے جائینگے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کی برابر ہوں۔
ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اُس کے لئے ایک درخت
جنّت میں لگایا جاوے گا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرے اُس
کے لئے ہزار تو نیکیاں لکھی جائینگی۔ اور ہزار برائیاں اُس سے دور کی جائیں گی۔
ارشاد فرمایا پڑھو قرآن شریف پس تحقیق وہ آئیگا۔ دن قیامت کے شفاعت کرنے والا
واسطے پڑھنے والوں اپنے کے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی شفیع خدا تعالےٰ
کے نزدیک قرآن سے بڑھکر مرتبہ میں نہیں نہ کوئی نبی ہے۔ اور نہ فرشتہ اور نہ کوئی
شخص ارشاد فرمایا۔ کہ افضل عبادت تلاوت قرآن شریف ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے
بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاوے۔ ارشاد فرمایا۔ قرآن والے اللہ والے اور اُس
کے خاص لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دل لوہے کی طرح زنگ سے کھایا جاتا ہے۔

عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُن کی جلاکی کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید کی اور موت کو یاد کرنا
ارشاد فرمایا۔ جو کوئی پڑھے ایک حرف کلام اللہ کا پس اُس کے لئے نیکی ہے۔ اور نیکی برابر
دس نیکی کی نہیں کہتا میں کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے۔ اور لام
ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف یعنی الٓمٓ کہنے سے تیس ۳۰ نیکیاں لکھی گئیں۔ ارشاد
فرمایا۔ کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کیا
اس بات سے راضی نہیں۔ کہ جو کوئی تمہاری اُمت میں سے تم پر درود بھیجے۔ تو میں اُس
پر دس بار رحمت بھیجوں۔ اور جو تم پر تمہاری اُمت میں سے سلام بھیجے۔ تو میں اُس پر
دس سلام بھیجوں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے اُس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں
جب تک کہ مجھ پر درود پڑھے۔ پس چاہے کوئی بندہ تھوڑا درود پڑھے یا بہت مرتبہ
پڑھے نقل ہے۔ کہ ابی بن کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں چاہتا
ہوں۔ کہ آپ پر درود بہت بھیجوں۔ پس کس قدر مقرر کروں۔ آپ کے درود کے واسطے
اُس وقت میں سے کہ میں نے دعا کے واسطے معین کیا ہے۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے
ابی بن کعب نے عرض کیا۔ چوتھائی حصہ اپنے درود کا مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ جس
قدر چاہے۔ لیکن اگر اِس سے زیادہ مقرر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا۔ کہ
آدھا وقت مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ جس قدر چاہے۔ لیکن زیادہ کرنا تیرے لئے بہتر
ہے پھر عرض کیا۔ دو تہائی مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس قدر چاہے۔ لیکن اگر زیادہ کرے
تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ تب عرض کیا۔ کہ تمام وقت اپنے درود کا آپ کے درود میں
صرف کرونگا۔ ارشاد فرمایا۔ کفایت کیا جائیگا تو اور دیئے جائینگے۔ مقاصد دنیا اور آخرت
کے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے قریب تر آدمیوں سے وہ ہوگا۔ جو اُن میں سے درود مجھ
پر بہت پڑھتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ ایماندار کو اتنا ہی بخل بہت ہے۔ کہ میرا ذکر اُس کے
سامنے ہو۔ اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ارشاد فرمایا۔ خوار ہو وہ کہ ذکر کیا جاؤں میں
اس کے پاس پس نہ درود بھیجے۔ مجھ پر ارشاد فرمایا۔ جو کوئی درود بھیجے ایک بار درود
بھیجتا ہے۔ اللہ اُس پر دس بار ارشاد فرمایا۔ جمعہ کے دن درود مجھ پر کثرت
سے پڑھو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص میری اُمت میں سے مجھ پر درود بھیجے۔ اُس کے لئے
دس نیکیاں لکھی جاوینگی۔ اور اُس کی دس بُرائیاں مٹائی جائینگی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ
زمین میں کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ میری اُمت کا سلام مجھ کو پہنچاتے رہتے
ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص مجھ پر لکھنے میں درود پڑھے۔ تو فرشتے اُس کے لئے مغفرت

چاہیں گے۔ جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی محمّد و علٰی اٰل محمد کما صلّیت علٰی ابراھیم و علٰی اٰل ابراھیم و بارک علٰی محمد و صل علٰی کما بارکت علٰی ابراھیم و علٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم صل علٰی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و علٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم تسلیما۔ اللھم صل علٰی روح محمد فی الارواح اللھم صل علٰی جسدہ فی الاجساد اللھم صل علٰی قبرہ فی القبور اللھم صل علٰی محمد ن النبی الامی و اٰلہٖ وسلم اللھم صل علٰی محمد و اٰلہٖ وسلم کما تحب و ترضٰی اللھم صل علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما ھو اھلہ و مستحقہ اللھم صل علٰی محمد وَعلٰی اٰل محمد کما انت اھلہ اللھم صل علٰی محمد کلما ذکرہ الذاکرون و صل علٰی سیدنا محمد کلما غفل من ذکرہ الغافلون اللھم صل علٰی سیدنا محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاحوال والاٰفات وتقضی لنا بہا جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیئات و ترفعنا بہا اعلی الدرجات وتبلغنا بہا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیات وبعد الممات انک علٰی کل شیٔ قدیر اللھم صل وسلم علٰی سیدنا محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک اللھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد بعدد اسمائک الحسنٰی و بعدد کل معلوم لک اللھم صل علٰی محمد و اٰلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھلبیتہ و اصہارہ وانصارہ واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین + ارشاد فرمایا کہ دین بنایا گیا ہے۔ ستھرائی پر ارشاد فرمایا طہارت نصف ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا طاہر مثل صائم کے ہے۔ ارشاد فرمایا طلب کرنا حلال کا فرض ہے۔ ہر مسلمان پر ارشاد فرمایا جو شخص اپنے عیال کو حلال مال کما کر کھلاوے وہ ایسا ہے۔ کہ گویا اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کو بوجہ حلال پارسائی کے ساتھ طلب کرے۔ وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص چالیس ۴۰ روز حلال کھاوے۔ اللہ تعالےٰ اُس کے دل کو روشن کرتا ہے۔ اور اُس کے دل سے حکمت کے چشمے اُس کی زبان سے جاری کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا اپنی غذا پاک اور حلال کر تیری دعاء قبول ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات پکارتا ہے۔ کہ جو شخص حرام کھاوے گا۔ اُس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک کپڑا دس ۱۰ درم کو مول لے۔ اور اُس کی قیمت میں ایک درم حرام ہو تو جب تک وہ کپڑا اُس کے بدن پر رہیگا۔ اللہ تعالےٰ اُس کی نماز قبول نہ کرے گا۔ ارشاد فرمایا۔ جو گوشت کہ

حرام سے بڑھے اُس کے لئے دوزخ شایان ہے۔ارشاد فرمایا جو شخص اِس بات کی پروا نہیں کرتا۔ کہ کہاں سے مال کماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی پروا نہ کرے گا۔ کہ کہاں سے دوزخ میں داخل کرے۔ ارشاد فرمایا۔ عبادت دس جز ہیں۔ نو ان میں سے طلب حلال ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص شام کرے۔ طلب حلال سے تھک کر وہ رات کرے گا۔ اِس حال میں کہ اُس کے گناہ بخشے جائینگے۔ اور صبح اُٹھے گا۔ اِس کیفیت سے کہ اللہ تعالےٰ اُس سے راضی ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص گناہ سے مال پیدا کرے۔ پھر اُس سے صلہ رحم کرے۔ یا صدقہ دے۔ یا اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اِن سب خرچوں کو اکٹھا کرے گا۔ پھر اُن کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ ارشاد فرمایا بہتر دین تمہارا پرہیزگاری ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے حالت ورع میں ملیگا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو ثواب تمام اسلام کا عنایت کرے گا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں۔ اُن کا حساب لیتے ہوئے مجھ کو شرم آتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ایک درم سود کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسلمانی کی حالت میں تیس ۳۰ زنا کی نسبت سخت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قاریوں میں سے زیادہ بڑے وہ ہیں۔ جو امیروں سے جاکر ملتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ عالم اللہ تعالےٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں۔ جب تک سلطان سے اختلاط نہ کریں۔ اور جب ایسا کریں۔ تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی اُن سے پرہیز چاہیئے۔ ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین دنیا داروں کے پاس مت جاؤ۔ کہ دنیا روزی کو جفا کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ عالم جب اپنے علم سے اللہ تعالےٰ کی رضا چاہتا ہے۔ تو اُس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جب علم سے خزانہ جمع کرنا چاہتا ہے۔ تو ہر چیز سے خود ڈرتا ہے۔ ارشاد فرمایا یہ اُمت ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی حمایت اور پناہ میں رہیگی۔ جب تک کہ اُس کی قاری امراء کی اعانت اور موافقت نہ کرینگے۔ ارشاد فرمایا۔ آپس میں ہدیہ دو اور دوست بنو۔ ارشاد فرمایا۔ جو چیز لوگوں کو جنت میں بہت داخل کرے گی۔ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنا اور خوش خلقی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے۔ اس کو دوست نیک بخت عنایت فرماتا ہے۔ کہ اگر وہ بھولے تو یاد دلاوے۔ اور یاد کرے تو اُس کو مدد کرے۔ اور ارشاد فرمایا۔ ایمان والا اُلفت کرنے والا اور اُلفت کیا گیا ہوتا ہے اُس شخص میں خیر نہیں ہے۔ جو اُلفت نہ کرے۔ اور نہ اُس سے کوئی اُلفت کرے ارشاد فرمایا۔ دور ہو بدگمانی سے کہ بدگمانی کاذب تر بات ہے۔ ارشاد فرمایا ایک دوسرے

کا بھید مت ٹٹولو۔ ایک دوسرے کو تاکتے مت رہو۔ باہم کٹا کٹم مت ہو۔ آپس میں منقطع مت ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندے باہم بنجاؤ۔ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے بُرے بندے وہ ہیں۔ جو چغلی کھاتے پھریں۔ اور دوستوں میں جدائی ڈالیں۔ ارشاد فرمایا ایماندار کا غصہ بھی جلد ہوا کرتا ہے۔ اور راضی بھی جلد ہوا کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی کو اتنی ہی بُرائی کافی ہے۔ کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے۔ ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہیں۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔ ارشاد فرمایا۔ علیحدہ کر ایذا کی چیز کو مسلمان کے راستہ سے ارشاد فرمایا۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں۔ کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ آپس میں ملیں تو ایک اُدھر مُنہ کو پھیر لے۔ اور ایک اِدھر کو اور اِن دونوں میں سے بہتر وہ ہے۔ جو اوّل سلام کرے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں ہم میں سے جو عزت نہ کرے ہمارے بڑے کی۔ اور نہ رحم کرے ہمارے چھوٹے پر ارشاد فرمایا۔ دوزخ حرام ہے۔ جو نرم اور منکسر اور آسان گیر اور ملنسار ہو۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ آسانی والے اور کشادہ پیشانی کو دوست رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو بتا نہ دوں جو نماز اور روزوں اور خیرات کے درجہ سے افضل ہو صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپس میں صلح کرا دینی ہے۔ اور باہم رگرپھوٹ ڈالنے والا دین کا مٹانیوالا ہے۔ ارشاد فرمایا جھوٹا نہیں ہے۔ وہ جو دو شخصوں میں صلح کرائے۔ پس کہے بہتر بات یا اصلاح کے لئے خبر اچھی ایک طرف سے دوسری طرف پہنچائے۔ ارشاد فرمایا اے گروہ اُن لوگوں کے جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کرو اور اُن کے عیبوں کے درپے نہ ہو اس لئے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اور جس شخص کے عیب کے خدا تعالےٰ درپے ہوتا ہے۔ وہ اُس کو رسوا کر دیتا ہے۔ گو اپنے گھر کے اندر ہی رہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا۔ حتےٰ اکہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز نہ چاہے۔ جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کر دے۔ تو گویا تمام عمر اللہ تعالیٰ کی خدمت کی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص کسی ایماندار کو راحت پہنچاوے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کو آرام دے گا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات یا دن میں ایک ساعت اپنے بھائی کے کام میں چلیگا۔ خواہ اُس کو پورا کرے۔ یا نہ کرے یہ امر اُس کے حق میں دو مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص غمزدہ

ایماندار کی مشکل آسان کرے۔ یا کسی مظلوم کی مدد کرے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو تہتر مغفرت بخشدے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ مریض کی عیادت کامل یہ ہے۔ کہ اُس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ کیسے ہو۔ اور اسلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو رحمت میں داخل ہوتا ہے۔ اور جب بیمار کے پاس بیٹھتا ہے۔ تو رحمت اُس کے اندر مستحکم ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت یا زیارت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تو اچھا ہوا۔ اور تیری رفتار طیب ہوئی اور تو نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص ایمان رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اور روز آخرت پر اُس کو چاہیئے۔ کہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کوئی بندہ ایماندار نہ ہوگا۔ جب تک کہ اُس کا ہمسایہ اُس کی آفات سے بیخوف نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے۔ کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے۔ اُس کے حق یہ ہیں۔ کہ اگر تم سے مدد چاہے تو اُس کی مدد کرو۔ اور قرض مانگے۔ تو قرض دو۔ اور اگر تم سے کوئی کام پڑے تو پورا کرو۔ اور بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور مر جائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ۔ اور اُس کو کچھ بہتری حاصل ہو۔ تو مُبارک باد کہو۔ اور مُصیبت پڑے تو تعزیت کرو۔ اور بدون اُس کی اجازت اپنی عمارت اونچی مت کرو۔ کہ اُس کے ہوا رکے اور اگر کوئی میوہ خرید کرو تو اُس کو ہدیہ دو ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ۔ اور اپنے بچہ کو میوہ لے کر باہر نہ جانے دو۔ تاکہ اُس کے بچہ کو رنج نہ ہو۔ اور اپنی ہانڈی کے خوشبودار بگھار سے اُس کو ایذا مت دو مگر اُس صورت میں کہ ایک چمچہ اُس کے یہاں بھیجو۔ تم کو معلوم ہے۔ کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ہمسایہ کا حق اُنہی سے ادا ہوگا۔ جس پر خدا تعالےٰ رحم کرے۔ ارشاد فرمایا۔ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے۔ اُس کو ہمسایہ کی نظر میں شیریں کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں رحمان ہوں۔ اور یہ رحم ہے۔ اُس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ جو کوئی اُس کو ملا دیگا۔ میں اُس کو ملاؤنگا۔ اور جو اُس کو قطع کرے گا۔ میں اُس کو قطع کرونگا۔ ارشاد فرمایا۔ جس شخص کو خوشی معلوم ہو کہ اُس کی عمر دراز اور رزق میں وسعت ہو تو چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ سے ڈرے۔ اور اپنے رشتہ قرابت کو ملا رکھے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ افضل وہ ہے۔ کہ جو اللہ تعالےٰ سے زیادہ ڈرے۔ اور صلہ رحم بیشتر کرتا ہو اور امر معروف و نہی عن المنکر بہت کرتا ہو۔ ارشاد فرمایا کہ مساکین پر صدقہ کرنا ایک ہی صدقہ ہے۔ اور قرابت والے کو دینا دو صدقہ ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ افضل دُنیا اُس قرابتی کا ہے۔ جو باطن میں عداوت رکھتا ہو۔ ارشاد فرمایا والدین
کے ساتھ سلوک کرنا نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے
ارشاد فرمایا۔ کہ جنت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر فرزند نافرمان
اور قرابت کا توڑنے والا اُس کو نہ سونگھیگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ماں کے ساتھ سلوک کرنا
باپ کی نسبت دوناہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو رحم نہیں کرتا۔ اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ارشاد فرمایا کہ
میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کروں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مکارم اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔ اور اُن میں سے
بُرے اخلاق سے بغض رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ۔ نے اسلام کا محیط مکارم
اخلاق اور محاسن اعمال سے کردیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سب سے بھاری چیز جو قیامت
کے دن میزان اعمال میں رکھی جائے گی۔ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی ہوگی۔ کسی نے
آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دین کیا ہے آپ نے فرمایا نیک خلق
وہ داہنے بائیں سے آکر یہی پوچھتا تھا۔ آپ ہر بار یہی جواب دیتے آخر کو آپ نے فرمایا
کہ تو نہیں جانتا کہ دین یہی ہے۔ کہ تو غصہ میں نہ آیا کر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ
فاضل ترین اعمال کیا ہے۔ فرمایا کہ خلق نیک کسی نے آپ سے عرض کیا۔ کہ یا حضرت مجھے
کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو جہاں ہو خدا سے ڈر اُس نے عرض کیا۔ اور کچھ فرمائیے
ارشاد فرمایا۔ ہر بُرائی کے بعد بھلائی کیا کرتا۔ کہ وہ بھلائی اُس بُرائی کو مٹا دیا کرے اُس
نے عرض کیا۔ کہ کچھ اور فرمائیے۔ ارشاد فرمایا۔ خلق سے خوش خلقی کیساتھ ملا کر ارشاد فرمایا۔
کہ حق تعالےٰ نے جسے خوش خوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے۔ اُسے دوزخ میں نہ
ڈالے گا۔ آپ سے کسی نے ذکر کیا۔ کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے۔ اور رات کو
تہجد پڑہتی ہے۔ مگر بدخلق ہے۔ ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا
اُس میں کچھ خیر نہیں ہے۔ وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ ارشاد فرمایا خوئے بد عبادتوں
کو ایسا تباہ کرتی ہے۔ جیسا کہ شہد کو سرکہ خراب کرتا ہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا۔ کہ یا
حضرت کیا چیز بہتر ہے۔ جو خداوند کریم نے بندہ کو عنایت فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا
کہ خلق نیک ارشاد فرمایا کہ نیک خلق گناہوں کو اس طرح نیست و نابود کرتا ہے۔ جس طرح
آفتاب برف کو۔ ارشاد فرمایا کہ خوے نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر و قائم اللیل
کا درجہ پاتا ہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھے مختصر سا کام جس میں
اُمید حسن انجام ہو فرمائیے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ قصداً خشمگین نہ ہوا کر۔ ہر چند اُس نے
پوچھا۔ آپ نے بار بار یہی جواب فرمایا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے

جیسا ایلوا شہد کو ارشاد فرمایا۔ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے۔ حق سبحانہ تعالےٰ اپنا عذاب اُس پر سے اُٹھالیتا ہے۔ اور جو کوئی حق تعالےٰ کی تقصیر میں عذر کرتا ہے۔ حق تعالےٰ اُس کا عذر قبول کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے۔ اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالےٰ اُس کے دل کو رضامندی سے بھر دے گا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے۔ اُس میں سے کوئی اندر نہیں جائیگا۔ مگر وہ شخص جس نے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو گھونٹ آدمی پیتا ہے۔ اُن میں سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالےٰ کے نزدیک دوست نہیں ہے۔ اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے۔ حق تعالےٰ اُس کے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے۔ جیسے آگ لکڑیوں کو۔ ارشاد فرمایا۔ آپس میں حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے ملنا چھوڑو نہ بغض کرو نہ ناتا توڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی ارشاد فرمایا۔ دل کو کثرت خورش اور کھانے پینے سے مردہ مت کرو۔ کہ دل مثل کھیتی کی ہے۔ جب اُس پر پانی زیادہ پہنچتا ہے۔ تو جاتی رہتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی نے کوئی برتن زیادہ خراب اپنے پیٹ سے نہیں بھرا۔ ارشاد فرمایا۔ اُون پہنو اور مستعد رہو اور نصف پیٹ کھاؤ۔ آسمان کے فرشتوں میں داخل ہو گے۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ حضرت ابو جحیفہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں ڈکار لی آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز وہی زیادہ بھوکا ہو گا۔ جس نے دنیا میں زیادہ پیٹ بھرا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شکم سیر ہوتا ہے۔ اور سوتا ہے۔ اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نور حکمت کا گرسنگی ہے۔ اور اللہ سے دور ہونا شکم سیری اور قرب الٰہی محبت مساکین کی اور اُن سے قریب ہونا ہے۔ اور ارشاد فرمایا۔ شکم سیر مت ہو۔ کہ نور حکمت سے اپنے دل سے بجھاؤ۔ اور جو شخص رات کو تھوڑی سی غذا میں نماز پڑھتا ہے۔ اُس کے گرد صبح تک حوریں رہتی ہیں۔ جب دنیا اور اُس کے خزانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے۔ تو آپ نے اُن سے اعراض کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ نہیں بلکہ ایک روز بھوکا رہوں۔ اور ایک روز شکم سیر ہوں تاکہ جب بھوکا ہوں۔ تو صبر اور تضرع کروں۔ اور جب شکم سیر ہوں۔ تو شکر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ تہائی غذائی تہائی پانی تہائی سانس۔ ارشاد فرمایا۔ میری اُمت سے بُرے وہ لوگ ہیں۔ جو دولت سے پرورش ہوئے ہیں۔ اور اُسی پر اُن کے جسم بڑھے ہیں۔ اور اُن کی ہمت صرف اقسام غذا اور انواع لباس ہے اور کلام میں باچھیں

پھاڑتے ہیں۔ یعنی اظہار فصاحت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ اپنی غذا کو ذکر اور نماز سے ہضم
کرو۔ اور اُس پر سومت رہو۔ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ ارشاد فرمایا۔ جو چپ رہا
اُس نے نجات پائی۔ ارشاد فرمایا۔ سکوت حکمت ہے۔ اور اُس کے کرنے والے کم ہیں
ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ نجات کی کیا صورت ہے۔
آپ نے فرمایا اپنی زبان کو روک اور چاہیئے۔ کہ گنجایش کرے تجھ کو تیرا گھر یعنی گھر سے
باہر مت نکل۔ اور اپنی خطا پر گریہ کر۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص ضامن ہو۔ مجھ سے اپنے دو
جبڑوں کی بیچ کی کا یعنی زبان کا اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز کا میں ضامن ہوتا ہوں
اُس کے جنت کا ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ جس کا آپ کو مجھ پر زیادہ خوف ہو۔ وہ کیا ہے
آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا۔ کہ یہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں ٹھیک ہوتا۔ ایمان
بندہ کا جب تک نہ ٹھیک ہو اُس کا دل۔ اور نہیں درست ہوتا ہے دل جب تک نہ درست
ہو زبان۔ اور نہیں داخل ہوتا جنت میں وہ شخص کہ مامون نہ ہو اُس کا ہمسایہ اُس کے
شروں سے۔ ارشاد فرمایا۔ جس کو سلامت رہنا اچھا لگے۔ وہ سکوت لازم کرے۔ ارشاد
فرمایا۔ اکثر خطائیں بنی آدم کی اُس کی زبان میں ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی زبان کو
روکتا ہے۔ اللہ اُس کی برہنگی یعنی عیب چھپاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ روک اپنی زبان کو مگر
بہتر بات کہ تو اُس کے باعث غالب آوے گا۔ شیطان پر ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ ہر کہنے
والے کی زبان کے پاس ہے۔ پس جو شخص کچھ کہے۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ خدا سے ڈرے۔
ارشاد فرمایا۔ جب تم دیکھو مومن کو چپکا اور صاحب وقار پس اُس کے قریب ہو کہ اُس کو حکمت
تلقین کی جاتی ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ حکمت ہوتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی تین قسم کے
ہیں۔ ایک غنیمت لوٹنے والا جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اور ایک آفتوں سے محفوظ جو خاموش
ہے۔ اور ایک ہلاک ہونے والا جو باطل میں خوض کرتا رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ مومن
کی زبان دل کے پیچھے رہتی ہے۔ جب بولنا چاہتا ہے۔ تو اوّل میں سوچ لیتا ہے۔ تب زبان
سے نکالتا ہے۔ اور منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے۔ بے سوچے سمجھے جو چاہتا
ہے۔ بک دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جس کی گفتگو زیادہ ہوگی۔ اور جن کی بُری بات زیادہ
ہوگی۔ اُس کے گناہ زیادہ ہونگے۔ اور اُس کے لئے دوزخ زیادہ لایق ہے۔ ارشاد فرمایا
انسان کی اسلام کی خوبی میں سے ہے۔ چھوڑنا ایسی چیز کا جو اُس کو مفید نہ ہو۔ حضرت ابوذ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تجھے ایسا عمل
بتلا دوں۔ کہ بدن پر ہلکا ہے۔ اور میزان پر بھاری اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ بہت بہتر

فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا۔ ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہو۔ اُس شخص کو جو زبان کو زائد بات سے روکے اور زائد مال کو خرچ کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ آدمی کو زبان کی زیادہ گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز بُری نہیں عنایت ہوئی۔ ارشاد فرمایا آدمی ایک بات بولتا ہے۔ جس سے کہ اپنے ہمنشینوں کو خوش کرتا ہے۔ اور اُس کے باعث ثریا سے دور تر گر پڑتا ہے۔ ارشاد فرمایا سب سے بڑا خطا میں قیامت کے دن وہ ہوگا۔ جو اکثر امر باطل میں خوض کرتا ہوگا ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی بات مت کاٹ اور نہ اُس سے ٹھٹھا کر اور نہ ایسا وعدہ اُس سے کر جس کا تو خلاف کرے۔ ارشاد فرمایا۔ بات کاٹنی چھوڑ دو۔ کیونکہ نہ اُس کی حکمت سمجھی جاتی ہے۔ اور نہ اُس کے فتنہ سے مامون رہا جاتا ہے ارشاد فرمایا۔ جو شخص بات کاٹنی چھوڑ دے۔ اور وہ حق پر ہو اُس کے لئے جنت اعلےٰ میں مکان بنایا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اوّل جو عہد مجھ سے میرے رب نے لیا۔ اور مجھ کو اُس سے منع کیا بتوں کی عبادت اور شراب پینے کے بعد لوگوں سے جھگڑا باندھنے سے ارشاد فرمایا۔ نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اُس کے کہ خدا نے اُن کو ہدایت کیا۔ مگر دیگئی اُن کو خصومت ارشاد فرمایا۔ نہیں پورا کرتا ہے کوئی بندہ ایمان کی حقیقت یہانتک کہ بات کاٹنی چھوڑ دے اگرچہ حق پر بھی ہو۔ ارشاد فرمایا۔ رحم کرے اللہ اُس شخص پر کہ روکے زبان اپنی اہل قبلہ سے بجز سب سے اچھے قول کے جو اُس سے ہو سکے۔ ارشاد فرمایا۔ بڑا آدمیوں میں سے زیادہ خدا کے نزدیک جھگڑالو ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی خصومت میں بے جانے لڑے ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے۔ یہانتک کہ اُس سے بر آمد ہو۔ ارشاد فرمایا تم کو جنت میں جگہ دے گا۔ طیب کلام اور کھلانا کھانے کا۔ ارشاد فرمایا۔ جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی ارشاد فرمایا۔ کہو لوگوں کو نیک بات ارشاد فرمایا۔ کلمہ پاک صدقہ ہے۔ یعنی عمدہ لفظ بولنا بھی داخل خیرات ہے۔ ارشاد فرمایا۔ میں اور میری امت کے پرہیزگار لوگ تکلیف سے بری ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے میرے نزدیک بڑے اور نشست میں مجھ سے دُور تر وہ لوگ ہیں۔ جو بکّی اور بڑ گو اور کلام میں بناوٹ کرنے والے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ بچاؤ تم اپنے تئیں فحش سے کہ خدا نہیں دوست رکھتا فحش اور تفحش کو یعنی حد سے گذرنے۔ اور بیہودہ کہنے کو ارشاد فرمایا۔ نہیں ہوتا مومن طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا نہ فحش کرنے والا نہ زبان دراز ارشاد فرمایا۔ ہر بیہودہ گو پر جنت کا داخل ہونا حرام ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نہیں دوست رکھتا فاحش بیہودہ گو بازار میں چیخنے والے کو۔ ارشاد فرمایا۔ فحش اور بیہودہ گوئی اسلام میں سے کسی

چیز میں شمار نہیں۔ اور اچھا زیادہ اسلام میں لوگوں میں سے وہ ہے۔ جو اُن سب میں خلق میں اچھا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اُس سے قتال کفر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا بیشک لعنت کرنے والے قیامت میں نہ شفیع ہونگے نہ گواہ ارشاد فرمایا۔ جو شخص لعنت کرے کسی مومن کو تو وہ ایسا ہے۔ جیسا اُس کو جان سے مار ڈالے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو رحم نہیں کرتا۔ اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی نہیں دوست رکھتا ہوں میں اِس بات کو کہ میں کسی آدمی کی نقل اُتاروں اور مجھ کو کچھ ملے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس بات میں آدمی خود مبتلا ہے۔ اُس پر دوسرے کو کیوں ہنستا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے بھائی کو اُس گناہ کا عیب لگائے جس سے اُس نے توبہ کرلی نہیں مریگا۔ یہانتک کہ خود وہی عیب کرے۔ ارشاد فرمایا۔ جب آدمی کوئی بات کہے۔ اور چلا جاوے۔ تو وہ امانت ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بات تمہارے درمیان میں امانت ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وعدہ مثل قرض کی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جس شخص میں تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے۔ گو نماز روزہ کرے۔ اور زبان سے کہے جائے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ وہ تین باتیں یہ ہیں۔ بات کہے تو جھوٹی۔ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ کوئی کچھ امانت اُس کے پاس رکھ جائے تو پوری نہ کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب آدمی دوسرے سے وعدہ کرے اور نیت پورا کرنے کی ہو۔ مگر کسی مانع سے پورا نہ کرسکے۔ تو اُس پر کچھ گناہ نہیں ہے ارشاد فرمایا۔ بچو تم جھوٹ سے کہ وہ بدکاری کی ساتھ ہے۔ اور دونوں دوزخ میں ہیں۔ اور لازم پکڑو سچ کو کہ وہ نیکی کے ساتھ ہے۔ اور وہ دونوں جنت میں ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے۔ کہ وہ تو اس میں تجھ کو سچا جانتا ہو۔ اور تو اُس کو اُس میں جھوٹا جانے۔ ارشاد فرمایا۔ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور اُسی کا اندازہ کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ خدا کے نزدیک دروغ گو کہا جاتا ہے۔ ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو شخصوں پر ہوا کہ وہ ایک بکری کا معاملہ کررہے تھے۔ ایک بقسم کہہ رہا تھا۔ کہ میں اتنے سے کم نہ لونگا۔ اور دوسرا بقسم کہتا تھا۔ کہ میں اتنے سے زیادہ نہ دونگا۔ پھر جو آپ نے لاحظہ فرمایا۔ تو بکری خریدار نے مول لے لی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اِن میں سے ایک پر گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہوے۔ ارشاد فرمایا۔ جھوٹ کم کرتا ہے۔ روزی کو ارشاد فرمایا۔ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت اللہ تعالےٰ نے بیع کو حلال کیا۔ اور سود کو حرام۔ پس اُن کے فاجر ہونے کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے۔ کہ قسم کھاکھا کر گنہگار ہوتے ہیں۔ اور کچھ کہتے ہیں۔ تو جھوٹ بولتے ہیں۔

ارشاد فرمایا۔ تین شخص ایسے ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا۔ اور نہ اُن پر نظر شفقت ہوگی۔ ایک وہ کہ کسی کو دے کر احسان جتاوے۔ دوسرا وہ کہ جھوٹی قسم کھاکر اپنا مال بیچے تیسرے وہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے رکھے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کوئی خدا کی قسم کھاکر کچھ کہے اور مچھر کے پر کی برابر اس میں اپنی طرف سے کوئی چیز ملاوے۔ تو اُس کے دل پر ایک سیاہ دہبا قیامت تک رہیگا۔ ارشاد فرمایا۔ تین آدمیوں کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ ایک وہ کہ صف قتال میں اپنا سینہ بھڑا کر کھڑا ہو جائے۔ کہ یہانتک کہ شہید ہو یا اُس کی جیت ہو۔ دوسرے وہ کہ کسی موذی کے پڑوس میں رہ کر اُس کی ایذا پر صبر کرے۔ حتےٰ کہ موت یا سفر کے سبب دونوں میں جدائی ہو جائے۔ اور ایک وہ شخص کہ سفر میں ایک قافلہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ اتنا چلے کہ زمین پر لیٹنے سے ترس جائے پھر اُتر پڑے اُس شخص نے کنارہ ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔ تاکہ کوچ کے واسطے اُن کو جگا دے۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاکی ہو اُس کو جو بات کہے۔ اور جھوٹ بولے تاکہ اُس سے لوگ ہنسیں ہلاکی ہے۔ اُس کو تباہی ہے۔ اُس کو ارشاد فرمایا۔ تین آدمیوں سے خدا دشمنی رکھتا ہے۔ ایک سوداگر یا بیچنے والا کہ بہت قسم کھاوے۔ دوسرا فقیر متکبر تیسرا بخیل جو دے احسان جتاوے۔ عبد اللہ بن جراد سے روایت ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مومن زنا کیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کبھی ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مومن جھوٹ بولتا ہے آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ اِس کے بعد یہ آیت پڑھی انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ ارشاد فرمایا۔ تین شخص ہیں۔ کہ نہ کلام کرے گا۔ اُن سے خدا اور نہ اُن کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور نہ اُن کو پاک کرے گا۔ اور اُن کو عذاب دردناک ہوگا۔ اوّل بوڑھا زناکار دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرا فقیر متکبر۔ عبد اللہ عامر فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں اُس وقت لڑکا ننھا کھیلنے چلا گیا۔ میری ماں نے پکارا کہ یہاں آ۔ اے آپ نے فرمایا۔ کہ کیا دینے کو بُلایا ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ خرما آپ نے فرمایا۔ اگر کچھ نہ دیتیں تو ایک جھوٹ تم پر لکھا جاتا۔ ایک بار آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ کہ تم کو سب میں بڑا کبیرہ بتاتا ہوں۔ شرک خدا اور نافرمانی والدین ہے۔ پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ کہ جان کہ جھوٹا قول بھی سب میں بڑا کبیرہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی بدبو اُس کی پھیلتی ہے کہ فرشتہ ایک کوس دور چلا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر چھ باتیں میری مان لو۔ تو میں

تمہارے لئے جنت کا کفیل ہوتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک یہ کہ جب کہو جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے یہ کہ وعدہ کرو۔ تو خلاف نہ کرو۔ تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ بدنگاہ نہ کرو۔ پانچویں یہ کہ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو۔ چھٹے یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت رکھو۔ ارشاد فرمایا۔ شیطان کے لئے چٹنی اور سرمہ اور خوشبو مقرر ہے۔ اُس کی چٹنی تو جھوٹ اور کثرت خواب سرمہ اور غضب خوشبو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص قسم کھاوے گناہ پر تاکہ ناحق اُس سے مال کسی مسلمان کا لے لیوے تو وہ اللہ تعالےٰ سے ملیگا۔ ایسے حال میں کہ خدا تعالےٰ اُس سے ناراض ہو ارشاد فرمایا۔ ہر ایک خصلت ایماندار کی طبیعت میں ہوسکتی ہے۔ سوائے خیانت اور دروغ کے ارشاد فرمایا۔ چار چیزیں ہیں۔ کہ جب تجھ میں ہوں۔ تو دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو۔ تجھ کو کچھ ضرر نہیں۔ راست گفتاری اور حفظ امانت اور خوش خلقی اور غذائے حلال۔ ارشاد فرمایا۔ وصیت کرتا ہوں۔ میں تجھ کو خدا سے تقویٰ کی اور راست گفتاری اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی اور کھانا دینے اور تواضع کی۔ ارشاد فرمایا۔ جھوٹا نہیں ہے۔ وہ جو صلح کراوے دو میں۔ اور رکھے اچھی بات یا بیان کرے خیر کو۔ ارشاد فرمایا۔ ہر ایک جھوٹ آدمی پر لکھا جاتا ہے۔ مگر وہ آدمی جو دو مسلمانوں میں صلح کرائے۔ ارشاد فرمایا۔ آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اور ہو جاؤ اللہ کے بندہ بھائی ارشاد فرمایا۔ بچو تم غیبت سے کہ غیبت سخت تر ہے۔ زنا سے ارشاد فرمایا۔ اے گروہ لوگوں کے کہ زبان سے ایمان لائے ہو اور دلوں سے ایمان نہیں لائے۔ مسلمانوں کی غیبت مت کرو۔ اور نہ اُن کی غیبت کے درپے ہو۔ جو کوئی اپنے بھائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی غیبت کے درپے ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی غیبت کے اللہ تعالےٰ درپے ہوتا ہے۔ اُس کو اُس کے گھر کے اندر رسوا کرتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ جب تک میں اجازت نہ دوں۔ تب تک کوئی افطار نہ کرے۔ غرض لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی۔ تو آپ کی خدمت میں ایک ایک آدمی نے آنا شروع کیا۔ اور عرض کرتے گئے۔ کہ میں نے روزہ رکھا تھا مجھ کو اجازت افطار کی ہو۔ آپ اجازت دیتے گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو عورتیں ہیں۔ اُنہوں نے بھی روزہ رکھا ہے۔ آپ اجازت دیں۔ تو افطار کریں۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اُس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے

فرمایا۔ کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ جو آدمی دن بھر لوگوں کا گوشت کھاوے۔ اُس کا روزہ کیسے ہو گا۔ تو جا کر اُن سے کہدے تمہارا روزہ ہے۔ تو قے کرو۔ اُس نے عورتوں کو حضرت کا حکم سُنا دیا۔ انہوں نے قے کی۔ تو ہر ایک کے مُنہ سے جما ہُوا خون نکلا۔ اُس نے آکر آپ کی خدمت میں ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میرا دم ہے۔ اگر یہ خون کے لوتھڑے اُن کے پیٹوں میں رہ جاتے تو اُن کو دوزخ کھا جاتا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر درم سود کا آدمی لے تو خدا کے نزدیک گناہ میں چھتیس ۳۶ زنا سے بڑھ کر ہے۔ اور سود سے بھی بڑھ کر مسلمان آدمی کی آبرو ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آگ خشکی میں اتنی جلد نہیں لگتی۔ جتنی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہو اُسکو جس کو اپنا عیب لوگوں کے عیب سے مانع ہو۔ ارشاد فرمایا۔ جنّت میں چغلخور داخل نہیں ہو گا۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبُوب وہ ہونگے۔ جو خلق میں اچھے ہونگے۔ جن کے پہلو نرم ہیں۔ ایسے کہ خود اوروں سے اُلفت کرتے ہیں۔ اور لوگ اُن سے اُلفت کرتے ہیں۔ اور تم میں سے خدا کے نزدیک بُرے وہ ہیں۔ جو چُغلی کھاتے پھرتے ہیں۔ اور بھائیوں میں جدائی ڈالتے ہیں۔ اور صاف آدمیوں کے عیب ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے۔ تاکہ اُس کو ناحق عیب لگاوے۔ اللہ تعالےٰ اُسی لفظ سے اُس کو قیامت کے دن دوزخ میں عیب لگائیگا۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اُس کا اہل نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ تلاش کرے اپنا ٹھکانا دوزخ میں۔ ارشاد فرمایا۔ بدترین آدمیوں سے وہ ہے۔ کہ اُس سے لوگ اُس کی بُرائی کی جہت سے ڈریں۔ ارشاد فرمایا۔ چغلخور حلال زادہ نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دورویہ دنیا میں ہو گا۔ (یعنی دو رُخی بات کہتا ہے) قیامت کے دن اُس کے لئے دو زبانیں آگ کی ہونگی ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے بہت بُرا دورویہ آدمی کو پاؤ گے۔ جو اُن سے کچھ کہتا تھا۔ اور اُن سے کچھ ارشاد فرمایا۔ مال وجاہ کی محبّت نفاق کو دل میں ایسا اُبھارتی ہے۔ جیسے پانی ساگ کو۔ ارشاد فرمایا۔ لوگوں میں سے بُرا وہ ہے۔ جس کی تعظیم اُس کے شر کے خوف سے کی جاوے۔ ارشاد فرمایا۔ جب تو نے اپنے بھائی کی تعریف اُس کے مُنہ پر کی تو اُس کی گردن پر اُسترا پھیر دیا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تعریف کرنے والے کے مُنہ پر خاک ڈالو۔ ارشاد فرمایا۔ طلب کرو علم اور علم کے ساتھ حلم و وقار کو تلاش کرو اور نرمی کرو۔ جس کو کچھ سکھلاؤ۔ اور جس سے خود سیکھو اور جاہل علماء میں سے مت ہو کہ تمہارا جہل علم پر غالب آجائے۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی مجھ کو تونگر کر علم سے زینت دے حلم سے

اور بڑا کر تقویٰ سے اور جمال دے تندرستی سے ارشاد فرمایا۔ مل تو اُس سے جو جدا ہو۔ اور دے تو اُس کو جو تجھ کو محروم رکھے۔ اور حلم کر اُس پر جو تجھ پر جہل کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمان آدمی کو حلم کے باعث وہ درجہ ملتا ہے۔ جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں۔ کہ میں تو اُن سے ملتا ہوں۔ وہ مجھ سے کنارہ کرتے ہیں۔ اُن سے نیکی کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے بدی کرتے ہیں۔ میں حلم کرتا ہوں۔ وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر یہی حال ہے۔ تو تم اُن کے پیٹوں میں آگ بھرتے ہو۔ یعنی تمہاری داد دہش اُن کے حق میں اچھی نہیں ہوگی۔ اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے خدا کی طرف تم کو مدد پہنچتی رہیگی۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ بردبار حیادار تونگر پارسا متقی کو اور دشمن جانتا ہے۔ بیہودہ گو زبان دراز سائل لیچڑ کو ارشاد فرمایا۔ کہ جب روز قیامت میں خدا تعالےٰ خلق کو جمع کرے گا۔ تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ کہ اہل فضل کہاں ہیں۔ تو تھوڑے سے لوگ اُٹھیں گے۔ اور جنت کی طرف دوڑیں گے۔ فرشتے جو اُن کو دیکھیں گے تو کہیں گے۔ کہ تم دوڑ کر چلتے ہو وہ کہیں گے۔ کہ ہاں ہم اہل فضل ہیں۔ وہ پوچھیں گے۔ تم میں کیا فضل تھا۔ جواب دیں گے۔ کہ ہمارا یہ حال تھا۔ کہ ہم پر اگر ظلم ہوتا۔ تو ہم صبر کرتے۔ اور اگر کوئی ہم سے سلوک بد کرتا۔ تو بخشدیتے۔ اور اگر کوئی جہالت کرتا۔ تو حلم کرتے۔ فرشتے کہیں گے۔ تو آپ جنت میں تشریف لیجائیے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی تجھ کو ننگ دلاوے۔ تیرے عیب سے تو تو اُس کو ننگ مت لگا۔ اُس کے عیب کا ارشاد فرمایا۔ دو آپس میں گالی دینے والے شیطان ہیں۔ کہ ایک دوسرے کو جھوٹ بکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا بہتر وہ ہے۔ کہ دیر میں خفا ہو۔ اور جلد من جاوے۔ اور بدتر وہ ہے کہ جلد غصہ ہو۔ اور دیر میں راضی ہو۔ ارشاد فرمایا مسلمان کینہ ور نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا۔ تواضع نہیں بڑھاتی ہے۔ بندہ کو مگر برتری۔ پس تواضع کرو۔ خدا تم کو برتر کرے گا۔ اور معاف کرنا نہیں بڑھاتا ہے۔ بندہ کی مگر عزت پس معاف کرو۔ خدا تعالےٰ تم کو مدد دیگا۔ صدقہ نہیں زیادہ کرتا ہے۔ مال میں مگر برکت اور کثرت پس صدقہ دو رحم کرے گا۔ تم پر اللہ تعالےٰ۔ ارشاد فرمایا۔ اے عائشہؓ جس کسی کو بہرہ رفق سے ملا ہے۔ اُس کو بہرہ دنیا و آخرت کی برکت سے ملا ہے۔ اور جس کسی کو بہرہ رفق کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ اُس کو دنیا و آخرت کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ ارشاد فرمایا۔ اے عائشہؓ اللہ تعالےٰ کو سب کاموں میں نرمی پسند ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی اہل بیت سے محبت

رکھتا ہے۔ اِن کے درمیان رفق و نرمی کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ملائمت پر اتنا دیتا ہے۔ کہ جہالت پر نہیں دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو چاہتا ہے۔ اُس کو ملائمت دیتا ہے۔ اور جو اہل بیت ملائمت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ جنّت سے محروم رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ ملائمت برکت کی چیز ہے۔ اور جہالت اور کرختگی نحوست ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ اور اُن کی سواری میں ایک اونٹ شوخ تھا۔ اُس کو کبھی داہنے کبھی بائیں پھراتی تھیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے عائشہ سہولت اور ملائمت کر یہ ایسی شے ہے۔ کہ جس چیز میں ہو۔ تو اُس کی زینت ہو جائے۔ اور جس چیز میں نہ ہو۔ اُس کو معیوب کر دے۔ روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مُردار بکری پر گذرے اور اصحاب سے فرمایا۔ کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے۔ یا نہیں۔ انھوں نے عرض کیا۔ کہ اگر ذلیل نہ ہوتی۔ تو یہاں کیوں ڈال دیتے۔ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے۔ اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ دنیا اللہ کے نزدیک اِس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اور اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر اچھی ہوتی۔ تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ ارشاد فرمایا۔ دنیا مومن کا قیدخانہ ہے۔ اور کافر کی جنّت ارشاد فرمایا۔ دنیا ملعون ہے اور جو اُس میں چیزیں ہیں۔ وہ بھی ملعون ہیں۔ بجز اُن اشیاء کے جو خدا کے واسطے ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اور جو آخرت سے محبت رکھتا ہے۔ وہ دنیا کا ضرر کرتا ہے۔ پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر ارشاد فرمایا۔ دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز ایک گھوڑے پر کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کو ارشاد فرمایا۔ کہ آؤ دنیا دیکھو۔ اور اُس گھوڑے پر سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیاں لیکر فرمایا۔ کہ یہ ہے دنیا۔ اِس میں یہ اشارہ ہے۔ کہ زینت دنیا بھی اِن کپڑوں کی طرح جلد کہنہ ہو جاوے گی۔ اور جو جسم دنیا میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ اِن ہڈیوں کی طرح سڑ گل جاویں گے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ جلشانہ نے کوئی مخلوق زیادہ بُری اپنے نزدیک دنیا سے نہیں پیدا کی۔ اور اُس نے اُس کو جب سے پیدا کیا ہے اُس کی طرف نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا۔ دنیا اِس کا گھر ہے۔ جس کا گھر نہ ہو اور اُس کا مال ہے۔ جس کے پاس مال نہ ہو اور اُس کو وہ جمع کرتا ہے۔ جس کو عقل نہ ہو۔ اور اِس پر وہ عداوت کرتا ہے۔ جس کو علم نہ ہو۔ اور اس پر وہ حسد کرتا ہے۔ جس کو سمجھ نہ ہو۔ اور اُس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔ جس کو یقین نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے روز

کچھ لوگ ایسے آویں گے۔ کہ اُن کے عمل وادی تھامہ کے پہاڑوں جیسے ہونگے۔ اُن کے لئے حکم ہوگا۔ کہ دوزخ میں لے جاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ لوگ نمازی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے۔ روزہ بھی رکھتے ہونگے۔ اور کچھ رات سے جاگتے ہوں گے۔ اِلّا اِن میں یہ بات ہوگی۔ کہ جب دنیا کی ادنیٰ چیز اِن کے سامنے ہوتی تھی۔ اُس پر کود پڑتے تھے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ کسی کو تم میں سے یہ منظور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو بینا کرے۔ اور اندھاپن جاتا ہے۔ جان رکھو۔ کہ جس شخص کی رغبت دنیا کی طرف ہوگی۔ اور اُس میں طول امل کرے گا۔ تو اُسی قدر اللہ تعالےٰ اُس کو اندھا کرے گا۔ اور جو کوئی اپنے امل بھی مختصر رکھیگا۔ اور دنیا میں زہد کرے گا۔ تو خداوند کریم اُس کو بے سیکھے علم دے گا۔ اور بے کسی کے بتلائے ہدایت کرے گا۔ اور یہ بھی یاد رکھو۔ کہ تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہوں گے۔ کہ اِن کے پاس سلطنت بدون ظلم وکشت وخون نہ رہیگی۔ نہ تونگری بدوں فخر اور بخل اور نہ محبّت بدون غرض کے پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے۔ اور باوجود قدرت تونگری کے فقر پر صبر کرے۔ اور دشمنی اور ذلّت کو باوجود قدرت محبّت وعزت کے برداشت کرے۔ اور اِس صبر وتحمل سے بجز رضائے مولیٰ اور کچھ مطلب نہ ہو۔ تو ایسے شخص کو خدا تعالےٰ پچاس صدیقوں کا ثواب عنایت فرماوے گا۔ ارشاد فرمایا۔ بہت مشغول نہ کرو اپنے دلوں کو دنیا کے ذکر سے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر تم جانو اِس بات کو کہ میں جانتا ہوں۔ تو بہت سا گریہ کرو۔ اور تھوڑا ہنسو۔ اور ذلیل ہوجائے تمہارے نزدیک دنیا۔ اور اختیار کرو تم آخرت کو۔ ارشاد فرمایا۔ مجھ کو دُنیا سے کیا کام ہے اور دنیا کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کوئی سوار گرمی کے دن میں چلے۔ اور اُس کو کوئی پیڑ ملے۔ اور اُس کے سایہ کے نیچے ایک ساعت سو رہے۔ پھر چلدے اور اُسے چھوڑ آئے ارشاد فرمایا۔ دنیادار کی مثل ایسی ہے۔ جیسے پانی میں چلنے والا کہیں ممکن ہے۔ کہ پانی میں چلے۔ اور پاؤں تر نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کی مقدار آخرت میں ایسی ہے۔ جیسے کوئی سمندر میں اُنگلی ڈال کر دیکھے کہ اُنگلی پر کس قدر پانی آیا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دُنیا کا حساب ہے۔ اور حرام عذاب۔ ارشاد فرمایا۔ دنیا حلال بھی عذاب ہے۔ مگر یہ حرام کی نسبت خفیف ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص طلب کرے دُنیا کو بطریق حلال زیادہ حاجت سے واسطے اظہار فخر کے اُس سے ملاقات کرے گا۔ اللہ تعالےٰ دن قیامت کے جس حالت میں غصہ اور ناراض ہوگا۔ اُس پر اور جو شخص طلب کرے دُنیا کو بغرض بچنے کے محتاجی سے اور واسطے حفاظت اپنے نفس کے ہلاکی سے تو وہ قیامت کے دن اِس طرح اُٹھیگا۔ کہ مُنہ اُس کا مثل

ماہ دو ہفتہ کے چمکتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر بکریوں کے گلہ میں دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں۔ تو وہ اُس میں اتنا نقصان نہیں کرتے۔ جتنا محبت مال اور شرف کی مسلمان آدمی کے دین میں نقصان کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاک ہوئے زیادہ مال والے۔ مگر وہ شخص کہ کہہ گیا ہو۔ مال کو اللہ کے بندوں میں ایسے ایسے یعنی وصیت خیرات کر گیا ہو۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ آپ کی اُمت میں سب سے زیادہ شریر کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تونگر ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کو دنیاداروں کے لئے چھوڑ دو۔ اس لئے کہ جو کوئی دنیا مقدار کفایت سے زیادہ حاصل کرے گا۔ وہ اپنی موت حاصل کرے گا۔ اور اُس کو خبر بھی نہ ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہتا ہے۔ ہر انسان مال میرا مال میرا اور نہیں ہے تیرا تیرے مال میں سے مگر جو تو نے کھا کر کھو دیا۔ یا پہن کر پرانا کر دیا۔ یا صدقہ کیا۔ پس چلتا کیا۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں موت کو نہیں چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ ہاں آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی مال کو آخرت کے لئے دے ڈال کیونکہ ایمان دار کا دل مال کے ساتھ رہتا ہے۔ اگر دے دیا ہوگا۔ تو یہ چاہیگا۔ کہ میں بھی اُس سے جاملوں۔ اور اگر پیچھے چھوڑ دے گا۔ تو یہ چاہیگا۔ کہ کاش میں بھی ساتھ دنیا میں رہتا ارشاد فرمایا۔ آدمی کے دوست تین ہیں۔ ایک تو قبض روح تک ساتھ رہتا ہے۔ دوسرا قبر تک تیسرا قیامت تک قبض روح کا ساتھی تو مال ہے۔ اور قبر تک کے ساتھی اس کے گھر والے اور قیامت کے ساتھی اُس کے اعمال۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی تو روزی آل محمدؐ کی بقدر بسر اوقات کر۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی تو مجھ کو مسکین زندہ رکھ۔ اور مسکین مار۔ اور مسکینوں کی جماعت میں مجھ کو اٹھا۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاک ہو بندہ دینار ہلاک ہو بندہ درم گرے اور نہ اُٹھے اور جب اُس کے کانٹا لگے نہ نکال سکے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر ہوں آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے۔ تو چاہیگا۔ اُن کے سوا تیسرا اور نہیں بھرتی ہے آدمی کا شکم مگر خاک اور جو کوئی توبہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بوڑھا ہوتا ہے۔ آدمی اور جوان ہوتی ہے۔ اُس کے ساتھ اُمید اور مال کی محبت ارشاد فرمایا۔ خوشی ہے اُس کو کہ اسلام کی ہدایت کی جائے۔ اور اُس کی معیشت بقدر بسر اوقات ہو۔ اور اُس پر قانع ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کوئی فقیر اور غنی ایسا نہیں۔ جس کو قیامت میں یہ تمنا نہ ہو۔ کہ دنیا میں بقدر قوت یعنی گزران دیا جاتا۔ ارشاد تونگری کثرت اسباب سے نہیں ہے۔ تونگری نام نفس کے تونگر ہونے کا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جبریل نے میرے دل میں یہ پھونک دیا ہے۔ کہ کوئی نفس نہیں مرنے کا۔ جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے۔ پس اللہ تعالےٰ سے ڈرو

اور طلب میں میانہ روئی کرو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابو ہریرہؓ تجھ کو سخت بھوک لگے۔ تو ایک روٹی۔ اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر اور دنیا پر لات مار۔ ارشاد فرمایا۔ نماز ایسی پڑھ۔ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔ (یعنی پھر شاید اتفاق پڑھنے کا نہ ہوگا۔ یہی نماز آخری ہے) اور ایسی بات کر کہ جس کا کل کو عذر نہ کرنا پڑے۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اُس سے نا اُمید ہو یعنی کسی کے مال کی طمع مت رکھ۔ ارشاد فرمایا۔ جو میانہ روی کرتا ہے۔ وہ مفلس نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ ایک خوف خدا ظاہر و باطن میں۔ دوسرے میانہ روی۔ تونگری اور فقیری میں۔ تیسرے اعتدال حالت رضاء اور غضب میں۔ ارشاد فرمایا۔ میانہ روی اور حسن سلوک اور نیک ہدایت ایک حصہ ہے کچھ اوپر بیس نبوت کے حصوں میں سے ارشاد فرمایا۔ جو شخص میانہ روی کرے۔ اُس کو خدا تونگر کرتا ہے۔ اور جو بیجا خرچ کرتا ہے۔ اُس کو خدا محتاج کرتا ہے۔ اور جو ذکر خدا کرے۔ خدا اُس سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ لوگوں سے بے پرواہ ہونا ایماندار کی عزت ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا میں اپنے آپ سے کم کو دیکھو زیادہ پر نظر نہ کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ کہ اعمال سے افضل کونسا عمل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ صبر اور سخاوت۔ ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے سب اولیاء کو سخاوت اور حسن خلق پر پیدا کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دو عادتیں اللہ تعالےٰ کو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دو بُری دو عادتیں کہ اُس کو محبوب ہیں۔ وہ حسن خلق اور سخاوت ہیں۔ اور جو اُس کو ناپسند ہیں۔ وہ خلق بد اور بخل ہیں۔ اور جب خدا تعالےٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے۔ تو اُس سے لوگوں کی حاجتیں پوری کراتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ مغفرت کے موجبات میں سے ہے۔ کھانا دینا۔ اور ہر ایک سے السلام علیکم کہنا۔ اور اچھی طرح کلام کرنا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میرے رحیم بندوں سے عطا کی درخواست کرو۔ اور اِن کی پناہ میں زندگی بسر کرو۔ کہ میں نے اُن میں اپنی رحمت بھر دی ہے۔ اور سخت دل والوں سے کچھ مت مانگو اُن پر میں نے اپنا غضب نازل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سخی کے گناہ سے درگذر کیا کرو۔ اِس لئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے۔ خدا اُس کا ہاتھ تھامتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا جلد رزق پُہنچتا ہے۔ کہ اتنی جلد اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہیں ہوتی۔ اور خداوند کریم کھانا کھلانے والوں سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ یعنی انسان اِس طرح کی صفات ہیں۔ جو تم میں نہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ سخی ہے۔ اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ اور عمدہ اخلاق کو پسند کرتا ہے۔ اور حقیر اور نکمے اخلاق کو بُرا جانتا ہے ارشاد

فرمایا۔ سخی کا کھانا دوا ہے۔ اور بخیل کا مرض۔ ارشاد فرمایا۔ جنت سخی لوگوں کا گھر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ احسان کر اُس کے ساتھ جو اہل ہو اُس کا۔ اور جو اہل نہ ہو اِس لئے کہ اگر اہل پر تو احسان کرے گا۔ تب تو اہل پر ہی ہوا۔ اور اگر نااہل پر ہوگا۔ تو تو اہل احسان میں ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ میری اُمت کے ابدال جنت میں کچھ روزہ نماز کے سبب سے داخل نہ ہوں گے بلکہ نفس کی سخاوت اور سینہ کی سلامتی اور مسلمان کی خیر خواہی کے باعث جنت میں جاوینگے ارشاد فرمایا۔ جو سلوک تو تونگر یا فقیر کے ساتھ کرے۔ وہ صدقہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بخل سے بچو کہ اِسی کے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی اور حرام چیزوں کے حلال جاننے اور قطع ارحام میں مبتلا ہوئے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں داخل ہوگا۔ جنت میں بخیل اور نہ مکار اور نہ خیانت والا۔ اور نہ بدخلق۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں۔ تجھ سے بخل سے ارشاد فرمایا۔ کہ سخی گنہگار خدا کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بخل اور ایمان کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا۔ دو عادتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بدخلقی۔ ارشاد فرمایا۔ کسی ایماندار کو نہیں چاہیئے۔ کہ بخیل یا نامرد ہو ارشاد فرمایا۔ زیادہ تر خوف کی چیز جس سے میں اپنی اُمت پر ڈرتا ہوں۔ ریا اور پوشیدہ شہوت ارشاد فرمایا۔ نہیں قبول کرتا۔ اللہ تعالےٰ ایسے عمل کو جس میں ذرہ برابر ریا ہو۔ ارشاد فرمایا بیشک ذرا سا ریا بھی شرک ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں داخل ہوگا۔ جنت میں وہ شخص کہ ہوگا۔ اُس کے دل میں رائی کے برابر غرور۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جبار اور متکبر قیامت میں چیونٹیوں کی صورت اُٹھینگے اور لوگ اُن کو پامال کرینگے۔ اِس لئے کہ اُنہوں نے خدا کو ذلیل سمجھا تھا۔ ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں ایک مکان ہے۔ جس میں متکبروں کو ڈال کر بند کردیں گے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو تین باتوں سے بری ہو کر مرے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ اوّل ان میں سے تکبر ہے۔ دوم قرض۔ سوم خیانت۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں تواضع کی کسی نے مگر کہ اونچا کیا اُس کو اللہ نے ارشاد فرمایا۔ بڑائی تقوےٰ ہے۔ اور شرف تواضع اور یقین تونگری۔ ارشاد فرمایا۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اُس کو ملتی ہیں۔ جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ اوّل سکوت جو عبادت کا آغاز ہے۔ دوم توکل خدا پر۔ سوم تواضع۔ چہارم دنیا میں زاہد۔ ارشاد فرمایا۔ جو تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو ساتویں آسمان تک بلند کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تواضع بندہ کو برتری کرتی ہے۔ پس تواضع کرو۔ خدا تم پر رحم کرے گا۔ ارشاد فرمایا۔ توبہ کرنے والا اللہ تعالےٰ کا پیارا ہے ارشاد فرمایا۔ گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اُس شخص کی ہے۔ جس پر گناہ نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی سرزمین ناموافق اور مہلک پر فروکش ہو۔ اور اُس کے ساتھ اُس کی

سواری ہو۔ جس پر اُس کا کھانا پینا وغیرہ لدا ہو۔ یہ شخص اپنا سر رکھ کر سو رہے۔ اور پھر جاگے
توسواری نہ پاوے۔ اور اُس کو ڈھونڈھنے لگے۔ یہاں تک کہ جب اُس پر دھوپ اور پیاس
اور جو خدا کو منظور ہو۔ اس کی شدت ہو۔ اور غلبہ ہو تو کہے کہ میں جہاں تھا۔ وہیں لوٹ چلوں
اور سو رہوں۔ تاکہ مر جاؤں اور پہنچ کر مرنے کے لئے اپنے ہاتھ کو تلے رکھ کر سو رہے۔ اور پھر جو
آنکھ کھلے تو دیکھے کہ جس سواری پر توشہ وغیرہ تھا۔ وہ پاس کھڑی ہے۔ تو جتنی خوشی اُس شخص
کو اپنی سواری ملنے کی ہے۔ اُس سے زیادہ خدا تعالےٰ بندہ مومن کی توبہ سے خوش ہوتا ہے
ارشاد فرمایا۔ اگر تم اتنی خطائیں کرو۔ کہ آسمان تک پہنچ جائیں۔ پھر نادم ہو۔ تو اللہ تعالےٰ تمہاری
توبہ قبول کرے۔ ارشاد فرمایا۔ گناہ کا کفارہ ندامت ہے۔ ارشاد فرمایا مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا
ہے۔ کہ گویا ایک پہاڑ اوپر آگیا۔ اب سر پر گر پڑے گا۔ اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے
جیسے ناک پر مکھی بیٹھی۔ اور اُس کو اُڑا دیا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بعضے گناہ ایسے ہیں۔ کہ اِن کا کفارہ
صرف رنج ہی ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ فکر طلب معیشت اُس کا کفارہ ہوتا
ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب بندے کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اعمال اُن کے کفارے کے لئے
نہیں ہوتے اللہ تعالےٰ اُس پر بہت رنج ڈالتا ہے وہی اُس کے گناہ کے کفارہ ہو جاتے
ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں۔ کہ معصیت میں اگر مبتلا ہوں۔ تو توبہ کریں۔ ارشاد فرمایا
مومن مثل بال کے ہے۔ کبھی معصیت سے رجوع کرتا ہے۔ کبھی اُس کی طرف جھکتا ہے۔
ارشاد فرمایا۔ آدمی سب خطاوار ہیں۔ اور خطاواروں سے بہتر وہ ہیں۔ جو توبہ کریں۔ اور
عفو کے خواہاں ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ ایماندار پھاڑنے والا ہے۔ اور پیوند لگانے والا
سو بہتر وہی ہے۔ جو پیوند لگا کر مرے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے
اُس کی عقل اُس سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بندہ گناہ کرنے کے باعث رزق
سے محروم ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا زمانہ سے جو بات تم کو بُری معلوم ہو اُس کو اپنے اعمال کے
بدل ڈالنے سے سمجھو ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب بندہ اپنی شہوت کو میری
طاعت پر مقدم سمجھتا ہے۔ تو اُس کی ادنےٰ سزا یہ ہے۔ کہ اُس کو اپنی مناجات سے محروم
کر دیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی رضامندی لوگوں کی ناراضی سے چاہتا
ہے۔ اللہ تعالےٰ لوگوں کی مشقت سے اُس کو بچا دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ خدا کی ناراضی
لوگوں کی رضامندی میں چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو لوگوں ہی کے حوالہ کر دیتا ہے
ارشاد فرمایا گھیری گئی ہے بہشت مکروہ چیزوں سے اور گھیری گئی ہے۔ دوزخ خواہشوں
سے۔ ارشاد فرمایا۔ صبر آدھا ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو چیز کہ تجھ کو بُری معلوم ہوتی ہے

اُس پر صبر کرنے میں بہت خیر ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان کو پوچھا کہ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ صبر کرنا۔ اور سخاوت کرنا ارشاد فرمایا۔ اگر صبر کوئی آدمی ہوتا تو کریم ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ صبر کرنے والے ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے صبر کیا۔ اُس نے فتح پائی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے پوچھا۔ کہ تم ایماندار ہو۔ سب چپ ہو رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کہ ہم ایماندار ہیں آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے ایمان کی پہچان کیا ہے۔ تو اصحاب نے عرض کیا۔ کہ ارزانی پر شاکر رہتے ہیں اور مصیبت پر صابر اور حکم الٰہی پر راضی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قسم ہے۔ خدائے کعبہ کی ایماندار ہو ارشاد فرمایا۔ عبادت کر اللہ کی رضا سے اور اگر تو رضا نہ کر سکے۔ تو جو چیز تجھ کو بُری معلوم ہو اُس پر صبر کرنے میں بہت ہی بہتری ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ہجرت کرنے والا وہ جو بُرائی کو چھوڑے اور جہاد کرنے والا وہ ہے۔ جو اپنی خواہش نفس سے لڑے۔ ارشاد فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی تعظیم اور اُس کے حق کی شناخت میں سے یہ بات ہے۔ کہ تو اپنے درد کا شکوہ نہ کرے۔ اور مُصیبت کا مذکور نہ کرے۔ ارشاد فرمایا۔ احمق وہ ہے۔ کہ اپنی نفس کو اُس کی خواہشوں کا تابع کرے۔ اور اللہ تعالےٰ پر تمنا کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کھانے والا شکر گذار مثل روزہ دار صابر کی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ میں تمہارے لئے ایسا ہوں۔ جیسا باپ اپنے بیٹے کے لئے ارشاد فرمایا۔ کوئی شخص جنت میں بدون خدا تعالےٰ کی رحمت کے داخل نہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھے۔ اور دین کی بات میں اپنے آپ سے بہتر کو۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کو صابر و شاکر لکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب کسی بندہ پر خدا تعالےٰ کی نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ تو اُس کی طرف لوگوں کی حاجتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ پس اگر وہ اُن سے سستی برتتا ہے۔ تو اِس نعمت کے کھونے کا درپے ہوتا ہے۔ اور اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ارشاد فرمایا۔ کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے۔ اور اُس پر کوئی شدت یا مصیبت دنیا میں پہنچ جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ اِس بات سے غنی ہے۔ کہ اُس کو دوبارہ عذاب دے۔ ارشاد فرمایا۔ جس کی اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے۔ اُس کو مُصیبت دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میں اپنے بندہ پر مُصیبت بدن کی یا مال کی یا اولاد کی بھیجتا ہوں۔ اور وہ اُس کو صبر جمیل کے ساتھ سہتا ہے تو قیامت کے روز مجھ کو شرم آتی ہے۔ کہ ایسے شخص کے لئے عمل کی ترازو کھڑی کروں یا دفتر اعمال کھولوں ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میرا مال جاتا رہا۔ اور جسم بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس بندہ کا مال نہ جاوے۔ اور مریض نہ ہو اُس میں

کچھ بہتری نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اُس کو مبتلا کرتا ہے۔ اور جب مبتلا کرتا ہے۔ تو صبر عنایت فرماتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ آدمی کے واسطے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہوا کرتا ہے۔ جس پر کہ وہ عمل کے باعث نہیں پہنچ سکتا۔ اِس لئے خدا تعالےٰ اُس کے جسم پر کوئی مُصیبت بھیجدیتا ہے۔ کہ اُس کے باعث وہ درجہ اُس کو مل جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب خدا تعالےٰ کو کسی بندہ کی بہتری منظور ہوتی ہے۔ اور اُس سے دوستی کیا چاہتا ہے۔ تو اس پر مُصیبتوں کو ڈال دیتا ہے۔ اور حوادث کی بوچھار اُس پر گراتا ہے۔ جب وہ بندہ خدا تعالےٰ کو پکارتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یہ آواز تو جانی بوجھی ہے۔ اور اگر دوبارہ پکارتا ہے۔ اور یا رب کہتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے بندہ کہہ کیا کہتا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا۔ میں دونگا۔ اگر یہاں تجھ سے کوئی بہتر چیز ہٹا دونگا۔ تو تیرے لئے اِس سے بہتر اپنے پاس رکھ چھوڑوں گا۔ ارشاد فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو عمل والے حاضر ہونگے۔ اور اُن کے اعمال نماز روزہ اور صدقہ اور حج سب ترازو میں تولے جاوینگے۔ اور پورا پورا ثواب عنایت ہوگا۔ مگر جب مصیبت والے آوینگے۔ تو اُن کے لئے نہ ترازو کھڑی ہوگی نہ نامہ اعمال کھولا جائیگا۔ اور ثواب اُن پر ایسے ہی ڈالا جائیگا۔ جیسے بلا ڈالی گئی تھی۔ اُس وقت جن لوگوں کو دنیا میں عافیت رہی تھی۔ یہ تمنا کریں گے۔ کہ کیا خوب ہوتا۔ جو ہمارے جسم مقراضوں سے کاٹے جاتے اور ایسا ہی ثواب ہم کو عنایت ہوتا۔ جیسا کہ اہل مصائب کو ملا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ اللہ تعالےٰ اُس کی مراد دیئے جاتا ہے۔ اور وہ اپنی خطا پر مصر ہے۔ تو جان لو کہ یہ امر اُس کی مہلت دینے کے لئے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک دو گھونٹوں سے زیادہ بندہ کا کوئی گھونٹ محبوب تر نہیں ہے۔ اوّل غصہ کا گھونٹ کہ حلم کے باعث پیجاوے دوم مصیبت کا گھونٹ جو صبر کے سبب پیجاوے۔ اور نہ کوئی قطرہ محبوب تر خدا کے نزدیک دو قطروں سے ٹپکتا ہے۔ ایک قطرہ خون جو اُس کی راہ میں گرے۔ دوم قطرہ اشک جو شب تاریک میں بندہ کی آنکھ سے سجدہ کی حالت میں گرے۔ اور اُس کو سوائے خدا تعالےٰ اور کوئی نہ دیکھتا ہو اور نہ کوئی قدم بندہ کا خدا تعالےٰ نزدیک دو قدموں سے محبوب تر ہے۔ ایک فرض نماز کے لئے دوم قدم قرابتیوں سے میل کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی مرے وہ حسن ظن ہی رکھتا ہو اللہ کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرمایا ہے۔ کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ تپ جہنم کی لپٹ میں سے ہے۔ اور وہ ایماندار کا حصہ ہے۔ دوزخ سے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر بندہ زمین کی مقدار میرے پاس گناہ لے کر آویگا۔ میں بھی اُس سے اتنی قدر مغفرت سے ملاقات کروں گا۔ ارشاد فرمایا۔

آگ میں نہ داخل ہوگا۔ وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو مجھ کو تم پر ایسی چیز کا خوف ہے۔ کہ وہ گناہ سے بھی بری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ عجب ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ قسم ہے۔ اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جاں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندہ مومن پر زیادہ رحم کرتا ہے۔ بہ نسبت مادر مشفقہ کے رحم کے اپنی اولاد پر ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز ایسی مغفرت کرے گا۔ کہ کبھی کسی کے دل پر نہ گذرے ہو یہاں تک کہ ابلیس بھی اُس کا منتظر ہوگا۔ کہ شاید مجھ کو بھی مغفرت پہنچ جاے۔ ارشاد فرمایا۔ حکمت کی اصل خوف الٰہی ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ اُس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے۔ اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالےٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے عقل کا پورا وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ خوف کرے اللہ کا اور جن باتوں کا اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہے۔ اور جن کو منع فرمایا ہے۔ اِن کو سب سے اچھی طرح غور کرے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کہ خدا تعالےٰ کے خوف سے رویا ہے۔ وہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا۔ جب تک کہ پستان کے اندر دودھ نہ لوٹ جائے۔ ارشاد فرمایا۔ اپنی زبان بند رکھ اور گھر سے باہر مت نکل اور اپنی خطا پر رویا کر۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی مجھ کو دو آنکھیں کثرت سے پانی بہانے والی روزی کر جو آنسو گرانے سے تسکین دیں۔ پہلے اُس سے کہ آنسو خون ہوجائیں۔ اور ڈاڑھیں چنگاریاں ارشاد فرمایا۔ کہ میرے پاس جبریل کبھی نہیں آئے۔ مگر اس صورت سے کہ خوف خدائے جبار سے کانپتے تھے۔ ارشاد فرمایا۔ خدا تعالےٰ سے مل فقیر ہوکر اور نہ مل غنی ہوکر ارشاد فرمایا۔ بہتر اس اُمت کے فقیر اُس کے ہیں۔ اور جنت میں جلد تر لوٹ لگانے والے اُمت کے ضعیف لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے جنت میں جھانکا تو اکثر اُس کے لوگوں کو فقیر دیکھا۔ اور دوزخ میں جو جھانکا تو اُس کے لوگ اکثر غنی اور عورتیں نظر آئیں۔ ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اُس کو مبتلا کرتا ہے۔ اور جب نہایت درجہ کی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تو اُس کو چھانٹ لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب تو فقیر کو آتے دیکھے۔ تو کہہ مرحبا بشعار الصالحین اور جب غنا کو آتے دیکھے تو کہہ کہ کسی گناہ کا عذاب جلد آگیا۔ ارشاد فرمایا (اے عائشہ) اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ تو فقرا کی سی زندگی اختیار کرنا۔ اور تونگروں کے پاس مت بیٹھنا۔ اور اپنا دوپٹہ مت اُتارنا جب تک اُس میں پیوند نہ لگالے۔ ارشاد فرمایا۔ اے فقیروں کے گروہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی اپنے دلوں سے کرو کہ تم کو ثواب تمہارے فقر کا ملے۔ ورنہ نہیں ملیگا ارشاد فرمایا۔ کہ ہر ایک شی کی ایک کنجی ہے۔ اور جنت کی کلید مساکین کی محبت ہے اور صابر فقیر قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے جلیس ہونگے۔ ارشاد فرمایا کہ بندوں میں سے محبوب تر

خداتعالےٰ کے نزدیک وہ ہے۔ جو اُس کے رزق پر قانع ہے۔ اور خداتعالےٰ سے خوش ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کوئی فقیر کی نسبت افضل نہیں ہے۔ جبکہ وہ راضی ہو۔ ارشاد فرمایا۔ خداتعالےٰ قیامت کے روز فرماوے گا۔ کہ میری خلق میں سے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں فرشتے عرض کریں گے۔ کہ الٰہی وہ کون ہیں۔ فرمائیگا۔ کہ مسلمان فقیر جو قانع رہے۔ میری وہش پر اور راضی رہے۔ میرے حکم پر اِن کو جنت میں داخل کرو۔ پس وہ لوگ جنت میں جاکر کھاویں پیویں گے۔ اور لوگ حساب میں پڑے ہونگے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ فقیر نہ سوال کرنے والے عیال دار کو ارشاد فرمایا۔ جس شخص کے پاس آوے۔ کچھ اِس مال سے بے سوال اور بدون مانگنے کے تو وہ ایک رزق ہے۔ کہ خداتعالےٰ نے صرف اُس کے لئے بھیجا ہے۔ تو اُس کو واپس نہ کرے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی کا حق صرف تین چیزوں میں ہے۔ ایک کھانا کہ اُس کو پشت کو سیدھا کرے۔ دوم کپڑا کہ اُس کی برہنگی کو چھپاوے۔ سوم گھر کہ اُس کو پناہ دے ارشاد فرمایا۔ سایل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آوے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ سایل کو ہٹاؤ۔ اگرچہ جلی ہوئی کھری سے دیکر ہو۔ ارشاد فرمایا۔ لوگوں سے سوال مت کرو۔ اور سوال جتنا ہی کم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہایت عمدہ آدمی کا کھانا اپنی کمائی سے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کو دنیا ہی کا تردد ہو۔ اللہ تعالےٰ اُس کا کام ابتر اور روزی پریشان کر دیتا ہے۔ اور افلاس اُس کے پیش نظر کرتا ہے۔ اور اُس کو دنیا سے اُسی قدر آتا ہے۔ جتنا اُس کے لئے لکھا ہوا ہے۔ اور جس شخص کو صرف آخرت کی فکر ہو۔ اللہ تعالےٰ اُس کی ہمت مجتمع رکھتا ہے۔ اور اُس کی معیشت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور تونگری اُس کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اُس کے پاس دنیا ذلیل اور خوار آتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے۔ تو اُس کو دنیا میں زاہد کرتا ہے۔ اور آخرت کا راغب اور اپنے عیبوں کا بینا بنا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص چاہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو علم بے سیکھے اور ہدایت بے رہنمائی کے دیوے۔ تو اُس کو چاہئے۔ کہ دنیا میں زہد کرے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ خیرات کی طرف دوڑتا ہے۔ اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے۔ وہ شہوات کو بھول جاتا ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے۔ وہ لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیا میں زہد کرتا ہے۔ اور اُس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم لوگ اللہ تعالےٰ پر جیسا چاہیئے۔ ویسا توکل کرو تو تم کو خداے تعالےٰ ایسی طرح روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں۔ اور شام کو شکم سیر ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو رہتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالےٰ ہر ایک مشقت سے بچا دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے اُس کو روزی دیتا ہے۔ کہ وہ نہ جانے اور جو شخص دنیا کا ہو رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو اُس کے

حوالہ کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص بندوں سے عزت چاہے اُس کو خدا تعالےٰ ذلیل کرتا ہے
ارشاد فرمایا۔ جب کوئی تجھ سے مانگے۔ رت روک۔ اور جب تجھ کو دیا جاوے۔ تو مت چھپا۔ ارشاد
فرمایا۔ خدا تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ کہ حل کیا جاوے۔ اُس کی رخصت پر جیسا کہ پسند کرتا ہے۔ کہ ادا کی
جاویں۔ اُس کی عزیمتیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے ظالم پر بد دعا کرتا ہے۔ وہ اپنا بدلہ لے لیتا ہے
ارشاد فرمایا۔ دوا کرو اللہ تعالےٰ کے بندو کہ جس نے مرض اُتارا ہے۔ اُسی نے دوا اُتاری ہے
ارشاد فرمایا۔ کہ ہم انبیاء کے گروہ پر اور لوگوں کی نسبت زیادہ سخت مصیبت ہوتی ہے۔ پھر اسی
طرح درجہ بدرجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ مصیبت بندہ پر بقدر ایمان ہوا کرتی ہے۔ پس
اگر ایمان اس کا سخت اور پکا ہوگا۔ تو مصیبت بھی سخت ہوگی۔ اور اگر اس کے ایمان میں ضعف
ہوگا۔ تو مصیبت بھی ضعف ہوگی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا
ہے۔ تو اُس پر بلا بھیجتا ہے۔ وہ اگر اُس پر صبر کرتا ہے۔ تو اُس کو مجتبیٰ کرتا ہے۔ اور اگر اُس پر
راضی ہوتا ہے۔ تو مصطفےٰ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ایک دن کا بخار سال بھر کا کفارہ ہوتا ہے۔
ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی مومن نہ ہوئیگا۔ جب تک کہ اللہ اور اُس کا رسول اُس کے نزدیک
اُن کے ماسوا سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ بندہ مومن نہیں ہوتا۔ جب تک کہ میں اُس
کے نزدیک اُس کے گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا۔
اللہ تعالےٰ سے اِس سبب سے محبّت کرو کہ وہ ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اور
مجھ سے محبت اس لئے کرو کہ خدا تعالےٰ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اختیار کرو اللہ
تعالےٰ کے اخلاق۔ ارشاد فرمایا۔ افضل سعادت طول عمر اللہ تعالےٰ کی طاعت میں ہے۔
ارشاد فرمایا۔ پاکی نصف ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم آگ پر پروانہ کی طرح گرتے ہو۔ اور میں
تمہاری کمر تھامتا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کر لیتا ہے۔ تو اُس
کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسا کہ وہ کہ جس کے ذمہ گناہ
ہی نہ ہوا۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ دنیا دیتا ہے۔ جس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے
نہیں رکھتا ہے۔ دونوں کو اور ایمان نہیں دیتا ہے۔ مگر اُسی کو جس سے محبت رکھتا ہے ارشاد
فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو اُس کے لئے اس کے نفس میں
سے ایک نصیحت کرنے والا مقرر کر دیتا ہے۔ اور ایک جھڑکنے والا اُس کے دل میں سے
کہ وہ اُس کو امر و نہی کرتے رہتی ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کی بہتری
چاہتا ہے۔ تو اُس کو اُس کے نفس کے عیبوں کا بینا کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ
تعالےٰ سے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا

جو شخص کسی بُرائی میں حاضر ہو۔ پس راضی ہوا اُس سے تو گویا اُس نے وہ بُرائی کی۔ ارشاد فرمایا۔ بُرائی کا بتلانے والا مثل اُس کے کرنے والے کے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی بندہ مشرق میں مارا جاوے اور دوسرا شخص مغرب میں اُس کے قتل سے راضی ہو۔ تو وہ دوسرا بھی اُس کے قتل میں شریک ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ چیز کی قلت اُس کے نزدیک کثرت کی نسبت کر محبوب نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ تین باتیں ایسی ہیں۔ کہ جس شخص میں ہوں۔ اُس کا ایمان پورا ہو۔ اللہ تعالےٰ کے باب میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمل کئے جاوے۔ اور جب اُس کے سامنے دو عمل پیش ہوں۔ ایک دنیا کا اور دوسرا آخرت کا تو آخرت کے امر کو اختیار کرے۔ ارشاد فرمایا۔ تین باتیں ہیں۔ جو شخص اُن سے بہرہ ور ہو۔ تو اُسکو آل داؤد علیہ السلام کی برابر حصہ ملا یکسان رہنا حالت رضا اور غصہ میں دوم میانہ روی تونگری اور مفلسی میں سوم خدا کا خوف ظاہر و باطن میں ارشاد فرمایا۔ اعمال معتبر نیتوں ہی پر ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو اور مال کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بیشک جسم میں ایک پارہ گوشت ہے۔ کہ اگر وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن اُس کے سبب سے درست ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی کے اسلام کی خوبی ہے۔ چھوڑ دینا امور بیفائدہ کا۔ ارشاد فرمایا۔ زیادہ کرو ذکر موت کا کہ وہ گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سب میں زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے۔ جو پہلو میں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ دشمن رکھ اپنے نفس کو کہ تحقیق وہ کھڑا ہے۔ میری دشمنی کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اے گروہ جوانان لازم پکڑو اپنے اوپر نکاح کو۔ اور جس کو قدرت نہ ہو۔ اُس کو چاہئے۔ کہ روزہ رکھے۔ کہ روزہ رکھنا اُس کے حق میں خصی ہونا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نامحرم کو دیکھنا تیر زہر آلود ہے۔ ابلیس کے تیروں سے جو شخص اُس کو خدا کے خوف سے چھوڑے اللہ تعالےٰ اُس کو ایسا ایمان عطا کرے جس کی حلاوت اپنے دل میں پاوے۔ ارشاد فرمایا۔ میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھکر کوئی فتنہ مردوں کو زیادہ مضر ہو۔ نہیں چھوڑا ارشاد فرمایا۔ بچو تم دنیا کے فتنہ اور عورتوں کے فتنہ سے کہ اوّل فتنہ بنی اسرائیل کا عورتوں کی ہی طرف سے تھا۔ ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی کے لئے زنا سے کچھ بہرہ ہے اِس لئے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور اُن کا زنا دیکھنا ہے۔ اور ہاتھ زنا کرتے ہیں۔ اور اُن کا زنا پکڑنا ہے۔ اور پاؤں زنا کرتے ہیں۔ اور اُن کا زنا چلنا ہے۔ اور منہ زنا کرتا ہے۔ اور اِس کا زنا بولنا۔ اور دل قصد اور تمنا کرتا ہے۔ اور شرمگاہ اُس کو سچا کرتی ہے۔ یا جھٹلاتی ہے۔ ارشاد

فرمایا۔ جو شخص عاشق ہوا اور پارسا بنا رہا اور عشق کو چھپایا۔ پھر مر گیا۔ تو وہ شہید ہے۔ ارشاد فرمایا معاف ہے تیرے لئے اوّل بار دیکھنا (بلاقصد) اور وبال ہے دوسری دفع کا دیکھنا ارشاد فرمایا۔ عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ اگر یہ شہوت نہ ہوتی۔ تو عورتوں کو مردوں پر قابو نہ ہوتا۔

معجزات

جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و افعال و احوال و اقوال و عادات و عجائبات جوابات جو آپ نے دقیق مسائل میں ارشاد فرمائے مشاہدہ کرے۔ اور حالانکہ آپ اُمّی محض تھے نہ علم کی مزاولت کی نہ کتابوں کا مطالعہ کیا نہ علم کی طلب میں کبھی سفر فرمایا۔ ہمیشہ جہال عرب میں رہے۔ اور باایں ہمہ یتیم اور بیکس تھے۔ اُس کو کسی طرح شبہ نہیں رہ سکتا۔ کہ ایسی باتیں قوت بشری سے باہر ہیں۔ اور بلا تائید غیبی اور قوت لاریبی ممکن نہیں۔ اور درصورت ایسی باتوں کے نہ کسی معجزہ کی ضرورت ہے نہ کسی نشانی کی مگر تاہم اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھوں سے اس قدر معجزہ ظاہر کرائے۔ کہ جس کی حد و غایت نہیں۔ اِس جگہ اجمالاً چند ذکر کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ازاں ایک مکہ میں چاند کا پھٹنا جبکہ آپ سے قریش نے معجزہ طلب کیا۔ ایک بار حضرت جابرؓ کے مکان پر بروز خندق سیر بھر جو میں بہت سے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور اسی طرح حضرت ابوطلحہؓ کے مکان پر تھوڑی غذا سے بہت کو شکم سیر کر دیا۔ اور ایک بار ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچہ سے اسی آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ اور ایک بار حضرت انسؓ جو کی چند روٹیاں اپنے ہاتھ میں لے گئے۔ اُن کو اسی آدمیوں سے زیادہ کو کھلایا۔ اور ایک بار تھوڑے سے خرمے بشر کے بیٹے اپنے ہاتھوں میں لائے اُن سے آپ نے سب لشکر والوں کا پیٹ بھر دیا۔ اور پھر بھی بچ رہے اور چھوٹا سا پیالہ تھا۔ کہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیل نہ سکتا تھا۔ اُس میں آپ نے اپنا دست مبارک کیا تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹ نکلا۔ جس سے تمام لشکر نے وضو کیا۔ اور پانی پیا۔ اور سب پیاسے تھے۔ اور آپ نے ایک بار وضو کا پانی تبوک کے چشمہ میں ڈال دیا۔ اور اُس میں پانی نہ تھا۔ تو اُس میں اتنا پانی چڑھ آیا۔ کہ لشکر والوں نے جو ہزاروں تھے پانی پیا۔ اور چھک گئے۔ اور ایک بار حدیبیہ کے کنوئیں میں بقیہ وضو ڈالا تو اُس میں باوجودیکہ پانی نہ تھا۔ مگر ایسا پانی جوش کر آیا۔ کہ پندرہ سو آدمیوں نے پیا۔ اور جو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو ارشاد فرمایا۔ کہ تھوڑے سے خرمے جو سب مل کر شتر کے گٹھہ کے برابر تھے چار سو سواروں کو زاد حوالہ کرو۔ فاروقؓ نے سب کو زاد بھی دیا۔ اور اُسی قدر بچ رہے۔ اور آپ نے ایک مٹھی مٹی کی کفار کے لشکر کی طرف پھینکی وہ سب کی آنکھوں میں پڑی۔ اور بیکار کر دیا۔

جب آپ کے لئے ممبر تیار ہوا۔ تو جس ستون کے سہارے آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اُس نے نالہ کیا۔ یہانتک کہ اُس کی آواز مثل آواز شتر کے اصحاب نے سُنی آپ نے اُس کو سینہ سے لگایا۔ وہ خاموش ہوگیا۔ کسی صحابہ کی آنکھ نکل کر گر پڑی تھی۔ آپ نے اُس کو اپنے دست مُبارک سے اُسی جگہ رکھ دیا۔ تو وہ آنکھ دونوں میں صحیح اور خوبصورت زیادہ ہو گئی۔ اور خیبر میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ آپ نے اپنا لب مُبارک لگا دیا۔ اُسی وقت اچھی ہو گئیں۔ اور آپ نے اُن کو جھنڈا دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کو خبر دی کہ تم کو بلوہ پہنچیگا۔ جس کے بعد جنت ہے۔ چنانچہ آپ بلوہ ہی میں شہید ہوئے۔ حضرت امام حسنؓ کے باب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کے سبب سے مسلمانوں کی دو بھاری جماعتوں میں صلح کرے گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی۔ اور ایک شخص کو جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ دوزخی ہوگا۔ تو ایسا ہی ہوا یعنی اُس شخص نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ اور ایک اصحابیؓ کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی آپ نے اُس پر اپنا دست مُبارک پھیر دیا۔ وہ فوراً اچھی ہو گئی۔ اور حکم بن العاص خبیث نے آپ کی رفتار کی نقل تمسخر کے طور پر کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تو ایسا ہی رہو۔ پس وہ ہمیشہ لڑکھڑاتا چلتا یہانتک کہ مر گیا۔ آپ نے ایک بھیلا بکری کے تھن کو ہاتھ لگا دیا۔ جس نے کبھی دودھ نہ دیا۔ پس وہ دودھ دینے لگی۔ حضرت امام حسینؓ کے لئے آپ نے خبر دی تھی۔ کہ کربلا میں شہید ہونگے۔ مطابق اس کے واقع ہوا فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی تھی۔ وہ حضرت عمرؓ کے وقت میں فتح ہوا۔ آپ نے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے۔ مسلمانوں پر تقسیم ہوگا۔ مطابق اُس کے حضرت عمرؓ کے عہد میں واقع ہوا۔ حضرت عمرؓ کی نسبت آپ نے خبر دی تھی۔ کہ فتنہ و فساد اُن کے سبب سے بند رہیگا چنانچہ اُن کے عہد میں انتظام خلافت خوب رہا آپ نے خبر دی تھی۔ کہ ازواج مطہرات میں آپ سے پہلے وہ ملحق ہو گی۔ جو زیادہ سخی ہے۔ چنانچہ حضرت زینب کا سب سے پہلے انتقال ہوا۔ اور وہ تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ سخی تھیں۔ اِس کے سوا آپ کے ہزاروں معجزے ہیں۔ کہ جس کی گنجائش اس مختصر میں نہیں یہ بھی اِس جگہ چند تبرکاً لکھ دیئے گئے ہیں ؀

ما اِن مدحت محمدؐ اً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمدؐ

حالات امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت ابی بکر صدیقؓ کی ولادت باسعادت سال فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینے کے بعد ہوئی ساتویں پشت میں آپ کا نسب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کی اٹھارہ سال کی عمر تھی۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ کریمہ سورہ احقاف حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین شان ابو بکرؓ میں نازل ہوئی اور قصہ اُس کا یہ ہے۔ کہ جب صدیق اکبرؓ کی عمر بیس برس کی ہوئی۔ تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے بقصد تجارت جانب شام گئے۔ اور ایک مقام پر بیری کے درخت کے نیچے نزول فرما ہوئے۔ اُس کے قریب ایک درویش کتابی رہتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اُس کے پاس گئے اُس نے پوچھا۔ کہ بیری کے درخت کے نیچے کون ہے ابو بکرؓ نے کہا کہ محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہیں۔ بعد عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے اُس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا۔ مگر محمدؐ نبی اللہ سو یہ کلام اُسی وقت سے صدیق اکبرؓ کے دل میں جم گیا۔ اور نقش فی الحجر ہوگیا۔ اور اُسی دن سے ابو بکرؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی یہانتک کہ چالیس برس کے ہوئے اور ابو بکرؓ اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے۔ فرمایا۔ کہ ایک روز قبل بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نور عظیم آسمان سے بام کعبہ پر اُترا ہے۔ اور پھر تمام مکہ کے گھروں میں پھیلا ہے۔ بعد ازاں وہ نور ایک جگہ جمع ہوگیا ہے۔ اور میرے گھر میں آگیا ہے۔ فرمایا۔ کہ صبح اُٹھ کر اس خواب کو میں نے ایک احبار یہود سے بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ خواب خیال ہے۔ چند سال کے بعد میرا سفر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک جگہ ایک راہب سے اِس خواب کی تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا کہ تم کون ہو۔ میں نے کہا۔ کہ میں ایک قریش ہوں۔ اُس نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اُس کی حیات میں تم اُس کے وزیر ہو گے۔ اور اُس کے بعد اُس کے خلیفہ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اسلام پیش کیا۔ تو آپ نے بلا تامل اور بلا ایک لمحہ کے توقف کے قبول کر لیا۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے فضائل میں اور وں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابو بکر میں یہ فرق ہے کہ ابو بکرؓ نے اسلام بلا حجت قبول کیا۔ اور تم نے بہ حجت جس وقت سے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ سفر و حضر میں کبھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ الّا باجازت غرضکہ آپ کی ذات

حضرت صدیق اکبرؓ کا مسلمانوں کو کفار کی تشدد سے چھوڑانا

سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ ابتدا اسلام میں جب کفار اپنے زیردست مسلمانوں کو بہت ایذا دیا کرتے۔ تو آپ روپیہ دے دیکر اُن کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہؓ کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِن کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے تھے۔ جیسے کہ کوئی اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور جس روز حضرت ابابکر صدیقؓ ایمان لائے تھے۔ اُس روز اِن کے پاس چالیس ہزار دینار اور بقولے چالیس ہزار درہم تھے۔ وہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے۔ جب مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ تو آپ کے پاس پانچہزار دینار تھے۔ وہ تمام اعانت اسلام و مسلمانوں میں خرچ کر دیئے۔ ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک عبا پہنے ہوئے۔ کہ اُس میں بجائے تکمہ کے ایک کانٹا لگا ہوا تھا۔ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ اے ابو بکرؓ یہ کیا وضع ہے اُنہوں نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا۔ کہ اتنے میں حضرت جبریل بھی اُس ہیئت سے تشریف لائے اس سے آپ کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اُن سے اِس کا سبب دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آج اللہ تعالےٰ نے ہم کو حکم فرمایا ہے۔ کہ جس طرح ابو بکرؓ نے زمین پر اپنی وضع بنائی ہے۔ تم آسمان پر بناؤ۔ اور مجھ کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ ابو بکرؓ سے میرا سلام کہو۔ اور دریافت کرو کہ اس حال میں تم مجھ سے راضی ہو۔ یہ سن کر ابو بکر صدیقؓ نے تین مرتبہ زور سے نعرہ مارا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے آپ سے راضی ہوں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ اے ابو بکرؓ آج تم سے کیا کام ایسا ہوا ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ نے اپنا سلام اور پیغام رضا بھیجا ہے۔ حضرت صدیقؓ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اِس پر حضرت جبریل نے فرمایا۔ کہ آپ کو خبر نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا تمام مال واسباب اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ کو کسی کے مال سے اتنا نفع نہیں ہوا۔ جس قدر کہ ابو بکرؓ کے مال سے جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔ کہ میں ایک دن در دولت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر با جماعت مہاجرین وانصار حاضر تھا۔ اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے۔ کہ آنجناب تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کس شغل میں ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر یہ مذکور ہے۔ تو خبردار ابو بکرؓ پر کسی کو تفضیل مت دیجیو اس لئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت میں جابرؓ سے بہ سند صحیح روایت ہے۔ کہ ایک روز میں ابو بکرؓ کے آگے آگے جاتا تھا۔ دفعتہً حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اِس شخص کے آگے چلتے ہو۔ جو تم سے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت صدیق اکبرؓ کی وضع پر تشریف لانا

دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا۔ بعد انبیا و مرسلین کے کسی پر
کہ بہتر ہو۔ ابو بکرؓ سے اور نیز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں تم پر ابو بکرؓ کو کثرت
نماز روزہ کے سبب فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ اُس چیز کے سبب سے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ
اُس کے سینہ میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار ہو۔ اے
ابو بکرؓ یقیناً تو سب میری اُمت سے پہلے جنت میں جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک سب آدمیوں سے زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر ابو بکر ہے۔ اور
اگر کسی کو میں سوائے خدا کے خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ لیکن بھائی چارہ اسلام کا موجود ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا۔ تم میرے رفیق حوض پر ہو۔ اور تھے رفیق
غار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر ابو بکرؓ کا ایمان تمام جن و انس کے ایمان سے
وزن کیا جائے تو ابو بکرؓ کے ایمان کا پلہ جھکتا رہیگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری
اُمت کا سب سے زیادہ مہربان میری اُمت پر ابو بکرؓ ہے اور فرمایا۔ کہ جب مجھ کو آسمان پر
معراج واقع ہوا۔ جس آسمان پر گذرتا تھا۔ اُس پر اپنا نام لکھا پاتا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ اور اُس
کے بعد ابو بکرؓ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے میرے ساتھ کچھ سلوک
کیا۔ اُس کا بدلہ میں نے اُس سے زیادہ کردیا۔ مگر ابو بکرؓ کہ اُس کا میرے اوپر احسان ہے
خدا تعالے اُس کا بدلہ دے جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بامور ہجرت ہوئے
تو آپ نے حضرت جبریل سے دریافت فرمایا۔ کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ حضرت
جبریلؑ نے فرمایا۔ ابو بکر صدیقؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اوّل اُن میں سے
ہوں۔ کہ پھٹ جاوے گی زمین پھر ابو بکرؓ۔ پھر عمرؓ۔ ابن ابی ملیکہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحابہ ایک تالاب پر تشریف لائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ ہر شخص اپنے رفیق کی جانب تیرے پس ہر شخص اپنے اپنے رفیق کی طرف تیرا لیکن جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کسی کی طرف نہ تیرے پھر جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کی جانب تیرے اور آپ نے اُن سے معانقہ
کیا۔ اور فرمایا۔ اے ابو بکرؓ اگر میں کسی کو خلیل بناتا اپنے مرتے تک تو تجھ کو بناتا۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خیر کے تین سو ساٹھ خصائل ہیں۔ جب خداوند تعالے
کسی بندہ کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو کوئی خصلت اُن میں سے اُسے عطا کرتا ہے
اور وہ اُس خصلت ہی کے سبب سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے۔

یا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم ہیں سب ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوستی
ابوبکرؓ کی اور شکر اُس کا تمام اُمت میری پر واجب ہے۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں ایک دن
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اِس وقت ایک
ایسا شخص آتا ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اُس کی
شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی مانند ہوگی۔ جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ دیر نہ گذری تھی۔ کہ حضرت
ابوبکرؓ تشریف لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے اُن سے بغلگیر ہوئے۔ اور اُنکی پیشانی
پر بوسہ دیا۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں جا بجا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے فضائل میں آیات
نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کیا۔ تو اللہ
تعالےٰ نے آپ کی شان میں سورہ واللیل نازل کی تمام مُسلمانوں کا اتفاق ہے۔ کہ آیتہ ثانی
اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینۃ میں صاحب سے
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ قولہ تعالےٰ شاورہم فی الامر
ابوبکر و عمر رضؓ کی شان میں نزول ہوئی۔ جس وقت کہ آیتہ ان اللہ وملائکتہ الخ نازل ہوئی۔ تو
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ آپ پر نازل فرمایا۔ اُس میں ہم کو
ضرور شریک کیا۔ لیکن اس میں نہیں۔ پس یہ آیتہ نازل ہوئی۔ ہوالذی یصلی علیکم وملائکتہ الخ
غزوہ تبوک میں بوجہ گرمی شدید و مسافت بعید لوگوں نے جانے میں سستی کی تو اللہ تعالےٰ
نے تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا۔ الا حضرت صدیق رضؓ کو مستثنےٰ کر دیا۔ الا تنصروہ فقد نصرہُ اللہ کیونکہ
آخر کار اِس غزوہ میں ستر ہزار آدمی ہوئے تھے۔ لیکن سامان حرب کچھ نہ تھا۔ اور اِس کا
نام جیش العسر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھا اور فرمایا۔ کہ جو اس لشکر کی تدبیر و درستی کرے۔
اُس کو بہشت ہے۔ چنانچہ اکابر صحابہ نے بہت کچھ مال دیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنا
تمام مال آپ کے حضور میں پیش کر دیا۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر نے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو مال کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی۔ اسی طرح جان کو بھی کچھ مال نہیں سمجھا
چنانچہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ہجرت کو روانہ ہوئے۔
اور غار میں آکر قیام فرمایا۔ تو اِس غار میں سوراخ تھے۔ جو حضرت صدیق رضؓ نے اپنی چادر پھاڑ
کر بند کر دیئے تھے۔ لیکن ایک سوراخ کے بند کرنے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپ نے اپنے پاؤں
کی ایڑی لگا دی اُس سوراخ میں سانپ تھا۔ اُس نے آپ کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ مگر چونکہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے زانو پر سر مُبارک رکھے ہوئے سوتے تھے۔ آپ نے
جنبش نہ کی۔ حضرت علی رضؓ سے منقول ہے۔ کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ایک چھول واری میں مقیم تھے۔ ہم نے صلاح کی کہ کوئی شخص موجود رہے۔ کہ مشرک اِس طرف نہ آئیں۔ لیکن اِس امر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تلوار کھینچکر کھڑے ہو گئے اور اِس طرف اُن کے پاس کسی کو نہ آنے دیا۔ اور حضرت ابابکر صدیق رضؓ سے منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ قریش نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا۔ اور کوئی آپ کو اِدھر کھینچتا تھا۔ اور کوئی اُدھر۔ اور کہتے تھے۔ کہ تو ہی کہتا ہے۔ کہ خدا واحد ہے۔ اور آپ کے چھڑانے کا کسی کا منہ نہ پڑا۔ سوائے ابوبکر رضؓ کے اُنھوں نے سب کو ہٹا دیا۔ اور کہا کمبختو ایسے شخص کو قتل کرتے ہو۔ کہ جو اللہ کہتا ہے۔ پھر حضرت مُنہ پر چادر رکھ کر رونے لگے۔ اور فرمایا بتلاؤ۔ کہ مومن آل فرعون بہتر ہے۔ یا ابوبکر رضؓ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ پھر خود فرمایا۔ کہ ایک ساعت ابوبکر رضؓ کی آل فرعون کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے۔ کہ وہ اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور اُنھوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی دن وفات سے پہلے خطبہ پڑھا۔ اور اُس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف ارشاد فرمائی۔ چنانچہ یہ بھی فرمایا۔ کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور حق الخدمت بدن اور جان کا مجھ پر اِس قدر نہیں ہے۔ جس قدر ابوبکر رضؓ کا ہے۔ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ اور مجھ سے مہر نہ لیا۔ اور بلال رضؓ کو اپنے خالص مال سے مول لے کر آزاد کیا۔ اور مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا۔ اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا۔ سو اب سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو سوائے ابوبکر رضؓ کے دروازہ کے کہ اِس کو کھلا رہنے دو۔ اِس کے بعد جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض موت لاحق ہوا۔ اور مرض کی زیادتی ہوئی۔ تو آپ نے حکم فرمایا۔ کہ ابوبکر رضؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اِس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عذر فرمایا۔ کہ میرا باپ رقیق القلب ہے۔ آپ کی جگہ کھڑے ہونے کی تاب نہ لائیں گے۔ لیکن آپ نے بمبالغہ حضرت صدیق کی امامت کے واسطے فرمایا۔ چنانچہ حسب الامر حضرت ابوبکر رضؓ نے لوگوں کو پانچ دن تک نماز پڑھائی۔ اگرچہ اُس وقت حضرت علی رضؓ و دیگر قریش موجود تھے۔ مگر حضرت ابوبکر رضؓ کی تخصیص امامت گویا اپنی حیات میں خلیفہ بنانے کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح کہ کوئی بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تخت وچھتر شاہی دلوائے۔ اور یہ علامت اِس امر کی ہے۔ کہ بادشاہ نے اِس کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت خبر پہنچی کہ انصار نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر یہ تجویز کی ہے۔ کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں اِس کو سُن کر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح ثقیفہ ساعدہ کو گئے

جناب رسول صلعم کا حضرت صدیق اکبر رضؓ کی فضیلت بیان کرنا

وہاں پہنچ کر حضرت ابوبکر رضؓ نے ایک نہایت برجستہ تقریر کی جس میں انصار کے بڑے فضائل ومناقب بیان کئے اور اُن کے حقوق کو بھی تسلیم کیا۔ مگر خلافت کے بارہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھی کہ الائمۃ من القریش یعنی سردار اور بادشاہ قریش میں سے ہوں۔ اور فرمایا۔ کہ اِن دو آدمیوں حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہ میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ تمام تقریر میں مجھ کو یہی فقرہ ناگوار گذرا۔ اور مجھ کو اپنی گردن ماری جانی منظور تھی۔ بہ نسبت اِس بات کے کہ میں اُن لوگوں کا امام ہوں۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق موجود ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ کے ہوتے کون امام ہو سکتا ہے۔ ہاتھ بڑھائیے اُنہوں نے ہاتھ بڑھایا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے بیعت کی اور اُن کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ اور جملہ حاضرین بیعت ہوئے۔ اِس کے دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے۔ مگر اُنہوں نے ابھی کچھ فرمایا نہیں تھا۔ کہ حضرت عمر رضؓ نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے کاموں کا مرجع ایسے شخص کو بنایا۔ جو ہم سب میں بہتر ہے۔ صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ثانی اثنین فی الغار ہے۔ اُٹھو اور اُس کی بیعت کرو۔ چنانچہ سب اُٹھے اور بیعت عام کی۔ پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے بعد حمد و ثنا فرمایا۔ کہ اے لوگو میں تمہارا والی ہوا ہوں۔ اور حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ بھلائی کروں۔ تو تم میری مدد کرنا۔ اور اگر بُرائی کروں میری اصلاح کرو۔ صدق امانت ہے۔ اور کذب خیانت مگر اِس بیعت میں حضرت علی اور حضرت زبیر شریک نہ تھے۔ ایک روز حضرت صدیق منبر پر چڑھے اور قوم کی جانب دیکھا۔ حضرت زبیر اور حضرت علی کو موجود نہ پاکر بلوایا اور فرمایا۔ کیا یہ چاہتے ہو۔ کہ گروہ مسلمان ٹوٹ جائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نہ آنے پر کچھ خیال نہ فرمائیے اور بیعت کی حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ کہ میں دن رات میں کسی وقت امارت کا کچھ حریص نہ تھا۔ اور نہ اِس کی رغبت تھی۔ اور نہ میں نے اللہ تعالےٰ سے سرًا و علانیۃً چاہا لیکن میں فتنہ سے ڈرا اور مجھ کو امارت میں آرام ہی کیا ہے۔ میں نے اپنی گردن پر ایک بوجھ ڈال لیا ہے کہ جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن بتقویت اللہ تعالےٰ کے حضرت علیؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے فرمایا۔ کہ ہم کو آپ کا خلیفہ ہونا ناگوار نہیں۔ بلکہ اِس کی شکایت ہے۔ کہ آپ نے ہم کو مشورہ میں کیوں نہ شریک کیا۔ اور ہم کو معلوم ہے۔ کہ آپ سب میں احق ہیں۔ کہ آپ صاحب غار ہیں۔ اور اُس کی شرافت و عظمت کو ہم پہچانتے ہیں۔ اور آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں امام نماز بنا دیا تھا۔ غرضکہ آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق ہوا

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے لوگوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھینگے اور زکوٰۃ نہ دینگے۔ حضرت ابو بکر رضؓ نے اُن کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت عمر رضؓ نے آپ سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ الفت و نرمی اختیار کیجئے۔ یہ لوگ مثل وحشی جانوروں کے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اے عمر مجھے کو امید تھی۔ کہ امور خلافت میں تم میری مدد کروگے۔ مگر تم اس مشورہ میں مجھ کو رسوا کرنا چاہتے ہو۔ تم تو زمانہ جاہلیت میں بڑے جبار تھے۔ اسلام میں کیوں سست ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں ضرور اُس شخص کو قتل کرونگا۔ جس نے زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کی حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ خداوند تعالےٰ نے اس مسئلہ میں آپ کو شرح صدر کر دیا۔ اِدھر تو اہل عرب اس سرکشی پر تھے۔ کہ زکوٰۃ نہ دیں اور حضرت ابو بکر رضؓ کا ارادہ کہ جو زکوٰۃ نہ دیں۔ اُن کو قتل کریں۔ اُدھر اسامہ بن زید رضؓ کو مع لشکر روانہ کیا کہ اپنے والد اور دیگر شہدا کا انتقام لے یہ لشکر خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں روانہ ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اُس کا لوا باندھا تھا۔ مگر چونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شدت مرض طاری ہو گئی تھی۔ اُس کا جانا ملتوی ہو گیا تھا۔ مگر بہت جلد بعد وفات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضؓ نے خلیفہ ہوتے ہی اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے عرض کیا گیا۔ کہ اہل عرب مرتد ہو گئے۔ پہلے انہیں سے مقابلہ کیا جائے گا۔ اِس لشکر میں جوان مرد اور بہتر مرد ہیں۔ اس وقت اِن کی روانگی ملتوی کی جائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو اپنا مرنا بہ نسبت اس کی زیادہ پسند ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شروع کئے ہوئے کام کو ختم نہ کروں اور یہ کہکر لشکر کو روانہ کر دیا۔ البتہ حضرت عمر رضؓ کو حضرت اسامہ سے مانگ لیا کہ چھوڑتے جائیں۔ کہ اِن کے مشورہ کی مجھ کو ضرورت ہے۔ اگرچہ زمانہ میں حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت زبان زد عام ہے۔ اور مورخین نے حضرت خالد کی خصوصیات سے لکھا ہے۔ لیکن جو کام حضرت صدیق رضؓ نے اِس وقت کیا۔ اُس سے تو تاج شجاعت آپ ہی کے سر مُبارک پر زیادہ موزون معلوم ہوتا ہے۔ اِسی سال میں مسیلمہ کذاب نے یمامہ کی طرف دعوے نبوت کیا۔ اُس کے قتل کرنے کو حضرت خالد کو مع لشکر روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر محصور کر لیا۔ اور کئی روز کے محاصرہ کے بعد اُس کو وحشی حضرت امیر حمزہ رضؓ کے قاتل نے قتل کیا۔ مسیلمہ کی عمر اُس وقت ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ حضرت رسول اللہ صلعم کے والد ماجد سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اُس لڑائی میں قرا بکثرت شہید ہوئے حضرت عمر نے حضرت صدیق سے کہا کہ جس قدر اِس لڑائی میں قرا شہید ہوئے اگر کسی اور لڑائی میں شہید ہوئے۔ تو قرآن شریف کے ضائع ہونے کا اندیشہ

ہے۔ قرآن شریف کا ایک جگہ جمع ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت صدیق رضؓ نے زید بن ثابت رضؓ سے کہا کہ تم جوان عاقل ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ تم جمع کرو انہوں نے کچھ معذرت کے بعد یہ کام عظیم الشان شروع کیا۔ اور چمڑوں اور کھجور کے پٹھوں اور بکری کے شانوں سے جہاں جہاں دستیاب ہوا دو لوحوں میں جمع کیا یہ قرآن حضرت صدیق رضؓ کی زندگی میں اُن کے پاس اُن کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آگیا۔ حضرت علی رضؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو قرآن کی وجہ سے زیادہ اجر ملے گا۔ آپ نے دو سال اور سات مہینہ خلافت کی جب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تھا۔ اُس کے صدمہ سے آپ روز بروز ضعیف اور کمزور ہوتے جاتے تھے۔ ۷ جمادی الاخری ۱۳ھ کو آپ سردی میں نہائے اور اس کی وجہ سے آپ کو تپ عارض ہوگئی۔ اور مرض طول کھینچ گیا۔ اور آپ کی وفات قریب ہوئی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے وصیت کی کہ مجھ کو جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ اُن کو دھو کر انہیں میں کفنانا۔ لوگوں نے آپ کے پاس آکر کہا۔ کہ ہم کسی طبیب کو بلائیں جو آپ کا حال دیکھے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے طبیب نے مجھے دیکھ کر کہدیا ہے کہ انی فعال لما یرید۔ یعنی میں جو چاہوں گا۔ سو کروں گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ آپ کے پاس عیادت کو تشریف لائے اور کہا کہ اے ابو بکر کچھ مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے۔ اُس میں سے بقدر بسر اوقات لینا۔ اور یاد رکھو۔ جو کوئی صبح کی نماز ادا کرتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے عہد میں ہو جاتا ہے۔ ایسا نہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد شکنی کرو اور یہ عہد شکنی تم کو مُنہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی۔ جب حضرت صدیق اکبر بوجہ زیادتی مرض گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ تو آپ سے لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ اپنا کوئی نائب کردیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے عمر رضؓ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ ایسے تند مزاج اور سخت دل کو نائب مقرر کرتے ہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دینگے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ جواب دونگا۔ کہ یا اللہ جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا اُس کو نائب کیا۔ پھر حضرت عمر رضؓ کو بلوایا۔ اور فرمایا۔ کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ دن کے حقوق ہیں۔ کہ اُن کو رات میں قبول نہیں کرتا۔ اور کچھ رات کے ہیں۔ کہ اُن کو دن میں نہیں قبول کرتا۔ اور وہ نفل کو قبول نہیں کرتا جبتک کہ فرض ادا نہ کرو اور بروز قیامت کے روز جو بھاری پلہ والوں کے پلہ بھاری ہونگے۔ تو وجہ یہی ہوگی کہ اُنہوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا۔ اور اپنے اوپر اُسی کو بھاری سمجھا ہوگا۔ اور

حضرت صدیق رضؓ کا قرآن شریف جمع کرنا

حضرت صدیق رضؓ کی وصیت

اُس ترازو کے لئے جس میں بجز حق کے اور کچھ نہ رکھا جائے شایاں یہی ہے۔ کہ وزن
زیادہ ہو۔ اور ہلکے پلہ والوں کے جو قیامت میں ہلکے پلے ہوں گے۔ تو اُس کی وجہ یہ
ہوگی۔ کہ دنیا میں اُنہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی۔ اور اُس کو اپنے اوپر ہلکا معلوم کیا ہوگا
اور جس ترازو میں کہ باطل کے سوائے اور کچھ نہ رکھا جائے۔ اُس کو ہلکا ہی ہونا زیبا ہے اور
خدا تعالےٰ نے اہل جنت کا ذکر اُن کے اعمال میں سے بہتر کے ساتھ کہا ہے۔ اور اُن
کی بُرائی سے درگذر فرمایا۔ تو کہنے والا یوں کہتا ہے۔ کہ میں اِن لوگوں سے کم ہوں۔ اور اُن
کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ اور دوزخ والوں کا ذکر اُن کے بدترین اعمال سے کیا ہے۔ اور
جو عمل نیک اُنہوں نے کیا ہے۔ اُس کو اُن پر واپس کر دیا۔ تو کہنے والا یوں کہتا ہے۔ کہ میں
اُن لوگوں سے افضل ہوں۔ اور اپنے رحمت اور اپنے عذاب کو ذکر فرمایا ہے۔ کہ مومن کو
رغبت اور خوف دونوں رہیں۔ اور اپنا ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اور اللہ تعالےٰ سے
بجز حق کے اور کسی کی تمنا نہ کرے۔ پس اے عمرؓ اگر تم میری نصیحت یاد رکھو گے۔ تو
موت سے زیادہ غائب چیز تمہارے نزدیک محبوب نہ ہوگی۔ اور اِس کا آنا تم پر ضروری
ہے۔ اور اگر میری وصیت تلف کر دو گے۔ تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز تم کو بُری
معلوم نہ ہوگی۔ اور اِس سے تم بھاگ نہ سکو گے نہ اس کو تھکا سکو گے۔ نقل ہے کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی نے گالی دی فرمایا۔ کہ جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے۔ وہ
اِس سے بہت زیادہ ہے۔ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال
فرمایا۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون آپ کی وصیت کے موافق حضرت کی زوجہ اسماء بنت
عمیس نے آپ کو نہلایا۔ اور عبدالرحمان بن ابوبکر نے پانی ڈالا۔ اور آپ کی وصیت موافق
جو کپڑے آپ پہنے ہوئے تھے۔ اُن میں آپ کو کفنایا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے درمیان
قبر اور منبر کے مع چار تکبیروں کے نماز جنازہ پڑھی حضرت عایشہ رضؓ کو آپ نے وصیت
کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں۔ چنانچہ وہیں آپ کی قبر کھودی
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتف مبارک کے پاس آپ کا سر رکھا۔ حضرت عمرؓ
حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہ اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے آپ کو قبر میں اُتارا ایک بار
حضرت صدیق اکبر رضؓ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا۔ پھر جو اُس سے دریافت
کیا۔ تو اُس نے کہا۔ میں نے ایک قوم کی کہانت کی تھی۔ انہوں نے مجھ کو یہ دودھ دیا
تھا۔ آپ نے اپنے مُنہ میں اُنگلی ڈال کر قے کر ڈالی۔ حضرت انیسہ فرماتی تھیں۔ کہ حضرت
ابوبکر صدیقؓ تین برس ہمارے پاس آئے ہیں۔ دو برس قبل خلافت اور ایک سال بعد۔

خلافت ہمارے پڑوس میں ایک قبیلہ تھا۔ وہ اپنی بکریاں دوہانے کی واسطے حضرت ابوبکر کے پاس لاتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر اُن کو دودھ دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں مدینہ میں بڑھیوں اور اندھوں کے پاس پانی وغیرہ لانے کے خیال سے جاتا تھا۔ توسب امور اُن کے تیار پاتا تھا۔ مجھ کو تلاش ہوئی۔ کہ دیکھوں توکون ہے جو اِن کا کام کر جاتا ہے۔ تلاش کی تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق کر جایا کرتے تھے زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت ابوبکر رضؓ نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ خدا سے حیا کرو۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنگل میں جس وقت پاخانہ پھرتا ہوں۔ بوجہ حیا کے خدا سے اپنے سرکو ڈھکتا ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے اپنی کمر کو دیوار سے لگاتا ہوں۔ ایک پرندہ کو آپ نے سایہ میں بیٹھا دیکھ کر ٹھنڈا سانس مارا اور فرمایا۔ اے پرندہ تیری زندگی اور عیش بہت اچھا ہے۔ تو درخت کے پھل کھاتا ہے۔ اور اُس کے نیچے سایہ میں بیٹھتا ہے۔ اور اُس کا حساب نہیں دے گا۔ اے کاش میں بھی تیری مانند ہوتا۔ جس وقت آپ کی کوئی تعریف کرتا۔ آپ فرماتے۔ خدایا میری نسبت میرے نفس کا تو زیادہ عالم ہے۔ اور میں اِن لوگوں کی نسبت اپنے نفس کا خود زیادہ عالم ہوں خداوندا ان کی گمان سے زیادہ مجھ کو بہتر کر اور بخشش کر جس کا کہ اِن کو علم نہیں ہے۔ اور مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ یہ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کاش میں مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ فرمایا کاش میں درخت ہوتا کھایا جاتا۔ اور کاٹا جاتا فرمایا کاش میں گھاس ہوتا۔ کہ چارپایہ کھاتے۔ فرمایا مسلمان کو ہر چیز کا اجر دیا جائے گا۔ کانٹے کے لگنے میں اور تسمہ کے ٹوٹنے میں فرمایا۔ کہ جو شخص خالص محبت الہٰی سے مزہ چکھتا ہے۔ وہ ذائقہ طلب دنیا سے اُس کو روک دیتا ہے۔ اور تمام آدمیوں سے اُس کو وحشت دلاتا ہے۔ فرمایا العجز عن درك الادراك ادراك فرمایا حق بات گراں ہوتی ہے۔ اور باوجود گرانی کے خوشگوار ہے۔ اور امر باطل سبک ہے۔ اور باوجود اِس کے بُرا ہے۔ فرمایا۔ اللھم ارنی الحق حقا وارزقنی اتباعہ وارنی الباطل باطلا وارزقنی اجتنابہ ولا تجعل متشابھا علی فاتبع الھوی فرمایا۔ دعا بھائی کی بھائی کے لئے قبول کی جاتی ہے۔ آپ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور جاڑوں میں افطار کرتے تھے۔ آپ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَائِكَ غرضکہ خیر البشر بعد انبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

مبیں اندر کمالات نبوت | زامت بہتر صدیق اکبرؓ

آپ سفید رنگ نحیف العارض بلند پیشانی اور غائر العینین تھے۔ ہمیشہ چہرہ مبارک عرقناک رہتا تھا۔ آپ کی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکتی رہتی تھی۔ اور آپ اس کے وعید سے مستثنیٰ تھے۔ حنا اور کتم ایک قسم کی گھاس ہے۔ اس کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر یعنی ایام جاہلیت سے لیکر نہ کبھی شعر کہا۔ اور نہ کبھی شراب پی +

حالات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ،

آپ کو انتساب علم باطن میں باوجود محبت حضرت خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت صدیق اکبر رضہ سے ہے۔ آپ اصل میں مجوسی تھے۔ عالم جوانی سے طلب حق میں ساعی تھے۔ علماء یہود و نصاریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال صبر و استقامت اس راہ میں شدائد و تکالیف برداشت کیں۔ اور قریب قریب دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔ اور آخرکار جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کچھ سونا دلوا کر آپ کو ایک یہودی سے آزاد کرایا۔ اور جب سے وہ خدمت اقدس میں رہنے لگے۔ غزوہ خندق میں خندق کھودنے کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مابین مہاجرین و انصار تقسیم فرمائی تو سلمان فارسی رضہ میں نزاع واقع ہوئی۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ اور انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ فرمایا۔ سلمان منا اهل البیت حضرت سلمان اصحاب صفہ سے ہیں۔ اور اُن لوگوں میں سے ہیں۔ کہ بہشت اُن کا مشتاق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اِن کو اپنے ایام خلافت میں حاکم مداین مقرر کر دیا تھا۔ اور پانچ ہزار درم بیت المال سے مقرر کر دیئے تھے۔ آپ تمام روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیتے۔ اور خود زنبیل بافی سے اپنی بسر اوقات کرتے۔ آپ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی۔ دن کو اپنے اوپر اُس کو لپیٹ لیا کرتے تھے۔ اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے بکری کے بالوں کی آپ رسیاں اور جھول بنایا کرتے تھے۔ اور لڑائی میں کسی کو جھول اور کسی کو رسی دے دیتے تھے۔ نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ اپنے ایام حکومت میں آپ شہر مداین کے بازار میں جاتے تھے۔ اور کسی شخص کو اسباب لے جانے کے واسطے ایک مزدور کی تلاش تھی۔ آپ کو کملی پہنے ہوئے دیکھا۔ اور آپ پر اسباب اٹھوا کر چلدیا۔ آپ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ میں کون ہوں راستہ میں ایک شخص ملا۔ اور کہا اے امیر آپ نے یہ بوجھ کیوں اُٹھایا۔ اُس شخص نے تب معلوم کیا کہ آپ امیر شہر ہیں۔ اُس نے اپنا سر قدم پر رکھا

حضرت سلمان کی بسر اوقات

حضرت سلمان کی عجز و انکسار

حضرت سلمان کا آخری وقت اور حسرت اور ملال

اور بہت معذرت کی آپ نے فرمایا۔ کہ تونے اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کرلیا تھا اب وہاں پہنچاہی کر واپس ہوں گا۔ جب آپ کا وقت اخیر ہوا آپ بہت بیقرار ہوئے۔ اور زار زار رونے لگے۔ لوگ جو عیادت کو آئے تھے۔ دریافت کرنے لگے۔ کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا کہ نہ مجھ کو موت کا خوف ہے۔ اور نہ دنیا کی خواہش بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ اگر مجھ سے قیامت میں ملنا چاہتا ہے۔ تو دنیا جمع نہ کرنا۔ اور دنیا سے اس طرح جانا۔ جس طرح کہ میں جاتا ہوں۔ اور اب میرے پاس اسباب جمع ہوگیا ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں آپ کے جمال سے محروم نہ رہوں۔ اور اسباب میں آپ کے پاس لوٹا۔ پالان۔ پوستین۔ اور کمل تھا۔ آپ کا سن شریف بروایت ڈیڑھ سو برس کا ہوا ۳۳ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہٗ نے ایک شب میں بکرامات مدینہ سے مداین تشریف لے جاکر حضرت سلمان رضہ کو غسل دیا۔ اور اسی شب مدینہ سکینہ کو واپس آگئے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہم چار سابقین ہیں۔ میں سابقین عرب سے بلال حبش سے صہیب روم سے اور سلمان فارس سے

حضرت سلمان کا تحمل

(نقل ہے) کہ حضرت سلمان کو ایک شخص نے گالیاں دیں اُنہوں نے کہا کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ تو جو کچھ تو کہتا ہے۔ اس سے بھی میں بدتر ہوں اور اگر گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے۔ حضرت سلمان نے حضرت ابو داؤد کو ایک خط میں لکھا۔ کہ اے برادر اتنی دنیا مت جمع کرنا۔ جس کا شکر تم سے ادا نہ ہوسکے۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ مالدار نے اپنے مال کو خدا تعالےٰ کے فرمانے کے بموجب صرف کیا ہوگا وہ قیامت کو حاضر کیا جائیگا۔ اُس کا مال سامنے ہوگا۔ جب پلصراط پر اِدھر اُدھر جھکنے لگے گا۔ تو اُس کا مال کہے گا۔ کہ چلا کیوں نہیں جاتا۔ تو مجھ میں سے اللہ کا حق دے چکا ہے۔ پھر ایسا مالدار آویگا۔ جس نے حکم خدا کے موافق نہ کیا ہو۔ اُس کا مال اس کے شانوں پر رکھا جائیگا۔ جب پلصراط پر جھکنے لگے گا۔ تو اُس کا مال کہے گا۔ کہ خرابی ہو تجھکو تونے مجھ میں سے خدا کا حق کیوں نہ دیا۔ اسی طور پر اُس کا حال رہے گا۔ یہانتک کہ دُہائی تہائی مچائے گا فقط۔

حالات حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم

علم باطن میں آپ کو حضرت سلمان فارسی رضہ سے انتساب ہے اور اپنے جد بزرگوار

کی نعمت اُن کے وسیلہ سے حاصل کی۔ اپنی پھوپی حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے کاشانہ فیض نشانہ میں تربیت پائی تھی۔ امام زین العابدین رضہ کی صحبت سے حضرت امیر کرم اللہ وجہٗ کی نسبت بھی حاصل کی تھی۔ آپ کبار تابعین وفقہاء سبعہ مشہورین سے ہیں۔ امام اہل زمانہ اور اپنے وقت کے بینظیر تھے یحییٰ بن سعد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا۔ کہ جس کو قاسم بن محمدؒ پر فضل دون حضرت عمر بن عبدالعزیز رحہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر معاملہ خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں امام قاسم کے سپرد کرتا۔ اور آپ حضرت امام زین العابدین کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کا سن شریف ستر سال کا ہوا۔ اور ۱۰۶ھ میں یا ۱۰۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ آپ اعلم ہیں۔ یا سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم فرمایا۔ کہ وہ مرد مبارک ہیں۔ زبان سے یہ نکلا چاہتا تھا۔ کہ وہ اعلم ہیں۔ مگر رک گئے۔ کہ کہیں جھوٹھ نہ ہو۔ اور یہ بھی نہ فرمایا۔ کہ میں اعلم ہوں۔ کہ خلاف تزکیہ نفسی ہے۔ فقط

حالات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علم باطن میں اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضہ و نیز اپنی والد امام زین العابدین علیہ السلام سے انتساب ہے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ (ولدنی ابوبکر مرتین) یعنی ابوبکر صدیق رضہ سے میں دو مرتبہ پیدا ہوا۔ ایک ولادت ظاہری کہ میری والدہ کے باپ قاسم بن محمد بن ابی بکر تھے۔ دوم ولادت باطنی کہ علم باطن بھی انہیں سے میں نے پایا ہے۔ حضرت امام کو صادق بوجہ آپکے صدق مقال کے کہا کرتے تھے۔ آپ سادات اہل بیت سے تھے۔ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین سید الشہداء امام حسین بن علی مرتضےٰ رضہ امام ابوحنیفہ یحییٰ بن سعید انصاری و ابن جریج و امام مالک و محمد بن اسحاق و موسیٰ بن جعفر و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ عمر بن المقدم کا مقولہ ہے۔ کہ جس وقت امام جعفر رضہ صادق کو دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ و فنون ظاہری تفسیر قرآن بلکہ جملہ علوم میں اسرار جلیلہ و اشارہ جمیلہ ہیں۔ آپ صاحب زہد و ورع کامل تھے۔ شہوات و لذات سے نہایت مجتنب اور سراپا ادب تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ لوگوں کو افاضہ و افادہ فرماتے۔ بعد ازاں آپ عراق تشریف لیگئے۔ اُس جگہ

مدت تک قیام فرمایا۔ مگر کبھی متعرض امامت نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ نصیحت فرمائیے کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بھلا تم کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے۔ تم خود زاہد زمانہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی فضیلت تمام پر ثابت ہے۔ آپ کو واجب ہے۔ کہ سب کو پند و نصیحت فرمائیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اے ابا سلیمان مجھ کو خود اندیشہ ہے۔ کہ قیامت کے دن میرے جد مجھ سے فرمائیں۔ کہ حق متابعت کیوں نہ بجا لایا۔ اے ابا سلیمان یہ کام نسب پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے معاملہ شائستہ رکھنے پر موقوف ہے۔ یہ سُن کر حضرت داؤد طائی بہت روئے۔ کہ جب ایسے شخصوں کا کہ جن کی معجون طینت آب نبوت سے ہو۔ اور جس کے جد رسول اور ماں بتول ہو یہ حال ہے۔ تو داؤد بیچارہ کس حساب میں ہے۔ ایک روز آپ مع اپنے خادموں کے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے آؤ آپس میں بیعت و اقرار کریں۔ کہ ہم میں سے جس کو نجات ہو۔ وہ سب کی شفاعت کرے۔ سب نے عرض کیا۔ کہ اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج ہے۔ کہ آپ کے جد شفیع خلایق ہیں۔ فرمایا۔ کہ مجھ کو اپنے افعال سے شرم آتی ہے۔ کہ ان کو لے کر اُن کے روبرو ہوں

ایک مرتبہ سفیان ثوری رحہ نے کہا۔ کہ کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا۔ اے سفیان دروغ گو کو مروت نہیں ہوتی۔ اور حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی۔ اور اور ملوک کو اخوت نہیں ہوتی۔ عرض کیا کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا۔ اے سفیان اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے محارم سے بچانا۔ تاکہ عابد ہو اور جو کچھ قسمت میں ہو گیا۔ اُس پر راضی ہونا کہ مسلم ہو۔ فاجر سے صحبت مت رکھ کہ تجھ پر فجور غالب ہو جائیگا۔ اپنے معاملہ میں ایسے آدمیوں سے مشورت کر کہ جو طاعت خدا خوب کرتے ہوں۔ عرض کیا۔ کچھ اور فرمائیے فرمایا اے سفیان جو شخص چاہے۔ کہ اُس کی عزت بلا ذات و قبیلہ کے ہو اور ہیبت بلا حکو ہو اُس سے کہو کہ گناہ چھوڑ دے اور طاعت اختیار کرے عرض کیا کچھ اور فرمائیے فرمایا۔ اے سفیان جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔ وہ سلامت نہیں رہتا اور جو کوئی برے راستہ جاتا ہے۔ اُس اتہام لگتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا۔ وہ پشیمان ہوتا ہے۔ فرمایا جو کوئی اللہ تعالےٰ سے اُنس رکھتا ہے۔ خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔ فرمایا بہت سے ایسے گناہ ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالےٰ سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی ایسی عبادت ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے

حضرت صادق کا اندیشہ قیامت

حضرت کی نصیحت

بندہ اللہ تعالےٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مطیع مغرور گنہگار ہوتا ہے۔ اور گنہگار نادم مطیع ہوتا ہے ؛

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے امام ابی حنیفہ رضؓ سے دریافت کیا۔ کہ عقلمند کس کو کہتے ہیں۔ حضرت امام ابی حنیفہ رضؓ نے کہا۔ کہ جو خیر و شر میں تمیز کرے اُنھوں نے فرمایا۔ کہ یہ تمیز تو بہایم میں بھی ہوتی ہے۔ کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔ ابو حنیفہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے۔ فرمایا عقلمند وہ ہے کہ جو دو خیر اور دو شر میں امتیاز کرے۔ اور خیر میں خیر الخیرین کو اختیار کرے اور شر میں شر الشرین کو۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ میں تمام خوبیاں ہیں۔ آپ زاہد بھی ہیں۔ آپ میں کرم باطن بھی ہے۔ اور آپ قرۃ العین خاندان نبوت بھی ہیں لیکن آپ متکبر کمال ہیں۔ فرمایا۔ میں متکبر نہیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی کبریائی کا مجھُ پر توہ ہے آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ درویش صابر فاضل تر ہے۔ یا تونگر شاکر فرمایا۔ درویش صابر کیونکہ تونگر کا دل کیسہ میں لٹکا رہتا ہے۔ اور درویش کا اللہ تعالےٰ میں فرمایا۔ عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ جس جگہ فرمایا ہے (التائبون العابدون) توبہ ابتدا مقامات اور عبودیت انتہا مقامات و درجات ہے ؛

نقل ہے کہ ایک شخص کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہو گئی تھی۔ اُس نے حضرت امام سے ناواقفی میں کہا۔ کہ تم نے لی ہے۔ حضرت امام نے فرمایا۔ کہ کس قدر دینار تھے۔ اُس نے کہا کہ ہزار تھے۔ آپ اُس کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ہزار دینار دیدیئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس گیا۔ وہاں اُس کو اپنی تھیلی مل گئی۔ یہ حضرت امام کے پاس گیا۔ اور عرض کی کہ مجھُ سے خطا ہوئی۔ مجھ کو اپنی تھیلی گھر مل گئی۔ آپ اپنے واپس لے لیجئے۔ حضرت امام نے فرمایا۔ کہ تم لیجاؤ۔ ہم جو کچھ دیدیتے ہیں۔ پھر واپس نہیں لیتے۔ اُس شخص نے دریافت کیا۔ کہ یہ کون ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ امام جعفر صادق ہیں۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اپنے وزیر سے کہا کہ صادق رضؓ کو لاؤ۔ کہ قتل کریں وزیر نے کہا کہ اُنھوں نے گوشہ عبادت اختیار کر رکھی ہے۔ ملک سے ہاتھ کوتاہ کر لیا ہے اب اُن کے قتل سے کیا فایدہ خلیفہ نے کہا نہیں اُن کو ضرور لاؤ۔ وزیر نے ہر چند ٹالا مگر خلیفہ نے نہ سُنا۔ آخر کار وزیر اُن کے بُلانے کو گیا۔ اُس کے جانے کے بعد خلیفہ نے غلاموں سے کہدیا۔ کہ جس وقت امام صادق رضؓ آویں۔ اور میں ٹوپی سر سے اُتاروں تم اُن کو قتل کر ڈالنا۔ اسی اثناء میں حضرت امام جعفر صادق رضؓ بھی تشریف لائے۔ اُن کو دیکھتے

ہی منصور تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسند پر اُن کو بٹھا کر آپ باادب تمام آگے بیٹھا۔ اور عرض کیا۔ کہ کیا حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ فی الفور خلیفہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کئی وقت یا کئی روز تک ہوش نہ آیا۔ جب افاقہ ہوا۔ تو وزیر نے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک اژدہا اُن کے ساتھ مُنہ پھیلائے ہوئے تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر میں نے اُن کو کچھ بھی تکلیف دی۔ تو وہ مجھ کو کھا جائیگا۔ اِس خوف سے میں نے عذر کیا۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑا ؎

حضرت کی خلیفہ وقت پر ہیبت

نقل ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ بازار میں جاتے تھے۔ کیا دیکھا کہ ایک بڑھیا کے آگے ایک گائے پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ عورت مع اپنے بچہ کے روتی ہے حضرت نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ ایک گائے تھی۔ اُس کے دودھ سے ہماری پرورش ہوتی تھی۔ یہ مر گئی اب حیران ہیں۔ کہ ہماری گذر کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تجھ کو یہ منظور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اِس کو زندہ کر دے اِس عورت نے جواب دیا۔ کہ ہم پر تو یہ مصیبت پڑی ہے۔ اور تم ہنسی کرتے ہو آپ نے فرمایا میں ہنسی نہیں کرتا۔ اور پھر آپ نے اُس کے ایک ٹھوکر ماری اور وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی اور آپ عام لوگوں میں جا ملے۔ کہ کوئی شناخت نہ کرے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ ہجری میں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقط ؎

حالات حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے انتساب ہے۔ اور آپ کی تربیت روحانیت حضرت امام سے ہوئی کیونکہ آپ کی پیدایش حضرت امام کے بعد ہوئی ہے۔ اگرچہ تذکرۃ الاولیاء کی بعض حکایات سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کو حضرت امام کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن تحقیق یہی ہے۔ کہ آپ نے حضرت امام کو نہیں دیکھا۔ آپ کے جد روساء بسطام سے گبر تھے۔ اسلام اختیار کر لیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے نقل ہے۔ کہ ایام حمل میں کہ جب میں کبھی شبہ کا لقمہ کھا لیتی۔ تو اندر بیقراری شروع ہو جاتی۔ اور تاوقتیکہ قے نہ کر دیتی آرام نہ آتا۔ جب آپ نے مکتب میں پڑھنا شروع کیا۔ اور سورہ لقمان کی اِس آیت پر پہنچے (ان اشکرلی ولوالدیک) آپ نے اُستاد سے اجازت چاہی اور

اپنی والدین کے پاس گئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا شکر اور اپنی والدین کا شکر ادا کرو مجھ سے دو کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ یا تو اللہ تعالےٰ سے اُس کا شکر معاف کرادو۔ یا اپنا شکر بخشدو اُن کی والدہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اپنا حق بخشا۔ اور تجھ کو بالکل اللہ تعالےٰ کا کر دیا۔ حضرت بایزید یہ سُن کر بُسطام سے روانہ ہوئے۔ اور تیس۳۰ سال تک ملک شام جنگل میں مصروف ریاضات و مجاہدات رہے۔ جس وقت نماز پڑھتے۔ اُن کے سینہ کی ہڈیوں سے ہیبت حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز نکلتی۔ کہ لوگوں کو سُنائی دیتی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے کہا کہ فلاں جگہ ایک بڑے بزرگ ہیں۔ یہ اُن کی ملاقات کو گئے۔ جب اُن کے پاس پہنچے۔ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوکا حضرت بایزید یہ دیکھ کر واپس آگئے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر اِس شخص کو طریقت میں کچھ دخل ہوتا۔ تو خلاف ادب اِس سے صادر نہ ہوتا +

نقل ہے۔ کہ آپ کے گھر سے مسجد تک چالیس۴۰ قدم کا فاصلہ تھا۔ مگر بوجہ تعظیم مسجد کبھی راہ میں نہیں تھوکا +

نقل ہے۔ کہ آپ نے سفر مکہ کیا۔ اور ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے۔ یہانتک کہ بارہ۱۲ برس میں مکہ شریف پہنچے فرمایا۔ کہ یہ دنیا کے بادشاہ کی بارگاہ نہیں ہے کہ ایکبارگی چلا جائے اُس سال مدینہ نہ گئے۔ اور کہا کہ حج کی تبعیت میں زیارت کرنا ادب نہیں ہے دوسرے سال مدینہ منورہ گئے۔ راستہ میں ایک شہر میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کے گرد بہت ہجوم کیا۔ آپ نے چاہا۔ کہ کسی طرح یہ لوگ علیحدہ ہوں۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور اُن لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی۔ (انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدون) لوگوں نے کہا۔ کہ یہ شخص دیوانہ ہے۔ اور اُن کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے پاس ایک اونٹ تھا۔ کہ اُس پر سفر میں اپنا اور مریدوں کا اسباب لاد کر چلا کرتے تھے۔ کسی نے کہا۔ کہ اِس بیچارہ پر کس قدر بوجھ لاد دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ غور سے دیکھو اُس پر کچھ بوجھ ہے۔ دیکھا۔ تو اُس کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ فرمایا سبحان اللہ عجب معاملہ ہے۔ کہ اگر اپنا احوال تم سے پوشیدہ رکھوں۔ تو ملامت کرو۔ اور اگر ظاہر کردوں اُس کی تم کو طاقت نہیں ہے۔ فرمایا۔ کہ تم بعض شخصوں کو میری زیارت سے لعنت ہوتی ہے اور بعض پر رحمت ہوتی ہے۔ فرمایا۔ لعنت اِس وجہ سے کہ وہ آیا اس وقت مجھ پر حالت غالب ہوئی۔ اور مجھ کو آپ میں نہ پایا۔ ناچار میری غیبت کرے گا۔ دوسرا آیا حق کو مجھ پر

غالب پایا مجھ کو معذور رکھا۔ اُس پر رحمت ہوگی۔ فرمایا یہ دل چاہتا ہے۔ کہ قیامت کے دن دوزخ کی طرف اپنا خیمہ لگاؤں۔ کہ وہ دیکھ کر مجھ کو پست ہو جاوے۔ اور خلق خدا کو راحت ملے۔ فرمایا۔ کہ ایک بار اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا یا اللہ تیرا راستہ کس طرح ہے۔ فرمایا (دع نفسك وتعال) یعنی (اپنے نفس کو چھوڑ اور آ) فرمایا۔ نماز سے سوا کھڑے ہونے کے اور روزہ سے سوا گرسنگی کے کچھ نہ پایا۔ مجھ کو تو جو کچھ ملا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ملا ہے نہ عمل سے کیونکہ جہد وکوشش سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو قبض ہو گیا۔ طاعت سے نااُمید ہو کر ارادہ کیا۔ کہ بازار سے زنار خرید کر کمر میں باندھیں۔ بازار میں پہنچے۔ ایک زنار کی قیمت دریافت کی اور دل میں خیال کیا۔ کہ ایک درم ہوگی۔ مگر دکاندار نے کہا۔ کہ ہزار درم۔ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ جو زنار تو باندھے اُس کی قیمت ہزار درم ہی ہونی چاہیئے فرمایا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی میرے حال پر عنایت ہے۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مجھ کو الہام ہوا کہ اے بایزید جو عبادت کرتا ہے۔ اِس سے بہتر لا اور ایسی چیز کہ میری درگاہ میں نہ ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ بار خدایا تیرے کیا نہیں ہے الہام ہوا بیچارگی عجز و نیاز وشکستگی نہیں ہے وہ لا نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ خلوت میں اُن کی زبان سے سبحانی ما اعظم شانی نکلا جب خودی میں آئے۔ مریدوں نے بیان کیا۔ کہ آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ فرمایا کہ تم پر خدا کی مار ہو۔ اگر پھر ایسا مجھ سے سُنو اور مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دو۔ اور ایک ایک چھری سب کو دے دی۔ پھر اُن سے یہ کلمہ سرزد ہوا مریدوں نے ارادہ اُن کے قتل کا کیا لیکن تمام گھر اُن کی شکل سے پُر پایا۔ مرید چھری مارتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا گویا پانی میں مارتے ہیں آخر کار صعوہ کی طرح محراب میں بیٹھے نظر آئے۔ مریدوں نے پھر تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے بایزید تو یہ ہے۔ جس کو تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شفیق بلخی۔ ابوتراب نخشی اور بایزید بسطامی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ ایک مرید تھا۔ وہ کھانے میں شریک نہ تھا۔ ابوتراب رح نے فرمایا۔ کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا کہ میرا روزہ ہے۔ فرمایا کھانا کھاؤ۔ اور ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب لو۔ اُس نے منظور نہ کیا۔ پھر شفیق بلخی رح نے کہا کہ کھاؤ ایک برس کے روزوں کا ثواب لو اُس نے پھر بھی منظور نہ کیا۔ بایزید رح نے فرمایا کہ جانے دو کہ راندہ درگاہ ہو گیا تھوڑے دن نہیں گذرے تھے۔ کہ وہ چوری میں پکڑا گیا۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ کاٹے گئے آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ تمہارا پیر کون ہے۔ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت پوچھا۔ کہ

وہ کیونکر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ غلبہ شوق میں مَیں جنگل چلا گیا۔ وہاں ایک بڑھیا کو دیکھا۔ کہ بوجھ لاتی ہے۔ مجھ سے کہا۔ کہ یہ بوجھ اُٹھا لے مجھ سے نہیں اُٹھتا فرمایا۔ اُس وقت میری ایسی حالت تھی۔ کہ مجھ سے اپنے وجود کا بھی بوجھ نہیں اُٹھ سکتا تھا۔ بڑھیا کا کیا اُٹھاتا۔ ایک شیر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ آیا میں نے اُس کی پشت پر رکھدیا اور بڑھیا سے کہا کہ جب تو شہر میں جائے گی تو کیا بیان کرے گی۔ کہ میں نے کس کو دیکھا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ کہوں گی۔ کہ ایک ظالم کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ کس طرح اُس نے پوچھا شیر مکلف ہے۔ یا غیر مکلف میں نے کہا کہ غیر مکلف بڑھیا نے کہا۔ کہ جس کو خدا تکلیف نہ دے۔ اُس کو تو تکلیف دے تو ظالم ہے یا نہیں فرمایا۔ ظالم ہے۔ بڑھیا نے کہا کہ پھر اس پر تو چاہتا ہے۔ کہ شہر کے لوگ معلوم کریں کہ شیر تیرے تابع ہیں۔ اور تو صاحب کرامت ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ گورستان سے آتے تھے۔ ایک جوان بسطام کے رئیسوں سے گاتا بجاتا چلا آتا تھا۔ حضرت بایزید رح نے اُس کو دیکھ کر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جوان نے اپنا باجا اُن کے سر پر اِس زور سے مارا کہ باجا بھی ٹوٹ گیا۔ اور شیخ کا سر بھی ٹوٹ گیا۔ اِس کے دوسرے دن صبح کے وقت حضرت بایزید رح نے باجہ کی قیمت اور کسی قدر حلوا اپنے مرید کے ہاتھ اُس جوان کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ اُس سے کہنا۔ کہ بایزید نے عذر کیا ہے۔ اور یہ قیمت بھیجی ہے۔ کہ اِس کا اور باجا خرید لو۔ اور یہ حلوا بھیجا ہے۔ کہ اِس کو کھاؤ۔ تاکہ رات کا غم و غصہ دفع ہو۔ جوان نے جو یہ معاملہ دیکھا آکر حضرت بایزید رح کے قدموں پر گرا اور توبہ کی۔ اور بہت رویا۔ اور اُس کی ہمراہی بھی اُس کے موافقت میں مرید ہوئے اور یہ حضرت خواجہ کی خوش خلقی کا نتیجہ تھا +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نے اپنے میں ذوقِ عبادت نہ پایا۔ خیال جو کیا تو گھر میں ایک خوشہ انگور کا رکھا تھا۔ فرمایا کہ یہ کسی کو دیدو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دُکان نہیں ہے۔ چنانچہ اُسی وقت وہ خوشہ کسی کو دے دیا گیا۔ اور فی الفور حضرت خواجہ کی عبادت میں لذت پیدا ہوگئی +

نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ وہ سفر کو گیا۔ اُس کا بچہ اندھیری رات کی وجہ سے روتا۔ حضرت خواجہ اپنا چراغ اُس کے گھر لیجاتے تب وہ بچہ خوش ہو جاتا۔ جب وہ آتش پرست سفر سے واپس آیا۔ اُس کی بیوی نے یہ حال اُس سے بیان کیا۔ اُس نے کہا جب خواجہ کی روشنی ہمارے گھر میں آگئی۔ تو اب کیا اندھیرے میں رہیں اُسی وقت مسلمان ہو گیا +

حضرت کا اونٹ فیض کے نزول سے متنبہ ہوا

نقل ہے۔ کہ ایک آتش پرست سے کسی نے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو جا۔ اُس نے کہا کہ اگر مسلمانی ایسی چیز ہے جیسے کہ بایزید رح کرتے ہیں۔ وہ تو مجھ سے ہوتی نہیں۔ اور جیسی تم تم کرتے ہو۔ ایسی کوئی چیز نہیں +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے ایک مرتبہ کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز امام نے پوچھا۔ کہ آپ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ذرا صبر کرو۔ پہلے میں نماز کا اعادہ کر لوں۔ تب تمہاری بات کا جواب دوں۔ کہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے۔ اُس کے پیچھے نماز روا نہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر کسی روز بلا نہیں آتی تو کہتا ہوں۔ الٰہی روٹی نہ بھیجی اور سالن نہ بھیجا۔ کسی شخص نے پوچھا۔ کہ مجھ سے کچھ اپنے مجاہدہ کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا۔ کہ اگر بڑی بات بیان کروں۔ تو اُس کی تم کو طاقت نہیں۔ لیکن ایک چھوٹی سی بات سُناتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس سے کچھ کام لینا چاہا اُس نے کہنا نہ مانا۔ ایک سال اُس کو پانی نہ دیا۔ کہا لے نفس یا عبادت کر یا پیاسا مر۔ آپ کے پاس ایک مرید تیس برس سے تھا۔ ہر روز اُس سے پوچھا کرتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ ہر روز بتا دیتا آخر کار ایک روز اُس نے کہا۔ کہ اے شیخ میں تیس سال سے آپ کے پاس رہتا ہوں۔ آپ ہر روز میرا نام دریافت کرتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ جب سے اُس کا نام دل میں آگیا ہے۔ کچھ یاد نہیں۔ ہر روز تیرا نام پوچھ لیتا ہوں اور ہر روز بھول جاتا ہوں۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی ایسی تعلیم کیجئے کہ جس سے نجات ہو فرمایا۔ کہ دو باتیں یاد کرلے کافی ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالےٰ تیرے حال سے آگاہ اور جو کچھ تو کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔ ایک روز کسی نے عرض کیا۔ کہ اپنے پوستین کا ایک ٹکڑا مجھ کو دیجئے کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ فرمایا۔ اگر میرا پوست بھی پہن لے تو کیا ہوتا ہے۔ جبتک کہ میرے عمل نہ کرے فرمایا۔ سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے۔ کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ لے اور اس کی تمام شہوات و تمنا محبت حق میں فنا ہو جائیں۔ اور جو اللہ تعالےٰ کو دوست ہو وہی اُسکو بھی دوست ہو۔ اور جو اللہ تعالےٰ کی آرزو ہو وہی اُس کی بھی ہو۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے پہچاننے کی یہی نشانی ہے۔ کہ خلق سے بھاگے ادنیٰ بات جو عارف کو ضروری ہے وہ یہ ہے۔ کہ ملک و مال سے پرہیز کرے۔ فرمایا نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت کار بد سے بد ہے۔ فرمایا۔ کہ جس نے اپنی خواہشات ترک کیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کو پُہنچ گیا۔ فرمایا۔ تو اپنے تئیں ایسا ظاہر کر جیسا کہ تو ہو۔ فرمایا۔ ذکر کثرت عدد سے

نہیں ہے۔ بلکہ حضور بے غفلت کا نام ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی محبت یہ ہے۔ کہ دنیا اور آخرت کو دوست نہ رکھے۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے کہ جو بار خلق کھینچے۔ اور خوب خوش رکھے۔ کسی نے دریافت کیا۔ کہ کس طرح حق کو پہنچنا چاہیئے۔ فرمایا کہ اندھا اور بہرا اور لنگڑا بن کر کسی نے دریافت کیا۔ کہ آپ بھوک کی اِس قدر کیوں تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا (انا ربکم الاعلیٰ) نہ کہتا کسی نے دریافت کیا۔ کہ متکبر کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ جو شخص تمام عالم میں اپنے سے زیادہ کوئی چیز خبیث دیکھے فرمایا مردوں کا کام ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔ آپ کی وفات ۱۴ شعبان سلہ ۲۶۱ ہجری کو ہوئی بسطام میں دفن ہوئے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ کیا لایا میں نے عرض کی کہ کوئی درویش اگر درگاہ شاہی میں آتا ہے۔ تو اُس سے یہ نہیں کہتے کہ کیا لایا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ کیا چاہیئے فقط (حضرات القدس جلد اوّل)+

نقل ہے۔ کہ شیخ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا آرایش ترک کرنا اور محنت اختیار کرنا +

حالات حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ کیونکہ آپ کی ولادت بعد وفات حضرت بایزید بسطامی ہوئی +

نقل ہے۔ کہ شیخ بایزید بسطامی ہر سال دہستان قبور شہداء کی زیارت کو جایا کرتے تھے جب راہ میں خرقان میں پہنچے۔ اُس جگہ کھڑے ہوتے۔ اور اِس طرح سے سانس لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سُونگھتا ہے۔ مرید عرض کرتے۔ کہ حضرت ہم کو تو کچھ خوشبو نہیں آتی۔ آپ کیا سُونگھتے ہیں۔ جواب دیتے۔ کہ اِس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی خُوشبو آتی ہے۔ اُس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اور اُس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔ اُس پر بار عیال ہوگا۔ کھیتی کرے گا۔ اور درخت لگایا کرے گا +

نقل ہے۔ کہ خواجہ ابوالحسن رح ابتداء میں بارہ سال تک عشاء کی نماز خرقان میں بجماعت پڑھ کر سلطان العارفین کے مزار پر انوار پر جاتے اور وہاں متوجہ رح پُر فتوح ہو کر منتظر و مترقب برکات و افاضات کھڑے رہتے۔ اور التجا کرتے۔ کہ الہٰی جو خلعت تو نے

بایزید کو عطا کیا ہے۔ اُس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔ پھر واپس آتے۔ اور عشا ہی کے وضو سے صبح کی نماز بجماعت پڑھتے خواجہ مولانا بن روز بہاں اصفہانی نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی کے شرح وصیت نامہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن رح کا سلسلہ چند واسطہ سے حضرت بایزید بسطامی رح سے اِس طرح بھی لایا ہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی مرید ابی مظفر مولانا ترک طوسی اور وہ مرید خواجہ اعرابی یزید عشقی اور وہ مرید خواجہ محمد مغربی اور وہ مرید سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم شیخ ابوالعباس قصاب رح نے فرمایا تھا۔ کہ یہ میرا معاملہ ارشاد بعد میرے خرقانی کی جانب رجوع ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا +

نقل ہے۔ کہ چالیس ۴۰ سال تک آپنے سر تکیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ شیخ کو مع جماعت کثیر درویشان خانقاہ میں سات روز گذر گئے کہ کچھ کھانے کو نہ ملا۔ کہ ایک شخص آٹا اور ایک بکری لایا اور آواز دی۔ کہ صوفیوں کے واسطے لایا ہوں۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے جو صوفی ہووے۔ میری ہمت تو نہیں پڑتی۔ کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں۔ غرضکہ کسی شخص نے نہ لیا۔ اور وہ ہر دو جنس واپس لے گیا +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت خواجہ کے پاس آیا۔ اور عرض کی۔ آپ مجھ کو اپنا خرقہ پہنائیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے ایک مسئلہ کا مجھ کو جواب دے۔ کہ اگر عورت مرد کے کپڑے پہن لے تو وہ مرد ہو جاتا ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ پھر خرقہ سے کیا فایدہ۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ پہننے سے مرد نہیں ہو سکتا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کی کہا کہ آپ اجازت دیں۔ کہ میں خلق کو اللہ تعالےٰ کی دعوت کروں۔ حضرت رح نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت کرنا خبردار اپنی طرف نہ کرنا۔ اُس نے عرض کی کہ اپنی طرف کیسی ہوتی ہے فرمایا کہ اپنی طرف کے یہ معنی ہیں۔ کہ اگر کوئی اور شخص اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت کرے۔ اور تجھ کو ناخوش آئے۔ تو یہ علامت اِس کی ہے۔ کہ تو اپنی طرف دعوت کرتا ہے +

نقل ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی زیارت کیواسطے آیا۔ اور آپ کے گھر پر آکر آواز دی۔ کہ شیخ کہاں ہیں۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا۔ کہ اُس زندیق کذاب کو تو کیا کریگا۔ اِس کے سوا خدا جانے اور کیا کیا کہا۔ اُس شخص کے دل میں خیال آیا۔ کہ جس شخص کی اپنی بیوی ایسی منکر ہے۔ اُس میں کیا رکھا ہوگا۔ خیر یہ جنگل کو شیخ کی تلاش میں گئے۔ کیا دیکھا

کہ آپ ایک شیر پر لکڑیوں کا بوجھ رکھے چلے آتے ہیں۔ یہ شخص سامنے گیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ گھر کا وہ حال باہر کا یہ حال آپ نے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسے بیڑے کا (یعنی بیوی کا) بوجھ نہ کھینچے ایسا شیر اس کا بار نہ اٹھائے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کا خرقان پر گذر ہوا۔ ایک قاصد حضرت شیخ کے بلانے کو بھیجا اور اُس سے کہدیا۔ کہ اگر حضرت آنے میں تامل کریں تو آیت (اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) پڑھنا۔ چنانچہ قاصد آیا۔ اور پیام سلطان حضرت شیخ نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو معاف کرو۔ اُس نے آیت مسطورہ بالا پڑھی۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ میں اطیعوا اللہ میں اس قدر مستغرق ہوں۔ کہ اطیعوا الرسول سے بھی نادم ہوں اور اولی الامر بجائے خود رہا یہ جواب آکر قاصد نے سلطان سے کہا سلطان آب دیدہ ہوا۔ اور کہا کہ اٹھو چلو اور ایاز کو اپنے کپڑے پہنائے اور دس عورتوں کو غلاموں کے کپڑے پہنا کر آپ ایاز کے آگے آگے خادموں کی مانند ہو گیا۔ اور مع ہمراہیاں حضرت شیخ کے صومعہ کا رُخ کیا۔ جس وقت صومعہ پر پہنچا۔ سلام کیا۔ شیخ نے جواب سلام دیا۔ لیکن تعظیم نہ دی۔ اور محمود کی جانب دیکھا۔ اور ایاز کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ محمود نے کہا کہ سلطان کی تم نے کیوں تعظیم نہ کی اُنہوں نے فرمایا۔ کہ یہ سب فریب ہے۔ اور محمود کو ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا محمود نے کہا کہ کچھ فرمائے۔ فرمایا۔ کہ ان نامحرموں کو باہر بھیجو محمود نے اشارہ کیا۔ تمام کنیزک باہر ہوگئیں۔ محمود نے کہا کہ کچھ بایزید رح کی باتیں سُنائے۔ فرمایا۔ کہ بایزید رح نے کہا ہے۔ کہ جس نے مجھ کو دیکھا شقاوت سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا کہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ تھے۔ کہ ابوجہل اور ابولہب نے دیکھا۔ اور وہ شقی ہی رہے۔ شیخ نے کہا کہ منہ سنبھال کر بات کرو۔ اور اپنی بساط سے پاؤں باہر نہ رکھو۔ کہ ابوجہل نے اپنے بھتیجے محمد کو دیکھا تھا۔ نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات محمود کو اچھی لگی۔ اور کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمائے فرمایا۔ کہ چند باتوں کا خیال رکھنا منہیات سے پرہیز نماز باجماعت اور خلق خدا پر سخاوت و شفقت کرنا محمود نے کہا کہ میرے واسطے دعاء خیر فرمائیے فرمایا۔ کہ میں تو ہر روز دعا کرتا ہوں اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات) کہا کہ دعا کیجئے فرمایا۔ اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اِس کے بعد محمود نے ایک اشرفی کی تھیلی پیش کی شیخ نے ایک جَو کی روٹی محمود کے آگے پیش کی۔ اور کہا کہ کھا محمود چباتا تھا۔ اور گلے سے نہیں اُترتی تھی۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ شاید گلا پکڑتی ہے کہا کہ جی ہاں گلا پکڑتی ہے۔ فرمایا کہ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی میرا اسی طرح گلا پکڑتی ہے اِس کو لیجاؤ۔ کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ محمود نے کہا۔ کہ کچھ تو قبول فرمائے

حضرت کا محمود غزنوی سے ملاقات

فرمایا۔ کہ نہیں۔ پھر محمود نے عرض کیا۔ کہ مجھ کو کوئی نشانی دیجئے۔ آپ۔ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا
محمود جب واپس ہونے لگا۔ کہا کہ صومعہ تو خوب ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ جہاں سب کچھ ہے
یہ بھی رکھنا چاہیئے۔ چلنے میں شیخ محمود کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے محمود نے کہا کہ جب وقت
میں آیا تھا۔ اُس وقت آپ نے التفات بھی نہیں کیا تھا۔ اور اب تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے
اِس کے کیا معنی فرمایا۔ کہ اوّل امتحان کو اور رعونت شاہی میں آیا تھا۔ اب فقیر کے انکسار
میں جاتا ہے۔ خیر سلطان وہاں سے چلا آیا۔ اور جب سومنات پر چڑھائی کی۔ اور عین حالت
جنگ میں کہ جس وقت مخالف کا پلہ غالب ہونے کو تھا۔ گھوڑے پر سے کود کر اور حضرت
شیخ کے پیراہن کو ہاتھ میں لیکر دعا مانگی کہ الٰہی بطفیل اِس پیراہن کے فتح نصیب کر۔ اُسی وقت
اللہ تعالےٰ نے اُس کو فتح دی لکھا ہے۔ کہ اُسی شب محمود نے خواب میں حضرت شیخ کو دیکھا فرماتے
ہیں۔ کہ محمود تو نے ہمارے خرقہ کی کچھ عظمت نہ کی۔ اگر اللہ تعالےٰ سے چاہتا کہ تمام کافر
مسلمان ہو جائیں۔ تو سب مسلمان ہو جاتے راقم الحروف نے ہنوز اِس راہ میں قدم
نہیں رکھا تھا۔ کہ یہ حکایت خواجہ ابوالحسن خرقانی و سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی
ایک شخص کی زبانی عام مجلس میں سُنی یہ اوّل تیر تھا۔ کہ کانوں کی راہ سے دل میں جاگزیں
ہوا۔ اُس کو سُن کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص وابستگی پیدا ہو گئی۔ اور اُن کے
مزید حالات دریافت کرنے کو تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ شروع کیا۔ اور آپ کے تمام و کمال
حالات پڑھے اُن کے پڑھنے سے عجیب قسم کا جذب دل میں پیدا ہوتا تھا۔ جس وقت
کہ سلسلہ مجددیہ میں حضرت غوث زمان قطب دوران ماہر علوم جلی و خفی حضرت سیدنا و مرشدنا
غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ ابوالحسن
خرقانی اِس سلسلہ کے پیروں میں سے ہیں۔ اُس وقت کی خوشی کچھ بیان نہیں کر سکتا۔
اِس بات کا دل کو یقین آگیا۔ کہ حضرت شیخ ہی کی تصرف و جذب سے اِس خاندان عالی شان
میں داخل ہونا نصیب ہوا۔ ورنہ میں خراب کجا و صلاح کار کجا۔ ایک روز حضرت شیخ اپنے
مریدوں میں بیٹھے تھے۔ سب سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا چیز بہتر ہوتی ہے۔ مریدوں
نے عرض کیا۔ کہ شیخ آپ ہی فرمائیے۔ فرمایا کہ دل جس میں اللہ تعالےٰ کی یاد ہو۔ کسی
نے دریافت کیا۔ کہ صوفی کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صوفی مرقع اور سجادہ سے نہیں ہوتا صوفی
وہ ہے۔ جو نہ ہو۔ فرمایا۔ کہ صوفی وہ ہے۔ کہ دن کو اُس کو آفتاب کی ضرورت نہ ہو۔ اور رات کو
چاند اور ستاروں کی کسی نے دریافت کیا۔ کہ صدق کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صدق یہ
ہے۔ کہ دل باتیں کرے۔ یعنی وہ بات کہے کہ جو دل میں ہو۔ کسی نے دریافت کیا۔ کہ

اخلاص کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ اللہ تعالےٰ کے واسطے تو کرے وہ اخلاص ہے۔ اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔ فرمایا کہ ایسے آدمی کے پاس مت بیٹھو۔ کہ تم اللہ تعالےٰ کہو۔ اور وہ کچھ اور کہے۔ فرمایا کہ اندوہ پیدا کرو کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے۔ کہ اللہ تعالےٰ بندہ گریاں اور بریاں کو دوست رکھتا ہے فرمایا۔ کوئی شخص سرود بجائے اور اُس کے ذریعہ سے خدا کو چاہے۔ اُس سے بہتر یہ ہے۔ کہ قرآن پڑھے۔ اور خدا کو نہ چاہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اقتدا کرے۔ نہ وہ کہ کاغذ سیاہ کرے۔ فرمایا۔ شبلی رح نے فرمایا ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ نہ چاہوں فرمایا یہ بھی ایک خواہش ہے۔ فرمایا چالیس سال گذرے۔ کہ میرا نفس ٹھنڈا پانی اور ترش چھاچھ چاہتا ہے۔ ابھی تک نہیں دیا۔ فرمایا۔ کہ جہاں میں عالم اور عابد بہت ہیں۔ تم کو اُن سے گذرنا چاہیئے۔ کہ رات اِس طرح بسر کرو کہ اللہ تعالےٰ پسند کرے۔ اور دن اِس طرح بسر کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ پسند کرے۔ فرمایا۔ کہ نماز روزہ تو سب کرتے ہیں۔ لیکن مرد وہ ہے۔ کہ ساٹھ سال اُس پر گذر جائیں۔ اور بائیں جانب کا فرشتہ کچھ نہ لکھے کہ اُس سے اُس کو اللہ تعالےٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ فرمایا۔ کہ جو شخص دنیا سے نیک مردی کا نام لیجاوے۔ وہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ اگر وہ دوزخ کے کنارہ پر کھڑا ہو جائے اور جس کو اللہ تعالےٰ دوزخ میں بھیجے اُس کو وہ ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لیجائے فرمایا کہ ملائکہ کو تین جگہ اولیاؤں سے خوف آتا ہے۔ ایک ملک الموت کو جان نکالتے وقت دوسرے کرام کاتبین کو لکھتے وقت تیسرے منکر نکیر کو سوال کے وقت فرمایا۔ کہ مردان خدا کو شادی و غم نہیں ہوتا۔ اور اگر اندوہ غم ہوتا ہے۔ تو اُسی سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ صحبت اللہ کے ساتھ رکھو خلق کے ساتھ نہیں۔ کہ ایک غلطی سے بقدر دو سالہ ماہ راہ کے اللہ تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ اگر تو طالب دنیا ہوگا۔ دنیا تجھ پر غالب ہوگی۔ اور اگر اُس سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اُس پر غالب ہوگا۔ فرمایا۔ درویش وہ ہے۔ کہ دنیا اور عاقبت کی رغبت نہ کرے۔ کہ یہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کا دل سے تعلق ہو۔ فرمایا مردوں کا کام طہارت سے بلند ہوتا ہے۔ نہ کثرت کام سے۔ فرمایا۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ ہم وارث رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم ہیں۔ کہ بعض معاملات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔ ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے۔ فرمایا۔ کہ جس دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ اور بھی ہو وہ دل مردہ ہے۔ اگرچہ سراپا طاعت ہو۔ فرمایا۔ دین کو شیطان سے اندیشہ

نہیں ہے۔ بلکہ عالم حریص دنیا اور زاہد بے علم سے فرمایا۔ کہ چالیس سال سے میں نے روٹی وغیرہ کچھ نہیں پکائی البتہ مہمانوں کے واسطے اور میں اُس میں طفیلی رہا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تمام جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھا جائے۔ پھر بھی اُس کا حق ادا نہ ہوا۔ فرمایا سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے۔ کہ اس میں خلق نہ ہو۔ اور سب سے بہتر وہ کام ہے۔ کہ اُس میں اندیشہ مخلوق کا نہ ہو۔ اور سب سے حلال وہ لقمہ ہے۔ کہ جو اپنی کوشش سے ہو اور سب سے بہتر وہ رفیق ہے۔ کہ اُس کی زندگانی اللہ تعالےٰ کے واسطے ہو۔ فرمایا۔ کہ تین چیزوں کی انتہا مجھ کو معلوم نہیں ہوئی اور انتہائے درجات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں ہوئی۔ انتہائے کید نفس معلوم نہیں ہوئی اور انتہائے معرفت معلوم نہیں ہوئی فرمایا عافیت تنہائی میں پائی۔ اور سلامتی خاموشی میں فرمایا جس نے مجھ کو پہچانا اور دوست رکھا حق کو دوست رکھا۔ اور حق نے اُس کو دوست رکھا۔ فرمایا۔ جوانمردوں کا کھانا اللہ تعالےٰ کی دوستی ہوتی ہے۔ فرمایا جس وقت اللہ تعالےٰ نے خلایق کا رزق قسمت کیا۔ اندوہ جوانمردوں کو دیا۔ اور انھوں نے اِس کا شکریہ ادا کیا فرمایا۔ نماز روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور و حسد دل سے دور کرنا زیادہ اچھا ہے۔ فرمایا بہت روؤ اور مت ہنسو۔ اور بہت خاموش رہو۔ اور بات نہ کرو۔ اور بہت دو۔ اور مت کھاؤ۔ اور بہت جاگو۔ اور مت سوؤ۔ فرمایا۔ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے کلام کی حلاوت و لذت نہ چکھی۔ اور دنیا سے چلا گیا۔ وہ گویا تمام بھلائی اور آرام سے محروم گیا۔ فرمایا خلایق کے ساتھ صحبت خاطر داری سے رکھنا چاہیئے۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متابعت کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاکی سے کیونکہ وہ پاک ہے۔ اور پاکوں کو پسند رکھتا ہے۔ فرمایا اگر کوئی ایک آرزو نفس کی پوری کرے۔ اُس کو سیکڑوں خرخشہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ ایک لمحہ کے واسطے اللہ تعالےٰ کا ہو رہنا خلایق زمین و آسمان کے اعمال سے بہتر ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی دوستی اُس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ کہ اگر تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی تو نے اللہ تعالےٰ کو آزردہ کیا ہو۔ اگر اُس نے معاف بھی کر دیا ہوتا۔ تمام باقی مدت العمر اس کی حسرت نہ جائے کہ ایسے مالک کو میں نے کیوں آزردہ کیا۔ فرمایا۔ بہت سے ایسے آدمی ہیں۔ کہ زمین پر چلتے ہیں۔ اور وہ مردہ ہیں۔ اور بہت سے ایسے آدمی ہیں۔ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں۔ اور زندہ ہیں۔ فرمایا۔ کہ ستر سال گذرے کہ میں اللہ تعالےٰ کا ہو رہا ہوں۔ اس مدت میں ایک مرتبہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی فرمایا مجھ کو ایک روز الہام ہوا کہ جو کوئی تیری مسجد میں

آئے اُس کا گوشت و پوست آتش دوزخ پر حرام ہو۔ اور جو شخص تیری مسجد میں دو رکعت نماز تیری زندگی میں یا تیرے بعد ادا کرے۔ قیامت کے روز عابدوں میں اُٹھے فرمایا کہ مجھکو گوارا ہے۔ کہ دنیا سے قرضدار جاؤں۔ اور قیامت کے روز قرض خواہ وہاں دامنگیر ہو مگر یہ گوارا نہیں۔ کہ کوئی سائل مجھ سے سوال کرے۔ اور اُس کی حاجت رد کروں +

نقل ہے۔ کہ جب شیخ کی وفات نزدیک ہوئی۔ وصیت کی کہ میری قبر تیس۳۰ گز گہری کھودنا۔ کہ شیخ بایزید رح کی قبر سے اونچی نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور آپ کی وفات بمقام خرقان ۴۲۴ھ ہجری میں ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون +

حالات شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ

شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہ کو تصوف میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ اِن کے سوا شیخ ابی القاسم گرگانی طوسی سے بھی کہ وہ بھی شیخ ابوالحسن خرقانی کے مرید تھے۔ نیز شیخ ابی علی فارمدی تذکیر و وعظ میں امام ابی القاسم قشیری صاحب تفسیر و رسالہ کے شاگرد ہیں۔ فرمایا۔ کہ ابتداء جوانی میں مَیں نیشاپور علم ظاہری پڑھنے گیا تھا۔ وہاں میں نے سُنا کہ شیخ ابوسعید ابی الخیر میہنہ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور وعظ فرماتے ہیں۔ میں اُن کی زیارت کو گیا۔ اور اُن کی صورت دیکھ کر مجھ کو اُن سے ایک عشق ہو گیا۔ اور اس طائفہ کی محبت میرے دل پر غالب ہو گئی۔ ایک روز گھر بیٹھا تھا۔ کہ یکایک میرے دل میں شیخ ابی سعید کی زیارت کا شوق بشدت پیدا ہوا۔ اور وہ وقت شیخ کے باہر نکلنے کا نہ تھا۔ ارادہ کیا۔ کہ ابھی نہ جاؤں مگر صبر نہ ہو سکا۔ ناچار اُٹھ کر باہر گیا۔ جب چوراہے پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ شیخ مع مریدوں کے چلے جاتے ہیں۔ میں بھی اُنکے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب وہ ایک جگہ پہنچے میں بھی اُن کے ہمراہ چلا گیا۔ اور ایک گوشہ میں جا کر اس طرح بیٹھ گیا۔ کہ شیخ کی نظر مجھ پر نہ پڑے وہاں سماع شروع ہو گیا۔ اور شیخ کو وجد عظیم پیدا ہوا چنانچہ اُنہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب سماع سے فارغ ہوئے کپڑے اُتارے اور اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک آستین علیحدہ رکھی۔ اور آواز دی۔ ابا علی طوسی کہاں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ وہ تو مجھ کو جانتے بھی نہیں۔ اور دیکھتے بھی نہیں۔ کوئی ابا علی اُن کا مرید ہو گا۔ جس کو پکارتے ہیں۔ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ شیخ نے پھر پکارا۔ مگر میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب پکارا تب کسی نے کہا۔ کہ تم ہی کو شیخ پکارتے ہیں۔ جب میں اُٹھ کر اُن کے پاس گیا شیخ نے

وہ تریز اور آستین مجھ کو دی۔ اور فرمایا۔ کہ جاؤ اور اس کو اچھی طرح سے بحفاظت رکھنا کہ تو مجھ کو مثل اس آستین اور تریز کی ہے۔ یعنی جو تعلق کہ آستین اور تریز میں ہے۔ وہی مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ میں وہ کپڑا لے کر آداب بجا لایا۔ اور بہت حفاظت سے رکھا۔ اور مجھ کو ان کی خدمت میں بہت فائدہ اور حال وارد ہوئے۔ جب وہ نیشاپور سے چلے گئے۔ میں امام ابوالقاسم قشیری کے پاس گیا۔ اور جو کچھ میرے اوپر احوال و واردات گذری تھیں وہ بیان کیں۔ انھوں نے فرمایا۔ اے فرزند ابھی علم پڑھو۔ چنانچہ میں علم پڑھتا رہا لیکن ہر روز وہ روشنائی بڑھتی جاتی تھی۔ کہ تین سال تک میں تحصیل علم میں مشغول رہا۔ ایک روز قلم دوات سے نکالا تو سفید نکلا۔ میں نے امام ابی القاسم سے یہ حال بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ کہ اب علم نے تجھ سے منہ پھیر لیا۔ اب تو بھی اس سے منہ پھیر لے۔ چنانچہ میں مدرسہ سے خانقاہ میں گیا۔ اور امام کے اُستاد کی خدمت میں مشغول ہوا۔ ایک روز اُستاد امام تنہا غسل خانہ میں گئے میں نے چند ڈول غسل خانے میں ڈال دیئے۔ جب اُستاد باہر آئے اور نماز پڑھی فرمایا یہ کس نے غسل خانہ میں پانی ڈالا۔ میں نے خوف کے مارے کچھ نہ کہا۔ کہ شاید مرضی کے خلاف ہوا ہو۔ پھر دریافت کیا۔ پھر بھی میں نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت فرمایا۔ تب میں نے عرض کیا کہ میں تھا۔ فرمایا اے اباعلی جو کچھ کہ ابوالقاسم کو ستر سال میں ملا۔ تجھ کو ایک ڈول پانی میں مل گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک ان کی خدمت میں مجاہدہ کیا۔ ایک روز میں بیٹھا تھا۔ کہ کچھ ایسا حال وارد ہوا۔ کہ میں اس میں گم ہو گیا۔ یہ حال میں نے اُستاد امام سے بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ اے ابی علی اس سے زیادہ میرا سلوک نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ مجھ کو ابھی اور پیر کی ضرورت ہے۔ کہ اس مقام سے نکالے میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام سُنا تھا۔ ان کے پاس طوس کی جانب روانہ ہوا۔ جب ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت تحیۃ المسجد گذاری اور ان کے سامنے آیا۔ وہ مراقب بیٹھے تھے۔ سر اُٹھایا اور فرمایا۔ آؤ کیا بات ہے۔ میں نے سلام کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اور اپنا تمام واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا۔ ہاں ابتدا تمہاری اچھی ہے۔ اگر تمہاری تربیت ہو تو مرتبۂ بلند پر پہنچ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں جان لیا۔ کہ میرے پیر یہی ہیں اور وہیں قیام کیا انھوں نے مدت دراز تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدہ اور ریاضتیں کرائیں۔ بعد ازاں اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کیا۔ ابھی شیخ نے مجھ سے وعظ فرمانے کو نہیں کہا تھا۔ کہ ایک روز میں شیخ ابوسعید کے پاس میہنہ میں گیا۔ انھوں نے فرمایا۔ کہ اے اباعلی بہت جلد تجھ سے

مثل طوس کے باتیں کرائیں گے۔ ابو علی فارمدی کا قول ہے۔ کہ اسی بات کو بہت دن نہیں گذرے تھے۔ کہ شیخ ابوالقاسم نے مجھ سے وعظ کرنے کو فرمایا۔ آپ کی وفات بمقام طوس ۴۷۷ھ ہجری میں ہوئی انا للہ و انا الیہ راجعون +

حالات حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی قدس سرہ

حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ ابو علی فارمدی قدس سرہ سے انتساب ہے لیکن شرح وصایا خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی بے واسطہ شیخ ابوالحسن خرقانی رح کے مرید ہیں۔ اور خرقہ شیخ عبداللہ جوینی قدس سرہ سے پہنا۔ اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے۔ اور آپ کی کنیت ابویعقوب ہے۔ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ کہ بغداد۔ اصفہا عراق۔ خراسان۔ سمرقند۔ بخارا وغیرہ میں استفادہ و افادہ کیا حدیث شریف پڑھی وعظ فرمایا۔ لوگوں کو اُن سے نفع پہنچا۔ فتاوے و احکام شرعیہ میں دست قدرت کامل حاصل تھی۔ علوم و معارف میں قدم راسخ تھا جم غفیر علماء و فقہاء کا آپ کی خانقاہ و مجلس میں حاضر رہتا۔ آذربیجان عراق۔ خراسان کے لوگوں کی تربیت فرمائی۔ خواجہ ابو یوسف ہمدانی اُن مشائخ سے ہیں۔ کہ جن کی صحبت میں حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر رہے ہیں۔ ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ابھی آپ جوان تھے۔ فرمایا۔ کہ تم وعظ کہو انہوں نے فرمایا کہ میں عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تم کو فقہ اصول فقہ و اختلاف مذاہب و لغت و تفسیر قرآن یاد ہے۔ تم سب طرح سے اس کی صلاحیت رکھتے ہو۔ کہ منبر پر آؤ اور وعظ کہو۔ اور میں تم میں وہ چیز پاتا ہوں۔ کہ جس کی اصل و فرع زمین و آسمان میں پہنچے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ ابو یوسف کا مذہب حنفی تھا۔ مرو میں مقیم تھے۔ پھر ہرات میں چلے آئے تھے۔ وہاں سے پھر مرو کو آتے تھے۔ کہ راستہ میں انتقال فرمایا۔ ساٹھ سال سے زیادہ مسند ارشاد پر قائم رہے۔ اور قبولیت عظیم ہوئی۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔ سالہا کوہ آذر میں مقیم رہے۔ اور عادت تھی۔ کہ سوائے جمعہ کے باہر نہ تشریف لاتے۔ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف کے پاس آیا۔ اور کہا کہ ابھی میں شیخ احمد غزالی کے پاس تھا۔ وہ درویشوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ کہ اسی اثنا میں اُن کو غیبت ہو گئی۔ اِس کے بعد انہوں نے

فرمایا۔ کہ ابھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے۔ یہ سُن کر حضرت خواجہ نے فرمایا۔ تلک خیالا دشر بی بھا اطفال الطریقہ یعنی یہ خیالات ہیں۔ کہ جس سے اطفال طریقہ پرورش کیے جاتے ہیں +

پرورش اطفال طریقہ

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک عورت روتی پیٹتی آپ کے پاس آئی اور عرض کیا۔ کہ فرنگی میرے لڑکے کو پکڑ لے گئے ہیں۔ دعا فرمائیے۔ کہ وہ آجائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ توصبر کر اور مکان کو جا تیرا لڑکا تجھ کو گھر ملے گا۔ وہ عورت گھر واپس آئی۔ تو دیکھا فی الواقع لڑکا موجود تھا۔ اس سے حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں قید تھا۔ نگہبان میرے گرد تھے۔ ناگاہ ایک شخص جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ظاہر ہوا۔ اور ایک طرفۃ العین میں اِس جگہ مجھ کو لے آیا۔ وہ عورت حضرت خواجہ کے پاس گئی۔ اور اپنے لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھ کو حکم خدا سے تعجب آتا ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ وعظ فرماتے تھے۔ دو فقیہ بھی اُس جگہ موجود تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ کو کہا۔ کہ چپ رہو۔ تم بدعتی ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم خاموش ہو۔ تم کو موت آئی چنانچہ اُس جگہ اُسی وقت دونوں فقیہ مر گئے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں وعظ فرماتے تھے۔ کہ ایک فقیہ ابن سقا نامی اُٹھا اور کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا کہ تیرے کلام سے بوئے کفر آتی ہے۔ اور تیری موت دین اسلام پر نہ ہوگی۔ اس کی مدت کے بعد ایک نصرانی خلیفہ کے پاس روم سے آیا ابن سقا اُس کے پاس گیا۔ اور نشست و برخاست شروع کی۔ اور آخر کار اُس سے کہا۔ کہ میں دین اسلام ترک کرنا چاہتا ہوں۔ اور تمہارا دین قبول کرونگا۔ چنانچہ وہ اُس کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اور بادشاہ روم سے ملاقات کرائی۔ اور نصرانی ہوگیا۔ اور اُسی پر اُس کی موت ہوئی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی ۴۴۰ھ میں ولادت ہوئی۔ اور ۵۳۵ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ اوّل آپ کی قبر مرو کے راستہ میں تھی۔ جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ بعد ازاں وہاں سے نعش مبارک مرو لے آئے اور اب مزار مبارک اُسی جگہ ہے +

حالات حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ سر حلقہ سلسلہ خواجگان ہیں۔ آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل سے

حضرت خضر علیہ السلام (marginal note, partly illegible)

تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار عبدالجمیل امام کبراء اولیاء عظماء اتقیا سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

نقل ہے۔ کہ خضر علیہ السلام نے امام شیخ عبدالجمیل کو بشارت دی تھی۔ کہ تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اُس کا عبدالخالق نام رکھنا۔ اُس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے۔ اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کریں گے اِس کے بعد ایسا اتفاق ہوا۔ کہ امام شیخ عبدالجمیل بسبب حوادث زمانہ روم سے ماوراءالنہر آ گئے۔ اور ایک قصبہ غجدوان میں کہ متصل بخارا ہے۔ اقامت پذیر ہوئے۔ اور وہاں حضرت خواجہ عبدالخالق متولد ہوئے۔

نقل ہے۔ کہ آپ اپنے اُستاد صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھتے تھے۔ جب اِس آیت شریف پر پہنچے (ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ انہ لا یحب المعتدین) اُستاد سے دریافت کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو خفیۃً فرمایا ہے۔ اُس کا کیا طریقہ ہے۔ اگر ذاکر بلند کہے۔ یا بروقت ذکر اعضا کو حرکت دے۔ اور اُس پر غیر واقف ہو جائے۔ وہ خفیہ نہیں رہتا۔ اور اگر دل سے ذکر کرے۔ تو پھر چونکہ بحکم حدیث (الشیطان یجری فی عروق ابن ادم مجری دم) وہ واقف ہو جاتا ہے۔ اُستاد نے فرمایا۔ کہ یہ علم لدنی ہے۔ اگر حق سُبحانہ کے ارادہ میں ہے۔ تو کوئی اہل اللہ تجھ کو تعلیم کرے گا۔ چنانچہ حضرت خواجہ ہمیشہ ایسے شخص کے انتظار میں رہتے تھے۔ اتفاقاً جمعہ کے روز اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ضعیف العمر آئے۔ حضرت خواجہ نے اُن کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اُن بزرگ نے فرمایا۔ کہ اے جوان میں تجھ میں آثار بزرگی دیکھتا ہوں۔ کہیں تو بیعت ہوا ہے۔ یا نہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ مدت گذری کہ اسی بات کی تلاش میں ہوں۔ پیرمرد نے فرمایا۔ کہ اے جوان میں خضر ہوں۔ تجھ کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ ایک سبق تجھ کو بتلاتا ہوں۔ اُس پر ملازمت رکھنا تیری کشایش کام ہوگی۔ پھر فرمایا۔ کہ حوض میں غوطہ مار اور دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا۔ اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ اور کشایش عظیم ہوئی۔ بعد ازاں جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی بخارا میں آئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اُن کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ مگر تکرار اُسی سبق کا کرتے یہاں تک کہ مدت تک حضرت خواجہ یوسف بخارا میں مقیم رہے۔ اور حضرت خواجہ بالالتزام حاضر خدمت رہتے۔ اور فوائد کثیرہ اُن کی صحبت سے اخذ کئے پیر سبق حضرت خواجہ کے حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اور پیر صحبت و خرقہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی تھے۔ اگرچہ حضرت خواجہ یوسف کا طریقہ ذکر جہر کا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام ... (marginal note, partly illegible)

لیکن چونکہ حضرت خواجہ عبدالخالق رح کو حضرت خضر علیہ السلام نے ذکر خفیہ تعلیم فرمایا تھا۔
حضرت خواجہ ابو یوسف رح نے اُن کو جہر کا حکم نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس طرح حضرت خضر
علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ اُسی طرح کئے جاؤ۔ جب حضرت خواجہ عبدالخالق رح حضرت
خواجہ یوسف رح کی خدمت سے علیحدہ ہوئے۔ مدت دراز تک مشغول مجاہدات وریاضت
رہے۔ اور کسی کو اِس کی اطلاع نہ تھی۔ کہ حضرت خواجہ کیا کرتے ہیں۔ ایک روز اپنے عبادتخانہ
میں روتے تھے۔ تو مریدوں نے عرض کیا۔ کہ آپ کے ایسے عمدہ اطوار اور ایسے خوش
اوقات پھر اِس خوف اور رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرماتے کہ جس وقت اللہ تعالےٰ
کی بے نیازی کو خیال کرتا ہوں۔ نزدیک ہو جاتا ہے۔ کہ جان قالب سے باہر ہو جائے
اور یہ اِس سبب سے خوف آتا ہے۔ کہ شاید بے قصد اور بے اطلاع مجھ سے ایسا کام
سرزد ہو گیا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہو جس جگہ آپ بیٹھتے بوجہ خوف خدا ایسا معلوم ہوتا
گویا آپ کو قتل کرنے کے واسطے بٹھلایا ہے۔ فرمایا کہ میری بائیس ۲۲ سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت
خضر علیہ السلام نے میری تربیت کے واسطے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کو وصیت فرمائی
ایک درویش نے حضرت خواجہ رح سے دریافت کیا۔ کہ تسلیم کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تسلیم
یہ ہے۔ کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے۔ آج بھی تسلیم کرے
کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان
لھم الجنۃ۔ تسلیم نفس و مال اس طرح ہوتا ہے۔ کہ اپنے نفس کو مملوک حق سبحانہ تعالےٰ
سمجھے۔ اور اپنے تئیں وکیل خرچ حق جل وعلا جانے اور جہانتک ہو سکے اپنے نفس اور مال
سے بندگان خدا تعالےٰ کے ساتھ بے منت نیکی کرے۔ اور مال دنیا کو باطن میں جگہ نہ
دے۔ اور اپنے تئیں حکم و قضا حق تعالےٰ کے تسلیم کرے۔ ایک روز ایک خادم نے
عرض کیا۔ کہ فراغت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ فراغت دل یہ ہے۔ کہ محبت دنیا دل میں
راہ نہ پائے۔ اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔ فاذا فرغت فانصب یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل
فارغ ہو جائے۔ اُس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ کہ خرید و فروخت اور خلق
سے معاملہ داری میں اللہ تعالےٰ سے غافل نہیں ہوتے اُن کی تعریف اللہ تعالےٰ قرآن
شریف میں فرماتا ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اگر اِن لوگوں میں ہو جاؤ
تو سبحان اللہ ورنہ ان لوگوں کے جان و مال سے خدمت کرنے میں تقصیر نہ کرنا۔ اور اِن
کے واسطے اسباب جمعیت و فراغت مہیا رکھو۔ تاکہ اِن کی دولت میں تمہارا تعلق رہے۔ اور

جو طاعت و عبادت اُس لقمہ کی قوت سے اُن لوگوں سے ہو اس کا ثواب اِس شخص کو بھی ملے اور اُن کے درجات و مقامات اِس کے نامہ اعمال میں درج ہوں۔ اور قیامت کے روز اِن کی خدمت اور محبت میں محشور ہو المرء مع من احب اور یہ حضرات خاصیت لی مع اللہ وقت رکھتے ہیں۔ جس وقت قابل تصرف جذبات الوہیت ہوتے ہیں۔ اہل زمین و آسمان کے عقدے کھل جاتے ہیں۔ کہ جذبۃ من جذبات اللہ توازی عمل الثقلین۔ اور اُس وقت اُس جانی اور مالی خدمت کرنے والے کا جو کچھ نصیب ہوتا ہے کہ اہل مشرق و مغرب اِس کا حساب نہیں کر سکتے پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کہ فرمایا ہے وابتغ فیما اٰتٰک اللہ الدار الاٰخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا۔ یعنی جو کچھ تیرا حصہ دینا کا ہے۔ اُس کو اللہ تعالےٰ کی رضا میں صرف کر حضرت کے کلمات قدسیہ سے چند کلمے ہیں۔ کہ بناء طریقہ حضرات خواجگان اُسی پر مبنی ہے۔ ہوش در دم (ہوش در دم) یعنی ہوشیار ہونا سالک کا ہر نفس میں کہ بیدار ہے یا غافل (نظر بر قدم) یعنی سالک کو چاہیئے۔ کہ راہ چلنے میں نظر اپنے قدم گاہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور ہر وقت نشست نظر کو رو برو رکھے۔ راست و چپ نہ دیکھے۔ کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے (سفر در وطن) انتقال کرنا سالک کا صفات بشریہ خبیثہ سے بجانب صفات ملکیہ خلوت در انجمن اِس سے یہ مراد ہے۔ کہ سالک جمیع اوقات۔ خلوت و جلوت کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت میں اپنا قلب اللہ تعالےٰ سے مشغول رکھے۔ یاد کرد۔ اِس سے مراد ذکر اللہ تعالےٰ سے ہے۔ کہ ہر وقت اِس میں مشغول رہے۔ بازگشت سے یہ مراد ہے۔ کہ چند بار ذکر کر کے بکمال تضرع یہ دعا کرے۔ کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ اور رضا تیری اپنی اپنی محبت اور معرفت مجھکو عطا کر نگہداشت سے مراد۔ خطرات اور حدیث نفس کا قلب سے دور کرنا ہے۔ یاد داشت سے مراد توجہ سالک طرف ذات بیچون و بیچگون حق سبحانہ بغیر الفاظ و خیال کے وقوف زمانی و ہوش در دم ایک ہی چیز ہے۔ وقوف عددی ذکر میں سانس چھوڑتے وقت عدد طاق کا لحاظ رکھنا وقوف قلبی سے مراد توجہ سالک بجانب قلب ہے۔ کہ زیر پستان چپ واقع ہے ؎

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نے اپنے فرزند خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ وصیت فرمائی اے فرزند تجھ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا وظائف اور عبادت کی ملازمت رکھنا اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہنا اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ تعالےٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ادا کرنا والدین کے

حضرت کے کلمات قدسیہ

حضرت کا اپنے فرزند کو وصیت کرنا

حق کا بھی خیال رکھنا۔ کہ ان خصلتوں سے اللہ تعالےٰ تک مشرف ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنا کہ وہ تیرا حافظ رہے قرآن شریف خواہ یاد ہو یا دیکھ کر پڑھنا لازم رکھنا قرآن شریف کو بہ تفکر و تدبر و حزن وگریہ پڑھنا طلب علم سے ایک قدم نہ ہٹنا علم فقہ اور حدیث پڑھنا جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔ عوام الناس سے دور رہنا۔ کہ یہ راہ دین کے دزد ہیں۔ اور مسلمانوں کے راہ زن۔ لازمت سنت وجماعت کرنا ائمہ سلف کے مذہب پر رہنا۔ کہ جو کچھ محدث ہے۔ گمراہی ہے۔ جوانوں اور عورتوں اور امردوں اور اہل بدعت سے صحبت مت رکھنا۔ کہ تیرا دین برباد کردینگے۔ دو گردہ روٹی پر راضی رہنا۔ اگر کسی سے صحبت رکھے۔ تو فقیروں سے رکھنا۔ خلوت اختیار رکھنا حلال کھانا کہ حلال مفتاح خیر ہے حرام سے بچنا کہ حق تعالےٰ سے دور ہو جائیگا۔ اسی پر رہنا۔ کہ کل قیامت کو دوزخ میں نہ جلے حلال پہننا کہ حلاوت عبادت میں حلاوت پائے۔ نماز رات و دن میں بہت گذارنا جماعت ترک نہ کرنا۔ امام و مؤذن نہ ہونا۔ دستاویزوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ قاضیوں کی کچہری میں حاضر نہ ہونا۔ لوگوں کی وصیت کے درمیان نہ آنا۔ آدمیوں سے اس طرح بھاگنا۔ جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ کوشش کرنا کہ گمنام رہے۔ تاکہ دین خراب نہ ہو۔ سفر کرنا کہ نفس کو ذلت ہو۔ خانقاہ میں نہ بیٹھنا۔ اور نہ خانقاہ بنانا۔ کسی کی برائی کرنے سے غمگین نہ ہونا۔ کسی کی مدح سے مغرور نہ ہونا۔ لوگوں سے حسن خلق کے ساتھ معاملہ کرنا۔ ہرحال میں نیک ہو یا بد: بہ ادب رہنا۔ تمام خلائق پر رحمت کرنا۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسنا کہ قہقہہ غفلت سے ہوتا ہے۔ اور دل کو مردہ کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو کچھ مجھ کو معلوم ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے تم تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بے ڈر نہ ہونا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ درمیان خوف و رجا کے زندگانی کرنا۔ کہ سالکوں کا یہی مقام ہوتا ہے۔ کبھی خوف اور کبھی رجا ای فرزند اگر ہو سکے نکاح نہ کرنا کہ دنیا کا طالب ہو جائیگا۔ اور دنیا کی طلب میں برباد ہو جائیگا۔ اور اگر نفس نکاح کا مشتاق ہو تو مجاہدہ کرنا۔ ہمیشہ آخرت کا غم رکھنا۔ موت کو بہت یاد رکھنا۔ ریاست کا خواہاں نہ ہونا۔ جو طالب ریاست ہو۔ اس کو سالک طریقت نہیں کہنا چاہیئے چاہیئے کہ ہمیشہ روزہ رکھے کہ روزہ نفس کی سرکوبی کرتا ہے۔ فقر میں پاکیزہ رہنا۔ سب بار بادیانت باورع باپرہیز رہنا۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں حلیم اور ثابت قدم ہونا مشائخ کی مال و تن وجان سے خدمت کرنا۔ اور ان کے دل کا خیال رکھنا۔ کسی مشائخ کا انکار مت کرنا۔ البتہ جو امر خلاف شرع ہو۔ اگر مشائخ کا انکار کرے گا۔ نجات نہیں ہوگی

لوگوں سے کچھ مت مانگ اپنے واسطے کچھ جمع نہ کرنا۔ حق تعالےٰ کی ضمانت پر اعتماد کرنا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے بنی آدم میں ہر روز تیرے واسطے روزی پہنچاتا ہوں۔ تو اپنے تئیں تکلیف مت دے توکل کے بھروسہ پر قدم رکھ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جس نے خدا تعالےٰ پر توکل کیا۔ حق جل وعلا۔ اُس کو کافی ہے۔ یقین کر کہ رزق قسمت کا ہے۔ جوان مرد ہو جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تجھ کو دیا ہے۔ تو خلق کو دے۔ بخل اور حسد سے بچتے رہنا۔ کیونکہ بخیل اور حاسد قیامت کو دوزخ میں جائینگے۔ اپنا ظاہر آراستہ مت کر کہ آرایش ظاہری سبب خرابی باطن ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر اعتماد کرنا سب خلق سے نا اُمید ہونا ہے۔ کسی سے اُمید نہ رکھنا اُن سے محبت نہ کرنا سچی بات کہنا۔ اور خوف نہ کرنا چاہیئے۔ کہ نفس کے درپے ہونا کہ اُس کو درستی پر لائے۔ اپنے نفس کو عزیز نہ رکھنا۔ غیر ضروری باتوں سے خاموش رہنا ہمیشہ خلق کو نصیحت کرنا کھانا پینا کم کھانا تا وقتیکہ احتیاج طعام نہ ہو۔ کچھ نہ کھانا سواء ضرورت کلام نہ کرنا۔ جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سونا۔ اور پھر جلد اُٹھ بیٹھنا سماع میں بہت نہ بیٹھنا۔ کہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ بہت سماع دل کو مردہ کرتا ہے سماع کا انکار نہ کرنا کہ اصحاب سماع بہت ہیں۔ سماع اُس شخص کو روا ہے۔ کہ اس کا دل زندہ ہو۔ اور نفس مردہ اور جس میں یہ بات نہ ہو۔ اُس کو نماز روزہ میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ چاہیئے۔ کہ تیرا دل ہمیشہ فکر مند ہو۔ تن نماز میں ہو عمل خالص ہوں دعا تیری مجاہدہ تیرے کپڑے پرانے تیرے ساتھی درویش تیرا گھر مسجد تیرا مال مسئلہ کی کتابیں۔ تیری آرایش ترک دنیا۔ دوست تیرا خدا تعالےٰ جب تک کسی شخص میں یہ پانچ باتیں نہ ہوں اُس سے برادری نہ کرنا۔ اور فقر کو امیری پر ترجیح دے دوسرے علم کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دے۔ تیسرے ذلت کو عزت سے بہتر جانے۔ چوتھے علم ظاہر و باطن کا بینا ہو۔ پانچویں موت کے واسطے مستعد ہو۔ اے فرزند دنیا پر مغرور نہ ہونا۔ صبح یا شام کوچ ہو جائیگا۔ چاہیئے کہ خلوت میں تنہا ہو۔ اور خوف خدا سے دل شکستہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کی بخشش میں غرق ہو جائے۔ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا گویا مسافر ہے۔ دنیا سے اس طرح مجرد جانا کہ قیامت کے دن یہ نہ معلوم ہو کہ تو کس گروہ سے تھا۔ اے فرزند جس طرح میں نے اپنے پیر سے یہ وصایا سُن کر یاد کیا تھا۔ اور عمل کیا تھا۔ اسی طرح تو بھی یاد کرنا۔ اور اُس پر عمل کرنا۔ اللہ تعالےٰ تیرا دین و دنیا میں حافظ ہوگا۔ اور جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں۔ اُس کو پیر ہونا مسلّم ہے۔ اور جو شخص اُس کی

اقتدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ منزل مقصود پر پہنچیگا۔ کسی درویش نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا۔ کہ عالم کی عقوبت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جس وقت مرد عالم طلب آخرت سے رہ کر طلب دنیا میں مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو دُنیا میں یہ عقوبت دیتا ہے۔ کہ حلاوت و لذت عبادت و طاعت اُس سے لے لیتا ہے۔ اور وہ کاہل ہو کر نیکیوں سے رہ جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کو عقوبت آخرت میں مبتلا کرتا ہے۔ کسی شخص نے حضرت خواجہ رح سے دریافت کیا۔ کہ نماز میں خشوع کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ نمازی کو اِس قدر خوف و خشیۃ اللہ کی ہو کہ اگر اُس کے تیر بھی ماریں۔ تو اُس کو خبر نہ ہو۔ فرمایا تین کام ہیں۔ کہ جو اُن میں سے ایک بھی دوست رکھیگا۔ دوزخ اُس کی رگ گردن سے بھی نزدیک ہو جائیگا اوّل عمدہ کھانا دوم امیروں کی صحبت میں بیٹھنا۔ تیسرے عمدہ پوشاک پہنا۔ کیونکہ غالب یہ ہے۔ کہ یہ تینوں کام ہوائے نفس سے ہوتے ہیں۔ اور جو شخص تابع ہوائے نفس ہوتا ہے۔ اُس کی جگہ دوزخ ہے۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے کوٹھے پر مشغول عبادت تھا۔ میرے پڑوس میں ایک عورت رہا کرتی تھی۔ وہ اپنے خاوند سے جھگڑتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ اِس قدر مدت گذری کہ میں تیرے گھر میں آئی ہوں۔ بھوک میں پیاس میں صبر کیا۔ گرمی سردی کی تکلیف برداشت کی۔ جو تو نے دیا اُس پر قناعت کی۔ زیادہ کا نام نہ لیا۔ تیری عزت و آبرو کی حفاظت کی یہ سب باتیں صرف اِس واسطے سہیں کہ تو میرا ہے اور میں تیری رہوں۔ لیکن اگر تیرا دوسری طرف خیال ہوگا۔ تو میرا ہاتھ اور خواجہ عبدالخالق کا دامن ہوگا۔ اور جبتک میں اپنا انصاف نہ کرالونگی۔ اُن کا دامن نہیں چھوڑونگی حضرت خواجہ رح فرماتے ہیں۔ کہ میرے دل پر اِس بات کا بہت اثر ہوا۔ اور خیال آیا۔ کہ ایک عورت مخلوق کی محبت میں اِس قدر ثابت قدم ہے۔ کہ اُس کے واسطے تمام شدائد برداشت کیں یہ بات سالک راہ کو ایک سبق ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے خیال کیا تو قرآن شریف سے بھی اُس کی شہادت ملی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تمام گناہ تولاوے اور شرک نہ ہو۔ تو سب بخشدوں گا۔ اور اگر شرک ماسوا کو باطن میں راہ دے گا۔ تو ہماری رحمت سے محروم رہیگا۔ ایک روز حضرت خواجہ کے حضور میں کسی درویش کے مُنہ سے نکلا۔ کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ میں مخیّر کریں۔ تو میں دوزخ اختیار کروں۔ کیونکہ میں نے کبھی نفس کی مراد پوری نہیں کی ہے۔ اور بہشت مراد نفس سے ہے اور دوزخ مراد محبوب ہے۔ پس مراد محبوب اختیار کروں۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا مطلب جس جگہ بھیجے۔ وہاں جائے۔ جس جگہ رکھے وہاں رہے۔

ایک عورت کا اپنے خاوند سے مباحثہ

بندگی کا طریقہ تو یہ ہے +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ رح مع جمع کثیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ ایک جوان زاہد لباس پہنے ہوئے جانماز اور پر ڈالے ہوئے آیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے اُس کو دیکھا۔ اور پہچانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جوان اُٹھا اور کہا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقو افرسة مؤمن ۔ فانہ ینظر بنور اللہ اِس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ اِس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اپنا زنار توڑ ڈال اور ایمان قبول کر جوان نے کہا خدا نہ کرے میرے کیوں زنار ہوتا۔ حضرت خواجہ رح نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اُس کے کپڑے اُتار کر دیکھا۔ تو زنار موجود تھا۔ جوان نے فی الفور توبہ کی اور ایمان قبول کیا +

نقل ہے۔ کہ ایک عورت مجذوبہ برہنہ تمام گلی کوچہ میں پھرا کرتی تھی۔ لوگوں نے جو اُس سے کہا۔ کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اِس شہر میں مرد کون ہے کہ اُس سے پردہ کروں۔ ایک روز صبح کے وقت نان بز کی دُکان پر گئی تنور گرم تھا اُس میں جا بیٹھی۔ اور کہا کہ اِس کا مُنہ بند کر دو کہ ابھی ایک مرد اِس شہر میں آیا ہے۔ اُس سے اپنے تئیں چھپاتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں تنور کا مُنہ کھولا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا حال ہے اُس نے کہا کپڑے لاؤ۔ کہ پہنوں۔ چنانچہ کپڑے لائے تنور سے نکلی ایک بال میں بھی نقصان نہیں آیا تھا۔ سب حیران رہ گئے۔ اور معلوم کیا کہ یہ ولیہ ہے۔ اُس نے کپڑے پہنے سب نے قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتا وہ مرد کون ہے۔ جس سے تو پردہ کرتی ہے۔ کہا میرے ساتھ آؤ کہ میں اُن کی زیارت کو جاتی ہوں۔ اور حضرت خواجہ رح کے پاس گئی وہ اُسی وقت غجدوان سے داخل بخارہ ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ رح دیکھ کر اُس کی تعظیم کو اُٹھے۔ اور آپس میں کچھ باتیں ہوئیں کہ وہی سمجھی یا نا نوائی سمجھا +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح مع مریدوں کے حج بیت اللہ کو جاتے تھے راہ میں سب پر تشنگی نے غلبہ کیا ناگاہ ایک کنوے پر پہنچے مگر وہاں رسی اور ڈول نہ تھا نہایت مایوسی ہوئی۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ کہ میں تو نماز پڑھتا ہوں۔ تم پانی پیو اور وضو کرو مریدوں نے جو یہ سُنا سمجھ گئے۔ کہ اِس میں کچھ بھید ہے۔ اور کچھ پانی کی اُمید پڑی پھر کنوے پر گئے دیکھا۔ تو حضرت خواجہ رح کے برکت سے کنواں مُنہ تک بھر گیا تھا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک شخص نے ایک برتن پانی سے بھر لیا فی الفور پانی کنوئے کی تہ پر پہنچ گیا۔ یہ بات کسی نے حضرت خواجہ رح سے عرض کی۔ فرمایا کہ یاروں نے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ نہ کیا۔ ورنہ قیامت تک پانی تہ پر نہ پہنچتا +

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ رحہ کا وقت آخر آیا۔ مرید و فرزند وہاں موجود تھے حضرت نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ کہ اے عزیز و خوشخبری ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہے۔ اور بشارت رضاوی ہے۔ تمام اصحاب رونے لگے۔ اور عرض کی کہ ہمارے واسطے بھی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم کو بھی بشارت ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے الہام فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھیگا۔ میں اُس پر رحمت کروں گا۔ اور اس کو بخشوں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ ہو۔ اور قائم رہو تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز آئی یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیةً مرضیة اصحاب نے جو خیال کیا تو حضرت خواجہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہجری میں ہوئی بعد وفات آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ کہ زیر عرش ایک تخت نورانی پر بیٹھے ہیں۔ اور ملائکہ آپ کے گرد جمع ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا سلام پہنچاتے ہیں +

حالات حضرت خواجہ عارف ریوکری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ اعظم خلفاء حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے تھے۔ تاحیات حضرت خواجہ کی خدمت حاضر رہے۔ اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ بعد وفات حضرت خواجہ رحہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے علم و حلم زہد و تقویٰ و ریاضت و عبادت و متابعۂ سُنت میں شان عالی رکھتے تھے۔ آپ کی وفات غرہ شوال ۶۱۶ھ ہجری میں ہوئی آپ کا مدفن موضع ریوکر بفاصلہ اٹھارہ میل شہر بخارا سے ہے

حالات حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی افضل و اکمل خلفاء حضرت خواجہ عارف ریوکری سے ہیں۔ جب حضرت خواجہ عارف رحہ کا آخر وقت آیا۔ تو آپ نے اُن کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور دعوت خلق کی اجازت دی آپ کا مولد ایک موضع انجیر فغنی متصل بخارا واقع ہے آپ وابکند میں مقیم تھے۔ اور وہیں تربیت و ہدایت خلق فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے بمقتضائے مصلحت طلاب کو ذکر جہر تعلیم کیا۔ اول شخص کہ جس نے اس سلسلہ میں ذکر جہر شروع کیا خواجہ محمود تھے۔ ورنہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحہ و خواجہ عارف ریوکری ذکر جہر نہ کرتے تھے۔ خواجہ کبیر قدس سرہ نے کہ فرزند و خلیفہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالےٰ

تھے۔ خواجہ محمود پر اعتراض کیا کہ آپ نے برخلاف پیران کبار ذکر جہر کیوں اختیار کیا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ مجھ کو حضرت پیر نے آخر نفس میں فرمایا تھا۔ کہ ذکر جہر کہو راقم الحروف کے خیال میں یہ بات آتی ہے۔ کہ آخر نفس میں حضرت خواجہ عارف رح کا ذکر جہر فرمانا ایسا تھا۔ جیسا دم اخیر پر مریض کے پاس بآواز بلند ذکر کلمہ یاد دلانے کے واسطے کہا کرتے ہیں۔ اِس سے حضرت خواجہ محمود اجازت ذکر جہر سمجھے ✦

نقل ہے۔ کہ مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علماء کبار سے اور حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ سے تھے۔ باشارہ رئیس العلما شمس الائمہ حلوائی جمع کثیر علماء کے روبرو حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے دریافت کیا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ فرمایا تاکہ خفتہ بیدار ہو و غافل آگاہ ہو و باستقامت شریعت و طریقت اس راہ پر آئے۔ و بحقیقت توبہ و انابت رغبت کرے مولانا نے فرمایا۔ کہ آپ کی نیت صحیح ہے۔ آپ کو یہ شغل مباح ہے۔ لیکن ذکر جہر کی کچھ حد فرمائے۔ جس سے حقیقت و مجاز و آشنا و بیگانہ ممتاز ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمود رح نے فرمایا۔ کہ ذکر جہر اُس شخص کو مسلّم ہے کہ اُس کی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو حلق لقمہ شبہ و حرام سے صاف ہو۔ اُس کا دل ریا سے مزکّے ہو۔ اور اُس کا سر توجہ ماسوا سے خالی ہو۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی رح آپ کے خلیفہ سے منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک درویش نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ اِس وقت کے مشایخ میں ایسا کون ہے۔ کہ جس کی اقتدا کی جائے اُنہوں نے فرمایا۔ کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی حضرت خواجہ علی رامیتنی کے اصحاب کا مقولہ ہے کہ درویش سائل سے مراد خود حضرت خواجہ علی ہیں۔ آپ نے اِس بات کو پوشیدہ رکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی ہے ✦

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت علی رامیتنی رح مع اصحاب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی مشغول ذکر تھے۔ کہ یکایک ایک مرغ عظیم سفید رنگ ہوا میں اُڑتا ہوا اوپر کو گذرا اور بزبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ ہو اور اپنے کام میں مشغول رہ اُس مرغ کے دیکھنے اور اِس کلمہ کے سُننے سے تمام اہل مجلس غایت فیض و ظہور اسرار سے بیہوش ہو گئے۔ جس وقت افاقہ ہوا حضرت خواجہ رح سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ کہ یہ مرغ روح پر فتوح حضرت خواجہ رح محمود انجیر فغنوی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو قوت دی ہے۔ کہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اُس وقت خواجہ دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ خواجہ الیاد کبیر کے اوّل خلیفہ سے ہیں۔ وقت اخیر تھا۔ اُنہوں نے دعا کی تھی۔ کہ

یا اللہ میرے آخر وقت میں میری مدد کو کوئی اپنا دوست بھیجنا کہ اُس کی برکت سے ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ باشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کی روح مبارک حضرت خواجہ دہقان کے وقت پر پہنچے تھے۔ چونکہ اُن کا خاتمہ بخیر ہوگیا۔ اب واپس جاتے ہیں۔ چونکہ میرے حال پر فرط محبت و عنایت تھی اس راہ سے گذرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا انتقال ۷۱۵ ہجری میں ہوا اور آپ کا مدفن موضع انجیر فغنی میں ہے ؎

حالات حضرت خواجہ علی رامتینی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ علی رامتینی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کے خلفاء کبار سے ہیں۔ جس وقت حضرت خواجہ محمود فغنوی کا وقت قریب پہنچا۔ تب آپ نے حضرت خواجہ علی کو اپنی خلافت سپرد کی اور اپنے جمیع اصحاب آپ کے تفویض کئے آپ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت دار تھے۔ اور اُنہیں کے اشارہ سے حضرت خواجہ محمود کے مرید ہوئے تھے۔ آپ کا مسکن قصبہ رامتین میں تھا۔ لیکن بسبب بعض حوادث شہر باورد میں آگئے۔ اور وہاں مدت تک ارشاد خلق میں مشغول رہے۔ مگر وہاں بھی چین نہ ملا۔ شہر خوارزم آگئے اور وہاں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ اِس جگہ بھی آپ کے بہت سے مرید و محب جمع ہوگئے۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے تئیں فرمایا کرتے تھے۔ عزیزان اِس طرح کہتے ہیں۔ عزیزان اِس طرح کہتے ہیں۔ حضرت علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمعصر تھے۔ اُنہوں نے کسی درویش کی زبانی حضرت عزیزان کو کہلا کر بھیجا کہ آپ اور میں دونوں آیندہ روندہ کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کھانے میں تکلیف نہیں کرتے ہیں۔ اور میں کرتا ہوں۔ یعنی عمدہ عمدہ غذائیں کھلاتا ہوں۔ مگر آپ کی سب تعریف کرتے ہیں۔ اور میری شکایت کرتے ہیں۔ اِس کا کیا سبب ہے۔ حضرت عزیزان نے جواب دیا خدمت کرنے والے اور احسان کرنے والے بہت ہیں۔ اور خدمت کرنے والے اور احسان مند ہونے والے بہت کم ہیں۔ دویم یہ کہ میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ کی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی ہے یہ کیا بات ہے۔ جواب دیا۔ کہ جو اللہ تعالےٰ کے عاشق ہوتے ہیں حضرت خضر اُن کے عاشق ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہم نے سُنا ہے۔ آپ ذکر جہر کرتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ ذکر خفیہ کرتے ہیں۔ پس آپ کا بھی ذکر جہر ہوگیا۔ حضرت عزیزان نساجی کیا کرتے تھے۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے پیشہ کے مناسب فرمایا کندن و پیوستن

یعنی توڑنا اور جوڑنا یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا فرمایا۔ اگر کوئی حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند موجود ہوتا۔ تو منصور حلاج رح سولی سے بچ جاتے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ کی صحبت رکھو۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے کے ساتھ صحبت رکھو۔ جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ کیونکہ مصاحب مصاحب خدا مصاحب خدا ہے۔ فرمایا ایسی زبان سے دعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا ہو۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے سامنے عاجزی کیا کرو تاکہ وہ تمہارے واسطے دعا کریں۔ فرمایا عمل کیا کرو۔ اور اُن کو ناکردہ خیال کر کے اپنے تئیں مقصر جاننا چاہیئے۔ فرمایا اگر نیکوں کے پاس بیٹھو گے۔ نیک ہوگے۔ اور اگر بدوں کے پاس بیٹھو گے۔ بد ہوگے۔ فرمایا اگر کسی آدمی کے پاس بیٹھے اور خدا تعالےٰ کو بھولے اُس کو شیطان سمجھ اگرچہ آدمی کی صورت ہو بلکہ ابلیس آدمی بدتر ہے۔ ابلیس جن سے کہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور ابلیس آدمی ظاہر طور سے فرمایا **نظم**

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت — وزتو نرہید زحمت آب و گلت

زنہار زصحبتش گریزان می باش — ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

فرمایا یار نیک کار نیک سے بہتر ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ کار نیک سے تجھ کو عجب و پندار ہو۔ لیکن یار نیک راہ نیک ہی کی صلاح دے گا۔ فرمایا کہ مجھ سے بعضے دور والے نزدیک و نزدیک والے دور۔ دور والے نزدیک وہ ہیں۔ کہ بصورت ظاہر دور ہیں اور دل و جان سے حاضر ہیں۔ اور نزدیکان دور وہ ہیں۔ کہ بصورت ظاہری میرے پاس ہیں۔ لیکن دل و جان سے میرے ساتھ نہیں ہیں۔ یعنی دل و جان سے کاروبار دنیا و ہوا و ہوس میں مشغول ہیں۔ فرمایا کہ مجھ کو دوران نزدیک بہتر ہیں۔ نزدیکان دور سے جان و دل کی نزدیکی کا اعتبار ہے۔ نہ آب و گل کی **شعر**

اگر در یمنے کہ بامنی پیش منی — ور پیش منی کہ بے منی در یمنی

کسی درویش نے حضرت عزیزان قدس سرہ سے دریافت کیا۔ کہ بالغ شریعت کس کو کہتے ہیں۔ اور بالغ طریقت کون ہے۔ فرمایا بالغ شریعت وہ ہے۔ کہ جس سے منی نکلے اور بالغ طریقت وہ جو منی سے باہر آئے (یعنی اُس کی خودی جاتی رہے) اُس درویش نے یہ سُن کر سر زمین پر رکھدیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا سر کے زمین پر رکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ سر میں ہے (یعنی نخوت و غرور و پندار) وہ زمین پر رکھو۔ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ ابراہیم قدس سرہ سے دریافت کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں الفقیر لایحتاج الی اللہ یعنی فقیر نہیں حاجت رکھتا طرف اللہ کی حضرت

خواجہ نے جواب دیا لا یحتاج بالسوٴال الی اللہ یعنی فقیر سوال نہیں کرتا۔ جبکہ اللہ تعالےٰ علام الغیوب ہے۔ اُس سے سوال کی کیا حاجت ہے۔ وہ سب کی حاجتیں جانتا ہے۔ فرمایا کہ غنا بے پروائی کو کہتے ہیں۔ اور یہ اگرچہ بصورت تونگری معلوم ہوتی ہے۔ مگر فقیری کے وصف سے ہے۔ فرمایا اگر فقیر کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو اور دل میں بھی کچھ خواہش نہ ہو۔ پس وہ فقیر محمود الصفات ہے۔ اور اگروہ الفقر فخری کے درست ہے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھے مگر دل میں خواہاں ہو وہ گدائے محلہ ہے۔ نہ تابع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اگر فقیر ہاتھ میں رکھے۔ اور دل میں بھی خواہاں ہو۔ وہ فقیر مذموم الصفات ہے۔ سواد الوجہ وکاد الفقر ان یکون کفرا۔ اُس پر صادق ہے +

نقل ہے۔ کہ آپ سے کسی نے سُوال کیا کہ حدیث الفقر سواد الوجہ وکاد الفقر ان یکون کفرا متناقض حدیث الفقر فخری ہیں۔ حضرت عزیزان رحہ نے فرمایا۔ کہ اول کی دونوں حدیثیں اُن فقیروں کے حق میں ہیں۔ جو کہ اپنا فقر خلق پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور اُس کو ذریعۂ گدائی ٹھیرالیا ہے۔ اور اُس سے منافع حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر بندہ کو خطاب پہنچے کہ اے بندہ ہم سے کوئی حاجت چاہ شرط بندگی یہ ہے۔ کہ بندہ خدا سے سواء خدا کے اور کچھ نہ چاہے۔ آپ کے صاحبزادہ خواجہ ابراہیم نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ منصور رح نے انا الحق کہا۔ اور بایزید رحہ نے لیس فی جبتی سوا ای دونوں قول خلاف شرع ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے۔ کہ منصور رحہ کو سولی دی۔ اور بایزید رحہ کو کچھ نہ کہا۔ فرمایا دونوں قولوں میں فرق ہے۔ منصور رحہ نے پہلے اپنی ہستی پیش کی کہ انا کہا اور بایزید رحہ نے نیستی پیش کی اور لیس کہا۔ فرمایا اگر کسی شخص کے پاس کچھ نہ ہو۔ مگر اُس کے دل میں خواہش ہو اُس کو تجرید معنوی نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے پاس سب کچھ ہو۔ مگر اُس کے دل میں محبت نہ ہو۔ اُس کو تجرید معنوی حاصل ہے +

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کے ستر کتے باقلادہ زریں تھے۔ کہ آپ کی بکریوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اُسی سے باقی سامان کا قیاس کرنا چاہیئے۔ اور آپ نے سب اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کردیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کیسا وسیع ملک تھا۔ مگر آپ زنبیل بافی کرکے بسر اوقات کرتے۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رح نہایت مالدار تھے۔ اور بڑی کروفر ظاہری سے رہتے تھے۔ علی ہذا القیاس بہت سے انبیاء اور اولیاء گذرے ہیں۔ کہ جن کے مال ومتاع بکثرت تھا۔ مگر بقدر ذرہ اُن کے دل میں محبت نہ تھی۔ اُن کو تجرید معنوی حاصل تھی +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھ کو بھول نہ جائیگا
آپ نے فرمایا۔ کہ بازار جاکر ایک کوزہ خرید اور وہ ہم کو لاکر تحفہ دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا
فرمایا کہ اب جس وقت یہ کوزہ دیکھا کرونگا۔ تجھ کو یاد کیا کرونگا ٭

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک گروہ علماء کا حضرت عزیزان رح کی ملاقات کے واسطے
آیا۔ اثنا سخن میں ایک عالم نے کہا۔ علماء پوست ہیں۔ اور فقراء مغز۔ حضرت عزیزان رح نے
فرمایا۔ کہ مغز پوست کی حمایت میں رہتا ہے ٭

نقل ہے۔ کہ کسی شخص نے از روئے انکار کہا کہ عزیزان رح بازاری ہے۔ یعنی سوت
کی خرید فروخت کے واسطے آپ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عزیزان نے یہ سن کر فرمایا
کہ یار عزیزان رح زاری چاہتا ہے۔ تو کیوں نہ بازاری ہوں۔ یعنی اللہ تعالٰے کی درگاہ میں زاری
وتضرع و درد و سوز و نیاز و مسکنت چاہیئے ٭

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک مہمان حضرت عزیزان رح کے گھر آیا۔ اُس وقت آپ کے
گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ناگاہ ایک غلام کہ آپ کا مخلص تھا۔ روٹیاں فروخت کیا کرتا تھا ایک
ٹوکری روٹیوں کی بھری ہوئی لایا۔ اور آپ کے سامنے پیش کیں۔ اُس وقت آپ بہت خوش
ہوئے۔ اُسے کہا کہ تو نے اِس وقت بہت پسندیدہ خدمت کی۔ جو تیری مراد ہو وہ مانگ
اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ میں تم ہو جاؤں۔ یعنی تمہاری مانند ہو جاؤں۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ یہ نہایت سخت بات ہے۔ اور تو اُس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اُس نے کہا کہ میرا تو یہی
مقصود ہے۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسی طرح سہی۔ اور اُس کا ہاتھ پکڑ
کر ایک گوشہ میں لے گئے۔ اور اُس کے حال پر متوجہ ہوئے۔ جب باہر تشریف لائے تو
وہ باورچی ظاہر و باطن میں بالکل آپ کے مشابہ تھا۔ مگر اُس کے بعد چالیس روز زندہ رہا اور
اُس بوجھ کو زیادہ نہ اُٹھا سکا اور مر گیا ٭

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ باشارہ غیبی حضرت عزیزان رح بخارا سے خوارزم آئے۔ اور شہر
کے دروازہ کے باہر قیام کر کے ایک درویش وہاں کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ کہ فقیر تمہارے
شہر کے دروازہ پر آیا ہے۔ اگر تمہاری مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ تو شہر میں آجاوے ورنہ
اِس جگہ سے واپس ہو جائے۔ اور درویش سے کہدیا۔ کہ اگر بادشاہ اجازت دیدے۔ تو
اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ کا لیتے آنا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گیا۔ اور
حضرت کا مدعا بیان کیا۔ تو بادشاہ مع اہل دربار ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ بھی کیسے نادان
اور سادہ طبیعت کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور مذاق کے طور پر ایک اجازت نامہ مہری و دستخطی

بادشاہ کا اُس درویش کو دے دیا۔ وہ درویش لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ شہر کے اندر داخل ہوئے۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر بطریقہ حضرات خواجگان مشغول ہوئے۔ صبح کے وقت مزدور خانہ جاتے۔ اور ایک دو مزدور لے آتے۔ اور اُن سے فرماتے۔ کہ وضو کرو۔ اور نماز پڑھو۔ اور عصر کے وقت تک ہمارے پاس بیٹھو۔ اور ذکر کرو۔ بعد ازاں مزدوری دے کر اُن کو رخصت کر دیتے۔ وہ لوگ بہت خوشی سے یہ کام کرتے۔ اور چونکہ ایک دن اس طرح اُن کی صحبت رہتی۔ اگلے دن اس صحبت کے اثر اور حضرت کے تصرف سے آئے بغیر چین نہ پڑتی۔ آخر کار رفتہ رفتہ اس قدر اژدحام خلایق ہوا۔ کہ وہاں کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ کوئی شخص اس جگہ آیا ہے۔ اُس کی خلقت مرید ہوئی چلی جاتی ہے۔ اندیشہ ہوتا ہے۔ کہ کہیں یہ لوگ بڑھ نہ جائیں۔ اور ملک میں کچھ فتنہ و فساد قایم ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ کو اس بات کا وہم ہوگیا۔ اور اُس نے آپ کے اخراج کا حکم دیا۔ آپ نے اُس درویش کو بادشاہ کی پاس بھیجا۔ کہ ہم تو تمہاری اجازت سے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اگر بدعہدی ہے۔ تو ہم چلے جائیں۔ بادشاہ یہ سُن کر نہایت شرمندہ ہوا۔ اور آپ کی دوربینی کا بہت معتقد ہوا۔ اور مع مصاحبیں آکر مرید ہوا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمدؒ ایک خواجہ ابراہیم۔ جب حضرت کی وفات قریب ہوئی۔ تو چھوٹے فرزند خواجہ ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ لوگوں کے دلوں میں خیال آیا۔ کہ بڑے فرزند ہوتے ہوئے چھوٹے کو آپ نے اپنا قائم مقام کیوں کیا آپ نے فرمایا۔ کہ بڑے کی عمر میرے بعد جلد ختم ہو جائیگی۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے اُنیس ۱۹ روز بعد ہی وہ فوت ہو گئے تھے۔ حضرت عزیزاںؒ کا انتقال روز دوشنبہ ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ ہجری ایک سو تیس برس کی عمر میں ہوا آپ کا مدفن خوارزم میں ہے +

حالات حضرت خواجہ محمدؒ بابا سماسی قدس سرہ

حضرت خواجہ محمدؒ بابا سماسی اکمل اصحاب و افضل خلفاء حضرت عزیزاں سے تھے +

نقل ہے۔ کہ جب حضرت عزیزاںؒ کا وقت آخر پہنچا۔ آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور جملہ مریدین کو فرمایا۔ کہ ان کی ملازمت و متابعت کرو استغراق و بیخودی آپ کو بدرجہ غایت تھی۔ سماسی میں آپ کا ایک باغ تھا۔ گاہ گاہ آپ اس کی تاک کے شاخ کاٹا کرتے تھے۔ شاخ کاٹتے کاٹتے آپ کو بیخودی ہو جاتی تھی۔ اور وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی +

نقل ہے۔ کہ جب آپ کا گذر کوشک ہندوان پر ہوتا۔ فرماتے کہ اس خاک سے

حضرت کا تعزیت سے روانہ ہونا

ایک مرد کی بو آتی ہے۔ اور قریب ہے۔ کہ کوشک ہندوان قصر عارفان ہو۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ جب
اس جگہ پھر آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مرد پیدا ہوگیا۔ اُس وقت
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو تولد ہوئے صرف تین دن گذرے تھے۔ چنانچہ حضرت
جدامجد کے جدامجد آپ کو لے کر حضرت بابا رح کے پاس لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت بابا نے
دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ اس کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اور سب اصحاب
سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہی وہ مرد ہے۔ جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی۔ اور اپنے خلیفہ حضرت
سید امیر کلال سے فرمایا۔ کہ میرے اس فرزند کے حق میں تربیت دریغ نہ رکھنا۔ ورنہ تجھ کو
معاف نہیں کرونگا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر میں اس میں قصور کروں تو مرد نہیں ہوں۔ حضرت خواجہ
نقشبند قدس سرہ سے منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت بابا رح نے کھانا کھا کر ایک قرص نان مجھ
کو عطا کی۔ کہ اُس کو اپنے پاس رکھ لے۔ اور آپ کے ہمراہ روانہ ہوا۔ راستہ میں اگر کچھ فتور اور
خطرہ میرے دل میں گذرتا۔ فرماتے کہ باطن کو نگاہ رکھو اور رفتہ رفتہ ایک مخلص کے مکان
پر قیام فرمایا۔ وہ مخلص آپ کے تشریف لیجانے سے بہت خوش ہوا۔ لیکن کچھ مضطرب کبھی گھر
میں آتا۔ کبھی باہر جاتا۔ حضرت بابا رح نے دریافت فرمایا۔ کہ سچ بتا تجھ کو اضطراب کس بات کا
ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ دودھ موجود ہے۔ مگر روٹی نہیں۔ ہر چند کوشش کی دستیاب
نہیں ہوئی۔ حضرت بابا رح نے مجھ سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی لاؤ۔ کہ اس کا دل تسکین پائے
اور فرمایا۔ اے فرزند دیکھا۔ آخر وہ روٹی کام آئی اس پر راقم الحروف کو حضرت مرشدنا
وسیدنا مولٰنا غلام نبی صاحب للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصہ بعینہٖ اسی انداز کا اپنے چشم دید یاد
آیا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک مقام سے وہ روانہ ہوتے تھے۔ کہ ایک شخص نے مسور کی دال
خام قریب سیر کے آپ کو لا کر دی۔ آپ نے ایک خادم کے سپرد کی اور فرمایا۔ کہ اس کو
بحفاظت رکھنا۔ اور اُس جگہ سے روانہ ہوئے شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچے
وہاں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اُس نے نہایت منت عرض کیا۔ کہ میرا دل آپ کی دعوت
کرنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے گھر صرف آٹا ہی ہے۔ دال نہیں ہے۔ آپ نے
فرمایا۔ تو کچھ فکر مت کر دال تو ہم سے لیلے۔ چنانچہ وہ دال اُس کے حوالہ کی۔ حضرت بابا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۵۵۵ھ ہجری میں ہوئی ✢

حالات حضرت سید امیر کلال قدس سرہ

حضرت سید امیر کلال اجل خلفاء حضرت محمد بابا سماسی سے ہیں۔ آپ سید صحیح النسب

تھے۔ پیشہ کلالی کا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ جس وقت امیر کلال میرے شکم میں تھے۔ اُس وقت اگر میں شبہ کا لقمہ کھاتی تھی۔ تو مجھ کو درد شکم ہو جاتا۔ تاوقتیکہ قے نہ کرتی تھی۔ آرام نہ آتا تھا۔ جب چند مرتبہ یہ معاملہ وقوع میں آیا۔ تب میں سمجھ گئی۔ کہ اس کی وجہ یہ طفل ہے۔ اُس کے بعد پھر میں نے لقمہ میں احتیاط رکھی۔ حضرت امیر کلال کو ایام جوانی میں کشتی کا نہایت شوق تھا۔ ایک روز حضرت محمدؐ بابا سماسی رح کا معرکہ کشتی پر گذر ہوا۔ اور آپ وہاں تماشا دیکھنے لگے۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال گذرا کہ حضرت خواجہ کا ایسے مجمع میں ٹھیرنے کا کیا موقع ہے۔ آپ نے اپنے اشراق خاطر سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اِس معرکہ میں ایک مرد ہے۔ کہ اُس سے بہت سے آدمی درجہ کمال کو پہنچیں گے میں اُس کے شکار کے واسطے کھڑا ہوں۔ کہ اسی اثنا میں حضرت امیر نے حضرت خواجہ کو دیکھا۔ اور دیکھتے ہی متاثر ہو گئے۔ چنانچہ فی الفور معرکہ کشتی چھوڑ کر حضرت خواجہ کے ہمراہ ہو لئے۔ جب حضرت خواجہ اپنے مکان پر پہنچے۔ حضرت امیر کو خلوت میں طلب کر کے تلقین طریقہ فرمایا۔ اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر پھر کبھی کشتی و بازار میں نہیں گئے۔ اور تیس۳۰ سال حضرت بابا رح کی خدمت میں حاضر باش رہے ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اپنے مسکن سوخار سے سماس کو جاتے۔ اور واپس آجاتے تھے۔ اور تمام راہ شغل طریقہ میں اِس طرح مشغول رہتے۔ کہ کسی کو خبر نہ ہوتی یہانتک کہ بدولت صحبت تکمیل اور ارشاد کو پہنچے۔ آپ کی وفات صبح کی نماز کے وقت بروز پنجشنبہ بتاریخ آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ ہجری ہوئی۔ آپ کا مزار قصبہ سوخار میں ہے۔ فقط ❖

ایام حمل میں آپ کی والدہ شریفہ کی کیفیت

حالات حضرت امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کا انتساب بحسب ظاہر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور فی الحقیقۃ آپ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں۔ اور اُن کی روح پاک سے تربیت پائی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری کو ہوئی خردی ہی سے آثار ولایت و انوار کرامت پیشانی مُبارک سے ظاہر تھے۔ حضرت خواجہ محمدؐ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کی علوشان کی بشارت دی تھی۔ اور جب قصر ہندوان پر گذر ہوتا۔ فرمایا کرتے کہ قریب ہے۔ کہ قصر ہندوان قصر عارفان ہو۔ اِس جگہ سے ایک مرد کی بو آتی ہے۔ چنانچہ

حضرت بابا صاحب کی بشارت

آپ کی ولادت کے تین دن بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیگئے اور آپنے اُن کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلیفہ جلیل القدر کے سپرد کر کے فرمایا تھا۔ کہ میں تم کو معاف نہیں کروں گا۔ اگر تم نے اِن کی تربیت میں دریغ کیا۔ چنانچہ اِس کا ذکر حضرت محمد بابا سماسی رح کے حالات میں بھی آچکا ہے۔ حضرت خواجہ کی توجہ کا یہ سبب ہوا کہ ابتداءً ایک پر میل خاطر رکھتے تھے۔ خلوت میں بیٹھے ہوئے ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے۔ کہ ناگاہ آپ کے گوش مُبارک میں آواز آئی۔ کہ اے بہاء الدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو سب کی جانب سے مُنہ پھیر کر ہماری درگاہ میں متوجہ ہو۔ یہ سُن کر حضرت خواجہ متغیر و بیقرار ہو گئے۔ اور وہاں سے نکل آئے۔ اُسی وقت اندھیری رات میں ایک نہر پر گئے۔ کپڑے دھوئے غسل انابت کیا۔ اور بحال شکستگی دو رکعت نماز پڑھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مدت گذر گئی۔ اِس آرزو میں ہوں۔ کہ پھر ویسی ہی نماز پڑھوں۔ مگر میتسر نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ابتدا جذبہ میں مجھ کو الہام ہوا۔ کہ تو نے جو اِس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں وہ کرنا چاہیئے میں نے کہا کہ مجھ کو اِس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں کہوں۔ اگر وہ ہو تو اسی راستہ میں قدم رکھتا ہوں۔ ورنہ نہیں دو مرتبہ اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ بعدازاں مجھ سے لاپرواہی کی پندرہ روز تک میرا حال نہایت خراب رہا اور میں خشک ہو گیا۔ اور جب نااُمیدی ہو گئی خطاب پُہنچا اچھا جس طرح تم چاہتے ہو رہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو سخت قبض ہوا۔ اور چھ مہینہ تک رہا مجھ کو یقین ہو گیا کہ دولت باطنی میری قسمت میں نہیں لاچار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ دنیا کا کوئی کام اختیار کروں۔ راہ میں ایک مسجد کے دروازہ پر یہ شعر لکھا ہوا نظر پڑا شعر

اے دوست بیا کہ ما تر ائیم　　　بیگانہ مشو کہ آشنائیم

اِس کو دیکھتے ہی تمام حال عود کر آیا۔ اور میں پھر مسجد کے گوشہ میں آکر بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ جس زمانہ میں مجھے جذبات و غلبات و بیقراری عنایت تھی۔ راتوں کو بخارا کے گرد مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ ایک رات مزاران متبرک پر پُہنچا جس مزار پر جاتا پھر دیکھتا۔ کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے۔ ٹمٹما رہا ہے۔ اگر بتی کو ذرا سی بھی حرکت دیجائے۔ تو خوب روشن ہو جائے اوّل شب خواجہ محمد واسع رح کے مزار پر پُہنچا۔ وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمد اجغر نوی قدس سرہ کے مزار پر جانا چاہیئے۔ جب وہاں پُہنچا۔ دو تلواریں میری کمر میں باندھیں اور مجھ کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزدآخن کے مزار کی جانب

پھیر دی آخر شب میں اُن کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی چراغ و بتی کو اسی انداز پر پایا۔ میں نے بتی کو سرکا دیا۔ اور متوجہ قبلہ ہو بیٹھا۔ مجھ کو غیبت ہو گئی۔ اُس غیبت میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہو گئی ہے۔ ایک تخت پر ایک بڑے بزرگ آدمی کو بیٹھے دیکھا۔ اُس کے آگے سبز پردہ پڑا ہوا تھا۔ اُس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں سے میں خواجہ محمد بابا سماسی کو پہچانتا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ گذرے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ اور یہ جماعت کس کی ہے۔ کہ اسی اثنا میں ایک شخص اُن میں سے اُٹھا۔ اور بتلایا۔ کہ وہ بزرگ عبدالخالق غجدوانی ہیں۔ اور یہ جماعت اُن کے خلیفہ ہیں۔ اور سب کے نام بتلائے۔ اور اشارہ سے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں۔ اور یہ خواجہ اولیا کبیر اور یہ خواجہ عارف ریوگری۔ اور یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی اور یہ خواجہ علی رامیتنی ہیں۔ اور جب خواجہ بابا سماسی کو بتایا تو یہ بھی کہا کہ اُن کو تم نے زندگی کی حالت میں بھی دیکھا ہے۔ یہ تمہارے پیر ہیں۔ اور تم کو کلاہ عطا فرمائی ہے میں نے کہا کہ ہاں اِن کو تو میں پہچانتا ہوں۔ مگر کلاہ کا قصہ بہت دنوں کا ہے۔ وہ مجھ کو یاد نہیں ہے۔ کہ کس جگہ رکھی ہے۔ فرمایا کہ کلاہ تمہارے گھر میں ہے۔ اور تم کو یہ کرامت دی ہے۔ کہ جو بلا نازل ہو وہ تمہاری برکت سے دفع ہو۔ پھر اس جماعت نے کہا۔ کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح تم سے کچھ فرمائیں گے۔ کہ سلوک طریق حق میں وہ باتیں بہت ضرور ہیں۔ دھیان کر کے سُننا میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ حضرت خواجہ کو سلام کروں چنانچہ وہ سبز پردہ اُٹھا دیا۔ اور میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ آپ نے چند کلمہ فرمائے کہ وہ ابتداء و وسط و نہایت سلوک میں بہت کار آمد ہیں۔ منجملہ ازاں ایک یہ فرمایا۔ کہ تو نے چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے تھے۔ وہ بشارت تمہاری استعداد اور قابلیت کی تھی۔ لیکن فتیلہ استعداد کو حرکت دینا چاہیئے۔ کہ اسرار پوشیدہ ظاہر ہوں۔ اور باندازہ قابلیت عمل کرنا چاہیئے۔ کہ مقصود حاصل ہو۔ پھر اس امر کی نہایت تاکید اور مبالغہ فرمایا۔ کہ عمل بعزیمت اور سُنت کرنا چاہیئے۔ رخصت و بدعت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ و متفحص اخبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام ہونا چاہیئے۔ بعد ختم تقریر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح خلفاء نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے صدق و حقیت کا شاہد یہ ہے کہ تم مولانا شمس الدین ایکنوی کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو۔ کہ فلاں ترک نے جو سقا پر دعویٰ کیا ہے۔ اُس میں حق بجانب ترک ہے۔ اور تم سقا کی رعایت کرتے ہو اُس سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اُس کے حمل رہ گیا بچہ ساقط کیا۔ فلاں جگہ دفن کر دیا ہے

بعد اس کے تین عدد مویز لے کر نسف کو جانا جب جنگل میں ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوگی۔ وہ تجھ کو ایک گرم روٹی دے گا۔ وہ لے لینا۔ اور اُس سے کچھ بات نہ کرنا۔ آگے چلنا ایک کاروان ملے گا۔ اُس میں سوار ہوگا۔ اُس کو نصیحت کرنا۔ وہ تیرے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ اور کلاہ عزیزان رح جو تمہارے پاس ہے۔ اُس کو حضرت امیر کلال کے پاس لے جانا۔ پھر اُس جماعت نے مجھ کو ہوشیار کر دیا۔ صبح کو میں جلدی سے اپنے گھر گیا۔ اور وہاں اپنے گھر والوں سے کلاہ کا قصہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ تو مدتوں سے فلانی جگہ رکھی ہے اُس کو دیکھ کر میری اور ہی کیفیت ہوگئی۔ اور بہت رویا۔ صبح کی نماز مولانا شمس الدین ایکنوی کی مسجد میں پڑھی۔ اُن سے تمام قصہ بیان کیا۔ سقا حقیقت ترک کا منکر ہوا۔ میں نے اُس کے زنا وغیرہ کا قصہ ظاہر کیا۔ جس سے وہ بہت نادم ہوا۔ مولانا نے میرے حال پر بہت التفات فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم کو درد طلب ہے۔ اگر اس جگہ قیام کرو۔ تو میں تمہاری تربیت کروں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اوروں کا فرزند ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ میرے منہ میں پستان دیں۔ اور میں اُس کو نہ چوسوں۔ مولانا نے سکوت فرمایا۔ اور مجھ کو اجازت چلے جانے کی دی۔ میں اول ہی روز دو آدمیوں سے کمر مضبوط بندھوا کر روانہ ہوا۔ جنگل میں جب پہنچا تو ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے مجھ کو ایک روٹی دی۔ وہ روٹی میں نے لے لی۔ اور اُس سے کوئی کلام نہ کیا۔ جب آگے بڑھا۔ ایک کاروان ملا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ ایکنہ سے انہوں نے دریافت کیا۔ کہ کس وقت چلے تھے۔ میں نے کہا۔ کہ طلوع آفتاب کے وقت اور وہ وقت چاشت کا تھا۔ اُن کو سخت تعجب ہوا۔ اور کہا کہ ہم اول شب وہاں سے چلے تھے۔ جب آگے بڑھا تو ایک سوار ملا اُس نے کہا۔ کہ تم کون ہو۔ کہ تمہاری صورت دیکھ کر مجھ کو ڈر معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کہ میں وہ ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ پر تو توبہ کرے گا۔ چنانچہ وہ سوار فی الفور گھوڑے پر سے اتر پڑا اور توبہ کی۔ اور اپنے ساتھ بہت سی شراب لئے ہوئے تھا۔ اُس کو پھینک دیا۔ اُس جگہ سے میں حضرت امیر کلال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ کلاہ عزیزان پیش کی حضرت امیر نے بعد توجہ فرمایا کہ یہ کلاہ عزیزان ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ جی ہاں کلاہ عزیزان ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اس کے معاملہ میں ایسا اشارہ ہے کہ اُس کو دو پردوں میں رکھو میں نے قبول کیا۔ بعد ازاں حضرت کلال نے مجھ کو بطریق نفی اثبات خفیہ مشغول کیا۔ اور مدت تک میں نے ورزش کی لیکن بموجب اشارہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی وعمل بر عزیمت ذکر جہر نہ کیا۔ بلکہ جس وقت حضرت امیر کے اصحاب

ذکر جہر شروع کرتے۔ اُس وقت میں حلقہ سے اُٹھ آتا۔ اور یہ بات میرے پیر بھائیوں پر بہت گراں گذرتی۔ چنانچہ اُنہوں نے حضرت امیر سے چند مرتبہ شکایت کی کہ خواجہ آپ کی اطاعت وانقیاد نہیں کرتے۔ اور حضرت امیر کی توجہ والتفات میرے حال پر روز افزوں ہوتی جاتی تھی۔ اور میں بھی کوئی دقیقہ ادب کا فرو گذاشت نہ کرتا تھا۔ اور سر تسلیم آستان ارادت ومتابعت امیر پر رکھتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز قریب پانسو آدمی کے جمع تھے۔ کہ حضرت امیر نے فرمایا۔ کہ تم فرزندی بہاء الدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو۔ دراصل تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی نظر خاص اُس پر ہے۔ اور نظر بندگان خدا تابع نظر حق سُبحانہ ہے۔ اُس کے معاملہ میں میرا کچھ اختیار نہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ کہ فرزندم بہاء الدین تمہاری تربیت کی حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ بموجب وصیت تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ بقدر طاقت خود اُٹھا نہیں رکھا۔ اب تمہارا مرغ روحانیت بیضہ بشریت سے باہر آگیا۔ لیکن مرغ ہمت بلند پرواز ہے۔ اب ترک تاجیک جس جگہ سے تمہاری ہمت کے موافق ملے۔ اُس کے حاصل کرنے میں تقصیر نہ کرو۔ حضرت خواجہ رح اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب مجھکو حضرت امیر نے اجازت فرمائی۔ کہ ترک تاجیک جس جگہ سے ممکن ہو۔ حاصل کرو تو اسی اثنا میں مَیں نے ایک روز خواب میں دیکھا۔ کہ حکیم اتا قدس سرہ کہ کبار مشائخ ترک سے تھے۔ میری کسی درویش سے سفارش کی ہے صبح کو جب میں بیدار ہوا۔ تو اُس درویش کی شکل مجھ کو خوب یاد تھی۔ یہ خواب میں نے اپنی جدہ سے کہ نہایت صالحہ تھیں بیان کیا۔ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ تجھ کو مشائخ ترک سے حصہ پُہنچیگا۔ میں ہمیشہ اُس درویش کی تلاش میں رہا کرتا تھا۔ کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اُس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُس کو پہچان لیا۔ اُس کا نام خلیل تھا۔ لیکن اُس وقت اُس سے صحبت نہ ہوئی۔ جب میں اپنے مقام پر واپس آیا۔ تو ایک قاصد نے مجھ سے کہا۔ کہ خلیل درویش تجھ کو بلاتے ہیں۔ یہ سُن کر میں فی الفور کچھ ہدیہ لیکر بشوق تمام اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ اپنا خواب اُن سے بیان کروں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے۔ وہ مجھ پر عیاں ہے کچھ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اِس سے میرے دل میں ایک اور میل صحبت پیدا ہوگیا۔ اور اُس کی صحبت میں عجیب عجیب احوال مشاہدہ ہوئے۔ اتفاقاً تھوڑے دنوں کے بعد وہ چلے گئے۔ اور بعد مدت مجھ کو خبر ہوئی۔ کہ وہ درویش بادشاہ ماوراء النہر ہوگیا۔ بعد چند روز کے بسبب واقعہ ایک قضیہ کے مجھ کو اُن کے توسل کی ضرورت ہوئی۔ بعد ختم قضیہ اُنہوں نے مجھ کو ملازمت اور خدمت کے

واسطے فرمایا۔ اُس حالت سلطنت میں بھی اُن سے میں نے بڑے بڑے حالات دیکھے میرے اوپر
نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ آداب خدمت تعلیم کرتے۔ چنانچہ وہ تعلیم مجھ کو اس راہ میں
بہت کام آئی۔ چنانچہ چھ سال میں اُن کی خدمت میں رہا مجلس عام میں اُن کے آداب سلطنت
بجالاتا۔ اور تنہائی میں اُن کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواص بارگاہ کے روبرو بارہا فرمایا کرتے
کہ جو شخص محض رضاء اللہ تعالےٰ کے واسطے خدمت کرتا ہے۔ وہ خلق میں بزرگ ہوتا ہے
مگر مجھ کو معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ اس فرمانے سے کیا مطلب ہے۔ اور کس کو کہتے ہیں۔ سات سال
تک حضرت خواجہ مولانا عارف کی خدمت میں بتعظیم تقادیم صحبت رہی کہ وہ حضرت سید امیر
کلال کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت خواجہ سے سالہا پیشتر تربیت پا چکے تھے۔ اور صاحب تصرف و
کرامات تھے۔ فرمایا۔ کہ جب میں حج سے واپس ہو کر طوس میں پہنچا۔ تو شاہ معز الدین حسینی والی
ہرات کا قاصد مکتوب لے کر آیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ لیکن
حاضر ہونا نہایت مشکل ہے۔ اس پر میں بموجب واما السائل فلا تنھر۔ واذا رایت
لی طالبا فکن لہ خادما۔ ہرات کی جانب روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا۔ اور بعد
اداء مراسم توقیر فقراء صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ آپ کو مشیخت آباد و اجداد
سے بطریق ارث پہنچی ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ آپ سماع اور ذکر جہر کرتے ہیں
میں نے کہا کہ نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ انہیں باتوں کو درویشی کہتے ہیں۔ اور وہی تم میں نہیں
ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ جذبہ عنایت الہیٰ مجھ پر پہنچا۔ اور بلا مسابقت ریاضت قبول فرمایا اور
باشارہ حقانی حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے بیعت ہوا۔ اُن
کے وہاں اِن چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ پھر اُن کے یہاں کیا
ہے۔ میں نے کہا کہ ظاہر با خلق و باطن با حق بادشاہ نے کہا ایسا ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا
ہاں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔
فرمایا۔ کہ خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور ہمارے خواجگان کا اصول ہے
خلوت در انجمن و سفر در وطن و ہوش در دم و نظر بر قدم اس کے علاوہ جو حضور و ذوق
ذکر جہر و سماع سے ہوتا ہے۔ اُس کو قیام نہیں اور اگر کوئی وقوف قلبی پر مداومت کرے
تو جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جذبہ سے کام تمام ہو جاتا ہے۔ حقیقت ذکر خفیہ وقوف قلبی
سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ پھر دل کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ کہ ذکر میں مشغول
ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے۔ کہ ان علم القلب انہ ذاکر فاعلم انہ غافل یعنی اگر معلوم
ہو۔ قلب کو کہ وہ ذاکر ہے۔ بس جان کہ تحقیق وہ غافل ہے۔ وآیۃ واذکر ربک فی نفسک

تضرعا وجهه قال الحسن رحمة الله عليه لا تظهر ذكرك لنفسك فتطلب له عوضا بعض
بزرگوں کا مقولہ ہے ذکر اللسان هذیان وذکر القلب وسوسة اور یہ بیت پڑھی +

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت — چون من همه او شدم کرا یاد کنم

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ رح بادشاہ کی استدعا سے ہرات میں بادشاہی مکان
میں داخل ہوئے خدم وحشم امیر و وزیر جس پر نگاہ کرتے سب بیتاب ہو جاتے۔ دوسری مرتبہ
جب حضرت حج کو جانے لگے۔ تو صرف مولانا زین الدین قدس سرہ سے ملاقات کے واسطے
ہرات گئے۔ اور تین روز تک اُن سے صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے
حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ برائے ماہم اے خواجہ نقشبند یعنی توجہ فرما حضرت
خواجہ نے بر سبیل تواضع فرمایا۔ آمدیم تا نقش بریم۔ غالباً اسی روز سے حضرت خواجہ کا لقب نقشبند
ہوا۔ اس حج سے واپس آکر باقی مدت العمر حضرت خواجہ بخارا میں رہے۔ اور کہیں نہیں گئے۔
فرمایا کہ ایک روز میں حضرت امیر کلال کی خدمت میں جاتا تھا۔ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام
ایک سوار کے جامہ میں نظر آئے۔ ہاتھ میں ایک بڑی لکڑی گلہ بانوں کی طرح لئے ہوئے
اور کلاہ پہنے ہوئے میرے پاس آئے۔ اور ترکوں کی زبان میں کہا کہ تم نے گھوڑوں کو دیکھا
ہے۔ اور اُس لکڑی سے مجھ کو مارا۔ میں نے کچھ اُن سے نہ کہا۔ اور اُنہوں نے چند مرتبہ میرا
راستہ گھیر کر مجھ کو مشوش کیا۔ میں نے کہا۔ کہ میں تم کو جانتا ہوں۔ کہ تم خضر ہو رباط قراقل تک
وہ میرے پیچھے آئے۔ اور کہا کہ ٹھیر جاؤ کچھ دیر پاس پاس بیٹھیں۔ میں نے کچھ التفات نہ
کیا۔ جب حضرت سید امیر کلال کے پاس پہنچا دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی کچھ التفات نہ کیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ چونکہ آپ کی طرف متوجہ تھا۔ اُن
کی طرف التفات نہ کیا۔ فرمایا۔ کہ ہمارے خواجگان کی نسبت چار وجہ سے ہے۔ ایک حضرت خواجہ
خضر علیہ السلام سے دوسرے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرے حضرت بایزید بسطامی
سے کہ جو اُن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذریعہ سے پہنچی ہے۔ اور چوتھے جو اُن کو حضرت
ابوبکر صدیق رضہ سے ملی ہے۔ اور اسی سبب سے اِن کی نسبت کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔ فرمایا
ہمارا روزہ نفی ماسوا اللہ ہے۔ اور نماز کا تنگ تر راہ است یہ شعر بھی آپ ہی کے ہیں شعر

تا روئے تو دیدہ ام اے شمع طراز — نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز — چوں بے تو بوم نماز من جملہ نماز

فرمایا کہ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہئے۔ کہ وہ سبب
اِطلاع خلق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے

حضرت خواجہ کا لقب نقشبند

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات و مواعظ

بیٹھے دیکھا۔ فرمایا کہ ابا الحق ارفع صنقك ذکر اس طرح کرنا چاہیئے۔ کہ اہل مجلس میں کوئی نہ معلوم کرے۔ فرمایا کہ حقیقت اخلاص بعد فنا حاصل ہوتی ہے۔ جبتک بشریت غالب ہے میسر نہیں۔ رباعی

ساقی قدحے کہ نیم مستیم   مخمور صباحے الستیم
مارا تو بما مماں کہ تا ما   با خویشتنیم بت پرستیم

فرمایا ذکر رفع غفلت کا نام ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہوگئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو فرمایا۔ کہ رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہئے۔ یعنی کھانے میں بات کرنے میں سننے میں چلنے میں خریدنے میں فروخت کرنے میں عبادت میں نماز میں قرآن شریف پڑھنے میں لکھنے میں پڑھانے میں وعظ فرمانے میں ایک لمحہ غافل نہ ہو۔ کہ مقصود حاصل ہو شعر

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی   شاہد کہ نگاہے کنی آگاہ نباشی

بزرگوں کا مقولہ ہے۔ کہ اگر بقدر پلک جھپکانے کے اللہ تعالےٰ سے غافل ہوگا۔ تو باقی طول عمر اس نقصان کا تدارک نہ کرسکیگا۔ باطن کا نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن بعنایت حق سبحانہ تعالےٰ و تربیت خاصاں حق جلد میسر ہو جاتا ہے شعر

بے عنایت حق و خاصاں حق   گر فلک باشد سیاہ ہستش ورق

دوستان خدا کی صحبت میں کہ ہم سبق ہوں۔ اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں۔ اور شرایط صحبت بجالائیں جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ اور کامل مکمل کے ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے۔ کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ ارباب ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل و کامل مکمل و مقلد کامل و مکمل نورانی و نور بخش ہے۔ کامل نورانی ہے۔ مگر نور بخش نہیں۔ مقلد وہ کہ جو بحکم شیخ کام کرے۔ فرمایا مرشد قطب چاہئے۔ یا خلیفہ قطب ہو۔ بہر حال اپنے تئیں ذکر میں مصروف رکھے۔ فرمایا کہ سالکان طریقت دو نوع کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ریاضت و محنت و مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور اُن کے ثمرات پاتے ہیں۔ اور مقصود کو پُہنچتے ہیں۔ اور ایک فضلی ہیں۔ کہ سواء فضل خدا کچھ نہیں جانتے۔ توفیق طاعت و ریاضت بھی فضل سے جانتے ہیں۔ یہ طائفہ جلد مقصود کو پُہنچتا ہے۔ الحقیقۃ ترک ملاحظۃ العمل لاترک العمل شیخ الاسلام ہروی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ عمل رہا مکن لیکن گراں بہا مکن فرمایا کہ جو شخص صبح و شام ذکر میں مشغول رہے۔ وہ غافلوں سے نہیں ہے بلکہ ذاکر دل سے ہوتا ہے۔ بحکم آیۃ شریف واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خفیۃ ودون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین بعض مفسروں کا قول ہے کہ غدو و آصال

سے مراد مداومت ذکر ہے۔ دوسری آیۃ ادعو ربکم تضرعا و خفیۃ انہ لایحب المعتدین یعنی اپنے پروردگار کو بمسکنت و آہستگی یاد کرو کہ اللہ تعالےٰ بلند آواز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ صحابہ رسول اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب بلندی پر چڑھنے لگے آواز تکبیر و تہلیل بلند کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون غائبا ولا اصما انکم لتدعون سمیعا قریبا۔ یعنی اے لوگو اپنے نفسوں پر نرمی کرو کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔ اور اتفاق علماء و مشایخ ہے۔ کہ ذکر خفیہ افضل و اولیٰ ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو مقام شیخ جنید و شیخ شبلی و شیخ منصور حلاج و بایزید بسطامی کی سیر ہوئی۔ اور جہاں تک وہ پہنچے میں بھی پہنچا۔ حتیٰ کہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہنچا معلوم ہوا۔ کہ یہ بارگاہ محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بایزید قدس سرہ جب اس مقام پر پہنچے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ وہاں کی سیر ہو مگر دست رد اُن کی پیشانی پر رکھا گیا۔ اور میں نے اُن کی طرح گستاخی نہ کی و بتعظیم سر آستانہ عزت پر رکھا۔ و براہ ادب اختیار کی مجھ کو وہاں کی سیر کرائی فرمایا اگرچہ نماز روزہ و ریاضت و مجاہدہ سے آدمی واصل ہو جاتا ہے۔ لیکن نفی وجود و ترک اختیار و دید قصور اعمال اقرب طرق ہے۔ فرمایا فقر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری ایک اضطراری فرمایا ثانی بہتر اول سے ہے۔ کہ وہ باختیار حق ہے۔ فرمایا ظہور خوارق و کرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اصل چیز استقامت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ طالب استقامت ہو۔ نہ طالب کرامت کہ اللہ تعالےٰ استقامت طلب کرتا ہے۔ اور تیرا نفس کرامت چاہتا ہے۔ اقوال اکابر سے ہے۔ کہ اگر ولی کسی باغ میں جائے اور ہر برگ درخت سے آواز یا ولی اللہ آئے۔ تو اُس پر التفات نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ہر لحظہ بندگی و تضرع و نیازمندی میں کوشش کرنا چاہیئے فرمایا۔ میرا طریقہ عروہ وثقیٰ ہے۔ اتباع سُنت پیغمبر علیہ السلام و اقتداء آثار صحابہ کرام ہے فرمایا کہ مجھ کو براہ فضل لائے ہیں۔ اور آخر تک میں نے فضل ہی دیکھا ہے۔ اپنے عمل سے کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا میرے طریقہ میں تھوڑا عمل زیادہ ہے۔ لیکن رعایت متابعت شرط ہے۔ فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ اور خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور جمعیت صحبت میں اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ مرشد کو چاہیئے۔ کہ طالب کے حال ماضی و استقبال سے آگاہ ہو۔ کہ اُس کی تربیت کرسکے اور شرائط طلب سے یہ ہیں۔ کہ جس وقت کسی خدا کے دوست کی صحبت میں داخل ہو اپنے

حال کو معلوم کرے کہ کیسا ہے۔ اور پھر بعد کچھ مدت کے اُس گذشتہ احوال سے موازنہ کرے اگر اپنے میں کچھ ترقی دیکھے۔ تو اُس کی صحبت فرض سمجھے فرمایا۔ مراقبہ نسیان رویت مخلوق بدوام نظر الی الخالق ہے۔ فرمایا کہ دوام مراقبہ نادر ہے۔ اور ہم نے اُس کے حاصل کرنے کا طریق مخالف نفس پایا ہے۔ فرمایا مشاہدہ سالک کے دل پر وارد غیبی کے نزول کے ملاحظہ کو کہتے ہیں۔ اگر وہ جلد گذرتا ہے۔ تو ادراک میں نہیں آتا۔ فرمایا کہ محاسبہ یہ ہے۔ کہ سالک ہر ساعت حساب کرتا رہے۔ کہ مجھ پر کیا گذرتا ہے۔ اور کس طرح گذرتا ہے۔ اگر نقصان پایا جائے۔ اُس کا تدارک کرے۔ اور اگر ترقی پائی جائے۔ اُس کا شکریہ ادا کرے۔ اور اُس عمل میں کوشش کرے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ برکت حضرت خواجہ طالب اول قدم پر سعادت مراقبہ سے مشرف ہوتا تھا۔ اور جس وقت زیادہ توجہ فرماتے عدم پر پہنچ جاتا۔ اور اگر زیادہ توجہ فرماتے مقام فنا پر پہنچ جاتا۔ اُس وقت حضرت خواجہ فرماتے کہ میں حرف واسطہ تھا۔ اب مجھ سے منقطع کر کے مقصود حقیقی سے پیوست ہونا چاہیئے۔ فرمایا عبادت طلب وجود ہے وعبودیت تلف وجود فرمایا اگر تو مقام ابدال پر پہنچنا چاہتا ہے۔ تو مخالف نفس کر فرمایا ہر ایک مشائخ کے آئینہ کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ اور میرے آئینہ کے چھ رُخ ہیں۔ فرمایا کہ حضرت عزیزان کا قول ہے۔ کہ زمین اِس طائفہ کے سامنے مثل دسترخوان کے ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے۔ مگر حضرت عزیزان نے جس وقت فرمایا تھا۔ وہ دسترخوان پر تھے۔ فرمایا جو شخص اپنے تئیں سلامتی کے واسطے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرے۔ اُس کو دوسرے سے التجا کرنا شرک ہے یہ شرک عوام سے معاف ہے۔ اور خواص سے نہیں۔ فرمایا کہ متوکل کو چاہیئے۔ کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے فرمایا۔ کہ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی خرابی کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت چاہتے ہیں۔ فرمایا اگر اِس وجود سے زیادہ خراب کوئی اور وجود ہوتا۔ تو فقر کا خزانہ اُس جگہ رکھتے۔ فرمایا کہ اہل اللہ بار خلق اِس سبب سے کھینچتے ہیں۔ کہ تہذیب اخلاق ہو یا کسی ولی سے ملاقات ہو۔ کیونکہ کوئی ایسا ولی نہیں ہے۔ جس پر اللہ تعالےٰ کی نظر نہ ہو۔ جب اُس ولی سے ملاقات ہوتی ہے۔ اُس نظر الٰہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ شعر

صد سُفرہ دشمن بکشد طالب مقصود   باشد کہ یکے دوست بیاید بضیافت

فرمایا کہ جس شخص نے ایک مرتبہ بھی میری جوتی سیدھی کی ہے۔ اُس کی شفاعت کرونگا فرمایا اول رجوع خستہ ہو پھر توجہ خاطر شکستہ فرمایا کہ اِس راہ میں صاحب پندار کا کام بہت مشکل ہے۔ شعر

گرچہ حجاب تو بروں از حداست	ہیچ حجابت چوں پندار نیست

فرمایا کہ درویش کو چاہیئے۔ کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ جو شخص بلا حال کہتا ہے۔ وہ اُس حال کو نہیں پہنچتا۔ فرمایا یہ ضرور نہیں۔ کہ جو دوڑے اُس کو گیند ملجائے۔ مگر ملتی اُسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ اِس سے اشارہ دوام کوشش وسعی کا ہے۔ فرمایا کہ اولیاء کو اسرار پر اطلاع دیتے ہیں۔ مگر بے اجازت اظہار نہیں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جو رکھتا ہے۔ وہ چھپاتا ہے۔ اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ فرمایا کہ ببرکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسخ صورت اِس اُمت کا مرتفع ہوگیا۔ لیکن مسخ دل ہو جاتا ہے۔ شعر

اندریں اُمت نباشد مسخ تن	لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

فرمایا کہ مجھ سے جو کچھ اظہار خواطر و اعمال و احوال خلق صادر ہوتا ہے۔ میرا اُس میں کچھ درمیان نہیں الہام سے مجھ کو اطلاع کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تصحیح نیت ہر امر میں نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ نیت وہبی چیز ہے۔ کسب کو تعلق نہیں۔ فرمایا کہ جس کی استعداد بوجہ صحبت فاسد کے فاسد ہوگئی ہو۔ اُس کا کام دشوار ہے۔ سوا صحبت اہل تدبیر اصلاح پر نہیں آسکتی۔ رباعی

جز صحبت عاشقان مستان مپسند	در دل ہوس توم فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بجانب خویش کشد	چغد سوئی ویرانہ طوطی سوئی قند

فرمایا۔ گاہ گاہ کی زیارت مع حضور قلب اِس سے بہتر ہے۔ کہ دوام ہو۔ اور بلا حضور ہو۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا تھا۔ ذرنی غبًّا تزدد حبا۔ حضرت ابو ہریرہ رض ستون حنانہ کی آڑ میں ہو کر فی الفور مشرف بملازمت ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ طاقت مفارقت نہیں رکھتا۔ فرمایا یہ بات حضرت ابو ہریرہ رض نے بوجہ کمال محبت کے کہی تھی۔ لیکن اگر تعمیل حکم فرماتے تو بہتر تھا۔ فرمایا کہ اگر مرید کو پیر کے کسی کام میں مشکل اور شبہ ہو۔ تو صبر کرے اور اعتقاد برہم نہ کرے شاید کہ وہ بھید ظاہر ہو جائے۔ اور اگر مرید مبتدی ہو۔ اور طاقت صبر نہ رکھے۔ مرشد سے دریافت کرے اُس کو سوال حلال ہے۔ اور متوسط اِس عقدہ کے حل کو لب نہ ہلائے کہ روا نہیں ہے۔ فرمایا۔ ارادہ الہیٰ سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر گذرا ہے بمتابعت میرے اوپر بھی گذرا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب تنور میں روٹی لگائی۔ سب کی روٹیاں پک گئیں۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ پکی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بھی مع یاراں تنور میں روٹی لگائی۔ سب کی پک گئی۔

مگر میری نہیں پکی وجہ اُس کی یہ ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین تھے۔ اور آپ کا دست مُبارک جو روٹی کو لگ گیا تھا۔ اِس سبب سے آگ کا اثر اُس پر نہ ہوا۔ اور چونکہ جناب خواجہ صاحب کمال اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کرتے تھے۔ اُس کی برکت سے آپ کا ہاتھ بھی جس روٹی پر لگا تھا۔ اُس پر آنچ نے اثر نہ کیا ﴿

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ سے کرامت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ کرامت ظاہر ہے۔ کہ باوجود اِس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں۔ اور دھنس نہیں جاتا ﴿

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ علاء الدین قدس سرہ سے دریافت فرمایا۔ کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے۔ یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا۔ آسمان کی طرف دیکھو دیکھا تو حجاب دور ہو گئے تھے۔ معلوم ہوا۔ تو ملائکہ آسمان ادا فرض پیشین میں مشغول ہیں۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ کہ تم تو کہتے تھے۔ کہ وقت ہی نہیں۔ اِس پر وہ نہایت محجوب ہوئے ﴿

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ زیارت بیت اللہ کو گئے۔ حاجیوں نے روز عید قربانی کی آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ایک لڑکا ہے۔ اُسی کو قربان کیا۔ جب بخارا میں مراجعت فرمائی۔ معلوم ہوا۔ تو روز عید قربان آپ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا ﴿

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت نے مع درویشوں کے کلاہ نوروزی تیار کی۔ اُس وقت آپ کو بسط عظیم تھا۔ جب وہ کلاہ پہنی فرمایا۔ کہ اُس وقت ہم نے کلاہ سلاطین پہنی ہے۔ کس بادشاہ کو ماریں۔ ایک درویش نے حاکم ماوراء النہر کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اُس کو مارا۔ اور امیر بخارا کو کہ حاکم ماوراء النہر کے خوف سے کابل بھاگ گیا تھا لکھا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ چاہیئے کہ پانسو دینار بدست حامل بھیجدو۔ بعد چند روز کے معلوم ہوا۔ کہ اُسی روز ماوراء النہر کشتہ ہو گیا ﴿

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قصر عارفان میں تھے۔ کہ امیر برہان الدین پسر امیر سید کلال قدس سرہما روٹیاں لائے۔ اور تنور میں پکانے لگے۔ ناگاہ ابر عظیم اور بارش شروع ہوئی۔ سب حیران رہ گئے۔ اِسی اثناء میں حضرت خواجہ نے امیر برہان الدین سے فرمایا۔ کہ بارش سے کہو کہ جب تک ہم اِس جگہ ہیں یہاں نہ آسے امیر برہان الدین نے عذر کیا کہ میری کیا مجال کہ میں اس قسم کی بات کہوں حضرت خواجہ نے

فرمایا کہ ہم تم کو کہتے ہیں۔ کہدو امیر برہان الدین نے حضرت خواجہ کی امتثال امر میں اسی طرح کہدیا۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اُس جگہ ایک قطرہ نہ برسا۔ اور سب جگہ برستا رہا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات خارج از شمار ہیں۔ اس جگہ تبرکاً چند لکھدی گئی ہیں۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب میرا وقت آخر آئیگا۔ تو تم سب کو مرنا سکھلاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کا وقت آخر آیا۔ نفس آخر میں دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اُٹھائے اور مدت تک دعا مانگتے رہے۔ جب بعد دعا دونوں ہاتھ مُنہ پر پھیرے جان بجانان تسلیم کی آپ کا سن شریف تہتر برس کا تھا۔ بتاریخ ۳ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۷۹۱ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میرے جنازہ کے آگے کلمہ شہادت اور قرآن شریف نہ پڑھیں۔ کہ بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ رباعی پڑھیں

رباعی

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

حالات حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ

حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ خلیفہ اوّل و نائب مطلق و داماد حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کی ایام خُردی ہی سے طبع مُبارک مائل بفقر تھی اپنے والد کی وفات کے بعد طالب مال پدری نہ ہوئے۔ بلکہ مشغول حصول علم ظاہری ہوئے ابھی بچہ ہی تھے۔ کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی والدہ سے فرمایا۔ کہ جب علاء الدین بالغ ہو تو مجھ کو خبر کرنا۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہو گئے۔ تو ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رح خود قصر عارفان سے تشریف لائے۔ اور مدرسہ میں جہاں حضرت علاء الدین عطار طالب علم تھے۔ گئے دیکھا کہ ایک حجرہ میں ٹوٹے ٹوٹے بوریہ پر اینٹ سراہنے رکھے ہوئے مطالعہ کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ رح کی صورت دیکھ کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی جگہ بٹھایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ میری لڑکی آج بالغ ہوئی ہے۔ اگر تم قبول کرو تو تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری عین سعادت ہے۔ مگر میرے پاس کچھ سامان نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ میری لڑکی کی قسمت میں رزق مقرر ہے۔ کہ وہ خزانہ غیب سے پہنچتا رہیگا۔ تم اِس کا کچھ فکر مت کرو۔ جنابہ صبیہ معصومہ کا عقد حضرت خواجہ علاء الدین سے ہوگیا۔ بعد نکاح حضرت

خواجہ علاء الدین ملتزم صحبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ حضرت خواجہ کی بھی اُن پر نظر خاص تھی۔ اپنے پاس اُن کو بٹھایا کرتے تھے۔ اور جلد جلد اِن کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ چنانچہ عرصہ قلیل میں اِن کو بمقام کمال و تکمیل پہنچا کر اپنی زندگی میں طالبوں کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علاء الدین نے مجھ کو سبکبار کر دیا ہے۔ بعد انتقال حضرت خواجہ رح کے اُن کے جمیع اصحاب نے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے بھی جن کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا تھا۔ کہ جو مجھ کو دیکھنا چاہے وہ محمد پارسا کو دیکھے بیعت کی حضرت خواجہ علاء الدین صاحب طریقہ خاص ہیں۔ اِن کے طریقہ کو علائیہ کہتے ہیں۔ اِن کے مناقب و مآثر زائد از حد ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ باوجود نسبت ولایت و شہادت و صدیقیت از راہ معیت ذاتیہ بغیب ذات رفتہ اند و واصل نقطہ نہایت گشتہ اند و در انجا بقائے پیدا کردہ اند چہ قطبیت ارشاد بلکہ قطبیت مدار موقوف بوصول آن نقطہ است و تا در آنمقام فنائے و بقائے پیدا نکند بمقام ایں دو قطبیت نمیرسند و حضرت خواجہ علاء الدین عطار از برائے وصول بایں مطلب طریقی وضع کردہ اند و خلفاء ایشان از آن طریق بایں عبارت تفسیر فرمودہ اند کہ اقرب طریق طریقہ علائیہ است والحق کہ ایں طریق اقرب طرق است از برائے وصول بنہایۃ النہایت از اولیاء عظام کمتر کسے بایں راہ رفتہ است چہ جائے آنکہ طریق برائے وصول بایں مطلب وضع کردہ باشد حضرت خواجہ محمد پارسا و حضرت مولانا یعقوب چرخی در صحبت حضرت خواجہ علاء الدین عطار ازیں طریق نیز بہرہ یافتند و والد بزرگوار ایشان خواجہ حسن عطار و خلفاء دیگر نیز بایں راہ رفتہ اند و تسلیک سالکان نیز بہمیں راہ میکردند حضرت خواجہ احرار از مولانا یعقوب چرخی ازیں طریق نصیبے برگرفتہ بودند امروز خلفاء ایشان از برکت ایشان بایں طریق شہرت دارند و بنوریکہ ازیں راہ رسیدہ است افادہ طالبان می نمایند و حضرت مولٰنا یعقوب چرخی از جذبہ بغیب براہ سیر انفسی متوجہ اند پس معلوم شد کہ جذبہ حضرت خواجگان دو قسم است جذبہ کہ از راہ معیت است تسلیک سالکان از راہ ایں جذبہ خاصہ علاء الدین عطار است انتہی آپ کی کرامات و تصرفات زائد از حد ہیں +

نقل ہے۔ ایک مرتبہ علماء میں رویت و عدم رویت میں بحث ہوئی۔ سب نے بالاتفاق حضرت خواجہ علاء الدین کو حکم کیا۔ آپ نے منکران رویت سے فرمایا۔ کہ تم

حصول اثر روحانیت دوری میں عقیدہ

مزارات مشائخ سے حصول فیض

تین روز وضو کرکے ہماری صحبت میں حاضر رہو۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے دن اُن کو کیفیت ہوئی اور خود بخود قائل رویت ہو گئے۔ اور اُس کے بعد پھر کبھی آپ سے علیحدگی اختیار نہ کی فرمایا۔ اگرچہ مرشد سے تعلق غیر ہے۔ اور آخر میں اُس کی نفی کرنی چاہیئے۔ لیکن ابتدا میں سبب وصول ہے۔ اور تعلق ماسوا اِس کے کو نفی کرنا چاہیئے اور اُس کی رضاجوئی کرنا چاہیئے۔ فرمایا ریاضت سے مقصود نفی تعلقات جسمانیہ توجہ تام بعالم ارواح ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے۔ کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے تعلقات موانع راہ سے گذرے اور ہر ایک تعلق پر خیال کرے جس سے دل پر بستگی دیکھے۔ اُسی کو قطع کرے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جب نیا کپڑا پہنا کرتے۔ فرما دیتے کہ یہ فلانے کا ہے۔ گویا۔ اُس کو عاریت پہنا کرتے تھے۔ اِس قدر علاقہ بھی روا نہ رکھتے تھے۔ فرمایا ہے کہ التوفیق مع السعی اسی طرح مرشد کی روح کی مدد بقدر سعی طالب کی پہنچتی ہے۔ فرمایا صفت جباری کی دیکھنے سے تضرع وزاری و توبہ وانابت پیدا ہوتی ہے فرمایا جب آدمی اپنے میں رضا کی جانب میل دیکھے تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرے اور جب عدم رضا کی جانب میل دیکھے۔ تو تضرع وزاری کرے اور صفت استغنائی سے ڈرے۔ فرمایا۔ مزارات مشائخ سے اُسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر کہ اُن کا اعتقاد ہے۔ اگرچہ زیارت قبور بزرگوں کے واسطے قرب صوری کو اثر عظیم ہے لیکن درحقیقت ارواح طیبہ کی جانب متوجہ ہونے کو بُعد صوری بھی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث صَلُّوا عَلَیَّ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ اِس پر دلیل ہے فرمایا۔ بااینہمہ حضرت خواجہ نقشبند رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجاورت خلق سے مجاورت حق بہتر ہے۔ فرمایا کہ مقصود زیارت مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہیئے۔ کہ توجہ حق تعالےٰ کی طرف ہو۔ اور اُن کی روح کو وسیلہ سمجھے۔ اور یہی حال خلق کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے۔ کہ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی جانب ہو لیکن درحقیقت اللہ کے واسطے ہو فرمایا طریقہ مراقبہ طریقہ نفی و اثبات سے اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ کہ طریقہ مراقبہ سے بمقام نورانیت و تصرف ملک و ملکوت میں پہنچ سکتا ہے۔ و اشراق خواطر حاصل ہوتا ہے۔ اور بواطن طلاب کو منور کر سکتا ہے۔ و دوام جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خاموشی اِن تین صفتوں سے خالی نہ ہو۔ یا نگہداشت خطرات یا مطالعہ ذکر دل یا مشاہدہ احوال کہ دل پر گذرتا ہو۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی دوام صحبت سے عقل معاد کو ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا صحبت سُنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز ناغہ کرکے ہونا چاہیئے۔ اور اگر بُعد صوری ہو تو ہر ماہ یا تیسرے ماہ اپنے

احوال کی اطلاع بذریعہ مکتوب وغیرہ کے دیتا رہے۔ جب حضرت کو مرض موت ہوا تو آخر کو فرمانے لگے۔ کہ مجھ کو کوئی آرزو دل میں سوا اس کے نہیں رہی ہے۔ کہ دوست آئیں۔ اور مجھ کو نہ پائیں۔ اور شکستہ خاطر ہو کر واپس ہو جائیں۔ اور فرمایا کہ رسم عادت کو چھوڑو جو کچھ کہ رسم وعادت خلق کی ہے۔ اس کے خلاف کرو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت رسم و عادت و بشریت کے توڑنے کے واسطے تھی۔ فرمایا۔ تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ اور سنت مؤکدہ پر مداومت کرنا اور اسی اثنا میں کلمہ توحید پڑھا اور انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات ۲۰۔ رجب ۸۰۲ھ ہجری کو ہوئی آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر انواع مہربانیاں فرمائیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ جو کوئی چالیس فرسنگ میری قبر کے گرد دفن ہوگا۔ وہ بخشا جائے گا۔

حالات حضرت مولٰنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولٰنا یعقوب چرخی کو اگرچہ اجازت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے ہے۔ لیکن چونکہ آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوئی اس سبب سے انہیں کے خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابتدا میں کچھ مدت آپ نے جامع ہرات میں اور کچھ مدت مصر میں پڑھا۔ بعد تحصیل علوم بجذب محبت الٰہی بارادہ ارادت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک مجذوب ملا اس نے کہا اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا۔ وہ وقت آگیا۔ کہ تو مقبولوں میں سے ہوا۔ اور اس نے چند خط زمین پر کھینچے۔ مولٰنا نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ اگر یہ خط طاق ہونگے تو میں سمجھونگا۔ کہ میرا مقصد حاصل ہو جائیگا۔ چنانچہ شمار کیا تو طاق ہی تھے۔ بعد ازاں بخارا میں آئے قرآن شریف میں فال دیکھی۔ تو اول سطر میں یہ آیۃ نکلی اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اس اشارہ غیبی سے بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا کہ جس وقت میں نے حضرت خواجہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مامور ہیں۔ خود کوئی کام نہیں کرتے آج رات کو معلوم کریں گے۔ جو کچھ اشارہ ہوگا۔ ویسا کیا جائیگا۔ فرمایا کہ جیسی وہ شب میرے اوپر سختی سے گذری ہے۔ ایسی کوئی نہیں گذری ڈرتا تھا۔ کہ دیکھئے قبول کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ بارے صبح کی نماز جب میں نے حضرت خواجہ کے ساتھ پڑھی۔ اور انہوں نے فرمایا

کہ مُبارک ہو جس سے میں سمجھا کہ قبول فرمایا۔ اور مجھ کو وقوف عددی تعلیم فرمائی۔ اور فرمایا
حتی للمقدور رعایت عدد وطاق کی رکھنا۔ جب مجھ کو کچھ مدت حضرت خواجہ کی صحبت میں گذری
تو حضرت خواجہ رح نے مجھ کو اجازت سفر دی اور یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ تجھ کو ہم سے ملا ہے
بندگان خدا کو پُہنچانا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔ تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔ تجھ کو
خدا کے سپرد کیا۔ اور اُس وقت اشارہ بمتابعت حضرت خواجہ علاء الدین فرمایا۔ چنانچہ میں
وہاں سے روانہ ہو کر کیش میں پُہنچا۔ وہاں خبر پُہنچی کہ حضرت خواجہ رح کا انتقال ہو گیا نہایت
محزون ومغموم ہوئے اور اندیشہ ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں طبیعت مائل بعالم ہو جائے۔ اور
واعیہ طلب نہ رہے۔ چنانچہ اسی فکر میں کیش سے بدخشان آیا۔ اور وہاں سے چرخ جانیکا
ارادہ کیا۔ کہ درس میں مشغول ہوں۔ کہ اسی اثنا میں خواجہ علاء الدین عطار رح کا خط آیا۔ اور
اُس میں حضرت خواجہ کی اشارت متابعت کو یاد دلایا بمجرد اِس خط کے پہنچنے کے حضرت
خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنہوں نے میرے حال پر نہایت کرم
فرمایا۔ اور مدتوں تک اُن کی صحبت میں حاضر رہا۔ حتیٰ کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا اُس
وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت خواجہ کے حکم کی تعمیل میں کوشش کی جائے۔ اگرچہ
میں اپنے تئیں لایق اِس کام کے نہیں جانتا تھا۔ مگر خیال کیا۔ کہ حضرت خواجہ رح کا فرمانا
حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت مولانا صاحب تصانیف وتفاسیر گذرے ہیں ۸۵۱ھ
میں انتقال فرمایا۔ اور مقام ہلغتور میں مدفون ہوئے۔ فقط

حالات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ ماہ رمضان ۸۰۶ھ ہجری میں موضع باغستان
توابع ملک تاشقند میں پیدا ہوئے۔ بعد تولد چالیس روز تک کہ ایام نفاس میں اپنی والدہ
ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ جب اُنہوں نے غسل طہر فرمایا تب پیا۔ آپ کے جد امجد
خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قطب وقت تھے۔ دم اخیر میں جب اپنے پوتوں
کو وداع کرنے کو بُلایا۔ اور خواجہ عبید اللہ احرار کہ اُس وقت بہت کم سن تھے۔ اُن
کے پاس گئے وہ اُن کو دیکھ کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گود میں لے لیا۔ اور
فرمایا۔ کہ اِس فرزند کے بارہ میں مجھ کو بشارت نبوی ہے کہ یہ پیر عالم گیر ہوگا۔ اور
اِس سے طریقت وشریعت کو رونق ہوگی۔ حضرت خواجہ احرار نے فرمایا۔ کہ میں ایک
سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی کے مناقب ومآثر سُن کر اُن کی خدمت میں بمقام

بلغنور روانہ ہوا راہ میں بیمار ہوگیا۔ اور بیس روز تک تپ لرزہ آیا اسی عرصہ میں بعض آدمیوں
نے مولانا کی غیبت و برائی بھی مجھ سے کی جس سے میرے دل میں ایک برودت پیدا
ہوگئی۔ اور میں نے چاہا کہ وہاں سے واپس ہو جاؤں پھر خیال کیا کہ جب اس قدر مسافت
طے کرلی۔ تو بلا ملاقات واپس جانا معقول نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہوا اور مولانا
کی خدمت میں حاضر ہوا مولانا نہایت لطف وعنایت سے پیش آئے۔ لیکن دوسرے
روز جب پھر حاضر ہوا۔ نہایت تلخی وغصہ سے پیش آئے اُس وقت میرے دل میں
خیال گذرا کہ یہ بدمزگی بسبب اُس غیبت وفتور کے ہے جو راہ میں پیش آئی تھی۔ مگر انہوں
نے کچھ تصریح نہ فرمائی پھر تھوڑی دیر میں بلطف پیش آئے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند رح
سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اپنا ہاتھ میری طرف بیعت کرنے کو بڑھایا۔
لیکن چونکہ اُن کی پیشانی پر برص کا داغ تھا۔ اُس سے مجھ کو کراہت پیدا ہوگئی۔ اشراق
خاطر سے انہوں نے میری کراہت دریافت کر کے اپنا ہاتھ جلد کھینچ لیا۔ اور بطریق لبس
وخلع ایسی دلربایانہ شکل میں ظاہر ہوئے۔ کہ میں بے اختیار ہوگیا۔ اور انہوں نے پھر
اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ
پکڑ کر فرمایا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے یہ ہاتھ پکڑا۔ اُس نے گویا خواجہ بہاء الدین
کا ہاتھ پکڑا۔ اُس وقت میں نے بے توقف اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجھ کو بشغل وقوف
عددی مشغول فرمایا۔ اور فرمایا کہ حضرت بزرگ یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے
جو کچھ مجھ کو پہنچا ہے۔ وہ یہی ہے۔ اور اگر تم بطریق جذبہ طلبہ کو تربیت کرو تو اختیار ہے
اس بات سے مولنا کے بعض اصحاب کو غیرت آئی حضرت مولنا نے فرمایا۔ کہ خواجہ عبید اللہ
کو قوت وتصرف سب حاصل ہے۔ صرف اجازت کی دیر ہے۔ اور فرمایا کہ طالب کو اس
طرح پیر کے پاس آنا چاہیئے۔ جیسے کہ عبید اللہ آیا ہے۔ کہ تیل بتی سب درست ہے صرف
ایک آگ لگانے کی دیر ہے۔ فرمایا جب میں نے حضرت مولنا رح سے اجازت
چاہی۔ تو انہوں نے حضرت خواجگان کی جملہ طرق بیان کئے۔ اور جب طریقہ رابطہ پر
پہنچے فرمایا کہ اس کی تعلیم میں تم وحشت نہ کرنا۔ صاحب استعداد کو بتلا دینا فرمایا کہ اگر تم
کو حضرت خواجہ بہاء الدین رح کی صحبت میں نسبت حاصل ہو۔ اور پھر تم کسی اور بزرگ
کے پاس جاؤ۔ اور وہاں بھی وہی نسبت حاصل ہو تو تم کیا خیال کروگے۔ پھر خود ہی
فرمایا۔ کہ جس جگہ سے یہ نسبت حاصل ہو۔ اُس کو حضرت خواجہ بہاء الدین ہی سے خیال
کرنا۔ اور اُس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہ

کا ایک مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گیا۔ بھوک غالب تھی۔ اپنے پیر کے گاؤں کی جانب مُنہ کر کے کہا شیئاً للہ یا قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین رح نے اُس کا حال معلوم کر کے کہا کہ اِس کو کھانا کھلاؤ بعد کھانا کھانے کے اُس مرید نے پھر اپنے پیر کے گاؤں کی جانب مُنہ کر کے فرمایا۔ شکر اللہ یا قطب الدین حیدر کہ آپ مجھ کو کسی جگہ فراموش نہیں فرماتے یہ ماجرا خادم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ درویش عجب آدمی ہے۔ کہ کھانا تو آپ کا کھایا اور شکر قطب الدین حیدر کا کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ مریدی اس سے سیکھنا چاہیئے کہ ظاہر باطن جس قسم کا فائدہ ہو۔ اپنے پیر ہی سے خیال کرتا ہے۔ فرمایا زندگی سے اُس شخص کو بہرہ ہے۔ کہ جس کا دل دُنیا سے سرد ہوا ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے ذکر سے گرم فرمایا۔ کہ بعض اکابر کی ملازمت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی۔ کہ جو کچھ میں لکھوں وہ جدید ہو گا۔ قدیم نہ ہو گا۔ اور جو کچھ کہوں گا قبول ہو گا۔ مردود نہ ہو گا۔ فرمایا پیر وہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی میں فنا ہو گیا ہو۔ جو کچھ فرمایا ہے اُس پر قائم ہو۔ بلکہ وہ اور اُس کی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کی ہوں۔ کہ اُس میں سوا اخلاق و اوصاف نبوی کچھ معلوم نہ ہو۔ فرمایا مرید وہ ہے۔ کہ بتاثیر ارادت اُس کی تمام خواہشات سوخت ہو گئی ہوں۔ اور کوئی مراد اُس کی نہ رہی ہو۔ اور روئے توجہ تمام جانب سے پھیر کر صرف پیر ہی کی طرف رکھے شعر

آنرا کہ در سرائے نگاراست فارغ است ۔۔۔ از سیر بوستان و تماشائے لالہ زار

فرمایا کہ جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے۔ چاہیئے کہ اپنے تئیں نہایت مفلس ظاہر کرے۔ تاکہ اُس پر اُن کو رحم آئے۔ فرمایا کہ اگر درویش کی شکل دیوار پر کھینچی ہو تو اُس کے نیچے سے بھی بے ادب گذرنا چاہیئے۔ فرمایا بعض بزرگان دین نے فرمایا ہی کہ بعد نماز دیگر ایک ساعت ہے۔ کہ اُس ساعت کو بہترین اشغال میں صرف کرے بعض کا قول ہے۔ کہ بہترین اعمال محاسبہ ہے۔ کہ آیا تمام روز عبادت میں صرف ہوا تو شکر کرنا چاہیئے۔ اور اگر معصیت میں صرف ہوا ہو۔ تو استغفار کرے۔ اور بعض فرماتے ہیں۔ کہ بہترین اعمال یہ ہے۔ کہ اپنے تئیں ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اُس کی صحبت میں ماسوا اللہ سے دل ملول ہو اور الی اللہ مائل اور منجذب ہو فرمایا کہ اعمال و اخلاق کا اثر جمادات پر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے کہ وہاں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہوتے ہوں۔ تو وہ نماز ایسی پُر برکت و انوار نہ ہو گی۔ جیسی کہ اگر ایسی

وصف پیر

وصف مرید

درویش کا ادب

اعمال و اخلاق کا اثر

جگہ ادا ہو۔ جہاں ارباب جمعیت کے جمعیت کا اثر پہنچا ہو اور یہی وجہ ہے۔ کہ دو رکعت نماز حرم کعبہ اور جگہ کی ستر رکعت کی برابر ہیں فرمایا شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ کا مقولہ ہے۔ کہ کوشش کر کہ کوئی آرزو اللہ تعالےٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے۔ اور اگر یہ بات حاصل ہو گئی۔ تو تیرا کام پورا ہو گیا پھر چاہے احوال و مواجید و کشف و کرامت ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ کچھ غم نہیں ہے۔ فرمایا کہ حضرت سید الطائفہ قدس سرہ کا قول ہے۔ کہ مرید صادق وہ ہے۔ کہ بیس سال تک کاتب شمال کوئی چیز نہ پائے کہ اُس پر لکھی۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ کسی مرید سے کوئی گناہ ہی سرزد نہ ہو۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ کاتب شمال کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک و استغفار کرے۔ کہ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہ شریعت و طریقت وحقیقت کی اس طرح مثال دیتے تھے۔ کہ جھوٹ بولنا منع ہے۔ پس اگر کوئی شخص اس طرح کوشش کرے کہ اُس کی زبان پر جھوٹ نہ جاری ہو۔ لیکن دل میں داعیہ ہو۔ یہ شریعت ہے۔ اور اگر دل سے بھی وہ داعیہ جاتا رہے۔ تو طریقت ہے۔ اور اگر با اختیار و بے اختیار زبان و دل سے یہ بات بالکل جاتی رہے۔ وہ حقیقت ہے۔ فرمایا کہ کشف قبور یہ ہے۔ کہ میت کی روح صورت مناسب میں صاحب کشف پر قبر میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ شیطان کو تمثل اور تشکل میں قوت بہت ہے اس سبب سے خواجگان قدس سرہ ہم نے اس کشف کا کچھ اعتبار نہیں کیا اور ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی قبر پر گئے۔ اپنے تئیں نسبت و کیفیت سے خالی کر کے انتظار کرتے ہیں۔ کہ کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ معلوم ہو وہ صاحب قبر کا حال ہے۔ اور یہی طریقہ اور کی نسبت دریافت کرنے کا ہے۔ فرمایا ارباب تحقیق کی نسبت ثابت ہے۔ کہ ترقی بعد موت واقع ہے۔ فرمایا باوجود ترک ادب اگر کسی کا حال باطنی قائم رہے۔ تو وہ مکر الٰہی ہے فرمایا کہ یہ نسبت خواجگان مجمع و تفرقہ میں جو زیادہ ظاہر ہوتی ہے اُس کی یہ وجہ ہے کہ یہ نسبت محبوبی ہے۔ محبوب کو اگر خلوت میں بلاؤ تو شرماتا ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت ایسی لطیف ہے۔ کہ اس کی جانب توجہ مانع ظہور ہے۔ جیسے مظاہر جمیلہ کی طرف اگر غور سے دیکھو تو شرما جاتے ہیں۔ فرمایا شغل بخلق ضد شغل بحق ہے فرمایا مقصود کلی یہ ہے کہ لطیفہ مدرکہ کو بر سبیل دوام حق سبحانہ کی طرف اقبال واقع ہو۔ تاکہ انجام کار مقبول بنا دے فرمایا کہ ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں۔ کہ رخصت سے اجتناب کرتا ہو۔ اور عزیمت پر عمل کرتا ہو رجال الغیب ارباب رخصت سے بھاگتے

ہیں رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرت خواجگان کا طریقہ عمل بر عزیمت ہے۔ فرمایا فنا مطلق کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے جملہ اسناد و اوصاف وافعال کو فاعل حقیقی کی طرف بطریق ذوق اثبات کرے۔ پھر مثالاً فرمایا کہ یہ جامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں عاریتی ہے۔ لیکن اگر مجھ کو اس کا عاریتی ہونے کا علم نہیں ہے۔ اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ میرا ہی ہے۔ اس سبب سے مجھکو اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اور اگر مجھکو یہ علم ہو گیا کہ یہ جامہ عاریتی ہے۔ فی الحال میرا تعلق اس جامہ سے منقطع ہو جائیگا۔ حالانکہ میں اُس کو اُسی طرح پہنے ہوئے ہوں۔ جس طرح کہ پہلے پہنے ہوئے تھا۔ جملہ صفات کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ تاکہ دل ما دون حق تعالےٰ سے منقطع و آزاد ہو کہ یہی درویشی ہے جس کو کہ لوگ بہت لمبی چوڑی بنائے ہوئے ہیں۔ فرمایا وصل یہ ہے۔ کہ دل کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہر وقت بطریق ذوق۔ جمع پائے۔ اور اسی حالت کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ مانہایت را در بدایت درج میکنیم فرمایا کہ اگر ذکر کا اس قدر ملکہ ہو جائے۔ کہ ہمیشہ دل حاضر ہو۔ اور اگر ذاکر کو اس حضور سے تعلق ہو تو وہ ابرار میں سے ہے۔ اور اُس کو حاضر مع اللہ کہنا چاہیئے۔ لیکن واصل مع اللہ نہیں ہے۔ واصل وہ ہے۔ کہ اسناد حضور اُس سے منتفی ہو جائے۔ اور حق سبحانہ کو بذات خود حاضر جانے۔ فرمایا کہ اولیا کی انتہا رسائی یہانتک ہے۔ کہ شاہد حقیقی میں بوجہ غایت استغراق مشاہدہ اُن سے غائب ہو جائے۔ فرمایا ہمت اسے کہتے ہیں۔ کہ کسی کام کے واسطے اس طرح دل کو جمع کرے۔ کہ اُس کے خلاف خیال دل میں نہ آئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان و عمل صالح کی شرط نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب کسی شخص کو اللہ تعالےٰ توبہ عطا کرے اور اس راہ میں قدم رکھنے چاہیئے۔ کہ ہمگی ہمت اس امر کی مصروف رکھے۔ کہ کوئی لمحہ اور ساعت اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہ ہو اور صحبت ناجنس سے پرہیز کرے شعر

نخست موعظت پیر صحبت ایں حرف است — کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

ناجنس سے مراد دنیادار اور مخالفان طریق ہیں۔ فرمایا بعد نماز عشا جب نیند غلبہ کرے۔ تو تین مرتبہ قل ہو اللہ احد۔ تین مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور تین دفعہ قل اعوذ برب الناس پڑھے۔ اور اُس کا ثواب جمیع اہل قبور کو کہ منتظر زندوں کے رہتے ہیں۔ پہنچائے۔ تاکہ اُن کو آسایش پہنچے۔ اور اللہ تعالےٰ اُس پر بخشش و رحمت کرے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ارحم ترحم شعر

خدا را بر آن بندہ بخشایش است　　کہ خلق از وجودش در آسایش است

فرمایا کہ قبل سونے کے اپنی گذشتہ اوقات کا خیال کرے۔ کہ کس طرح گذرے ہیں اگر طاعت میں گذرے ہیں۔ تو بہ و استغفار کرے۔ فرمایا منجملہ آداب طریق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ فرمایا کہ دوام وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے +

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ واقعہ میں مامور ہوئے۔ کہ سلاطین سے اختلاط پیدا کریں۔ اور ترویج شریعت و تجدید ملت کریں۔ تو حضرت خواجہ اسی غرض سے سمرقند گئے۔ اُس وقت مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ والی سمرقند تھا۔ مرزا عبداللہ کا ایک امیر حضرت خواجہ سے ملاقات کو آیا۔ حضرت خواجہ نے اُس سے فرمایا۔ کہ تمہارے مرزا کی ملاقات کے واسطے میں یہاں آیا ہوں۔ اگر تمہاری کوشش سے یہ بات ہو جائے تو تم داخل ثواب ہو گے۔ اُس امیر نے گستاخی کے طور سے کہا کہ مرزا جوان بے پرواہ ہے۔ اُس کی ملاقات ہونی مشکل ہے۔ اس کے سوا درویشوں کو ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت خواجہ کو اِس بات سے بہت غیرت آئی۔ اور فرمایا کہ مجھ کو سلاطین کے اختلاط کا حکم ہوا ہے۔ میں خود نہیں آیا ہوں۔ تمہارا مرزا پروا نہ کریگا۔ کوئی اور آئیگا۔ جو پروا کریگا۔ جب وہ امیر باہر چلا گیا حضرت خواجہ رح نے اُس کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھا۔ اور آب دہن سے اُس کو مٹا دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور امیر سے نکلتا معلوم نہیں ہوتا۔ اُسی روز متوجہ تاشقند ہوئے ایک ہفتہ کے بعد وہ مر گیا۔ اور ایک مہینہ کے بعد سلطان ابو سعید مرزا ترکستان سے مرزا عبداللہ پر چڑھ کر آیا۔ اور اُس کو قتل کیا +

نقل ہے۔ کہ قبل ازیں مرزا ابو سعید نے حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور آپ کا نام دریافت کیا تھا۔ جب بیدار ہوا۔ تو دریافت کیا۔ کہ کوئی درویش خواجہ عبیداللہ نام اِس شکل و شباہت کا بھی اِس دربار میں ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ تاشقند میں ہیں فی الحال سوار ہو کر وہاں گیا۔ لیکن حضرت خواجہ مرزا کے آنے کی خبر سُن کر فرکت کو چلے گئے تھے۔ وہ فرکت ہی میں گیا۔ جس وقت حضرت خواجہ کی زیارت ہوئی بے اختیار ہو کر کہنے لگا۔ کہ واللہ جس شخص کو میں نے خواب میں دیکھا۔ وہ یہی ہیں۔ اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے بھی اُس پر بہت مہربانی فرمائی۔ اور اپنی جانب منجذب کیا اِس کے بعد اُس کے پاس بہت سا لشکر جمع ہو گیا۔ اور اُس نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خواجہ سے التماس ہمت و توجہ کی۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ

کس ارادہ سے فتح کرتے ہو اگر تقویت شریعت غرا و ترویج دین متین کی غرض سے ہے تو جاؤ فتح تمہاری ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ بجان و دل کوشش و تقویت شریعت کی کرونگا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب تم پناہ شریعت میں ہو۔ اور تمہاری مراد حاصل ہے ٭

نقل ہے۔ کہ مرزا بابر ایک لاکھ سوار سے متوجہ سمرقند ہوا۔ مرزا سلطان ابو سعید حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھ کو تاب مقاومت بابر نہیں ہے۔ کیا علاج کروں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہاری مہم میں نے اپنے اوپر لی۔ اور میں ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ ببرکت خواجہ رح لشکر بابری پر ایسی بلا نازل ہوئی کہ وہ خود مرزا ابو سعید سے خواہان صلح ہوا۔ اور جان بچاکر واپس گیا۔ فرمایا کہ اگر میں پیری کروں تو اس زمانہ میں کسی پیر کو مرید نہ ملے۔ لیکن میرے سپرد اور ہی کام کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھوں۔ اور شریعت کو رواج دوں۔ اور اسی وجہ سے تسخیر سلاطین کرتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اس قدر قوت عطا فرمائی ہے۔ کہ اگر بادشاہ ختا کو ایک رقعہ لکھ بھیجوں تو ترک سلطنت کرکے سر و پا برہنہ میرے آستانہ پر حاضر ہو۔ مگر میں بلا فرمان الٰہی خود کچھ نہیں کرتا ہوں۔ اور ادب بھی یہی ہے۔ کہ اپنے ارادہ کو اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے تابع کرے نہ کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کو اپنے ارادہ کے تابع کرے ٭

اخر ارادہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے تابع کرے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح مع یاران کسی جگہ جاتے تھے۔ شام قریب ہوگئی۔ منزل دور اور رستہ خطرناک تھا۔ رفیق بہت متردد ہوئے۔ آپ نے اشراق خاطر سے دریافت کرکے فرمایا۔ کہ کچھ اندیشہ نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالےٰ آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہنچ جائینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جب تک شہر کے قریب نہ پہنچے آفتاب اُس جگہ قایم رہا گویا کسی نے میخ دوز کر دیا تھا۔ اور جیسے ہی شہر کی دیوار کے نیچے پہنچے دفعۃً آفتاب غائب ہوگیا۔ اور اس قدر دیر ہوگئی تھی۔ کہ بیاض شفق بھی نہ تھی۔ تمام رفقا حیران ہوگئے۔ اور آخرکار ضبط نہ ہو سکا۔ حضرت خواجہ رح سے اس کا بھید دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ بھی ایک طریقت کے شعبدوں میں سے ہے ٭

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ دو درویش راہ دور و دراز سے حضرت خواجہ رح کی زیارت کو آئے۔ جب خانقاہ میں پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ رح بادشاہ کے

پاس گئے ہیں۔ وہ سُن کر بہت حیران ہوئے۔ کہ یہ کیسے شیخ ہیں۔ کہ بادشاہ کے پاس جاتے ہیں۔ اور بئس الفقیر علی باب الامیر کے مصداق ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت دو چور بادشاہ کے دربار سے بھاگ آئے تھے۔ اُن کی تلاش ہو رہی تھی۔ یہ دونوں درویش مل گئے ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ کہ شریعت کے بموجب اِن کے ہاتھ کاٹ دو۔ حضرت خواجہ رح بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ یہ درویش میرے ملنے کے واسطے آئے تھے۔ چنانچہ حضرت اُن کو اپنے ہمراہ لے کر چلے آئے۔ جب مکان پر پہنچے۔ اُن سے کہا۔ کہ میں اِس واسطے بادشاہ کے پاس گیا تھا۔ کہ تمہارے ہاتھ قطع ہونے سے بچاؤں۔ اور بئس الفقیر علی باب الامیر کا جب مصداق ہوتا۔ کہ طمع دنیا کے واسطے جاتا +

نقل ہے۔ کہ ایک عالم حضرت خواجہ کی تعریف سُن کر زیارت کے واسطے روانہ ہوئے۔ جب شہر کے دروازہ پر پہنچے دیکھا کہ غلہ بکثرت جا رہا ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا غلہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رح کا ہے۔ وہ یہ سُن کر حیران رہ گئے کہ فقیری کجا۔ اور یہ غلہ کجا دل میں آیا کہ لوٹ جائیں۔ لیکن پھر خیال کیا۔ کہ جب اس قدر دور کا سفر کر کے آئے ہیں۔ تو مل کر ہی چلنا چاہئے۔ جب خانقاہ میں داخل ہوئے۔ تو حضرت خواجہ رح گھر میں تھے۔ یہ وہیں بیٹھ گئے۔ اتفاقاً غیبت ہو گئی کیا دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ ایک شخص جس کا یہ قرضدار تھا۔ آکر اُس سے اپنے قرض کا خواہاں ہوا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ اپنے ہمراہ دوزخ میں لیجائے۔ کہ اسی اثنا میں حضرت خواجہ رح تشریف لائے اور دریافت فرمایا۔ کہ تیرا کس قدر قرض ہے۔ اُس نے جو تعداد بتلائی وہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس سے ادا کر کے اُس کی خلاصی کرائی۔ کہ اسی میں اُس کی آنکھ کھُل گئی دیکھا تو حضرت خواجہ رح گھر میں سے تشریف لاتے ہیں۔ اور مسکرا کر اُس سے فرمایا۔ کہ میں اسی واسطے مال رکھتا ہوں۔ کہ تجھ ایسے آدمی کو قرض سے نجات دلاؤں +

نقل ہے۔ کہ سلطان ابوسعید مرزا کو بعد حضرت خواجہ رح سے تائب ہونے کے بار ہا شراب پیدا ہوئی۔ نوکر سے کہا کہ دیوار کے نیچے لے آنا۔ میں کوٹھے پر لے لونگا۔ جب وہ لایا۔ تو مرزا نے پگڑی باندھ کر کوزہ شراب کا اوپر کھینچا۔ کوزہ دیوار سے ٹکر کھا کر ٹوٹ گیا۔ اِس بات سے مرزا کو بہت غم ہوا۔ صبح کو حضرت خواجہ رح کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے اوّل کلام یہ فرمایا۔ کہ رات تمہارے کوزہ کے ٹوٹنے کی آواز میں نے سُنی۔ اور اگر

کوزہ نہ ٹوٹتا۔ تو میرا دل تم سے ٹوٹ جاتا۔ اور پھر ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوتی۔ آپ کا انتقال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہجری کو ہوا +

نقل ہے۔ کہ جس وقت آپ کا انتقال قریب ہوا۔ بہت سی شمعیں روشن تھیں۔ کہ دفعتہً آپ کے دونوں ابرو کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہوا۔ اور تمام شمعوں کی روشنی پر غالب آگیا +

حالات حضرت مولٰنا محمدؐ زاہد قدس سرہ

حضرت مولانا محمدؐ زاہد قدس سرہ کا انتساب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ سے ہے۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی کے رشتہ دار بلکہ کہتے ہیں۔ کہ نواسہ تھے اور اُن کے کسی خلیفہ سے ذکر و تعلیم حاصل کر کے گوشہ اختیار کیا۔ اور مشغول ریاضت و مجاہدہ ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ جب حضرت مولٰنا محمدؐ زاہد نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کا شہرہ ارشاد سُنا۔ تو حصار سے جہاں آپ کا مسکن تھا۔ روانہ ہو کر سمرقند میں پہنچے۔ محلہ وانسر میں آکر فروکش ہوئے۔ اور ارادہ کیا۔ کہ تبدیل لباس کر کے محلہ کنسر کو جہاں حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا جائیں کہ حضرت خواجہ رح پر مکشوف ہوا کہ مولٰنا محمدؐ زاہد کہ بکمالات و مقامات موصوف ہیں۔ اِس شہر میں ملنے کو آئے ہیں۔ چنانچہ اُسی وقت کہ دوپہر تھا۔ اور گرمی بدرجہ غایت تھی۔ حضرت خواجہ اونٹ پر سوار ہو کر اُس کی باگ چھوڑ دی۔ کہ جس طرف چاہے چلا جاوے۔ اتفاقاً وہ اونٹ محلہ وانسر میں ایک مکان کے آگے ٹھیر گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ یہاں کون ٹھیرا ہوا ہے۔ کسی نے کہا مولٰنا محمدؐ زاہد ٹھیرے ہوئے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت خواجہؒ اونٹ سے اُتر پڑے۔ مولٰنا کو جب آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی بے اختیار ہو کر آپ کے استقبال کو دوڑ پڑے۔ اور آپ کی قدم بوسی کی۔ اور اُسی مکان میں خلوت کی مولٰنا نے اپنے حالات و مقامات کو حضرت خواجہ رح کے سامنے بیان کر کے درخواست بیعت کی۔ چنانچہ حضرت خواجہؒ نے آپ کو بیعت کر کے اپنی توجہ و تصرف سے اسی مجلس میں کمال و تکمیل کو پہنچا کر کے اپنی خلافت عطا فرمائی۔ اور وہیں سے رخصت کر دیا۔ اُس پر حضرت خواجہ رح کے پرانے پرانے خادموں نے غیرت کی۔ کہ مولٰنا محمدؐ زاہد کو اول ہی صحبت میں خلافت دیدی اور ہم برسوں سے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ ہمارے حال پر کچھ خیال نہیں فرماتے

حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ مولنا محمد زاہد چراغ تیل بتی درست کرکے لائے تھے۔ میں نے صرف اُس کو روشن کردیا۔ اور رخصت کردیا۔ یہ معاملہ حضرت خواجہ رح کی تصرف عظیم۔ اور حضرت مولنا کی کمال علو استعداد و قابلیت پر دال ہے۔ آپ کی وفات غرہ ربیع الاول ۹۳۶؁ھ ہجری کو ہوئی موضع وحش میں کہ متصل حصار ہے۔ آپ کا مدفن ہے۔

حالات حضرت مولنا درویش محمد قدس سرہ

حضرت مولنا درویش محمد قدس سرہ کو اپنے ماموں مولانا محمد درویش سے انتساب تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ بیعت سے پندرہ سال قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہے بحالت تجرید و تفرید بجز و خواب ویرانوں میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز بھوک سے نہایت لاچار ہوئے۔ اور آسمان کی جانب مُنہ اُٹھایا۔ فی الحال حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے۔ تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو۔ کہ تم کو صبر و توکل سکھاوینگے۔ پس حضرت مولنا اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مرتبہ کمال و تکمیل کو پُہنچے۔ اور اُن کے انتقال کے بعد بالاستقلال اُن کے نائب ہوئے ورع و تقوی و عمل بعزیمت و حفظ نسبت میں شان عظیم رکھتے تھے۔ گمنامی و ستر احوال کے زائد از حد ملتزم تھے۔ اور اِس واسطے درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے۔ کہ کسی کو اُن کے حال سے آگاہی نہ ہو۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ وہاں کسی ترکی مشائخ کا گذر ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ یہاں کسی مرد کی بو آتی ہے۔ اور مولانا درویش محمد کی جانب اشارہ کیا۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا خواجگی ایکنگی سے

نقل ہے۔ کہ بیشتر وجہ میرے والد کی شہرت کی یہ ہوئی۔ کہ ایک روز ایک درویش نے میری والد کے سامنے شیخ نورالدین خوافی کے حالات کا ذکر کرکے فرمایا۔ کہ وہ بہت بزرگ ہیں۔ اگر اِس طرف اُن کے آنے کا اتفاق ہو۔ تو ضرور ملنا۔ اِس بات کو ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ شیخ نورالدین موصوف کا نواح ایکنہ میں گذر ہوا۔ میرے والد نے۔ جب اُن کے آنے کی خبر سُنی۔ جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ پہنے ہوئے کچھ ہدیہ لے کر شیخ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جب وہاں پُہنچے۔ تو اُنھوں نے میرے والد سے سخت معانقہ کیا۔ اور تادیر دونوں مراقب بیٹھے رہے جب میرے والد وہاں سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے۔ تو چند قدم متابعت کرکے بتواضع

رخصت کیا۔ بعد والد کے چلے آنے کے اُنھوں نے حاضرین سے دریافت کیا۔ کہ اس جگہ کے طالبان خدا ان کی خدمت میں آتے جاتے ہونگے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ شیخ نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن پڑھایا کرتے ہیں۔ شیخ نورالدین نے فرمایا۔ کہ سُبحان اللہ یہاں کے آدمی بھی عجیب نابینا اور مردہ ہیں۔ کہ ایسے کامل مکمل شخص سے استفادہ واستفاضہ نہیں کرتے ہیں چنانچہ شیخ کی یہ بات تمام میں مشہور ہوگئی۔ اور لوگوں نے اِن کے پاس آنا جانا شروع کردیا۔ اور کسب کمال کرنے لگے۔ لیکن یہ لوگوں کی اِس رجوع سے بوجہ انزوا پسندی نہایت دلتنگ رہتی تھی +

نقل ہے۔ کہ شیخ خوارزمی کردی قدس سرہ کی یہ عادت تھی۔ کہ جس جگہ جایا کرتے تھے۔ اور وہاں کے جس مشائخ سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ اُس کی نسبت سلب کرلیا کرتے تھے۔ جب مولانا درویش محمد قدس سرہ کے دیار میں پُہنچے۔ تو وہاں کے سب مشائخ اُن کی ملاقات کو آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم کو بھی اُن کی ملاقات کے واسطے جانا چاہیئے۔ اور باطن سے اُن کی نسبت سلب فرمائی۔ شیخ نے اپنے تئیں خالی و صاف پایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے۔ جب حضرت مولانا۔ اِن کی ملاقات کو سوار ہوئے۔ تو حضرت شیخ کو اپنی نسبت کی بو آئی۔ اور آپ نے اونٹ پر سوار ہوکر اُس خوشبو کے پتہ سے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ اور جس قدر زیادہ آگے جاتے تھے۔ اور مولانا سے نزدیک ہوتے جاتے تھے۔ اُسی قدر وہ خوشبو زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ جب مولانا سے ملاقات ہوئی۔ وہ خوشبو منقطع ہوگئی۔ شیخ سمجھ گئے۔ کہ مولانا نے نسبت سلب فرمائی ہے۔ نہایت اظہار انکسار و نیازمندی کیا۔ اور نہایت عاجزی و مسکنت سے کہا۔ کہ مجھ کو نہیں معلوم تھا۔ کہ یہ ولایت آپ کے متعلق ہے۔ میں لوٹا جاتا ہوں۔ حضرت مولانا کو شیخ کی عجز و انکسار پر بہت رحم آیا۔ اور اُن کی نسبت اُن کو واپس کردی۔ شیخ نے اپنی نسبت کو بحال پاکر اُسی سواری پر اُس جگہ سے اپنے گھر کا راستہ لیا۔ حضرت مولٰنا درویش محمدؒ کا انتقال ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ ہجری کو ہوا۔ موضع اسقرار مضافات شہر سبز ماوراء النہر میں آپ کا مرقد ہے +

حالات حضرت مولانا خواجگی ایکنگی قدس سرہ

حضرت مولانا خواجگی ایکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ رحؒ درویش محمدؒ قدس سرہ سے انتساب ہے۔ اور انہیں کی تربیت سے مقام تکمیل وارشاد کو پہنچے

تیس ۳۰ سال تک اپنے والد کی مسند شیخت پر متمکن رہے۔ اور خدمت صادر و وارد کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ نہایت معمر و مسن ہو گئے تھے۔ اور ہاتھ کانپتے تھے۔ لیکن مہمانوں کے واسطے خود کھانا لاتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادم اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اور طریقہ نقشبندیہ کی نہایت رعایت فرماتے۔ ذکر جہر وغیرہ جو طریقہ میں محدثات ہو گئے تھے۔ اُن سے پرہیز و احتراز کرتے تھے۔ اِن کی خوارق عادات و اشراق قلوب آفتاب سے زیادہ مشہور تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع طلاب تھے۔ علماء و فضلاء و امراء و فقراء اِن کی خدمت میں استفادہ و استفاضہ کو حاضر ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک و سلاطین خاک آستانہ عالیہ کو سرمہ بناتے تھے۔

نقل ہے۔ کہ عبداللہ خاں والی توران نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بارگاہ عظیم الشان کھڑی ہے۔ اور جناب سلطان الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں رونق افروز ہیں۔ اور ایک شخص دروازہ پر ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کی عرض مہمات حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ اور اُس کا جواب لاتے ہیں۔ جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شمشیر اُن بزرگ کے ہاتھ عبداللہ خاں کو بھیجی۔ اور اُنہوں نے آکر اُس کی کمر میں باندھ دی۔ جب عبداللہ خاں بیدار ہوا۔ تو ان بزرگ کا حلیہ بتلا کر اُن کا پتہ پوچھا کسی نے حاضرین سے عرض کیا۔ کہ اِس شکل و شباہت کے حضرت مولانا خواجگی ایمکنگی ہیں۔ چنانچہ وہ بشوق تمام ہدایا و تحایف لیکر حاضر ہوا۔ اور آپ کا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا۔ پاکر نہایت خوش ہوا۔ اور بکمال نیازمندی سے پیش آیا۔ اور التماس قبول فتوح کیا۔ مگر آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ حلاوت فقر نامرادی و قناعت میں ہے سلطان نے بانکسار حکم اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم کی طرف اشارہ کیا۔ تب بناچار قبول فرمایا۔ اِس کے بعد سلطان ہر روز صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

نقل ہے۔ کہ کسی جگہ کا بادشاہ پیر محمد خاں نامی بعزم تسخیر سمرقند باقی محمد خاں وہاں کے حاکم پر پچاس ہزار سوار لیکر چڑھ آیا۔ باقی محمد خاں نے اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھ کر حضرت مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض و عاد ہمت کی آپ خود بنفس نفیس پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس کو سمجھایا۔ کہ تم واپس ہو جاؤ مسلمانوں کو آپس میں لڑنا اچھا نہیں ہے۔ مگر اُس نے کچھ سماعت نہ کیا۔ اور مولانا بخشم

تمام واپس آئے۔ اُس وقت باقی محمد خاں سے کہا کہ تم قلت لشکر کا کچھ فکر نہ کرو۔ اور دشمن سے مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ تعالےٰ فتح ہوگی۔ چنانچہ باقی محمد خاں بہمت مولانا لشکر لیکر روانہ ہوا۔ اور مولانا باجماعت درویشان اُس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور ایک پُرانی مسجد میں مستقبل قبلہ مراقب ہو بیٹھے۔ اور بار بار سر اُٹھاکر دریافت فرماتے۔ کہ کیا خبر ہے۔ حتیٰ کہ کسی نے آکر کہدیا۔ کہ باقی محمد خاں کی فتح ہوگئی۔ تب آپ وہاں سے اُٹھ کر گھر تشریف لائے +

نقل ہے۔ کہ ایک درویش نے بیان کیا۔ کہ میں ایک شب حضرت خواجہ رح کے ہمراہ پا برہنہ جاتا تھا۔ ناگاہ میرے پاؤں میں کانٹا لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے برادر جبتک کانٹا نہیں لگتا۔ پھول ہاتھ نہیں آتا +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ تین طالب علم آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں علیحدہ علیحدہ نیت کی۔ کہ اگر حضرت خواجہ فلاں طعام کی میری ضیافت کی تب میں اُن کو صاحب کرامت سمجھوں دوسرے نے کہا۔ اگر مجھ کو فلاں میوہ دیں۔ تب میں ولی سمجھوں۔ تیسرے نے کہا کہ اگر فلاں پسر صاحب جمال میرے پاس آجاوے۔ تب صاحب خارق جانوں جب یہ تینوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت نے اوّل کے دونوں کی خواہشات پوری کردیں۔ اور تیسرے سے کہا۔ کہ درویشوں کے جو حالات اور کمالات نصیب ہوتے ہیں۔ یہ بمتابعت صاحب شریعت ہوتے ہیں۔ اُن سے امر نامشروع صادر نہیں ہوتا۔ پھر سب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اِن لوگوں کے پاس امر مباح کے واسطے بھی نہ آئے۔ کیونکہ اِن کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر ایسی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں آنے والے کے واسطے نقصان ہے۔ اور اِن سے محرومی ہوتی ہے۔ فرمایا کرامت کا چنداں اعتبار نہیں ہے۔ اِن کے پاس خالصۃً للہ آنا چاہیئے۔ کہ اِن کے باطن سے حصہ ملے

آپ نے اپنے انتقال سے تھوڑے دنوں پہلے حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ اپنے خلیفہ کو ایک خط لکھا تھا۔ اور اُس کے آخر میں یہ دو شعر درج تھے ؎

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
خدائی مبادا مرا از خدائے دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

اِس خط کے تھوڑے ہی دن گذرنے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ ۹۱۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۰۸ھ ہجری

ہیں رحلت کی +

حالات حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ

حضرت خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ قدس سرہ کو حضرت مولانا خواجگی ایکنگی سے انتساب تھا۔ آپ کی ولادت بمقام کابل ۹۷۱ھ ہجری میں ہوئی۔ ایام لڑکپن ہی میں آثار تجرید وتفرید پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ بیشتر گوشہ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ مولانا محمد صادق حلوائی سے کہ اس زمانہ میں علماء کبار سے تھے۔ تحصیل علم ظاہری فرماتے تھے۔ اور چند مدت میں بسبب علو فطرت اپنے دیگر اہل مکتب سے بڑھ گئے۔ ابھی علم ظاہری اچھی طرح سے ختم نہیں کیا تھا۔ کہ راہ خدا میں قدم رکھا۔ اور بہت سے مشائخ ماوراء النہر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بعض جگہ توبہ بھی کی۔ مگر اس پر توفیق استقامت نہ ہوئی ایک روز کسی تصوف کی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ کہ ایک تجلی کا ظہور ہوا۔ کہ جس سے یہ بے اختیار ہو گئے۔ اور اس وقت روحانیت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے تلقین ذکر و القاء جذبہ فرمایا۔ اس کے بعد ہمہ تن ارباب باطن کی تلاش میں اس قدر سرگردان و پریشان پھرتے تھے۔ کہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ چنانچہ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ان کی والدہ کو ان کے حال پر نہایت رحم و شفقت آئی۔ اور اللہ تعالے سے دعا کی کہ یا اللہ یا اس کا مقصد حاصل کر۔ یا مجھ کو موت دے۔ کہ اس کا ایسی بیقراری کا حال دیکھنے کی مجھکو طاقت نہیں ہے۔ حضرت خواجہ رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری کشائش کار میری والدہ کی دعا سے ہوئی۔ بالجملہ اس تگ و دو میں حضرت خواجہ رح نے تمام ماوراء النہر بلخ بدخشاں لاہور کشمیر وغیرہ چھان ڈالا اور بڑے بڑے مشائخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے نقل ہے۔ کہ جس زمانہ میں آپ لاہور میں تھے۔ وہاں ایک مجذوب رہتا تھا۔ آپ اس کے پاس جایا کرتے تھے۔ وہ کبھی آپ کو گالیاں دیتا۔ اور کبھی پتھر مارتا۔ اور کبھی آپ سے بھاگتا تھا۔ مگر آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر کار ایک روز اس کو ان کے حال پر رحم آیا۔ اور اپنے پاس بلا کر بہت دعا حصول مقصود کی حضرت خواجہ رح فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ میں نے مثل متقدمین کی مجاہدہ و ریاضت نہیں کی۔ لیکن انتظار و قلق بہت دیکھے ہیں۔ قصہ مختصر حضرت خواجہ رح مولانا شیر غانی کے پاس پہنچے۔ اور وہاں سے سمرقند کو آتے تھے۔ راہ میں سے بعض دوستان ہندوستان کو ایک خط لکھا جس کے اول میں یہ شعر درج تھا۔ شعر

من از محیط محبت نشان ہمیدیدم — کہ استخوان عزیزان بساحل افتادست

اسی سفر میں آپ کو واقعہ میں معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ مولانا خواجگی امکنگی کے پاس جاؤ پھر حضرت مولانا خواجگی امکنگی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرزند میری آنکھیں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش وقت ہوئے۔ اور یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا۔ شعر

میگذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمین — عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

غرضکہ حضرت خواجہ رح حضرت مولانا خواجگی امکنگی رح کی خدمت میں پہنچے۔ اور وہاں تین دن رات خلوت میں مولانا سے صحبت کی اور اپنے تمام حالات باطنی گوش زد کئے حضرت مولانا نے فرمایا۔ کہ بعنایت آلہی و تربیت روحانیت اکابر طریقہ تمہارا کام انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب تم ہندوستان جاؤ۔ تم سے وہاں اس طریقہ کا رواج ہوگا۔ پہلے حضرت خواجہ نے عذر و انکسار کیا۔ مگر پھر حسب فرمودہ حضرت مولٰنا ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ شعر

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند — زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جب آپ لاہور میں پہنچے۔ ایک سال تک وہاں قیام فرمایا۔ تمام علماء و فضلاء سب آپ کے شیفتہ ہو گئے۔ بعد ازاں دہلی روانہ ہوئے۔ اور وہاں قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی۔ اور پھر یہاں سے تا آخر دم علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ کا شیوہ ستر حال و اخفاء و انزوا تھا۔ انکسار و دید قصور کا آپ پر کمال غلبہ تھا۔ اگر کوئی شخص اخذ طریقہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔ تو عذر کر کے اُس کو ٹال دیتے۔ البتہ جب اُس کی طلب نہایت گرم دیکھتے تب قبول فرماتے ؎

نقل ہے۔ کہ ایک شخص خراسانی حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر رہا کرتا تھا۔ اور حضرت خواجہ کی روحانیت سے طلب پیر کامل کیا کرتا تھا۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رح وہاں پہنچے۔ تو حضرت مرحوم نے اُس کو بشارت دی کہ ایک بزرگ نقشبندیہ طریقہ کے اِس شہر میں پہنچے ہیں۔ اُس کی ملازمت اختیار کرو۔ حسب الامر وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض مطلب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اِس لائق نہیں ہوں۔ وہ کوئی اور بزرگ ہونگے۔ اور اِس قدر عجز و عذر کیا کہ وہ شخص مان گیا۔ اور واپس ہو گیا۔ رات کو اُس نے پھر خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت خواجہ رح

نے فرمایا۔ کہ جس کا میں نے تجھ سے اشارہ کیا تھا۔ وہی بزرگ ہیں۔ جن کے پاس تو گیا تھا۔ چنانچہ اگلے روز وہ پھر حاضر ہوا۔ اور رات کا واقعہ سُنایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ وہ کوئی اور ہی ہونگے۔ میں ہرگز ایسا نہیں ہوں۔ تم جا کر دوسری جگہ تلاش کرو۔ اور کہیں کسی کا پتہ نہ لگے تو مجھ سے بھی آکر کہنا۔ میں بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اسی طرح کی نقل خواجہ حسام الدین احمد آپ کے خلیفہ کی ہے۔ کہ ابتدا میں جب وہ حاضر ہوئے۔ اُن سے بھی اسی قسم کی عذر معذرت کی۔ کہ کسی اور جگہ جاکر تلاش کرو۔ اور کہیں کسی کا سراغ لگے۔ تو خبر کرنا۔ اور اُن سے اس طرح کی الحاح کے ساتھ فرمایا۔ کہ وہ اسی تلاش میں آگرہ چلے گئے۔ وہاں جا کر سخت حیران اور پریشان تھے۔ کہ کیا کریں ناگاہ گلی میں سے گانے کی آواز آئی کوئی یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا پڑھتا تھا ؎

توخواہی آستین افشان و خواہی دامن اندکش مگس ہرگز نخواہد رفت از دوکان حلوائی

یہ سُن کر وہ فی الفور واپس آگئے۔ اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا سُنایا۔ تب آپ نے ان کو قبول فرمایا۔ جس کسی کو آپ قبول فرماتے تھے اگر اُس میں مادہ عشق و محبت زیادہ دیکھتے تھے۔ اُس کو رابطہ تعلیم فرماتے۔ اور کسی کو ذکر قلبی اور کسی کو لا الہ الا اللہ اور کسی کو اسم ذات تعلیم فرماتے تھے۔ آپ کی نسبت میں جذب نہایت تھا۔ جس پر نظر پڑتی تھی بے اختیار و بیتاب ہو جاتا تھا۔

نقل ہے۔ کہ ایک لشکری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا۔ اور اپنا گھوڑا سائیس کو دے آیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بضرورت طہارت مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ اتفاقاً اس خادم پر آپ کی نظر پڑ گئی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تو مسجد میں تشریف لائے۔ اور اُس پر جذب و بیخودی غالب ہوئی۔ کہ بکمال شورش بازار میں چلا اور وہاں سے صحرا کو چلا گیا۔ اور پھر معلوم نہ ہوا۔ کہ کہاں گیا علیٰ ہذا القیاس ایسی بہت حکایات ہیں۔ اور ہر وقت تعلیم ذکر ہمت و توجہ بھی فرماتے تھے۔ کہ قلب متوجہ ہو جاتا تھا۔ اور کسی کو عالم مثال اور کسی کو عالم ارواح منکشف ہو جاتا تھا۔ اور بعض صرف صورت مبارک ہی دیکھ کر مجذوب و مغلوب ہو جاتے تھے۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ خطیب منبر پر تھا۔ کہ اُس کی آنکھ آپ پر پڑ گئی فی الفور تڑپ کر منبر سے گر پڑا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایام رمضان میں شب کے وقت ایک خادم کے ہاتھ حضرت خواجہ رح کے پاس فالودہ بھیجا۔ وہ سادہ

وضع آدمی تھا۔ سیدھا خاص دروازہ تک چلا گیا۔ اُس وقت حضرت خواجہ رح نے بوجہ شفقت اور کو نہ اُٹھایا۔ اور خود ہی فالودہ لینے چلے گئے۔ اور لیکر اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ بابا حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ کہ ہمارے میاں شیخ احمد کا خادم ہے تو ہمارا ہی ہے۔ جیسے ہی وہ واپس ہوا۔ جذب و سکر نسبت اُس پر غالب ہونا شروع ہوا۔ اور وہ چلاتا ہوا افتاں وخیزاں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ماجرا پوچھا۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ زمین آسمان شجر حجر سب جگہ ایسا فرہنگ نظر آتا ہے۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت خواجہ رح مقابل اِس بیچارہ کے ہو گئے۔ اور پرتو آفتاب اِس ذرہ پر پڑ گیا۔ عامہ خلائق پر آپ کو اِس قدر رحم اور شفقت تھی۔ کہ ایک بار آپ کے روبرو لاہور میں قحط عظیم ہوا۔ جب آپ کے سامنے کھانا آتا۔ آپ فرماتے کہ یہ کیا انصاف ہے۔ کہ گلی میں تو آدمی بھوکے مریں۔ اور میں کھاؤں۔ اور اُس کھانے کو محتاجین کو تقسیم کر دیتے سفر میں اگر کسی کو ماندہ وضعیف دیکھتے۔ اُس کو اپنی سواری پر سوار کر لیتے۔ اور خود پیدل ہو جاتے۔ جب شہر قریب آجاتا۔ آپ پھر سوار ہو لیتے۔ کہ یہ کار ثواب پوشیدہ رہے +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح تہجد کی نماز کے واسطے اُٹھے آپ کے لحاف بچھونے میں بلی بیٹھ گئی۔ آپ صبح تک سردی کی ایذا اُٹھاتے رہے۔ مگر بلی کو نہ ہٹایا۔ اگر کسی سے مکروہ شرعی دیکھتے اوروں کی طرح بتصریح و شدت نہی منکر نہ فرماتے۔ بلکہ کنایۃً واشارۃً فرما دیتے +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت خواجہ رح کے پڑوس میں رہتا تھا۔ طرح طرح کی شرارتیں اُس سے ظہور میں آتی تھیں۔ مگر آپ سب برداشت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے کسی مرید نے یہ حال دیکھ کر اُس کو کوتوالی میں پکڑوا دیا۔ آپ نے یہ سُن کر اپنے مرید پر عتاب فرمایا۔ اُس نے عرض کیا۔ حضرت وہ بڑا فاسق و شریر ہے۔ حضرت خواجہ رح نے یہ سُن کر آہ سرد دل سے کھینچی۔ اور فرمایا۔ کہ ہاں تم اپنے تئیں صالح باصفا جانتے ہو۔ تم کو اور شریر و فاسق نظر آتے ہیں۔ ہم کیا کریں کہ ہم کو وہ اپنے سے کسی طرح بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ یہ سُن کر اُس مرید نے اُس کو حبس سے رہا کرا دیا +

نقل ہے: کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر انوار کی زیارت کو گئے۔ وہاں خادموں نے آپ کی تشریف آوری خبر سُن کر مزار کے قریب ایک چادر آپ کے بیٹھنے کے واسطے بچھادی۔ اتفاقاً وہاں ایک

فقیر بیباک موجود تھا۔ اُس نے دیکھ کر دریافت کیا۔ کہ یہ کس کے واسطے ہے۔ خادموں
نے حضرت خواجہ رح کا نام لیا وہ آپ کا نام سُن کر آگ بگولہ ہوگیا۔ اور آپ کی شان میں
بہت سخت سخت الفاظ شروع کیئے۔ کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے۔ پھر آپ
سے متوجہ ہوکر اور زیادہ بیہودہ گوئی شروع کی مگر آپ نے اِس سے معذرت کی کہ جو
کچھ ہوا ہے۔ میری لاعلمی میں میری بلا اجازت ہوا ہے تم خفا مت ہو اور تم جو کچھ میرے
حق میں کہتے ہو۔ درست میں ایسا ہی ہوں۔ حضرت کے ہمراہیوں نے چاہا بھی کہ
اُس کو تنبیہ کریں۔ مگر آپ نے اُن کو منع کردیا۔ اور قریب جاکر اُس کا پسینہ اپنی آستین
سے پونچھا اور نہایت منت سے چند درم دیئے اور فرمایا کہ میری کمبختی کی وجہ سے
تم کیوں اپنا دماغ خالی کرتے ہو۔ جانے دو جو ہمراہی تھے کہتے تھے۔ کہ اُس فقیر نے اِس
قدر بُرا بھلا کہا۔ مگر آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر نہ ہوا۔ اگر حضرت خواجہ رح کے کسی مرید سے کوئی
جرمیہ یا لغزش ہوجاتی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ میری بدصفتی کا سبب ہے۔ نہ یہ باتیں
مجھ میں ہوتیں نہ اُن میں منعکس ہوتیں۔ اگر کوئی شخص محفل اقدس میں کسی مسلمان کی خفت
بیان کرتا۔ آپ اُس کی تعریف شروع کردیتے۔ ہمیشہ اپنے اصحاب کو نیستی و دید قصور پر دلالت
فرماتے تھے ٭

نقل ہے کہ شیخ تاج سنبھلی جو حضرت خواجہ رح کے خلیفہ تھے۔ اوائل میں شیخ الہ بخش
خلیفہ میر سید علی قوام جونپوری قدس سرہ سے مرید ہوئے تھے۔ اور ایک شخص دیوانہ
ابابکر بھی شیخ الہ بخش قدس سرہ مذکور کا مرید تھا۔ یہ ابابکر بھی سنبھل کے رہنے والے تھے
جب حضرت شیخ تاج حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کرکے اپنے وطن
سنبھل میں گئے۔ اور وہاں اُن سے تاثیر عظیم پیدا ہوئی۔ اور سر بہ تربیت طلاب میں مشغول
ہوئے۔ تو بعض اہل سنبھل کو حسد آیا۔ انہوں نے دیوانہ ابابکر مرید شیخ الہ بخش کو اُن سے بھڑوا دیا۔ انہوں
نے دیوانہ ابابکر کو خوب تنبیہ کی۔ اور یہ ماجرا حضرت خواجہ قدس سرہ کو لکھا حضرت خواجہ رح نے اُس کے جواب میں یہ خط لکھا

مکتوب دماغ خشکی شما کہ در باب شیخ ابابکر نمودہ بودید خواندیم این نوع چیزہا مناسب
مقام شفقت و کارشناسی نیست اولیاء از کبائر محفوظ نیستند نامراد بیچارہ کہ روزے
چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم داشت ازو
ظاہر نشود خصوصاً کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات ازو نباید
چشم داشت اگرچہ بولایت برسد خدا داند و آن وقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد
وصورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد کارخانہ دیوانہا دیگر است نمی بینید کہ تکالیف

شرعیہ مربوط بعقل است بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور باید داشت ونظر برفاعل حقیقی باید کرد بل معیت وجود را دیدہ ادب شناخت اینست نفوس مختلف اند بعضے امارہ و بعضے مطمئنہ و بعضے درمیان کہ آنرا لوامہ گویند آنہم اگر ذوی العقول باشد مطمئنہ اولیاء است ارباب نفوس امارہ را نیز معذوری باید داشت بل بنظر لطف دید در ہر کاری مطالعہ گے جمیل بکار باید برد طعن اہل سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد بل بنظر ترحم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اند اگر عاجزی گناہ کند حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور او را بر تلبیس چرا حکم فرمانید الحمد للہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیاء است ما خود در ظہور ایں امور طریق دیگر داریم ہر گاہ ملامتی میرسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را مواعظت غیبی میدانیم چنانکہ دریں مادہ نیز در خود نفاقہا و تلبیسات یافتیم والتجا بحضرت کرم او بردیم انشاء اللہ تعالےٰ مرتفع شود بارے بگوئید از ملامت سنبھلیاں چہ لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہند نمود یا صفائی توجہ برطرف خواہد شد یار درگاہ خداوندی خواہد شد ع

معشوقہ ترا و بر سر عالم خاک۔ والسلام

اسباب دنیاوی سے آپ کو اس قدر استغنا تھی۔ کہ کبھی مجلس میں ذکر دنیا نہ ہوتا تھا اور نہ اپنے واسطے اور نہ اپنے درویشوں کے واسطے کوئی تدبیر کرتے تھے۔ اور درویشوں کے واسطے سوا فقر و فاقہ و قناعت و زہد و مسکنت اور کچھ نہ چاہتے تھے۔ اگر کوئی ارباب غنا سے فقرار درگاہ کے واسطے کچھ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ تو آپ اپنے اور اپنے خاص خادموں کے واسطے منظور نفرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ان کی زیست میری طرح زہد و ریاضت و توکل و قناعت سے بسر ہو فرمایا۔ کہ جس کسی کو مجھ سے مالی مدد پہنچے بہ یقین سمجھ لے۔ کہ مجھ کو دینی محبت میں اُس کے ساتھ نقصان ہے البتہ غیر خواص کو مالی مدد فرمایا کرتے تھے ؛

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح کا عزم سفر حج ہوا۔ خانخاناں نے ایک لاکھ روپیہ بطور زاد و راحلہ کے بھیجے۔ آپ نے واپس کر دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ اس بات کو دل قبول نہیں کرتا کہ اس قدر روپیہ کسی کا اپنے جرف میں لاؤں کھانے اور کپڑے کا کچھ التزام آپ کے مزاج میں نہ تھا۔ اگر کتنی ہی مدت کوئی غیر مرغوب کھانا ہوتا۔ کبھی نہ فرماتے کہ اس کو بدل دو یا اور پکا دو یا اگر کپڑے میلے ہو جاتے۔ تو یہ نفرماتے۔ کہ اور حاضر کرو آپ کا مکان نہایت تنگ و تاریک و شکستہ تھا۔ اُس کی صفائی

اور درستی کا کبھی خیال نہ فرمایا۔ باوجودیکہ آپ نہایت نحیف وضعیف تھے۔ مگر دوام ذکر وکثرت طاعت پر نہایت شفقت رکھتے تھے۔ بعد نماز عشا حجرہ میں تشریف لیجاتے۔ اور مراقبہ کرتے جب ضعف معلوم ہوتا۔ اٹھکر وضو کرتے اور دوگانہ گذار کر پھر مراقب ہوجاتے۔ اور اسی طرح تمام شب گذار دیتے۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط تھی۔ کہ مل طیب سے قرض حسنہ لیکر اپنی اور درویشوں کے واسطے طعام پکواتے۔ اور فتوح میں سے وہ قرض ادا کردیتے۔ اور اس بات کی نہایت تاکید تھی۔ کہ طعام پز باوضو ہو۔ اور بحضور دجمعیت پکایا فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو کھانا بلا احتیاط پکتا ہے اُس کے کھانے سے ایک دھواں اُٹھتا ہے۔ کہ وہ مجاری فیض کو بند کردیتا ہے۔ اور ارواح طیبہ کہ وسائل فیض ہیں۔ قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ حضرت خواجہ رح کی والدہ شریفہ کہ قانتات وعارفات سے تھیں انہیں احتیاط کی وجہ سے باوجود لونڈی باندیوں کے بذات خود تنور میں روٹیاں لگایا کرتی تھیں۔ اور مریدوں کو بھی اس قسم کی احتیاط کی نہایت تاکید تھی۔ چنانچہ اگر کوئی مسامحت کرتا تو اُس کو نقصان سے معلوم ہوجاتا تھا۔ چنانچہ

نقل ہے۔ کہ ایک درویش نے اپنے کام میں پستگی پائی۔ اور خدمت عالی میں آکر ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ رح نے سُن کر فرمایا۔ کہ لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے۔ اُس نے عرض کیا تقمہ تو وہی ہے۔ فرمایا کہ خوب سوچو آخر کار معلوم ہوا۔ کہ ایندھن میں کچھ ترک احتیاط ہوگئی تھی۔ آپ کا ہمیشہ عمل عزیمت پر تھا۔ سماع وجہر کو آپ کی مجلس میں بار نہ تھا۔ حتی کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک درویش نے اللہ بجہر کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُس سے کہدو کہ ہماری مجلس میں اگر آئے۔ تو آداب مجلس کا لحاظ رکھے۔ ایک مرتبہ حدیث کی کتابوں میں دیکھ کر فاتحہ خلف الامام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق پڑھنا شروع کردیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ اپنی تعریف میں قصیدہ پڑھتے ہیں۔ اور اُس سے یہ سمجھ میں آیا۔ کہ آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ میرے مذہب پر ہزاروں اولیاء گذرے ہیں۔ اُس کے بعد پھر آپ نے فاتحہ خلف الامام ترک کردیا۔ اور باوجود ایسے کمال وتکمیل کے آپ پھر بھی اپنی نایافت ہی کی شکایت کرتے تھے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔ رباعی

در راہ خدا جملہ ادب باید بود — تاجاں باقیست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند — گم باید کرد وخشک لب باید بود

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے آپ کے کسی مرید کو خط لکھا تھا۔ اُس خط کی پشت

احتیاط طعام

عمل بعزیمت

پر آپ نے یہ عبارت اپنے قلم سے لکھی۔ دریغ کہ ایں عاجز گرفتار راقوت کار نماند دگرنہ بتوفیق اللہ تعالے دریں دو روزہ عمر دیوانہ دار ماتم باز ماندگی خود میداشت و در جست وجوئی کیمیائے مقصود تگ و دومی نمود و زندگانی فدائے ایں راہ میکرد حق تعالے دریں افتادگی نیز دردی و آشوبی کرامت فرماید کہ کار دو جہانی خود را در قبضہ اختیار و اقتدار او نہادہ از مجموع گرفتاریہا فراغی بیابم آمین یارب العالمین امید ازاں برادر آنست کہ روئے برخاک بنہد واز برائے حصول آرزوئے فقیر از خدائے عزوجل بخواہد کہ دعاء الغائب للغائب اسرع الی الاجابۃ آمدہ والدعاء فرمایا حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے شعر

ہر دو مست گر تفاوت می کند بنگری باشی کہ اوبت می کند

فرمایا کہ یادکرد کے معنی زبان سے یاد کرنا بازگشت کے معنی یہ کہنا کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ نگہداشت خطرات سے دل کا بچانا۔ یادداشت استیلاء حضور بغلبۂ ذاتی فرمایا توبہ کے معنی گناہ سے نکلنے کے ہیں۔ اور حجاب ہے۔ وہ گناہ ہے۔ پس کمال توبہ مراد کندن سے ہے۔ کہ اس کے واسطے پوستین لازم ہے۔ فرمایا زہد کے معنی رغبت سے نکلنا ہے۔ چونکہ رغبت مقید بمتاع دنیوی ہے۔ پس کمال زہد نامرادی ہے مصرع

چو پیوند ہا بگسلی واصلی

فرمایا توکل روایت اسباب سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال توکل یہ ہے۔ کہ وجود اسباب سے کہ فرع شہود حق مطلق ہے۔ باہر آئے فرمایا قناعت ترک فضول واکتفا بقدر حاجت اور عمدہ کھانے اور لباس اور مسکن سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں اور کمال قناعت یہ ہے۔ کہ صرف ہستی اور محبت حق تعالے پر اکتفا و آرام کرے فرمایا عزلت مخالطت خلق سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال عزلت یہ ہے۔ کہ رویت خلق سے بھی باہر آئے۔ فرمایا ذکر ماسوا اللہ تعالے کے ذکر سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال ذکر یہ ہے۔ کہ خود ذکر سے باہر آجائے وظہور سر ہو الذاکر والمذکور ہو۔ فرمایا توجہ جمیع دواعی سے باہر آنا و بتمامہ متوجہ حق سبحانہ کی طرف ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا صبر حظوظ نفس و مالوفات و محبوبات سے باہر آنیکا نام ہے۔ فرمایا مراقبہ اپنے افعال وتوانائی سے باہر آنے اور مواہب الٰہی کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں فرمایا۔ رضا رضاء نفس سے باہر آنا در رضاء الٰہی میں داخل ہونا اور تسلیم احکام ازلیہ و

طلب درد و آشوب

تفویض الی اللہ کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو شخص مقام معصیت میں ہے۔ یا اُس کے دل میں
دنیا کی رغبت ہے۔ یا سبب میں ہے۔ یا معاش ضروری پر اکتفا نہیں کرتا۔ یا خلق سے
مخالفت رکھتا ہے۔ یا اُس کی اوقات ذکر فکر سے معمور نہیں ہیں۔ یا خدا سے سوا خدا کچھ
اور چاہتا ہے۔ یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا ہے۔ یا اپنے اوپر یا اپنے افعال پر یا اپنے حول قوۃ
پر نظر رکھتا ہے۔ یا تسلیم احکام ازلیہ نہیں کرتا وہ یقینی سلوک میں ناقص ہے۔ فرمایا مگر
معلوم ہو کہ بعض اہل نہایت کہ جو اپنے سے اور اپنی تمام خواہشات سے باہر آ گئے ہیں۔
بباعث بعض نیات اکتفا و عدم اختلاط و مجاہدہ میں نہیں رہے ہیں۔ و لکل وجھۃ ھو مولیھا
فرمایا اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا قول ہے۔ کہ جس شخص کو اس راہ کا درد دامنگیر
ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ بعد توبہ نصوح بقدر طاقت رعایت زہد و توکل و قناعت و عزلت
و صبر و توجہ وغیرہ جمیع مقامات کر کے اوقات ذکر الٰہی میں مصروف رکھے اور اسی رعایت
کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ فرمایا ہمارے طریق ذکر سے جذب پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد
جذب جمیع مقامات بسہولیت و استقامت حاصل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر کسی کو اس سلسلہ
کے درویش سے کہ جس میں وہ اوصاف موجود ہوں۔ جو اکابر طریقہ کہتے ہیں۔ ایسی محبت
ہو جائے۔ کہ اُس کی غیبت میں اُس کی صورت حاضر رہتی ہو۔ تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا
چاہیئے۔ لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی ایسی بات تجھ سے نہ ہو۔ کہ اُس کے دل
میں تیری جانب سے کوئی کراہت پیدا ہو جائے۔ چاہیئے کہ اپنی مراد دل میں نکال ڈالے
اور اُسی کی مراد پر قایم رہے۔ بالجملہ مدار اس طریقہ کا ارتباط جانبین پر ہے۔ جس طرح
کہ روئی آتشی شیشہ سے مقابل ہو کر حرارت آفتاب حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح اُس کا باطن
بوجہ ارتباط حرارت آگاہی حق سبحانہ تعالےٰ کسب کرتا ہے۔ مثال طالب اور اُس درویش
کی مثال روئی اور آتشی شیشہ آفتاب نما کی ہے۔ یہ طریقہ حقیقت میں حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ کیونکہ اُن کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے نسبت حُبی بدرجہ کمال حاصل تھی۔ اور اسی راہ سے اُنہوں نے فیض حاصل کیا ہے
فرمایا طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کے حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ سے منسوب ہے۔ بوجہ اسی نسبت حبی کے ہے۔ فرمایا کہ دوام مراقبہ بڑی دولت
ہے۔ کہ اُس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ اور دلوں میں قبولیت پیدا ہونی
اللہ تعالےٰ کی قبولیت کی نشانی ہے۔ فرمایا کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں ہے کشوف
صوریہ میں محل خطا و لغزش بہت ہے۔ کوشش کرنا چاہیئے کہ ظہور مع اللہ ہو۔ فرمایا

ولایت بفتح الواو قرب بندگی کو کہتے ہیں۔ کہ حق سبحانہ تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور بکسر الواو موجب قبول خلق ہوتا ہے۔ خوارق وتصرف قسم ثانی سے متعلق ہے۔ کسی نے اُس وقت سوال کیا کہ مستعدوں کو جو برکات پہنچتی ہے۔ وہ کس قسم سے ہے۔ فرمایا کہ یہ اثر ولایت بفتح کا ہے۔ فرمایا کہ جس وقت طالب کا آئینہ پیر کے آئینہ کے محاذی ہوتا ہے۔ اُس وقت اُس میں بقدر مناسبت پرتو پڑتا ہے۔ فرمایا کہ بعض کو دونوں قسم کی ولایت سے کوئی ایک حاصل ہوتی ہے اور کسی کو دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے۔ کہ دونوں ہوتی ہیں۔ مگر ایک قوی اور ایک ضعیف فرمایا کہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی ہمیشہ ولایت بفتح ولایت بکسر پر غالب ہوتی ہے۔ فرمایا اگر کوئی مقتدا اس جہان سے انتقال کرجاتا ہے۔ تو ولایت بکسر اپنے مخلص کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور ولایت بفتح اپنے ساتھ لیجاتا ہے۔ فرمایا اولیاء اللہ کبائر سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر اُن سے کوئی بات اتفاقاً صادر ہوجائے۔ تو اُن کے احوال کا بطلان کرنا جہالت ہے۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اُن کا دایم یا اکثر حال کیا ہے۔ اگر اکثر اچھا ہے۔ تو پھر اگر اتفاقاً اُن سے کچھ سرزد ہوگیا۔ تو اُس میں معذور رکھنا چاہیئے فرمایا کہ طریقہ انجذاب ومحبت یقینی موصل ہے۔ اور اُس کا رُخ سوا حق سبحانہ کے اور طرف نہیں ہے۔ بخلاف اور طریقوں کے کہ اُن کا رُخ انوار کی جانب ہے۔ اِس سبب سے بعضے اُسی میں رہ جاتے ہیں۔ فرمایا انجذاب ومحبت ہر فرد انسانی میں ہے۔ لیکن پوشیدہ ہے۔ اہل سلسلہ نقشبندیہ اُسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔ فرمایا مشائخ تین وجہ سے تربیت وارشاد خلق فرماتے ہیں۔ یا بالہام حق سبحانہ یا بحکم پیر یا بوجہ شفقت کہ خلق کو ضلالت میں دیکھ کر پیدا ہو۔ مقتضاے شفقت یہ ہے۔ کہ ترویج شریعت اختیار کرے۔ اور خلق کو وعظ نصیحت وحفاظت شریعت کرے۔ اور فقہ وغیرہ کی تعلیم وتعلم کرتا رہے۔ اور جو لوگوں کو واصل کرتے ہیں۔ اُس میں شفقت شرط نہیں ہے۔ وہ شفقت سے بھی بڑھی ہوئی بات ہے۔ اِس طریقہ کا حاصل تربیت انجذاب ایمانی ہے کہ دعوت تمام انبیا علیہ السلام اُسی کی ہے۔ فرمایا توکل کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ ترک اسباب کرکے بیٹھ جائے۔ یہ خود بے ادبی ہے۔ بلکہ کتابت وغیرہ کا کوئی سبب یعنی پیشہ مقرر کرلے۔ فرمایا سبب پر نظر نہ رکھنا چاہیئے۔ سبب کو مثل دروازہ کے خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے واسطے حصول سبب کے مقرر کیا ہے۔ اگر کوئی دروازہ بند کرکے دیوار پر سے گذرنا چاہے۔ تو یہ سب بے ادبی ہے۔ فرمایا قطع علائق کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام

نعمت دنیوی و اخروی سے دل پھر جائے۔ اور تمام احوال و مشاہدات سے بے پروائی ہوجائے۔ و انجذاب تلق متخذ وقت ہو۔ آپ کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ چنانچہ +

نقل ہے کہ ایک چشتیہ شیخ زادہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اُس کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ زیست کی اُمید نہ رہی۔ کسی نے یہ معاملہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُس کے دل میں یہ خیال گذرا تھا۔ کہ اِس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنا چاہیئے۔ اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہوگئی۔ اُس کی غیرت ہوگئی ہے۔ اور یہ وجہ علالت ہے۔ اُس شخص نے یہ حال مریض کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اُس کی تصدیق کی۔ اور ندامت و توبہ ظاہر کی۔ چنانچہ فی الفور آرام ہوگیا +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے ہمسایہ پر نائب حاکم نے بہت ظلم کیا۔ اور چاہا کہ اُس کو گھر سے نکالدے۔ یہ خبر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ آپ نے اُس کو سمجھایا کہ اِس محلہ میں فقیر رہتا ہے۔ اِس سے در گذر کر۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں۔ صرف تیری نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی۔ دو تین روز کے بعد اُس پر چوری کا الزام لگا۔ اور اُس کو مع خویشان قتل کر ڈالا آپ کے تصرفات نہایت قوی تھے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک سن رسیدہ عالم نے باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ مگر قادر نہ ہوسکا۔ اِس سے اُس کو ایسی شرمندگی ہوئی۔ کہ اِس نے دہلی کو چھوڑنا چاہا۔ یہ بات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی اُس کے حال پر نہایت رحم آیا۔ ایک روز آپ گھوڑے پر سوار جاتے تھے۔ کہ وہ عالم سر راہ مل گئے۔ آپ اُن کی تعظیم کو گھوڑے سے اُتر پڑے۔ اور سینہ سے خوب زور سے لگایا۔ اُس وقت اُس نے اپنے میں طاقت عجیب پائی۔ اور صاحب اولاد ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک عورت عقیمہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور شکایت کی کہ میرے بال بچہ نہیں ہوتا۔ میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اِس سبب سے مجھ کو نہایت رنج ہے۔ اُس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرماتے تھے۔ تھوڑی سی کھاکر باقی اُس کو دیدی۔ اور فرمایا کہ بالفعل مادۃ الحیاۃ حاضر ہے اُس عورت نے وہ مادۃ الحیاۃ حضرت کے ہاتھ سے لیکر نوش کی ببرکت نفس نفیس اُس کا مرض جاتا رہا۔ اور اللہ نے اُس کو اولاد دی۔ اور اُس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ فسخ کردیا +

نقل ہے۔ کہ حضرت کے ایک خادم کو بعض سوانح سکریہ خلاف فقہ حنفیہ وارد ہوئیں ہر چند اُن کے دفع کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار حضرت خواجہ سے عرض کرنے کے ارادہ سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے بمجرد چہرہ مبارک پر نظر پڑنے کے وہ سوانح سکریہ زائل ہو گئے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صدہا کرامات ہیں۔ کہ جس کا بیان مشکل ہے۔ اور اِس سے زیادہ کیا کرامت ہو سکتی ہے۔ کہ آپ نے صرف تین چار سال ہدایت و ارشاد خلق فرمایا۔ اور اِس عرصہ قلیل میں آپ کا فیض تمام میں پھیل گیا۔ اکثر مشائخ وقت پیری و مریدی ترک کر کے حاضر حضور ہوئے۔ اور مشرف بہ تلقین ذکر ہوئے دہلی میں جب آپ کا ظہور شروع ہوا۔ تو بعض مشائخ کو بہت غیرت آئی۔ اور آپ کے ضرر پہنچانے کے واسطے بہت توجہ کی۔ اور اسم پڑھے۔ لیکن کچھ فایدہ نہ رہا۔ بلکہ خود ہی نقصان اٹھائے۔ اور آخر کار حاضر ہو کر مرید ہوئے اور مخلصوں میں داخل ہوئے۔

نقل ہے۔ کہ جب آپ کا سن شریف چالیس سال کا ہوا۔ تو جس کسی کی وفات کی خبر سُنتے آہ سرد بھر کر فرماتے۔ کہ خوب چھوٹا انہیں دنوں میں آپ نے ایک اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا۔ کہ جب میری عمر چالیس سال کی ہوگی۔ تو مجھ کو ایک واقعہ عظیم پیش آئے گا۔ پھر ایک روز فرمایا۔ کہ خواب میں دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے۔ کہ جس غرض کے واسطے تم کو لائے تھے۔ وہ پوری ہوگئی۔ ایک روز فرمایا۔ کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں کسی کا انتقال ہوگا۔ ایک روز فرمایا۔ کہ کوئی کہتا ہے۔ کہ قطب وقت کا انتقال ہوگیا اور میں اُس وقت قصیدہ عزا اپنے مرثیہ میں پڑھتا ہوں۔ اور اُس میں میری تعریف مندرج ہے۔ غرضکہ وسط جمادی الثانیہ میں آپ کو مرض موت شروع ہوا۔ اِن دنوں میں ایک روز فرمایا۔ کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ پیراہن پہنو۔ اِس کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اگر زندہ رہینگے۔ تو پہنیں گے ورنہ پیرہن کفن ہی پیرہن ہے۔ ایام مرض میں ایک روز آپ کو استغراق و استہلاک اِس قدر ہوگیا۔ کہ حاضرین یہ سمجھے۔ کہ آپ کی نزع کی حالت ہے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے۔ تو موت بڑی نعمت ہے۔ اور ایسے حال نکلنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ روز شنبہ ۲۵ جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ ہجری کو اللہ اللہ کہتے ہوئے جان بجاناں تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دفن کیا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح مع اصحاب اس جگہ تشریف لائے تھے

اور اِس جگہ کو پسند کر کے وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں کی تھوڑی سی خاک آپ کے دامن کو لگ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں کی خاک دامنگیر ہوتی ہے +

حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ حضرت کی پیدائش ۱۴ شوال یوم جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱ھ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کا نسب انسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے۔ کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم نے فرمایا کہ آپ کی ولادت کے قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے خوک بندر و ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ کہ اسی اثنا میں میرے سینہ سے ایک نور نکلا ہے۔ اور اُس میں ایک تخت ظاہر ہوا ہے۔ اور اُس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اُس کے سامنے تمام ظالم و زندیق و ملحدوں کو بکری کی طرح ذبح کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص آواز بلند کہتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اِس خواب کی تعبیر حضرت مخدوم نے حضرت شاہ کمال کیھتلی سے چاہی۔ انہوں نے بعد توجہ فرمایا۔ کہ تمہارا لڑکا پیدا ہوگا۔ اُس سے دفعہ ظلمت والحاد و بدعت ہوگی فوتع لکما قال۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ ایسے علیل ہو گئے۔ کہ زندگی کی توقع نہ رہی۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال کیھتلی کا وہاں گذر ہوا۔ حضرت کے والد رح حضرت شاہ صاحب رح کے پاس آپ کو دَم کرانے کو لے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے مُنہ میں دیدی۔ اور آپ اُس کو دیر تک چوستے رہے۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کے والد بزرگوار کو تسلی دی۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ اِس لڑکے کی عمر دراز ہوگی۔ و عالم و عارف کامل ہوگا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایام رضاعت کا ہے۔ مگر حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھ کو ابھی تک یاد ہے۔ جب آپ سن تعلیم کو پہنچے۔ تو آپ کو داخل مکتب کیا تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بعد ازاں اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ زیادہ حصہ علم کا انہیں سے پڑھا ہے۔ اور کچھ دیگر علماء کبار سے سیالکوٹ میں جاکر مولانا کمال کشمیری کہ فحول علماء وقت سے تھے۔ عضدی وغیرہ پڑھا ہے۔ بعض کتب احادیث مثل مشکوۃ و صحیح بخاری و شمائل ترمذی جامع صغیر سیوطی و بعض تفاسیر مثل تفسیر واحدی و بیضاوی شریف و قصیدہ بردہ وغیرہ دیگر علماء کبار سے پڑھی تھیں۔ سترہ سال

کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ درس تدریس میں مشغول ہوئے۔ طلباء کو نہایت سعی و کوشش سے پڑھایا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک مرتبہ آپ کا آگرہ کہ اُس زمانہ میں دار الخلافت تھا۔ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس سفر میں آپ کو ابو الفضل سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر آخر کار آپ اُن کی بد اعتقادی سے ناراض ہو گئے۔ اور ترک ملاقات کی وہاں سے واپس آکر آپ اپنے والد ماجد کی صحبت کے ملتزم ہوئے۔ اور اخذ فوائد باطنیہ کر کے اجازت سلسلہ شریفہ چشتیہ حاصل کی۔ لیکن بوجہ کمال تقویٰ و التزام متابعت سُنت سنیہ تواجد و سرود و غیرہ سے کہ اس طریقہ شریفہ کے مرسوم سے ہے۔ پرہیز رکھا۔ اس زمانہ میں ایک مرتبہ آپ نہایت علیل ہو گئے۔ چنانچہ اس حال کو دیکھ کر آپ کی بیوی صاحبہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی صحت کے واسطے دعا مانگنی شروع کی۔ اور نہایت گریہ و زاری کی۔ اسی گریہ و زاری میں نیند آگئی۔ معلوم ہوا گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ تم خاطر جمع رکھو۔ ہم کو اس شخص سے بہت کام ہیں۔ کہ ابھی ہزاروں میں سے ایک بھی سر انجام نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد پھر جلد آپ کو صحت ہو گئی۔ حضرت کو ہمیشہ ہی شوق طواف بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے آرام کئے رہتا تھا۔ لیکن بوجہ اپنے والد بزرگوار کی کبر سنی کے ان کی خدمت سے علیحدگی پسند نہ فرماتے تھے۔ آخر کار بمشیت ایزدی ۱۰۰۷ھ ہجری میں حضرت کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ اور آپ ۱۰۰۸ھ ہجری میں بارادہ حج متوجہ سفر یثرب و بطحا ہوئے۔ جب دہلی میں پہنچے۔ تو مولانا حسن کشمیری نے کہ حضرت کے دوستوں میں تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ اور اُن سے ملنے کی ترغیب دلائی۔ چونکہ حضرت کو بھی نسبت علیہ نقشبندیہ کا بہت شوق تھا۔ حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نہایت بشاشت سے ملے۔ اور ارادہ و قصد سے دریافت فرمایا۔ حضرت نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ اگرچہ حضرت خواجہ رح نہایت دیر آشنا تھے۔ مگر یہاں اپنی عادت سے تجاوز کر کے فرمایا۔ کہ اگرچہ عزم بہت مبارک ہے۔ لیکن اگرچہ چند روز کم از کم مہینہ یا ہفتہ اس جگہ فقراء کے پاس قیام کرو تو کیا حرج ہے۔ حضرت نے حسب الارشاد ایک ہفتہ رہنا اختیار کیا۔ ابھی صرف دو ہی روز گذرے تھے۔ کہ آپ کو شوق انابت و اخذ طریقہ غالب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ رح سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ رح نے فی الفور بلا استخارہ داخل طریق کیا۔ اور خلوت میں لیجا کر توجہ شروع کی۔ چنانچہ اُسی وقت حضرت کا دل ذاکر ہو گیا۔ اور حلاوت و التذاذ پیدا ہوا۔ اور پھر وہ معاملے پیش آئے۔ کہ دیکھنے و

سُننے میں نہیں آئے۔ اور عرصہ قلیل دوماہ وچند روز میں تمام نسبت نقشبندیہ بالتفصیل حضرت کو حاصل ہوگئی۔ انہیں دنوں کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت کی علو استعداد دیکھ کر آپ کو خلوت میں طلب کیا۔ اور اپنے وقائع بیان کئے۔ کہ جب مجھ کو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ تم ہندوستان جاؤ۔ وہاں تم سے یہ طریقہ جاری ہوگا۔ میں نے اپنے میں اس کی قابلیت نہ پاکر عذر کیا۔ تو انہوں نے استخارہ کے واسطے فرمایا۔ استخارہ میں مجھکو معلوم ہوا۔ کہ گویا ایک طوطی ایک درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر یہ طوطی اُڑ کر میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ جائے تو مجھکو سفر ہندوستان میں کشایش ہوگی۔ چنانچہ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے اپنا لعاب دہن اُس کے مُنہ میں ڈالا۔ اور اُس طوطی نے میرے مُنہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو اُٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت خواجہ امکنگی سے بیان کیا۔ اُنہوں نے سُن کر فرمایا۔ کہ طوطی ہندوستانی جانوروں سے ہے۔ ہندوستان میں تم سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا۔ کہ جہان اُس سے روشن ہوگا۔ اور تم بھی اُس سے بہرہ یاب ہوگے فرمایا۔ کہ جب میں سرہند میں پہنچا واقعہ میں معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ تم قطب کے پڑوس میں آکر ٹھیرے ہو۔ اور اُس قطب کا حلیہ بھی دکھایا۔ صبح اُٹھ کر میں اُس جگہ کے درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ملنے گیا۔ لیکن کسی میں وہ قابلیت نہ پائی۔ میں نے خیال کیا۔ کہ شاید یہاں کے باشندوں میں یہ قابلیت ہوگی۔ کہ بعد ازاں ظہور میں آئیگی چنانچہ جب تم کو دیکھا۔ تو وہی حلیہ پایا۔ اور نشان قابلیت بھی موجود تھے۔ اور نیز ایک روز دیکھا۔ کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے۔ اور لحظہ بہ لحظہ اُس چراغ کی روشنی بڑھتی جاتی ہے۔ اور لوگ اُس چراغ سے اور بہت چراغ بکثرت روشن کر رہے ہیں۔ اور جب سرہند کے قرب وجوار میں پہنچا۔ تو وہاں کے دشت وصحرا کو مشعلوں سے بھرا پایا۔ اور اس بات کو بھی میں تمہارے ہی معاملہ میں اشارہ سمجھا۔ غرضکہ حضرت خواجہ نے آپ کو بشارت حصول دولت کمال وتکمیل عطا فرماکر سرہند کو رخصت کیا۔ چند مدت حضرت وہاں مقیم رہ کر پھر حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب کی مرتبہ حضرت خواجہ رح نے آپ کو اجازت ارشاد وافادہ طلاب عطا فرمائی۔ اور خاص خاص اصحاب ترتیت کے واسطے حضرت کے سپرد کئے۔ اور خلعت خلافت عطا فرماکر رخصت فرمایا۔ حضرت سرہند میں پہنچ کر تربیت وتہذیب میں مشغول ہوئے۔ اور اثر عظیم ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی وساعت میں ہوجاتا تھا۔ اور خلقت مور وملخ کی طرح آپ کے گرد ہوگئی۔ کہ

اِسی اثنا میں حضرت خواجہ کا خط شوق ملاقات میں پہنچا - حضرت اُس کو پڑھتے ہی دہلی روانہ ہو گئے
آپ کی تشریف آوری کی خبر جب حضرت خواجہ رح کو پہنچی - تو کابلی دروازہ تک پاپیادہ
مع خدام استقبال کو تشریف لائے اور حضرت کو باعزاز تمام لے گئے - اور اپنے سامنے
سر حلقہ بنا کر اپنے اصحاب کو تاکید کی - کہ اِن کے روبرو نہ کوئی میری جانب متوجہ ہوا کرے
اور نہ کوئی میری تعظیم کرے - بلکہ سب انہیں کی طرف متوجہ رہا کریں - اِس حکم کی تعمیل
میں جو بعض کو متامل پایا - تو فرمایا کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں - کہ ہم جیسے ستارے اِن کی روشنی
میں گم ہیں - اور خود بھی مثل دیگر مریدوں کے داخل حلقہ ہوا کرتے - اور جب حلقہ یا مجلس
سے اُٹھ کر باہر تشریف لیجاتے - تو حضرت کی جانب پشت نہ کرتے - بلکہ چند قدم برجعت
قہقری تشریف لیجاتے - اور اِسی طرح تحریر میں بھی بہت نیازمندی ظاہر فرماتے -
چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں - حق سُبحانہ تعالےٰ باعلی کمال برساناد دللارض
من کأس الکرام نصیب تکلفی نیست آنچہ حقیقت حال است نوشتہ می شود - پیر انصاری
قدس سرہ می فرمود من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی درین وقت می بود باوجود پیریش
مریدے من میکرد ہر گاہ حقیقت صفت آن بی صفتان این باشد گرفتاران آثار صفات
چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند و از ہر کجا بوئی بمشام ایشان برسد درپی آن نزوند
اکنون تامل و اہمال مانہ از استغنائی و بے نیازمندی است موقوف باشارت است ؎

اگر طمع خواہد زمن سلطان دین   خاک برفرق قناعت بعد ازین

باری حال و نسخہ ارادہ من اینست خدای عزوجل برانچہ می باید ہمت گرداناد و از عجب
و پندار مخلصی بخشاد - انتہی لیکن حضرت خواجہ رح کے باوجود اس قدر و فور عنایت
کے حضرت کے بھی ادب و اعتقاد کی کچھ انتہا نہ تھی - حضرت خواجہ حسام الدین سے
نقل ہے - کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ کا حضرت پر نہایت التفات تھا - اور توقیر و
احترام میں نہایت مبالغہ فرمایا کرتے تھے - ایک روز کسی ضرورت سے مجھ کو میاں احمد
کے بُلانے کو بھیجا - جیسے ہی میں نے جا کر کہا - کہ آپ کو حضرت خواجہ رح طلب فرماتے
ہیں - سُن کر رنگ رخسارہ خوف زدہ کی طرح متغیر ہو گیا - اور تمام بدن میں اضطراب
و رعشہ پیدا ہو گیا - میں نے اپنے دل میں کہا کہ سُنا کرتے تھے - کہ نزدیکان را بیش بود
حیرانی - آج دیکھ بھی لیا - حضرت نے خود رسالہ مبدءِ المعاد میں لکھا ہے - کہ ہم چار آدمی
جملہ مریدوں میں ممتاز طور پر حضرت خواجہ کی خدمت رہا کرتے تھے - ہر شخص کا حضرت
خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے علاقہ و اعتقاد علیحدہ تھا - میرا تو یہ عقیدہ تھا - کہ ایسی صحبت اور ایسی

حضرت خواجہ کا حضرت کا احترام کرنا

حضرت کا حضرت خواجہ کا ادب

تربیت و ارشاد بعد زمانہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز پیدا نہیں ہوئی۔ اور
اور اللہ تعالےٰ کا شکر کیا کرتا تھا۔ کہ اگر حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے
مشرف نہیں ہوا۔ بارے ہزار ہزار شکر کہ اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ جب حضرت دہلی
سے سرہند واپس تشریف لے گئے۔ تو حضرت خواجہ اکثر مکاتیب میں اپنے اصحاب کا
حال و مقام حضرت سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور اُن کی واسطے دعا و توجہ کی خواستگاری
کرتے تھے۔ اور اُس میں عزیز متوقف کے اشارہ سے بھی کسی کا حال دریافت فرماتے
اور اُس کے واسطے بھی توجہ و ہمت طلب فرماتے۔ اوّل اوّل تو حضرت نے اس
خیال سے کہ مبادا امتحان ہو۔ تواضع و انکسار کر کے معذرت کی مگر جب حضرت خواجہ رح
کا الحاح حد سے گذر گیا۔ اِس خوف سے کہ مبادا عدم امتثال امر واجب الاطاعت منجر بہ ترک
ادب نہ ہو۔ بتواضع و احترام تمام تعمیل حکم کی خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ صاحب زبدۃ المقامات
وخلیفہ حضرت مجدد ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ تاج علیہ الرحمۃ وغیرہ سے حضرت خواجہ رح
کی زبانی لکھا ہے۔ کہ عزیز متوقف سے خود حضرت خواجہ رح مراد ہیں۔ اور حضرت
خواجہ رح نے اپنے واسطے حضرت سے دعا و توجہ ترقی مقام چاہی تھی۔ اور یہ بھی انہیں
نے لکھا ہے۔ کہ آخر وقت میں حضرت خواجہ رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ فلاں شخص یعنی حضرت
کے اثر صحبت سے معلوم ہوا کہ توحید کوچہ تنگ تھا۔ اور اس سے آگے شاہ راہ وسیع
ہے۔ غرضکہ جو معاملہ ان پیر اور ان مرید میں گذرا وہ دیکھتے تو کہاں سُنا بھی نہیں۔ بلکہ
کتابوں میں بھی نہیں پڑھا حضرت خواجہ رح نے ایک روز فرمایا۔ کہ میاں احمد مکمل مرادوں
اور محبوبوں سے ہیں۔ ایک روز فرمایا۔ کہ ان کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے ایک
روز فرمایا۔ کہ بعد صحابہ و کمال تابعیں و مجتہدین انکی مانند گنتی ہی کے اخص خواص گذرے
ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اِس تین چار سال میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کیا ہے۔ مگر الحمد للہ
کہ میرا کھیل اور دوکانداری رائگان نہیں گئی۔ کہ ایسا شخص ظاہر ہوا۔ حضرت فرمایا کرتے
تھے۔ کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی سرگرمی تربیت طالبان اُسی وقت تک رہی جبتک
کہ میرا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا اور جب میرے کام سے فارغ ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا
کہ مشیخت سے اپنے تئیں علیحدہ کر لیا۔ اور طلاب کو میرے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ
یہ تخم بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند میں بویا۔ تیسری مرتبہ جب حضرت سرہند سے دہلی
حضرت خواجہ رح کی ملاقات کے واسطے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ ضعف
بدن بہت معلوم ہوتا ہے۔ امید حیات کم ہے۔ اور اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ عبید اللہ و خواجہ

عبد اللہ کو کہ اُس وقت شیر خوار تھے۔ طلب فرما کر اپنے روبرو توجہ کرائی۔ بلکہ اُن کی والدات کو بھی غائبانہ توجہ کرائی۔ اِس کے بعد جب حضرت وطن واپس تشریف لیگئے۔ پھر حضرت خواجہ رح سے ملاقات نہیں ہوئی۔ سرہند پُہنچ کر چند روز وہاں حضرت نے اقامت فرمائی۔ بعد ازاں لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام اصاعزو اکابر و علماء و فضلاء داخل طریقہ ہوئے۔ اور صحبت و حلقہ سرگرم ہوا۔

نقل ہے۔ کہ یہاں ایک عالم نے حضرت سے خلوت میں سوال کیا۔ کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ مسئلہ وحدۃ الوجود کی نسبت کہ چنداں شرع سے موافقت نہیں رکھتا مع ہذا بعض کمل اولیاء کا مشرب تھا۔ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے اُن کے کان میں چند باتیں کہیں۔ کہ جس کو سُن کر وہ رونے لگے۔ اور چہرہ پر تغیر پیدا ہوگیا۔ اور بانکسار تمام حضرت کے زانو پر ہاتھ لگا کر رخصت ہو گئے۔ یہ نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے اُن سے کیا کہا ؎

ندانم چہ گفتی چہ رنگیختی		کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

اِسی اثنا میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی خبر وفات حضرت کو لاہور میں پہنچی۔ اور آپ باضطراب تمام دہلی کو روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچکر عزا پرسی صاحبزادگان و پیر بھائیوں کی حضرت خواجہ کے اصحاب نے آپ کا تشریف لیجانا نعمت سمجھا۔ اور حاضر حلقہ و مجلس ہوا کرتے۔ حضرت بھی بحکم وصیت پیر بزرگوار و التماس یاران دلفگار اِن کے احوال پر بدل متوجہ ہوتے۔ گویا کہ حضرت خواجہ رح کے وقت میں جو طراوت و تازگی تھی جضرت کی توجہات کی برکت سے از سر نو شروع ہوگئی۔ مگر عین سرگرمی افادہ و افاضہ میں بعض حاسدوں نے حضرت خواجہ رح کے حضرت سے استفادہ کو طرح طرح کے رنگ میں مخلصوں کے دل پر جمایا۔ کہ جو باعث کشیدگی طرفین ہوا۔ اوّل اوّل حضرت نے پند و نصائح فرمائے مگر جب اِس سے کام نچلا بعض کی سلب نسبت فرمائی۔ اِدھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں نے بھی حضرت ہلاکت کے واسطے حضرت خواجہ رح کے مزار پر ختم پڑھے اور دعائیں کیں مگر شعر

چراغی را کہ ایزد برفروزد		کسی کو تف زند ریشش بسوزد

کسی سے کچھ نہ ہوا۔ اور حضرت وطن کو تشریف لے آئے۔ اِس سے کچھ دنوں کے بعد باشارہ غیبی سب نے حضرت سے عفو تقصیر چاہی۔ اور حضرت نے براہ کرم معاف فرمایا۔ اور بعد ازیں ماہ جمادی الاخری میں کہ ماہ انتقال و عروس حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ دہلی تشریف لاتے۔ اور کچھ دنوں قیام فرما کر سرہند مراجعت

حضرت کا فطرت طینت نبوی سے تھا۔

فرماتے دو تین مرتبہ آگرہ تک بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ ورنہ آپ ہمیشہ سرہندہی میں قیام پذیر رہے۔ یا آخر عمر میں بوجہ سلطانی مزاحمت کے لشکر کے ہمراہ رہنے اور پھرنے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت کسی موقع پر انشاء اللہ تعالے آگے آئیگی حضرت کے اس قدر فضائل وخصائص ہیں۔ کہ جس کی تفصیل مشکل ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ آپ کا خمیر طینت اُس مٹی سے بنا۔ کہ جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی تخلیق وتکمیل سے باقی رہی تھی۔ چنانچہ اس کا اشارہ حضرت نے مکتوب صدم جلد سوم میں کیا ہے۔ اور یہ بات کچھ عقلاً ونقلاً بعید بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وان من شئی الا عندنا خزائنہ اس کے سوا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور ابوبکر رض اور عمر رض ایک ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور عبداللہ بن جعفر کو بھی فرمایا۔ کہ تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے۔ اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں طیران کرتا ہے۔ پس جائز ہے۔ کہ جس خاک کو اللہ تعالے اپنے حبیب کے واسطے تیار کی ہو۔ اور اُس کو انوار وبرکات سے پرورش کیا ہو اُس کے کچھ بقیہ سے اپنے کسی اولیاء کی خمیر طینت بھی کردی ہو۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے آپ کو منصب قیومت عطا فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں بعد نماز ظہر مراقب بیٹھا تھا۔ اور حافظ قرآن پڑھتا تھا۔ کہ ناگاہ میں نے اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی پایا۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومیت تمام ممکنات ہے۔ کہ بوراثت وتبعیت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم عطا ہوا ہے۔ کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین ورحمۃ للعالمین تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور مُبارکباد منصب قیومت دی۔ اور قیوم کی مفصل کیفیت حضرت کے مکتوب ۹ ، ۷ و ۸۰ جلد سوم میں درج ہے باعث طوالت وہاں سے نقل نہیں کی۔ بلکہ مکتوبات معصومیہ کے مکتوب جلد اوّل سے نقل کرتا ہوں۔ کہ وہ مختصر وقریب الفہم ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قیوم دریں عالم خلیفہ حق است جل وعلا ونائب مناب او اقطاب وابدال دردائرہ ظلال وی مندرج اند وافراد واوتاد درمحیط کمال او مندمج افراد عالم ہمہ بوے روی دارند وقبلہ توجہ جہانیاں اوست وانند یا ندانند بلکہ قیام عالمیاں بذات اوست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر اسما وصفات اند ذاتی درمیان شان کائن نیست ہمگی اعراض واوصاف اند واعراض واوصاف را از ذات وجوہر چارہ نیست تا قیام شان بآن

خلعت قیومیت

بود وعادۃ اللہ جاریست کہ بعد از قرون متطاولہ عارفی را نصیبی از ذات ارزانی داشتہ وبرا ذاتی عطامی فرمایند کہ بحکم نیابت وخلافت قیوم اشیا میگردد واشیاء بوی قائم می باشند منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی تھے۔ چنانچہ مکتوب چہارم جلد ثانی میں علم الیقین کا بیان کرکے تحریر فرماتے ہیں۔ اور عین الیقین وحق الیقین چہ گوید واگر گوید کہ فہم کند وکہ دریابد ایں معارف از حیط ولایت بیست ارباب ولایت در رنگ علماء ظواہر در ادراک آن عاجز اند ودر درک آن قاصر ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت ووراثت تازہ گشتہ اند وبطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم ومعارف مجدد ایں الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ ومعارفہ التی تتعلق بالذات والصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلمون ان ھٰؤلاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء ووراء معارف الاولیاء بل علوم ھٰؤلاء بالنسبۃ الی تلک العلوم تشر وتلک المعارف لب ذٰلک القشر واللہ سبحانہ الھادی۔ وبداند کہ بر سر ہر مائۃ مجددی گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است ومجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ والف فرق است در مجددین اینہا نیز ہمان قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں ومجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب واوتاد آن وقت بوند وبدلا ونجبا باشند خاص کند بندہ مصلحت تمام والسلام انتہی۔ اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ ای فرزند ایں آن وقت است کہ درامم سابقہ درین طور وقتی کہ پراز ظلمت است پیغمبر اولو العزم مبعوث می گشت وبنائے شریعت جدیدہ میکرد درین امت کہ خیر الامم است وپیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ وتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی سرائیل دادہ اند وبوجود علماء بوجود انبیا کفایت فرمودہ اند۔ لہٰذا بر سر ہر مائۃ از علماء ایں امت مجددی تعین می نمایند کہ احیای شریعت فرمایند علی الخصوص کہ بعد از الف کہ درامم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است وبر پیغمبری در آن وقت اکتفا نمودہ اند درین طور وقت عالمی عارفی تام المعرفۃ ازین امت درکار است کہ قائم مقام اولو العزم انبیا باشد ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

ایک اور مکتوب میں اسی قسم کے مضمون کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ مقصود ازیں گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ وترغیب طالبان ایں طریقت نہ تفضیل خود بر دیگران معرفت

خدائے جل وعلا برآنکس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بہتر داند فکیف. از اکابر دین ع

ولی چوں شمرا برداشت ازخاک | سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آن خاکم کہ ابر نوبہاری | کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بروید ازیں صد زبانم | چو سوسن شکر لطفش کے توانم

انتہی منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت کو علماء راسخین سے کیا تھا۔ اور آپ پر اسرار متشابہات قرآنی ورموز مقطعات فرقانی ظاہر فرمائے تھے۔ چنانچہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ این فقیر تا مدتہا سر متشابہات را مفوض بعلم حضرت حق سبحانہ می ساخت وعلماء راسخین را غیر از ایمان بمتشابہات نصیب نمی یافت وتاویلاتے کہ بعضی علماء وصوفیہ بیان کردہ اند انہارا لائق شان آن متشابہات نمیدانست وآن تاویلات را از اسراری کہ قابل استتار باشد تصور نمیکرد چنانچہ عین القضاۃ از الف لام میم الم خواستہ کہ بمعنی وردا ست کہ لازم عشق ست واشال آن آخر کار چون حضرت حق سبحانہ تعالےٰ بہ محض محض فضل خود شمہ از تاویلات متشابہات را بریں فقیر ظاہر ساخت وجدولی ازاں دریائے محیط بزمین استعداد این مسکین کشادہ گردانید دانست کہ علماء راسخین را از تاویل متشابہات ومقطعات نصیب وافرا ست وہمچنین آنکہ بعض علماء از وجہ ذات مراد داشتہ اند واز ید قدرت آن ہم نیست بلکہ تاویل آنہا از اسرار غامضہ است باخص الخواص آن را نمودہ انداز حروف مقطعات چہ گوید کہ ہر حرفی از حروف بحری است مواج از اسرار خفیہ عاشق ومعشوق ورمزی ست غامض از رموز دقیقہ محب ومحبوب ومحکمات ہر چند امہات کتاب اند اما نتائج وثمرات آن متشابہات اند مقاصد کتاب متشابہات اند منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت محدث بفتح دال تھے۔ چنانچہ مکتوب پنجاہ ویکم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذلک لا فراد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذٰلک البعض الکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوارثۃ ایضا واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا کما ان کان امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وھذا غیر الالھام غیرا ہ القاء فی الدوع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل الجامع بعد طئ الامر والخلق والروح والنفس والعقل والخیال واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ولا یلزم من کون الکلام شفاھا ان یکون المتکلم مرئیا للسامع بجواز ان یکون السامع ضعیف البصر لا یتحمل شعشان انوارہ کما قال علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات فی جواب سوال الرؤیۃ عنہ نور انی اراہ ولان فی شفاہ خرق الحجب الشھودی لا الوجودی فافہم

ملہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو رنگ یہ ہے کہ دین رنگ کی خاص معرفت کو لطف کہتے ہیں شریف والا مخصوص ہیں اگر فرمادیں تو اس بات کا ہے وارد ہونا کہ خود مشاہدہ تحقیق ہیں

فان هذه معرفة شريفة قلما يتكلم بها احد والسلام على من اتبع الهدى - یعنی
تحقیق کلام اللہ تعالٰے کا بشر سے کبھی کبھی مشافہۃ ہوتا ہے - اور یہ مخصوص ہے - انبیا علیہم الصلوٰۃ
والتسلیمات سے اور کبھی کبھی بعض کمل متبعین کو بھی بوجہ تبعیت و وراثت کے ہوتا ہے - اور
جس وقت کہ بہت ہو کلام کسی سے اُس کو محدث (بفتح دال) کہتے ہیں - جیسے کہ حضرت
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ تھے - اور یہ کلام الہام والقاء روحی سے
علیحدہ اور کلام ملک سے بھی جدا ہے - اِس کلام سے انسان کامل جامع ہے - بعد طے
امر و خلق و روح و نفس و عقل و خیال مخاطب کیا جاتا ہے - اللہ تعالٰے مخصوص کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے - ساتھ رحمت کے اور اللہ تعالٰے صاحب فضل عظیم ہے - اور مشافہۃً
کلام کرنے سے سامع و متکلم کا روبرو ہونا لازم نہیں آتا بوجہ ہونے سامع کے ضعیف البصر
کہ متحمل شعشان انوار نہ ہوگا - چنانچہ ارشاد فرمایا - جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
بجواب سوال باری تعالٰے کے کہ اللہ تعالٰے ایک نور ہے - کہ میں تحقیق دیکھتا ہوں اُس
کو اور تحقیق مشافہت میں حجب شہودی ہے - نہ وجودی فافہم یہ معرفت شریفہ ہے - کہ
بہت کم ایسی کسی نے بیان کی ہے - نیز خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی
کے خلیفہ نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں لکھا ہے - کہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم ظلہ
در بیاض خاصہ رقم نمودہ اند کہ حضرت ایشان را بوراثت جد مکرم ایشان فاروق اعظم
محدث بفتح دال گردانیدند منجملہ ازاں ایک یہ ہے - کہ حضرت بہ تبعیت و وراثت زمرہ
سابقین سے تھے - چنانچہ مکتوب سی و نہم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں - بداں ارشدک
اللہ تعالٰے کہ اصحاب شمال اصحاب حجب ظلمانی اند و اصحاب یمین اصحاب ارباب حجب نورانی
سابقان اند کہ ازیں حجب ظلمانیہ برآمدہ اند و یک قدم بر شمال و قدم دیگر بر یمین نہادہ گوئے
سبقت بمیدان وصل بردہ اند و از ظلال امکانی و ظلال وجوبی بالا گذشتہ و از اسم و وصف و از
شان و اعتبار جز ذات نخواستہ تعالٰے و تقدس اصحاب شمال ارباب کفر و شقاوت اند و اصحاب
یمین اہل اسلام و ارباب ولایت اند و سابقان بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و بہ
تبعیت ہر کرا باین دولت مشرف سازند ایں دولت بیشتر بہ تبعیت در اکابر اصحاب انبیاء
است علیہم الصلوٰۃ والتحیات و بر سبیل قلت و ندرت در غیر اصحاب نیز متحقق است وفی الحقیقۃ
ایں شخص نیز از زمرہ اصحاب است و ملحق بکمالات انبیا علیہم الصلوٰۃ والبرکات در حق او فرمودہ
علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام لا یدری اولہم خیر ام آخرہم ہرچند فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
والسلام خیر القرون قرنی ایں را باعتبار قرون گفتہ و آں را باعتبار اشخاص واللہ سبحانہ اعلم

حضرت زمرہ سابقین سے تھے

منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے محض اپنے لطف سے حضرت کو خزینہ رحمت کیا تھا چنانچہ اِس کا اشارہ مکتوب تین سو گیارہ جلد اوّل میں کہ بتقریب اسرار ہائے دو چشمی لکھا تھا مندرج ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کو بشارت دی۔ کہ قیامت کو ہزار ہا آدمی تماری شفاعت سے بخشے جائیں گے منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ کعبہ معظمہ آپ کی زیارت کو آیا منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے محض اپنے کرم سے حضرت کی دنیا کو آخرت کر دیا تھا۔ اِس کے حل میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے مکتوب ایک سو نواسی میں اس طرح تحریر فرمایا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت ایشان مارا رضی اللہ تعالٰے عنہ بشر ساختہ بودند با آنکہ دنیائے ترا آخرت گردانیدم سطرے چند در شرح ایں عبارت علیہ وحل ایں مکاشفہ غیبیہ مرقوم میگردد بگوش ہوش استماع نمائید بدانند کہ ہرچہ در دنیا مشہود میگردد بے شائبہ طینت نیست کہ دنیا تاب ظہور اصل بے شائبہ طینت ندارد و موطن ظہور اصل آخرت است وچون دنیائے ایشان حکم آخرت گرفت لاچار موعود آخروی دریں نشاء جلوہ گر گشت و نصیبے از اصل بے شائبہ طینت بحصول پیوست و نیز میتواند کہ بعضی تمتعات ایں نشاء فانیہ کہ موجب تنقیص درجات اخرویہ است درحق ایشان نہ ایں چنیں باشد بلکہ باعث ترقی درجات بود چنانچہ نعیم آخرت کہ تمتع باں موجب ترقی است منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ بکمال متابعت حضرت سید الانبیاء اللہ تعالٰے نے حضرت کو بمقام فوق رضا مشرف فرمایا چنانچہ اس کا ذکر مکتوب ہفتم جلد ثانی میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ فوق مقام رضا قدمی نیست مگر خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ازاں مقام خبر دادہ کہ فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل۔ اس کے بعد کچھ اور تحریر فرما کر اشارہ کرتے ہیں۔ کہ جائز است کہ در آں موطن خاص کہ فوق مقام رضا است خادمی را از خادمان الومش خود ایشان بوراثت وتبعیت جائے دہند وبطفیل محرم آن بارگاہ سازند مصرعہ

از کریمان کارہا دشوار نیست

ایں معنی مستلزم مزیت غیر انبیاء بر انبیا نیست علیہم الصلوٰۃ والتحیات چہ خادم را با ہمگناں مساوات وتابع را بہم آں مطبوع چہ نسبت اصل مقصود یست وتابع طفیلی نہایت معاملہ تابع بفضل جزئی می کشد کہ در آں محظور نیست چہ بر حائک وحجام باعتبار صنعت خود بہ عالم ذی فنون فضل دارد کہ از حیز اعتبار ساقط است کلامنا اشارات ورموز وبشارات

منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت خاتمیت علیہ الصلوۃ والتحیۃ نے حضرت کو بشارت دی تھی کہ تم مجتہد علم کلام ہو منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ ایک روز حضرت کو حلقہ و مراقبہ میں دید قصور غالب ہوئی۔ کہ اسی اثناء میں الہام ہوا کہ غفرت لک ولمن توسل بک بواسطہ او بغیر واسطہ الی یوم القیمۃ یعنی بخشا تجھ کو اور جس شخص نے تیرا وسیلہ واسطہ و بلا واسطہ قیامت تک پکڑا منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی میرے طریقہ میں بواسطہ بیواسطہ مرد وعورت قیامت تک داخل ہونگے۔ سب کو میرے پیش نظر کیا۔ اور ان کا نام ونسب و مولد و مسکن بتلایا گیا ہے۔ اگر چاہوں تمام بیان کر دوں منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت کو بشارت دی کہ جس جنازہ پر تم نماز پڑھو گے۔ وہ بخشا جائیگا منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ ایک بار حضرت کو غایت انکسار سے یہ خیال آیا۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالے کی مرضی و مقبول ہے یا نہیں۔ اسی اثناء میں ندا آئی کہ یہ علوم کہ جو کچھ تم نے لکھے ہیں۔ تمام مقبول ہیں۔ پھر اسی وقت الہام ہوا۔ کہ جو کچھ لکھا۔ بلکہ جو کچھ گفتگو میں آیا وہ بھی مرضی و مقبول ہے۔ بلکہ یہ تمام ہم نے کہا اور ہمارا بیان ہے منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ مجھ پر اس طرح ظاہر فرمایا ہے۔ کہ میری تمام مرقومات حضرت مہدی آخر الزمان کی نظر سے گذریں گی اور ان کی مقبول ہوں گی۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ جو معاملات و کمالات اللہ تعالے نے مجھ پر افاضہ فرمائے ہیں۔ وہ تا امام مہدی علیہ الرضوان اور کسی پر نہ ہوں گے منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے اسی حضرت کو طریقہ جدیدہ فرمایا۔ آپ سے قبل سیر سالکین صرف ولایت صغری یعنی قلب پر منحصر تھی۔ اور شاذ و نادر کسی کو ولایت کبریٰ میں ہو جاتی تھی۔ اللہ تعالے نے اپنے فضل کرم سے حضرت پر ولایت کبری و ولایت ملاء اعلےٰ و کمالات نبوت و رسالت و الوالعزم و حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی و حب صرفہ و لاتعین و نیز حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ و معبودیت مطلقہ منکشف فرمائیں۔ اور ان مقامات کی بتفصیل حضرت نے اپنے صاحب زادہ خواجہ محمد سعید و محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو سیر کرائی اور ان سے ان کے صاحبزادوں و خلفاد کو سیر ہوئی۔ اور بفضلہ تعالے آج تک اس طریقہ میں ان مقامات کی سیر کہ جس کو سلوک مجددی کہتے ہیں۔ جاری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالے تا قیام قیامت جاری رہے گی منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اس طریقہ کی نسبت حاصل کریں گے۔ اور یہ نسبت ان پر بوجہ اکمل ظہور

کرے گی منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ سوا نبوت جو کمالات کہ نوع بشر میں ممکن ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو عطا فرمائے۔ غرضکہ حضرت کے خصائص کہانتک لکھے جائیں ؎

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اب حضرت کے چند کشف خوارق کا ذکر کرتا ہوں۔ اگرچہ ایسے خصائص کے بعد اِن کا ذکر اعلےٰ سے اسفل کی جانب آنا ہے۔ حضرت کا علو کشف اِس سے قیاس کرنا چاہیئے۔ کہ آپ نے ذات وصفات باری تعالےٰ کی نسبت کیسی کیسی باریکیاں بیان کیں ہیں اور کوئی مخالف شرع نہیں واقع ہوئیں۔ بلکہ بیشتر موید شرع شریف ہیں۔ جو شخص کہ اُن کے کلام کو بنظر انصاف دیکھے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اُس کی سمجھ میں آئے گا۔ کہ حضرت کی شان اولیا میں ایسی ہے۔ جیسے انبیا میں اولوالعزم کی ہوتی ہے

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت کو زیارت بیت اللہ کا شوق زاید از حد غالب ہوا۔ ایک روز اِسی بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن والنس نماز پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ حضرت کی جانب کرتے ہیں۔ حضرت اِس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے۔ اور متوجہ کشف اسرار کے ہوئے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے واسطے آیا ہے اور آپ کا احاطہ کیا ہے۔ اِس سبب سے جو کعبہ کو سجدہ کرتا ہے۔ وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے اِسی اثناء میں الہام ہوا۔ کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق رہتا ہے۔ اِس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک مکان کا طواف کر رہا ہوں اور ایک جماعت اور میرے شریک طواف ہے۔ مگر اُن کی سیر اِس قدر سُست ہے۔ کہ جس قدر عرصہ میں مَیں ایک بار طواف کرتا تھا۔ اُس میں وہ صرف دو تین قدم مسافت قطع کرتے تھے۔ اِسی اثناء میں معلوم ہوا۔ کہ یہ مکان فوق العرش ہے اور یہ جماعت طواف کرنے والوں کی ملائکہ کرام و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں +

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ میں تجھ کو علم سموات سکھانے آیا ہوں +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ علم لدنی مجھ کو حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے پہنچا ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک روز صبح کے وقت حلقہ میں دیکھا

کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیمات بصورت روحانیاں تشریف لائے۔ وبہ تلقی روحانی حضرت خضر نے فرمایا۔ کہ ہم عالم ارواح سے ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ہماری ارواح کو قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے۔ کہ بصورت اجسام متمثل ہو کر کار اجسام سرانجام دیتی ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ ان سے دریوزہ کروں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ جس پر اللہ تعالےٰ کی نہایت ہو۔ وہاں ہمارا کیا دخل ہے گویا کہ اپنے تئیں کہا اور حضرت الیاس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس گفتگو میں خاموش رہے۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز حلقہ میں مع یاراں مراقب بیٹھے تھے۔ کہ حضرت شاہ سکندر نبیرۂ شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما تشریف لائے۔ اور ایک خرقہ آپ کے دوش مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت نے جو آنکھ کھولی۔ دیکھا کہ شاہ سکندر ہیں۔ جلدی سے اٹھے۔ اور بتواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر نے فرمایا کہ میرے جد امجد نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آتا ہے۔ میرے سپرد کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ اس کو امانۃً اپنے پاس رکھو۔ جس کو میں کہونگا۔ اس کے حوالہ کرنا۔ اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد نے تمہارے حوالہ کرنے کے واسطے واقعہ میں کہا۔ لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا۔ مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید کی چار و ناچار لے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت وہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے وہاں آپ کے دل میں خطرہ گذرا کہ مشائخ کی بھی عجیب معمول ہیں۔ کہ جس کو جامہ پہنا دیا وہی خلیفہ بن گیا۔ ورنہ یہ چاہیئے۔ کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں۔ بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں۔ بمجرد اس خطرہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مع تمامی خلفاء تا حضرت شاہ کمال کیتھلی تشریف لائے۔ اور اپنی نسبت خاصہ کے انوار سے مالامال کردیا۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال گذرا کہ میں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں۔ اور یہاں یہ معاملہ گذرا کہ اسی اثناء میں حضرت عبدالخالق غجدوانی سے لیکر تا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہم سب تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر بیٹھے۔ اکابر نقشبندیہ نے فرمایا۔ کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچے۔ آپ کو ان سے کیا علاقہ ہے۔ اکابر قادریہ نے فرمایا۔ کہ انہوں نے اول چاشنی ہمارے خوان سے کھائی ہے۔ (اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ حضرت کے ایام شیر خوارگی میں تشریف لائے تھے۔ اور حضرت

اُس زمانہ میں علیل تھے۔ اور حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مُبارک حضرت کے دہن شریف میں دیدی تھی۔ اور آپ نے اُس کو خوب چوسی تھی) اور اب خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے۔ اِسی بحث میں حضرات چشتیہ و کبرویہ و سہروردیہ بھی تشریف لائے۔ اور کہا کہ اُن کی ہم بھی دعویدار ہیں (کیونکہ ان کے خاندان کی حضرت کو اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ خلافت ملی تھی۔) مولنا بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرات القدس میں حضرت کی زبانی لکھا ہے۔ کہ اِس وقت اِس قدر ارواح اولیاء جمع ہوئیں۔ کہ تمام مکان و گلی و کوچہ و دشت و صحرا بھر گیا۔ اور مناظرہ کو صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا۔ کہ اِسی اثناء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور بکمال کرم و نوازش سب کی تسلی و دلاسا فرما کر ارشاد فرمایا کہ چونکہ شیخ احمد کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے۔ اِس واسطے اُس کی ترویج کریں اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی اتفاق کریں۔ کہ اِن کا حق بھی ثابت ہے۔ اور اِسی پر فاتحہ خیر پڑھا گیا۔ اور سب رخصت ہو گئے۔

نقل ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ طریقہ قادریہ میں بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی کم نظر آتا ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ آفتاب کی جانب بفراغت دیکھ سکتے ہیں۔ مگر شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے قلب کی جانب بوجہ شعشان نگاہ نہیں کی جاتی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ دائرہ غضب الہٰی ظاہر ہوا۔ جس وقت اُس میں سیر کی طرح طرح کے غضب ذاتی و صفاتی و انتقامات او سُبحانہ مطالعہ کئے۔ اور یہ سیر دیر تک رہی۔ بعد ازاں اُس دائرہ سے مافوق سیر ہوئی۔ یہ دائرہ استغنائی کا تھا۔ اس جگہ رنگ رنگ کی استغنائی ذاتی و صفاتی اللہ تعالےٰ کی نظر سے گذریں۔ بعد ازاں اُس سے فوق کے مقام پر سیر ہوئی معلوم ہوا کہ یہ مقام رحمت ہے اِس مقام پر صرف جمال ہے۔ جمال کا ظہور ہے۔ جلال و استغنائی کی بو نہیں۔ بعد ازاں سیر فوق الفوق الی ماشاء اللہ واقع ہوئی۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز مسجد و خانقاہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہاں شریعت آکر اوترتی ہے جیسے کہ کاروان آکر ٹھیرتا ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز حافظ حلقہ میں قرآن پڑھتا تھا۔ کہ دفعۃً بعض وساوس دربارہ قرآن شریف میرے دل میں آنے لگے۔ خیال آیا۔ کہ نفس مطمئنہ

ہوگیا۔ ولایت متحقق فنا و بقا حاصل ہوگئی۔ پھر یہ خطرات کہاں سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس راز کے کشف کے واسطے متوجہ ہوا۔ بعد توجہ بسیار و التجا بیشمار کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مرغ عظیم الخلقت میرے سینہ سے نکل کر باہر ہو گیا ہے۔ غور کیا تو معلوم ہوا۔ کہ سینہ میں بھی خناس تھا۔ کہ جو وسوسہ ڈالتا تھا۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی خناس کی شر سے بچنے کے واسطے حکم ہوا تھا۔ قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اور الہام ہوا۔ کہ اصل دین میں جو خطرہ گذرتا ہے۔ اُس کا منشا یہی خناس ہے۔ کہ سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے۔ اور ہر وقت نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ پھر الہام ہوا۔ کہ اُس کے آشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کر دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ الحق بعد خروج اُس خناس کے عجب شرح صدر حاصل ہوا۔

نقل ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو مکشوف ہوا ہے۔ کہ ہندوستان میں انبیاء گذرے ہیں۔ لیکن کسی کا ایک تابع ہوا۔ کسی کے دو غرضکہ تین سے زیادہ کسی کی نہیں پائے جاتے اور اگر چاہوں۔ تو ان کا مکان و جگہ بعثت بتا دوں۔ بلکہ اُن کی قبر بھی کہ اُن کے انوار نظر آتے ہیں۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ تو مجتہد علم کلام ہے۔ فرمایا جب سے میری رائے علیحدہ ہے۔ لیکن اکثر موافق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ فرمایا کہ جب اجتہاد حنفی و شافعی کی سیر کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو حصہ حق بجانب ابوحنیفہ ہے۔ اور ایک حصہ بطرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اں بزرگوار سے حق باہر نہیں ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ امام ابوحنیفہ مع شاگردان تشریف لائے۔ اور ہر ایک کا نور مجھ میں آگیا۔ اور اُس نور میں مجھ کو فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اُس کے کئی روز کے بعد دیکھا۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مع تلامذہ تشریف لائے اور جو معاملہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ گذرا تھا۔ وہی اُن سے پیش آیا۔

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ بلا شائبہ تکلف و تعصب کہا جاتا ہے۔ کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں مثل دریا عظیم کے معلوم ہوتی ہے۔ اور دوسرے مذاہب مثل حوض کے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک صفہ بلند پر جمیع

انبیاء علیہم الصلوٰۃ موجود ہیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میر مجلس ہیں۔ چنانچہ میں بھی اُس جگہ گیا۔ مگر بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ کہ اسی اثناء میں حضرت خلیل اللہ نے سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ یا ایھا الذین اٰمنوا تفسحوا فی المجالس یہ سُن کر سب نے تھوڑی تھوڑی حرکت کی۔ اور میرے بیٹھنے کی بفراغت جگہ نکل آئی۔ اور میں اُس جگہ بیٹھ گیا +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں۔ کہ حضرت خاتمیت نے ایک اجازت نامہ جیسا کہ مشائخ اپنے خلفاء کو لکھ کر دیا کرتے ہیں۔ مجھکو مرحمت فرمایا ہے۔ لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ میں ابھی کچھ کسر ہے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آکر مجھ سے وہ اجازت نامہ بحضور آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم لے گیا۔ اور اُس پر کچھ اور لکھوا کر اور حضرت محبوب رب العالمین کی مہر سے مزین کرا کے مجھ کو لا کر دیا ہے۔ اُس کے متن میں الطاف عظیمہ دنیا کے متعلق لکھے ہیں۔ اور اُس کی پشت پر لکھا ہے۔ کہ تم کو اجازت نامۂ آخرت عطا ہوا ہے۔ اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا ہے۔ کاغذ اجازت نامہ بہت طولانی ہے۔ اور اُس پر بہت سی سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح بیٹھا ہوں جیسا کہ بیٹا باپ کے پاس بیٹھا ہو۔ کہ اسی عرصہ میں وہ اجازت نامہ لپٹا ہوا ہاتھ میں لئے ہوئے حرم شریف میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحضور آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگیں۔ کہ میں تیرے انتظار میں تھی۔ اور تو یہ کام کر فرمایا کہ مجھکو یہ حضوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی غیر غیر نہیں معلوم ہوتی تھی +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بعد نماز صبح میں نے دیکھا۔ کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا۔ وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ اُس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ خلعت زائلہ کسی کو دیں گے۔ یا نہیں۔ اور یہ آرزو ہوئی۔ کہ فرزندی محمد معصوم کو عطا کریں۔ بعد لمحہ کے دیکھا۔ کہ محمد معصوم کو عطا ہوا۔ اور یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے کہ ترتیب و تکمیل سے متعلق ہے۔ اشارہ ہے۔ اور خلعت جدیدہ کا جب معاملہ انجام کو پہنچے امید ہے کہ براہ کرم اس کو فرزندی محمد سعید کو عطا فرمائیں +

حضرت کے تصرفات

نقل ہے۔ کہ حضرت کے صاحبزادہ کلاں خواجہ محمد صادق رح کی ولایت موسوی تھی۔ حضرت نے اپنے تصرف سے اُن کو ولایت محمدی پر پہنچایا۔ چنانچہ مکتوب دوسو چھتیس جلد اول میں اُن کو تحریر فرماتے ہیں۔ بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم فرزندی ارشدی باد کہ از مکتوب شما کہ در شرح احوال نوشتہ بودند چناں مفہوم گشتہ کہ شمار امناسبتی بولایت خاصہ محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ پیدا شدہ است ازیمعنی شکر خداوندی جل سلطانہ بجاآوردہ کہ از مدتہا آرزوی ایں دولت داشتہ کہ در حق شما بحصول پیوندد وایں زمان اُمید وار گشتہ متوجہ آں شد کہ شمارا بایں دولت جذب نماید اتفاقاً دریں جست وجو شمارا داخل ولایت موسوی یافت علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وازانجا کشیدہ واخل دائرہ ولایت خاصہ ساخت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ وچوں شمارا بہ قسر دریں ولایت درآوردہ اند زیادہ از بست روز است کہ در کنار خود نگاہداشتہ پرورش می نماید اور یہ اعظم تصرفات سے ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کو حضرت نے بشارت ولایت ابراہیمی دی۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا۔ تو زیادہ تسلی ہوتی رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اور حضرت کو بھی وہاں موجود پایا۔ کہ اسی اثناء میں حضرت نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ڈالدیا۔ صبح کو جب وہ شخص بیدار ہوا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی رات کا واقعہ بیان نہیں کیا تھا۔ حضرت نے خود ہی فرمایا۔ کہ جو کچھ کہدیا ہے۔ اُس میں تردد کی گنجایش نہیں ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں متوجہ یاراں تھا۔ معلوم ہوا کہ شیخ طاہر لاہوری کا نام دفتر سعداں سے خارج کر کے دفتر اشقیا میں داخل کر دیا ہے چنانچہ اُسی وقت متوجہ دفع شقاوت شیخ مذکور ہوا عین التجا وتضرع میں معلوم ہوا۔ کہ یہ امر لوح محفوظ میں قضاء معلق نہیں ہے۔ اور مشروط کسی شرط کا نہیں ہے۔ اُس وقت کمال یاس اور نا اُمیدی ہوگئی۔ مگر معاً قول حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ یاد آیا۔ کہ اُنھوں نے فرمایا ہے۔ کہ قضاء مبرم میں کسی کو مجال تبدیل نہیں۔ لیکن مجھ کو ہے اگر میں چاہوں تو وہاں بھی تصرف کر سکتا ہوں۔ پھر از سر نو ملتجی و متضرع ہوا۔ اور عرض کی کہ بار خدایا تو نے اپنے ایک بندہ کو اِس نوازش سے سرفراز فرمایا ہے۔ تیرے کمال

کرم سے بعید نہیں ہے۔ اگر اس عاجز کو بھی ممتاز فرمائے۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ شیخ طاہر کو
اُس بلا سے نجات ہوگئی۔ مگر اُس وقت معلوم ہوا۔ کہ ایک قسم کی قضا ہے۔ کہ وہ لوح محفوظ
میں مبرم ہوتی ہے۔ اور عند اللہ معلق ہوتی ہے۔ اور اُسمیں اخص خواص کو دست تصرف
ہوتا ہے۔ اور یہ معاملہ بھی اُسی قسم آخر سے تھا۔

اولیاء راہست قدرت از آلہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت سے طریقہ قادریہ میں مرید ہوا۔ کہ اسی درمیان میں
حضرت کے کوئی مہمان آئے۔ انہوں نے اس شخص کی حضرت سے سفارش کی۔ کہ اس
کے باپ سے میری بھی آشنائی تھی۔ اس کو آپ نے طریقہ قادریہ میں داخل کیا ہے۔
حضرت غوث الثقلین سے بھی اس کو ملا دیجئے۔ اِس کے تھوڑی دیر کے بعد حضرت مکان
سے باہر تشریف لائے۔ اور اُس شخص کو بلا کر فرمایا۔ کہ قطب تارہ کی جانب دیکھ اُس نے جو
دیکھا۔ اُس میں سے ایک شخص سیاہ کمل پہنے ہوئے تیر کی طرح اُس جگہ آگئے۔ حضرت
نے فرمایا۔ یہی غوث الثقلین ہیں۔ چنانچہ وہ شخص فی الفور حضرت غوث پاک سے قدمبوس
ہوا بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رخصت ہوئے۔ اور اُسی ستارہ میں جاکر غائب ہوگئے

نقل ہے۔ کہ ایک عالم حضرت کے خادموں میں اثناء سلوک میں قریب مرگ ہوگئے
اُس وقت حضرت اِن کے پاس تشریف لے گئے۔ اور متوجہ اتمام سلوک ہوئے۔ اور اُن کو
بھی اِس بات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت اُن سے حال دریافت فرماتے تھے۔ اور وہ
بیان کرتے جاتے تھے۔ جیسے ہی اُن کا سلوک ختم ہوا۔ ویسے ہی جان بحق تسلیم کی۔

نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں ابھی حاضر نہیں ہوا تھا۔ آپ کی خدمت
میں ایک عریضہ لکھا۔ اور اُس میں عرض کیا کہ صحابہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جو ایک ہی صحبت میں
کمل اولیاء سے افضل ہو جاتے تھے۔ اِس کی کیا وجہ تھی۔ کیا اُسی صحبت میں ایسی حالت ہو
جاتی تھی۔ کہ اولیاؤ کے جمیع حالات پر مشرف ہو جاتے تھے۔ حضرت نے اُس کے جواب
میں تحریر فرمایا۔ کہ اِس سوال کا حل صحبت پر موقوف ہے۔ چنانچہ وہ شخص حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور اول صحبت میں وہ حالت پیدا ہوگئی۔ کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ اُسی روز حضرت
نے اُس کو بلا کر فرمایا۔ کہ آج میں نے تیرا ورق پلٹ دیا۔ تیری سمجھ میں آگیا ہوگا۔ اُس نے
حضرت کے قدموں پر سر رکھدیا۔

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی۔ کہ جب میرا انتقال ہو جائے۔ میری
نعش حضرت کی خدمت میں لے جانا۔ اور عرض کرنا کہ داخل طریق فرمالیں۔ کیونکہ حضرت کا

طریقہ تھا۔ کہ اموات کو بھی اعطاء نسبت فرمایا کرتے تھے۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا۔ اُس کا لڑکا اُس کے جنازہ کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ آپ نے فرمایا۔ کل کو انشاء اللہ تعالےٰ معلوم ہو جائیگا۔ دوسرے روز اُس کے لڑکے نے حلقہ میں دیکھا۔ کہ اُس کا باپ حضرت سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا سرگرم ذکر ہے ❊

نقل ہے۔ کہ مولا محمد ہاشم کشمی نے دکھن سے ایک عریضہ حضرت کی خدمت میں قدمبوس ہونے سے قبل متضمن ذوق وشوق بھیجا۔ حضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شما در آن نواحی بسیار بنظر درآمد و امید وار ساخت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ اس بشارت پہنچنے کے بعد خواجہ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ اور کچھ مدت خدمت شریف میں رہ کر اور خلافت حاصل کر کے دکھن تشریف لے گئے۔ اور مرجع خلائق ہوئے۔ اور حضرت کی بشارت پوری ہوئی ❊

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ عالم شاہ زادگی میں شاہ جہان اور جہانگیر کے درمیان میں بوجہ فتنہ انگیزی نور جہان اس قدر بدمزگی پیدا ہوگئی۔ کہ آخر کار نوبت بمقابلہ و مقاتلہ پہنچی۔ دہلی کے بعض مشایخ نے شاہ زادہ کو بشارت فتح دی۔ لیکن جب حضرت سے دریافت کیا آپ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آخر کار مدعا شاہزادہ کرسی نشین معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُس وقت شاہزادہ کی شکست ہوئی۔ مگر آخر کار وہی بادشاہ ہوا ❊

نقل ہے۔ کہ عبدالرحیم خاں خانخاں صوبہ دار دکھن بوجہ غمازی چند فتنہ انگیز مورد عتاب سلطانی ہو کر دارالسلطنت میں طلب کیا گیا۔ اور نوبت بہ اینجا رسید کہ اُس کو اپنی جان کا اندیشہ ہوگیا۔ اُسی حالت پریشانی میں حضرت کے خلیفہ جلیل القدر میر محمد نعمان سے طلب مدد کی حضرت میر نے خانخاناں کی سفارش میں عریضہ لکھ کر حضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور جواب نیاز نامہ طلب کیا۔ حضرت نے بعد ملاحظہ عریضہ نعمان قلمدان طلب کر کے اس طرح جواب تحریر فرمایا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما خانخانان در نظر رفیع القدر در آمد خاطر شریف از معاملہ او جمع باشد میر صاحب نے وہ خط بجنسہ خانخانان کے پاس بھیجدیا۔ اُس کے چند ہی روز کے بعد بادشاہ خانخانان سے راضی ہوگیا۔ اور خلعت خاصہ عطا فرما کر اُس کو پھر بحال کر دیا ❊

نقل ہے۔ کہ ایک امیر کو سلطان وقت نے بغضب تمام لاہور سے طلب کیا۔ اور چونکہ اُس سے خطاء عظیم سرزد ہوئی تھی۔ لوگ گمان کرتے تھے۔ کہ بمجرد پہنچنے کے بادشاہ اُس کو ہاتھی کے پیر سے بندھوا کر مروا ڈالے گا۔ دہلی جاتے وقت جب وہ سرہند پہنچا

حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور التماس حمایت کی حضرت نے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالےٰ کچھ خطرہ نہیں۔ خاطر جمع رکھو۔ اُس نے بکمال اضطرار عرض کیا۔ کہ جو کچھ حضرت زبان سے فرماتے ہیں۔ وہ قلم سے لکھ دیں۔ حضرت نے مسکرا کر یہ لکھ دیا۔ کہ چوں فلاں از خوف غضب سلطانی کہ نمونہ غضب آلہی است بفقراء رجوع نمودہ فقراء او را در ضمن خود گرفتہ ازیں مہلکہ رہانیدند اُس کی رخصت ہونے کے چند روز کے بعد کسی نے آکر حضرت سے عرض کیا۔ کہ اُس امیر کو بادشاہ نے قید کر دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے۔ فقراء کو سلطان کی شفقت اُس کے حق مثل روز روشن معلوم ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ اُس کو دیکھ کر تبسم ہوا۔ اور چند کلمات نصیحت آمیز کہہ کر خلعت دیا۔ اور پھر اُس کو اُس کی جگہ واپس کر دیا۔

نقل ہے۔ کہ جب اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ برسات کے دنوں میں ماہ مُبارک رمضان آیا۔ ایک تنگ مسجد میں تراویح پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ گرمی و پسینہ سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ جس قدر ختم قرار دیئے ہیں۔ اگر بکرم الہٰی بارش فرصت دیتی اور مسجد کے صحن میں سُنا کرتے بڑی نعمت تھی۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ ایسا ہی ہُوا۔ کہ تراویح کے وقت ستائیسویں تک کہ چار ختم ہوئے۔ بالکل بارش نہیں۔ اور بآرام تمام ختم سُنے۔

نقل ہے۔ کہ اِسی مسجد کے ایک جانب کی دیوار نہایت سُست بنیاد تھی۔ اور جُھکی ہوئی تھی۔ صبح شام میں گرا چاہتی تھی۔ ایک روز حضرت نے براہ طیبت فرمایا۔ کہ جبتک فقراء اِس جگہ ٹھیرے ہیں۔ رعایت کر کے نہیں گرے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس روز حضرت وہاں سے کوچ کر کے ایک میل گئے ہونگے۔ کہ وہ دیوار گر پڑی۔ ہزل ما جد ہزل من ہزل نیست تعلیم است۔

نقل ہے۔ کہ ایک شخص سالہا سال سے بیمار چلا آتا تھا۔ نہ کوئی دوا فائدہ کرتی تھی۔ اور نہ دعا حضرت کی شہرت سُن کر ایک عریضہ خدمت شریف میں بطلب دعا صحت و جامہ متبرک روانہ کیا۔ حضرت نے اُس کے جواب میں یہ مکتوب مع جامہ متبرک بھیجا۔ مخدوما تا چند چوں مادر مہربان بر خود باید لرزیدہ تا کے از غم و غصہ باید پیچید خود او ہمہ را مردہ باید انگاشت و جماد چند بے حس و حرکت باید پنداشت انک میت و انہم میتون نص قاطع است فکر ازالہ مرض قلبی دریں فرصت بسیر بد کر کثیر از اہم مہام است و علاج علت معنوی دریں مہلت قلیل بیاد رب جلیل از اعاظم مقاصد دلی کہ گرفتار غیر است از وجہ

توقع خیر روحے کہ مائل بہتر است نفس امارہ از وبہتر است آنجا ہمہ سلامتی قلب می طلبد وخلاصی روح می جویند ما گونہ اندیشان ہمہ دم فکر تحصیل اسباب گرفتاری روح وقلبیم هیهات هیهات چہ تواں کرد وماظلمهم الله ولکن کانوا انفسهم یظلمون دیگر از مرضعف اندیشہ نکنند انشاءاللہ تعالےٰ بصحت وعافیت تبدیل خواہد یافت خاطر این جانب ازین رہ گذر جمع است جامہ فقراء کہ طلب داشتہ بودند پیرہن فرستادہ شد خواہند پوشید ومترصد نتائج وثمرات آں خواہند بود کہ کثیر البرکت است ؎

ہرکس افسانہ بخواند افسانہ است　　　　وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است

والسلام علی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات

جس وقت کہ حضرت کا خط اور پیرہن شریف اس شخص کے پاس پہنچا۔ اور اس نے اس کو پہنا فی الفور آرام ہوگیا ؛

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت کی زبانی سنا تھا۔ کہ جس قدر کفر کی توہین کرے عنداللہ اجر عظیم وثواب غازیان فی سبیل اللہ کا مستحق ہوگا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس شخص کا مع چند رفقاء ایک جگہ گذر ہوا۔ وہاں ایک بت خانہ تھا۔ یہ لوگ موقع پاکر بت شکنی میں مشغول ہوگئے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا۔ کہ گاؤں کے آدمی ان پر چڑھے آتے ہیں۔ اس سے نہایت پریشان ہوئے۔ اس وقت حضرت کو یاد کیا۔ ناگاہ آواز آئی کہ تیری مدد کو لشکر اسلام بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اس نے رفیقوں کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں۔ میں نے اس طرح آواز سنی ہے دشمن ایک تیر کے فاصلہ پر رہ گئے ہونگے۔ کہ تیس۳۰ چالیس۴۰ سوار ایک بلندی پر سے گھوڑے اڑاتے ہوئے نظر آئے اور آتے ہی کفار کو ڈانٹ بتلائی اور ان سب کو اپنی حمایت میں لے کر چلدیئے۔ جب کفار نظر سے غائب ہوگئے سب کو رخصت کردیا پھر جو دیکھا تو نہ لشکر تھا۔ اور نہ سوار تھے۔ صرف حضرت کا تصرف ہی تھا۔ حضرت کے خوارق بے انتہا ہیں "مشتے نمونہ از خروارے"۔ اس جگہ درج کئے گئے۔ میری ذاتی طبیعت کا میلان کشف وکرامات کے لکھنے کی جانب کم ہے۔ ورنہ مصالح تو اس قدر جمع ہے۔ کہ بحر وتشنہ مستسقی ودریا ہمچنان باقی اصل یہ ہے۔ کہ کثرت کشف کرامت سے نہ کسی ولی کی شان بڑھتی ہے۔ اور نہ قلت ظہور خوارق سے کسی کی کسر شان ہوتی ہے ولایت قرب الٰہی سے مراد ہے۔ کہ کشف وکرامت اس کی ارکان وشرائط سے نہیں ہے چنانچہ خود حضرت ہی اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ظہور خوارق وکرامات از شرط ولایت نیست وچنانچہ علماء مکلف بخوارق نیستند اولیا نیز بظہور خوارق مکلف نیستند چہ

ولایت عبارت از قرب الٰہی است جل سلطانہ کہ بعد از نسیان ما سوا بہ اولیا خود کرامت میفرماید شخصی را ایں قرب عطا فرمایند و از احوال مغیبات و محدثات ہیچ اطلاع ندہند و شخصے دیگر باشد کہ او را ہم ایں قرب دہند و ہم اطلاع بر مغیبات بخشند و شخصے ثالث را از قرب ہیچ ندہند و اطلاع بر مغیبات بخشند شخص ثالث از اہل استدراج است و صفائے نفس او را بکشف مغیبات مبتلا ساختہ است و در ضلالت انداختہ کریمہ ویحسبون انھم علی شئی الا انھم ھم الکاذبون استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون نشان حال شان است و شخص اول و شخص ثانی کہ بدولت قرب مشرف اند از اولیاء اللہ کشف مغیبات در ولایت شان می افزاید و عدم کشف اینہا نہ در ولایت شان نقصان می آرد تفاوت آنہا باعتبار درجات قرب است بسا است کہ صاحب علوم کشف صور غیبی از صاحب کشف آن صور افضل بود و پیش قدم باشد بواسطہ مزیت قربے کہ او را حاصل شدہ است ۔ حضرت کے حالات میں ایک بڑا معاملہ حضرت کے محبوس ہونیکا واقعہ ہے ۔ چنانچہ تفصیل اُس کی یہ ہے ۔ کہ حضرت نے اپنے گیارھویں مکتوب کے دوسرے فقرہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح لکھا تھا ۔ ثانیاً معروض آنکہ در اثنائے ملاحظہ آن مقام مرۃ ثانیہ مقامات دیگر بعضہا فوق بعضٍ ظاہر شدند بعد از توجہ بہ نیاز و شکستگی چوں بمقام فوق آن مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ ایں مقام حضرت ذوی النورین است و خلفاء دیگر را ہم در آن مقام عبورے واقع شدہ است و ایں مقام ہم مقام تکمیل و ارشاد ست و ہم چنیں دو مقام فوق ہم کہ بالا تر مذکور می شوند و بالائے آن مقام بمقام دیگر در نظر آمد چوں بآن مقام رسیدہ شد معلوم گشت کہ آن مقام حضرت فاروق است و خلفاء دیگر را ہم در آنجا عبورے واقع شدہ است و فوق آن مقام مقام صدیق اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ۔ بآن مقام نیز رسیدہ شد و از مشائخ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس را در ہر مقامی باخود ہمراہ می یافت و خلفاء دیگر را ہم در آن مقام عبورے واقع شدہ است تفاوت نیست الا در عبور و مقام و مرور و ثبات و بالائے آن مقام ہیچ مقامی مفہوم نمی شود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات اکملہا و محاذے مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقامی دیگر نورانی بس خوشگرف کہ ہرگز مثل آن در نظر نیامدہ بود ظاہر شد و اندکے از آن مقام ارتفاع داشت چنانکہ صفہ را از روی زمین بلندی می سازند و معلوم شد کہ آن مقام مقام محبوبیت است و آن مقام رنگین و منقش بود خود را ہم انعکاس آن مقام رنگین و منقش یافت بعد ازاں بہمان کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ

ہوا با قطعۂ ابر در آفاق منتشر دید و بعض اطراف را واگرفت و حضرت خواجہ بزرگ در مقام صدیق اند رضی اللہ تعالےٰ عنہما و خود را در مقام محاذی آن می یابد جب جہانگیر کے زمانہ میں نور جہاں کا اختیار رہا۔ اور رفض اور روافض کی کثرت ہوئی۔ حضرت نے اُن کے عقائد کے رد میں مکاتیب و رسالہ لکھ لکھ کر جا بجا منتشر کئے۔ چنانچہ وہ لوگ اس بات سے حضرت کی جان و آبرو کے دشمن ہو گئے۔ اور ایک روز موقع پاکر حضرت کا یہ مکتوب بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ اور کہا کہ شیخ احمد اپنے تئیں حضرت صدیق اکبر سے افضل بتلاتا ہے۔ اور اپنا مقام اُن کے مقام سے برتر کہتا ہے۔ اس بات سے بادشاہ ناراض ہوا۔ اور حضرت کو طلب کر کے استفسار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ جو شخص حضرت علی مرتضےٰ کو حضرت ابابکر صدیق رض سے افضل جانے وہ دائرۂ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کوئی اپنے تئیں حضرت صدیق رض سے افضل سمجھے۔ حالانکہ اصول صوفیہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اپنے تئیں سگ گرگین سے کہ خبیث ترین مخلوقات سے ہے۔ بہتر جانے بدتر از سگ گرگین ہے۔ اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب سمجھے ہیں۔ وہ سیر عروج کا حال ہے۔ کہ اکثر صوفیہ کو ابتداء حال میں مقامات اکابر میں واقع ہوتی ہے۔ اور پھر اپنے اصلی مقام پر آجاتے ہیں۔ مثلاً دربار شاہی میں کہ ہر ایک امیر و وزیر و شاہزادہ کی جگہ مقرر ہے۔ اگر سلطان کسی شخص کو مصلحۃً اپنے پاس ذرا سی دیر کے واسطے طلب فرمائے اور اُس سے سرگوشی کر کے پھر اُس کو واپس کر دے۔ چونکہ وہ شخص تمام اراکین سلطنت کے مقام پر ہوتا ہوا آئیگا۔ تو اس سے یہ ضرور نہیں کہ وہ شخص ان کا ہم رتبہ و ہم درجہ ہوگیا یہی حال اُس عروج باطنی کا بھی ہے۔ علاوہ ازیں اُس مکتوب میں لکھا ہے۔ کہ میں نے اپنے تئیں اُس مقام کے عکس سے رنگین پایا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ اگر کوئی چیز عکس آفتاب سے روشن ہو جائے۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ آفتاب ہوگیا۔ زمین ہر روز آفتاب کے عکس سے روشن ہوتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ زمین آفتاب ہوگئی۔ غرضکہ حضرت نے جوابات معقول سے بادشاہ کی ایسی تسلی کر دی۔ کہ اُس کا غصہ جاتا رہا روافض نے جب دیکھا۔ کہ اُن کی چال پوری نہ ہوئی۔ بادشاہ کو حضرت سے سجدہ کرانے کی جانب متوجہ کر دیا۔ لیکن حضرت نے سجدہ نہ کیا۔ اور اس بات پر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ قید ہونے سے پہلے حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ ابھی تک میری تربیت جمالی طور سے ہوئی ہے۔ اب منظور الٰہی سے جلالی طور سے کرنے کی ہے۔ چنانکہ پر در شم می دہند می بردم اور مجھ پر ایک مصیبت آنے والی ہے۔ کہ موجب ترقیات مدارج قرب ہوگی۔ چنانچہ جب

آپ قید ہو گئے۔ تو مخلصوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ کی خلاصی کی بہت تدبیریں کیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ اس زمانہ میں جو حضرت نے مکتوب تحریر فرمائے ہیں۔ وہ عجب چاشنی دار ہیں۔ میر محمد نعمان اپنے اجل خلیفہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ سیادت پناہ اخوی میر محمد نعمان را معلوم بودہ باشد کہ مفہوم شد کہ ہر چند یاران خیر اندیش در تشبث اسباب خلاصی کوشیدند سودمند نیامد الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ پارہ ازیں امر بمقتضائے بشریت حزنے پیدا شد و در سینہ تنگی ظاہر گشت بعد از زمانی بفضل حق جل سلطانہ آنہمہ حزن و تنگیِ سینہ بفرح و شرح مبدل گشت و بیقین خاص دانست کہ اگر مراد ایں جماعت کہ در صدد آزار ند موافق مراد حق است جل شانہ پس کرہ و تنگیِ سینہ بی معنی است و منافیِ دعویِ محبت است چہ ایلام محبوب در رنگ انعام او نیز محبوب و مرغوب محب است محب چنانکہ از انعام محبوب لذت میگیرد از ایلام او نیز ملتذ میگردد بلکہ در ایلام او لذت بیشتر می آید کہ از شائبہ حظ نفس و مراد او مبراست و چوں حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کہ جمیل مطلق است آزار ایں کس خواستہ باشد ہر آئینہ ایں ارادہ او تعالےٰ نیز در نظر اینکس بغایت او سبحانہ تعالےٰ جمیل است بلکہ سبب التذاذ است و چوں مراد ایں جماعت موافق مراد حق است سبحانہ۔ و ایں مراد دریچہ آن مراد است ہر آئینہ مراد اینہا بنظر مستحسن و موجب التذاذ است فعل شخصی کہ مظہر فعل محبوب بود آن فعل شخص نیز در رنگ فعل محبوب محبوب است و آں شخص فاصل بعلاقہ ایں نظر نیز در نظر محب محبوب می در آید عجب معاملہ است ہر چند جفا ازیں شخص بیشتر متصور بود در نظر محب زیباتر می در آید کہ نمایندگیِ صورت غضب محبوب بیشتر دارد کار دیوان گان ایں راہ واژگونہ است پس بدیِ آن شخص خواستن و بوی بد بودن منافیِ محبتِ محبوب بود کہ آن شخص پیش از مرات فعل محبوب ہیچ نیست جمعی کہ متصدی آزار اند در نظر محبوب می در آیند نسبت بظاہر خلائق بیاراں بگوئید و تنگی ہائے سینہ را دور سازند و بجماعۃ کہ در صدد آزار ند بد نباشند بلکہ باید کہ از فعل آنہا لذت گیرند آرے چوں بدعا ماموریم و حضرت حق سبحانہ تعالےٰ را دعاو التجاو تضرع و زاری خوش می آید دعاء دفع بلیہ و سوال عفو عافیت کنند و آنکہ مرات صورت غضب گفتہ شد زیرا کہ حقیقت غضب نصیب اعدا ست با دوستاں بصورت غضب ست و بحقیقت عین رحمت است دریں صورت غضب چندان منافع محب ودیعت نہادہ اند کہ چہ شرح دہد و نیز در صورت غضب کہ بدوستاں عطا می فرمایند خرابیِ جماعۃ منکر است و باعث ابتلائے اینہا معنی عبارت شیخ محی الدین عربی قدس سرہ معلوم نمودہ باشند کہ گفتہ است عارف را ہمت نیست یعنی ہمتی کہ قصد دفع بلیہ شود

از عارف مسلوب است زیراکہ چوں بلیۃ را عارف از محبوب داند و مراد محبوب تصور نماید بدفع آں چہ نوع ہمت بندد و رفع آں چگونہ خواہد اگرچہ بصورت دعاء رفع بر زبان آرد از جہت امتثال امر دعا امانی الحقیقۃ ہیچ نمی خواہد و بآنچہ می رسد ملتذ است والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اور میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ مخفی نماند کہ تا زمانیکہ بعنایت اللہ سبحانہ آں عنایت بصورت جلال و غضب او تعالےٰ تجلّی نفرمود و محبوس قفص زندان نہ گشتم از تنگنائے ایمان شہودی بالکلیہ نرستیم و از پس کوچہائے ظلال خیال و مثال بتمام نہ برآمدم و در شاہراہ ایمان بغیب مطلق العنان تخرامنمودم و از حضور بغیب و از عین بعلم و از شہود باستدلال بروجہ کمال نہ پیوستم و ہنر خود را عیب و عیب دیگراں را ہنر بذوق کامل و وجدان مانع نیافتم و شربتہائے خوشگوار بی ننگی و بی ناموسی و مربا ہائے مزہ دار خواری و رسوائی نچشیدم و از جمال طعن و ملامت خلق حظ نگرفتم و از حسن بلا و جفای مردم محفوظ نشدم و کاملیت بین یدی الغسال گشتہ بالکلیہ ترک ارادہ و اختیار نکردم و اشتہائے تعلق آفاق و انفس را بتمام و کمال نگسستم و حقیقت تضرع و التجا و انابت و استغفار و ذل و انکسار بدست نیاوردم و قسطاس رفیع المنزلۃ استغنای حضرت حق سبحانہ را کہ محفوف بسراوقات عظمت و کبریائی است مشاہدہ ننمودم و خود را بندہ خوار و زار و ذلیل و بے اعتبار و بے ہنر و بے اقتدار و باکمال احتیاج و افتقار معلوم نساختم و ما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم ط اگر بہ محض فضل تواتر فیوض و واردات آلہی جل سلطانہ و توالی عطیات و انعامات نامتناہی او سبحانہ دریں محنت کدہ شامل حال ایں شکستہ بال نشد نزدیک بود کہ معاملہ بیاس رسد و رشتہ امید گسستہ گردد۔ الحمد للہ الذی عافانی فی عین البلاء و کومنی فی نفس الجفاء و احسن لی فی حالۃ الضاء و وفقنی علی الشکر فی السراء والضراء و جعلنی من متابعی الانبیاء و من مقتفی آثار الاولیاء و من محبی العلماء والصلحاء صلوٰت اللہ سبحانہ و تسلیماتہ علی الانبیاء اولاً علی مصدقیہم ثانیاً۔ جب حضرت کو مدت معہود حبس میں گذر گئی۔ اور اللہ تعالےٰ کو وہاں جس جس کو فائدہ باطنی پہنچانا تھا۔ پہنچ گیا۔ اور خود حضرت کو بوجہ ان مصائب کے جو ترقی ہونی تھی۔ ہو چکی۔ بادشاہ اپنے کردار سے نہایت نادم ہوا۔ اور حضرت کو باکرام تمام طلب کر کے معذرت اور عفو قصور چاہا۔ حضرت نے ایام حبس میں کبھی بادشاہ کے واسطے دعاء بد نہیں کی۔ بلکہ مریدین میں سے اگر کوئی متوجہ ایذاء سلطان ہوتا۔ حضرت اُس کو خواب خواہ بیداری میں منع فرما دیتے۔ اور فرماتے کہ اگر بادشاہ مجھ کو قید نہ کرتا۔ یہاں کے لوگوں کو کسطرح

فائدہ پہنچتا۔ بعدازاں حضرت کئی سال تک بحکم سلطانی لشکر کے ہمراہ رہے۔ اور اِس اپنی بے اختیاری و نامرادی کا نہایت ذوق و لطف اُٹھاتے تھے۔ چنانچہ وہاں سے ایک خط میں حضرت خواجہ محمدؐ معصوم و خواجہ محمدؐ سعید رحمۃ اللہ علیہما کے نام اِس طرح تحریر فرمایا ہے۔ فرزندان گرامی بجمعیت باشند مردم ہمہ وقت محنتہائے مارا در نظری دارند و مخلصی ازیں مضیق میطلبند نمیدانند کہ در نامرادی و بے اختیاری و ناکامی چہ بلا حسن و جمال است و کدام نعمت برابر آنست کہ ایں کس را بے اختیار از اختیار او آرند و باختیار خود او در از ندگانی دہند و امور اختیاری او را نیز تابع آن بے اختیاری او ساختہ از دائرہ اختیار او بر آرند و کالمیت بین یدالغسال سازند در ایام حبس گاہی کہ مطالعہ ناکامی و بے اختیاری خود می نمودم عجب حظ میگرفتم و طرفہ ذوق می یافتم بلی ارباب فراغت ذوق ارباب بلا را چہ دریابند و از جمال بلا سے او چہ درک نمانید طفلاں را حظ در شیرینی است و آنکہ از تلخی فرا گرفتہ است شیرینی را بجوے نمی خرد مصرع

مرغ آتشخوارہ کے لذّت شناسد دانہ را

والسلام علی من اتبع الہدیٰ شاہی لشکر کے ہمراہ حضرت اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ آثار قرب وفات آپ کو معلوم ہوئے صاجزادوں کو خط لکھ کر طلب فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ میرا اِس جہاں سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ منصب قیومیت تم کو عطا ہوا۔ اور اشیاء تمہاری قیومیّت پر بہ نسبت میرے زیادہ راضی ہیں۔ حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رح باوجود حصول بشارت ایسے منصب عظیم الشان کے زار زار رونے لگے۔ اور ضبط گریہ نہ کر سکے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اُس وقت میں ایسا بدحواس ہوگیا۔ کہ اِس بات کو نہایت ضروری امر تھا۔ نہ دریافت کر سکا۔ کہ آیا اشیاء میری قیومیّت پر کیوں زیادہ راضی ہیں حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رح کی اِس قدر بیقراری دیکھ کر حضرت نے فرمایا۔ کہ ابھی تھوڑی مدت کے واسطے ایک اور کام پورا کرنے کے لئے مجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ اِس اثناء میں اشیاء کا قیام تم پر ہے۔ اور تمہارا قیام مجھ پر ہے۔ اور اب حضرت کی منشاء ہوئی کہ باقی عمر بالکل گوشہ تنہائی میں گذاریں۔ چنانچہ آپ کو لشکر سے رخصت ہو گئی۔ اور آپ نے مکان پر آ کر گوشہ اختیار فرمایا۔ اور وہاں سواء صاجزادوں اور ایک دو اور خدام کے کوئی بار نہ پاتا تھا۔ اور حضرت سواء جمعہ جماعت کے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اور کار بار ارشاد حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ جو شخص بیعت ہونے آتا اُس کو انہیں کے پاس بھیج دیتے ۔

نقل ہے۔ کہ انہیں ایام خلوت میں شب برات کی رات حضرت نصف شب کے بعد خلوت سے گھر میں تشریف لائے۔ اُس وقت والدہ مخدوم زادگان تسبیح خوانی میں مشغول تھیں۔ اُن کی زبان سے بیساختہ نکلا معلوم نہیں۔ آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے محو ہوا ہو گا۔ حضرت نے یہ سُن کر فرمایا۔ کہ تم بطریق شک کہتی ہو۔ اور جو شخص دیکھتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے مٹ گیا۔ اُس کا کیا حال ہو گا۔ (یہ حضرت نے اپنی جانب اشارہ کیا) غرضکہ وسط ماہ ذی الحجہ میں حضرت کو مرض ضیق النفس عارض ہوا۔

نقل ہے۔ کہ بارھویں محرم کو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا۔ کہ مجھ کو آگاہ کیا ہے۔ کہ چالیس پچاس دن کے درمیان میں اِس جہان سے تم کو جانا ہو گا۔ اور قبر کی جگہ بھی دکھلائی ہے۔ چنانچہ اِس کے بعد ہر روز دِن گنے جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بائیسویں صفر کو حضرت نے فرمایا۔ کہ اُس میعاد کے چالیس دن گذر گئے۔ اب دیکھئے اِس پانچ سات دن میں کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ اِن ایام میں جو کمال کہ نوع بشر کو سوا نبوت حاصل ہونے ممکن تھی۔ وہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل اپنے حبیب کے عطا فرمائے۔ اور اب حضرت پر مرض کا غلبہ شروع ہوا۔ اور ضعف بڑھتا چلا۔ اس حالت مرض و ضعف میں نماز تہجد فرائض بجماعت ادعیہ ماثورہ ذکر و مراقبہ بدستور جاری تھا۔ اور کسی بات میں فرق نہ آیا۔ جس وقت کسی قدر افاقہ ہوتا۔ وصایا تحریض متابعت و اجتناب از بدعت و دوام ذکر کے فرماتے اور فرماتے کہ سُنّت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہیئے۔ کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت حاصل کرنا چاہیئے۔

نقل ہے۔ کہ جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا۔ اُس شب خدام سے فرمایا۔ کہ تم نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ خیر آج کی رات اور بس ثلث شب کو تہجد کے واسطے اُٹھ وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ آخری تہجد ہے۔ صبح کو اشراق کے بعد بول کے واسطے طشت منگوایا۔ لیکن اُس میں ریگ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ریت ڈال لاؤ کہ ملایت چھینٹیں اُڑنے کا اندیشہ ہے۔ اور اسی طرح بلا پیشاب کئے آپ نے فرمایا۔ کہ لٹا دو (شاید حضرت کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اب وضو کی مہلت نہیں ہے) چنانچہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ سے آپ لیٹ گئے۔ اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں سوء تنفس شروع ہو گیا۔ صاحبزادوں نے دریافت کیا۔ کہ اب کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو دو رکعت پڑھی ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ یہ کلام بھی مطابق کلام انبیا علیہم السلام واقع ہوا۔ کہ اکثر آخری کلام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرف

نماز تھا۔ اُس کے بعد کوئی کلام نہ فرمایا۔ اور اسم ذات میں مشغول رہے۔ اور بعد ایک لمحہ کے جان بجانان تسلیم کی انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

شور برخاست مگر دامن محفل شکست
گریہ زوجوش مگر آبلۂ دل شکست

آپ کا انتقال بتاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہجری بمقام سرہند ہوا نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد سعید حضرت کے فرزند ثانی نے پڑھائی۔ اور حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے فرزند اکبر کی قبر کے محاذ میں جن کا انتقال حضرت کی حیات میں ہو چکا تھا۔ دفن کیا ایک مرتبہ حضرت نے اس جگہ دفن ہونے کے واسطے اشارہ فرمایا تھا۔ اور یہی جگہ ہے جس کی اشرافت میں تحریر فرمایا ہے الحمد للہ و سلام علے عبادہ الذین اصطفٰی بعنایت اللہ تعالےٰ و سُبحانہ و بصدقہ حبیبہ تعالےٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والبرکۃ بلدہ سرہند گویا زمین احبای من است کہ برائے من چاہ عمیق تاریک را پر کردہ صفہ بلند ساختہ اند و بر اکثر بلاد و بقاع آنزا ارتفاع دادہ و نور در آن زمین ودیعت گشتہ است کہ مقتبس از نور بے صفتی و بے کیفی است و در رنگ نوری کہ از زمین مقدسہ بیت اللہ ساطع و لامع است پیش از ارتحال فرزندی اعظمی مرحومی بچند ماہ ایں نور را برین درویش ظاہر ساختہ بودند و در زاویہ زمین مسکن ہائے فقیران نشان دادہ نوری نمودند ساطع کہ گردی از صفت و شان بوی راہ نیافتہ بود و از کیفیات منزہ و مبرا آرزوی آں شد کہ آں زمین مدفن من شود و آن نور بر سر قبر من لامع بود و ایں معنی بر فرزندی اعظم کہ صاحب سر بود ظاہر ساختم و ازاں نور و ازاں آرزو مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی بایں دولت سبقت کرد و در پردۂ خاک در دریائے نور مستغرق گشت ؎

ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھا
وللعاشق المسکین ما یتجرع

از شرافت ایں بلدہ معظم است کہ مثل فرزندی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ است در آنجا آسودہ است و بعد از مدتے ظاہر شد کہ آن نور مودع لمعہ ایست از انوار قلبیہ ایں فقیر از اینجا اقتباس نمودہ در آن زمین افروختہ اند در رنگ آنکہ چراغی از مشعلہ برافروزند قل کل من عند اللہ اللہ نور السمٰوٰت والارض سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ متبرکہ کے مدح میں یہ چند ابیات نہایت پُرلطف لکھے ہیں۔ ابیات

اے خاک پاک روضہ عبیری و عنبری
کامل جہاں ز بوئے تو مدہوش گشتہ اند

ساقی فشاند بر تو خوش آبیکہ اہل دہر
سرتے زخاک خلد تو داری کہ اہل ارض
نے تراز تربت یثرب گرفتہ اند
ایں خاک احمدی ست بذات احد نگر
اہلاً و مرحباً پے زوّار تو بسے
یارب مکن خلاص ازیں خاک در مرا
شیرے بخواب ناز بہ پہلوئے دو شبل
تنہا نخئی نہ نغمہ مدح تو ساز کرد

عاقل بہ پشت آمدہ مخمور رفتہ اند
یک نفحہ از تو یافتہ بر چرخ رفتہ اند
پنہاں زردم و شام بسر منہ ہشتہ اند
نے یک کہ صد ہزار ازیں خاک جستہ اند
اقفال بعد بر سرخ اعدات بستہ اند
بدحال آنکساں کہ ازیں خاک رستہ اند
یارب چہ رازہاست کہ اینجا نہفتہ اند
کرّوبیان عرش ہم اینگونہ گفتہ اند

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ فرزند ثالث حضرت مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوب نشتر جلد اوّل میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی حضرت ایشان ما از غایت اتباع سرور دین و دنیا علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نیز مبشر شدہ بودند کہ روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آن است و صحن قدیم آن روضہ مقدسہ روضہ ایست از ریاض جنت می فرمودند کہ مبشر شدہ ام باآنکہ اگر یک مشتی از خاک آن روضہ مبشرہ در قبر شخصے باندازند امیدواریہاے عظیم فکیف من دفن فیہا ۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو بعد انتقال خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ سوال منکر نکیر کی کیونکر گذری فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بکمال رحمت اوّل الہام کیا کہ اگر تو کہے۔ تو یہ دو فرشتہ یعنی منکر نکیر تیرے پاس آئیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اِس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی غایت فضل سے میرے پاس نہ بھیجے۔ پھر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا۔ کہ ضغطہ قبر کی کس طرح ہوئی۔ فرمایا کہ ہوا مگر اقل قلیل خواب میں یہ بھی معلوم ہوا کہ گویا کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ اقل قلیل بسبب تواضع فرماتے ہیں۔ ورنہ کچھ نہیں ہوا۔ غرضکہ حضرت کا وجود مسعود ایک عجائبات قدرت کا نمونہ تھا۔ کہ جس کے ظہور کی حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزار سال پیشتر بشارت دی تھی۔ کہ یکون رجل فی امتی یقال صلہ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا کذا۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں حضرت نے مکتوب ششم جلد ثانی میں تحریر فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ البحرین ومصلحاً بین الفئتین اکمل الحمد علی کل حال والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام وعلی اخوانہ الکرام من الانبیاء وملائکتہ العظام ۔

حضرت کا حلیہ عبادات وعادات

حضرت تمام قد نازک اندام گندم گون مائل بسفیدی کشادہ پیشانی تھے۔ ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا۔ کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی۔ آپ کی ابرو سیاہ دراز باریک وکشادہ تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی اُن کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید سر مبارک بلند اور باریک تھا لب سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا دانت متصل متصل چمکتے ہوئے ڈاڑھی مُبارک۔ بانبوہ وشکوہ مربع تھی۔ رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے پاشنہ نہایت صاف رہتے تھے۔ بدن مبارک پر میل نہ بیٹھتا تھا۔ پسینہ میں خواہ گرمی ہو۔ خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی۔ غرضکہ آپکی شکل ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا تھا۔ بے اختیار سُبحان اللہ وہذا ولی اللہ کہتا تھا۔ حضرت ہمیشہ سرما وگرما سفر وحضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے — اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ البعث والنشور اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون و ھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون بعد ازاں بیت الخلا کو تشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پیر خلا میں رکھتے۔ بعد اُس کے اپنا اور یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث بعد ازاں اُس جگہ جب بیٹھتے۔ تو بائیں پیر پر زور رکھتے۔ بعد فراغت بکلوخ طاق استنجا کرتے۔ اُس کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔ اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔ بعد ازاں مستقبل بقبلہ وضو کو بیٹھتے۔ اور بوقت وضو کسی سے مدد طلب نہ کرتے۔ اور آفتابہ بدست چپ رکھتے۔ اور ابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے۔ بسم الرحمن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علے دین الاسلام الاسلام حق والکفر باطل۔ پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعد ازاں بائیں پر بعد ازاں دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے اور انگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے۔ اور تین دفعہ داہنی طرف اور تین دفعہ بائیں طرف کرتے۔ پھر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے۔ تو رعایت وتر کرتے۔ اور پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں بعد ازاں بائیں طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے

کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے۔ بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کرتے اور وہ اُس کو اپنی پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتا۔ اور آپ مضمضہ وور ڈالتے تھے۔ اور رعایت تثلیث رکھتے تھے۔ بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اعنی علی ذکرک وعلی تلاوۃ القرآن وعلی صلوٰۃ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جُدا جُدا کرتے۔ اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ وانت عنی راض اور بعدہ منہ مبارک پر کمال آہستگی وسہولیت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گزارتے۔ اور داہنے کو بائیں پر تقدم کرتے۔ تاکہ ابتدا داہنے سے ہو۔ اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم بیض وجھی بنورک یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی یوم تسود وجوہ اعدائک اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ بعدازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اُس پر ہاتھ پھیرتے۔ تاکہ قطرہ نہ رہ جاوے۔ اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے۔ اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنے ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک ان تعطینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری ولا تحاسبنی حسابا عسیرا واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ بعدازاں داہنے چلو میں پانی لیکر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑتیں۔ اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیر لاتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اللھم غشنی برحمتک وانزل علی برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک بعدازاں اُسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ اور پشت گوش ز انگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے اللھم اعتق رقبتی من النار ورقاب آبائی واعذنی من السلاسل والاغلال اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ بعدازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اُس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا اور اسی طرح سے بایاں پیر دھوتے۔ اور یہ دعا پڑھتے۔ اللھم انی اعوذ بک ان

تزل قدمی وقدم والدی علی صراط مستقیم یوم تزل اقدام المنافقین والکافرین فی النار بحرمۃ النبی المختار اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ علیہ الصلوٰۃ اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھتے اللھم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المطھرین واجعلنی من عبادک الصالحین واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم واجعلنی من الذین لاخوف علیھم ولاھم یحزنون واجعلنی عبداً شکوراً واجعلنی ان اذکرک کثیراً وتسبحک بکرۃ واصیلا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انا انزلناہ تا آخر اور یہ دعا پڑھتے اللھم اشفنی بشفائک وداونی بدوائک وعافنی من البلاء وعصمنی من الاھوال الامراض والاوجاع اور اعضاء وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔ بعد ازاں پوشاک لطیف ونفیس پہنتے وبہ تجمل ووقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گذارتے اور اُن رکعت میں قرات بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون اولئک جزاؤھم مغفرۃ من ربھم وجنات تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا ونعم اجر العاملین اور دوسری رکعت میں بعد قراءت فاتحہ یہ آیت پڑھتے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما باقی نماز تہجد کو بطول قراءت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سیپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گذر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے۔ تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقراءت طویلہ لیکن اوّل سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسری سے کم ادا فرماتے۔ بعد ازاں اگر اوّل شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک اور دوسری میں قل یاایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ سوم رکعت میں بعد قل ھو اللہ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے۔ جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے۔ اللھم اھدنی فی من ھدیت وعافنی فی من عافیت وتولنی فی من تولیت وبارک لنا فی ما اعطیت وقنا ربنا شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک وصلی اللہ علی النبی اور اگر وتر اوّل شب میں پڑھ لیا کرتے۔ تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے

اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر بھی اکتفا فرماتے۔ اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور فرماتے۔ کہ اُس کی قراءت میں نفع بسیار اور نتائج بے شمار پائے ہیں۔ اور سورہ الم سجدہ اور ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران اس جگہ سے پڑھتے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل و النھار الی آخر السورۃ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے۔ اور کبھی کبھی آیت کریمہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ ستر مرتبہ پڑھتے۔ بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے۔ یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سُنت سنیہ علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین واقع ہو۔ اور قبل صبح بیدار ہوتے۔ اور وضو جدید فرما کر سُنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اُٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فرض فجر بجماعت کثیر اوّل وقت آخر غلس میں ادا کرتے۔ اور خود امامت فرماتے۔ اور طوال مفصل پڑھتے۔ اور بعد ادائے فرض اُسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے الھکم الہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم وحم تنزیل الکتاب الی الیہ المصیر و آیۃ الکرسی و کریمہ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون الی تخرجون پھر یمین و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے۔ بعد دعا دونوں ہاتھ منہ مبارک پر لاتے۔ بعد ازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے۔ اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر نیزہ مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ سے قرآن بھی سُنتے۔ اور بعد فراغ حلقہ دو رکعت نماز پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ یٰسین تا نفخ فی الصور اور دوسری رکعت میں اس سورہ سے تا آخر سورہ مذکورہ و سورہ والشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے۔ کبھی اوّل رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد اور کبھی پہلی میں سبح اسم و الم نشرح و قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد تین مرتبہ اور معوذتین ایک بار پڑھتے۔ اور بعد تشہد درود استغفار اس طرح پڑھتے۔ اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک و انا علی عھدک ووعدک ما استطعت واعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت بعدہ دعا استخارہ پڑھتے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم انک انت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل خیر الی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبۃ امری الیوم فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل شر لی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبۃ امری الیوم فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ و اقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین بوقت شام بعد اتمام اوابین بھی دعا استخارہ پڑھتے۔ اور بجائے الیوم اللیل پڑھتے۔ اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے۔ تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے دعوات یہ ہیں اصبحنا واصبح الملک واالحمد للہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر اللھم اسئلک خیر ما فی ھذ الیوم فتحہ و نصرہ ونورہ وبرکتہ وھداہ واعوذبک من شر ما فی ھذ الیوم وشر ما بعدہ اللھم ما اصبح لی من نعمتہ او باحد من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر۔ شام کے وقت بجائے الیوم اللیل واصبح امسی پڑھتے۔ اور تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور تین دفعہ بسم الذی لا یضرہ مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اور سات دفعہ اللھم بنئی قبل ان یبنی الموت اور سات دفعہ اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی اور سات دفعہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اور سات مرتبہ یا مقلب القلوب قلب قلوبنا علی طاعتک اور سات دفعہ اللھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سات دفعہ رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی اور سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ اور تنتیس دفعہ سبحان اللہ اور تنتیس دفعہ الحمد للہ اور تنتیس دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر۔ اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اوابین پڑھتے۔ اور ان چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکور بالا پڑھتے۔ بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے۔ اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے۔ اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے۔ اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جُدا جُدا طلب کرکے احوال پُرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے

اور بسا اوقات ایسا ہوتا۔ کہ اُن کا احوال خفیہ اگلا و پچھلا خود بہ تفصیل و شرح فرماتے۔ اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے۔ اور اُن کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے۔ اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا۔ کہ گویا القاو اعطا حال کرتے ہیں۔ بارہا ایسا اتفاق ہوتا۔ کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے بمجرد سننے کے اُس معرفت سے بتوجہ حضرت متحقق ہو جاتے۔ اور ہر ایک کو اُس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے۔ اور تمام کو علو ہمت و اتباع سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و اخفاء حال کی تاکید فرماتے۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نہایت ترغیب دلایا کرتے اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اِس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے۔ بمقابلہ دریا محیط کے فرماتے۔ کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر تمام جہاں کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخشدیں۔ اور بہشت میں بھیجدیں۔ تو بھی گنجایش رکھتا ہے۔ فرماتے کہ اِس کی برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے۔ کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اِس کلمہ کی تکرار سے ملتذ و محظوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے کہ تمام آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ کونسا مسئلہ مفتی بہ ہے۔ اور کون مسنون و معمول اور کون بدعت و مردود حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی۔ اور اصحاب پر اِس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی۔ کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔ اور حضرت کی تمکین اِس درجہ کی تھی۔ کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل ندرت چشم پُر آب ہو جاتی۔ اور گاہ گاہ اثناء بیان حقایق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہو جاتا۔ جب ضحیٰ کبریٰ ہو جاتا۔ تو حضرت نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعت ادا کرتے ہر چند کہ چار رکعت جو اوّل پڑھتے تھے۔ داخل ضحیٰ تھیں۔ حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اور کبھی بسبب قلت اُنہیں چار رکعت پر جو کہ اوّل پڑھتے۔ اکتفا فرماتے۔ اور کبھی دو ہی اول پر اور قراءت نماز چاشت بعد فاتحہ سبح اسم ربك والشمس واليل والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوایل حال میں نماز تہجد و ضحیٰ و فیٔ زوال میں اکثر تکرار قراءت سورہ یٰسین فرماتے۔ حتیٰ کہ گاہ گاہ اسّی مرتبہ اِس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب ضحیٰ کبریٰ ہو جاتا نماز ضحیٰ خلوت میں ادا کر کے حرم سرا میں تشریف لے جاتے۔ اور کھانا تناول فرماتے۔ اور کھاتے وقت فرزندوں اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے۔ اور جو کچھ پکتا سب میں

حصّہ رسد عطا فرماتے۔ اور اگر اُس وقت فرزندوں اور درویشوں اور خادموں میں سے کوئی موجود نہ ہوتا۔ اُس کا حصّہ رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرما دیتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا ۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا گذر سرہند میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ بیشک کبھی نہ کھایا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کی سے سرایت انوار ونسبت و طہارت اِس کے کھانے میں کہاں راقم الحروف کا اپنا تجربہ ہے کہ جو حضرت مرشدی و مولائی حضرت مولانا غلام نبی صاحب احمدی اللّٰہی قدس سرہ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا لذت ہوتی وہ کسی امیر کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی مرغن ہوتا نہیں پائی وہی سرایت انوار ونسبت کی وجہ ہے۔ کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانو کھڑا کر لیتے۔ اور بایاں لٹا دیتے۔ اور گاہ گاہ دونوں زانوں کھڑے کر لیتے۔ اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے۔ اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ فاللہ خیر احافظا وھو ارحم الراحمین اور سورہ لایلاف پڑھتے۔ الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام اللطیف الملیح بغیر حول ولا قوۃ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو ھذا الطعام اللطیف الحلو فرماتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا واشبعنا وادانا وجعلنا من المسلمین اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ بھی پڑھتے اللھم اغفر لا کلہ ولبادلہ ولمن کان لہ شیئا فیہ وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وسلم اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے جزاکم اللہ خیرا اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جزاھم اللہ خیرا اور کبھی یہ دعا پڑھتے۔ اللھم ارزقنی بما تحب وترضی اجعلھا عونا علی ما یحب۔ اور تین اُنگلیوں سے لقمہ لیتے اور جب خواہش نہ ہوتی طبق تک ہاتھ لیجا کر مزا لیتے گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ کھانا سُنت ہے۔ تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل تھی مع ذلک فرمایا کرتے کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور دین ودنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خضوع وخشوع سے تناول فرماتے اور اِس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے فرمایا کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی جانب کھانے سے زیادہ نہیں کھینچتی۔ بعد طعام کے تھوڑی دیر بحکم سُنت قیلولہ فرماتے۔ اور جیسے ہی سایہ پھرتا اور موذن اذان کہتا بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بقوت

وعجلت تمام بستر سے زمین پر اُتر آتے اور اس میں ناغہ نہ ہوتا۔ اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے مگر وقت حیعلتین لاحول ولاقوۃ پڑھتے اور بعد اذان وعاء اذان پڑھ کر فی الفور ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور وضو کر کے نفیس پوشاک پہن کر مسجد میں تشریف لیجاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سُنت زوال بطول قرات ادا کرتے۔ اور فرماتے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمان بعثت سے تا زمان رحلت سُنت زوال ترک نہیں کیں۔ اور اُس میں طوال مفصل پڑھتے۔ اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار قرات پر اکتفا فرماتے۔ بعد ازاں چار رکعت سُنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے۔ اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے اور فرض ظہر پڑھتے۔ اور قرات طوال پڑھتے۔ اور بعد فراغ فرض یہ دعا اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام پڑھ کر کھڑے ہوجاتے بعد ازاں دو رکعت سُنت مؤکدہ پڑھتے۔ اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات کہ بعد ظہر ماثورہ ہیں پڑھتے اُس کی بعد قوم کی جانب ہو بیٹھتے۔ اور اصحاب حلقہ کرتے۔ اور حافظ قرآن پڑھتا۔ اور حضرت یاروں کی طرف مراقب ومتوجہ بیٹھ جاتے۔ بعد فراغ از حلقہ دو ایک سبق دینی درس فرماتے۔ اور جب وقت عصر ہو جاتا۔ تو تجدید وضو کے واسطے اُٹھتے اور چار رکعت سُنت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امام ہوتے۔ اور جماعت فرض عصر بجماعت کثیر ادا کرتے۔ بعد ازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے۔ اور حافظ قرآن پڑھتا۔ اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے۔ اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے۔ اور متوجہ حال طالبان ہوتے۔ اور اُن کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے۔ اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے بعد ازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے۔ اور بعد ادائے فرض دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر پڑھتے اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار پڑھتے اور بعد ازاں چار رکعت نماز اوابین پڑھتے۔ اور اکثر اوقات اُسی میں سورہ واقعہ وسورہ اخلاص اور گاہ چھ رکعت پڑھتے۔ اور نماز عشا کو بعد از زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اُوسی سے مراد ہے۔ ووقت متفق علیہ ہے۔ مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سُنت یا دو رکعت گذارتے اور پھر فرض ادا کرتے۔ اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں اللھم انت السلام الخ پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سُنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت اور مستحب بعد ازاں وتر پڑھتے۔ بعد ازاں الم سجدہ پڑھتے۔ اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورہ سجدہ

وتبارک وقل یاایہا الکافرون وقل ہو اللہ پڑھتے۔ اور دعاء قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے۔ جمع کرتے بعد ازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذا زلزلت الارض پڑھتے۔ اور دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون پڑھتے۔ اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اس میں اختلاف ہے۔ بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی لو تک لیجاتے۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کہ کھلی یا جڑی رکھیں۔ بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے۔ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے۔ اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے۔ کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں۔ اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا۔ اور دونوں پیروں پر برابر زور رکھتے۔ اور ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔ اور قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے۔ اور نہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرات پڑھتے۔ بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے۔ اور زانوں انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قومہ بمقدار تسبیح جلسہ کرتے اور در حال انفرادسمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد پڑھتے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے۔ اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضا پر برابر زور دیتے۔ اور تشہد میں دالو پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے۔ اور کنار پر نظر رکھتے۔ اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشاء قبل سونے کے حضرت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و آمن الرسول تا آخر و ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض تا من المحسنین و قل ادعو اللہ او ادعو الرحمٰن الخ اور چار قل پڑھتے۔ اور جس وقت لیٹتے پہلوے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے۔ اور یہ دعا پڑھتے۔ اللھم باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ ان امسکت نفسی فاغفر لنا وان ارسلتا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللھم انی اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللھم انی آمنت بکتابک الذی انزلت وبرسولک الذی ارسلت ویجعلھن آخر ما یتکلم بہ اللھم انی احمدک بکل لسان و۔

استعیذ بک من البلاویا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من شر ما خلق تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے پھر تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو حی لا یموت ابداً ابداً ذو الجلال والاکرام وھو علی کل شئی قدیر اور سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے - اور سو دفعہ بعد نماز تہجد کے بھی پڑھتے اور سو دفعہ ہر روز مواظبت رکھتے - پھر خواب کرتے نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے - اُس طرح ادا کرتے - اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ پڑھتے - اور صلوٰۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا کرتے - بلکہ اُس کو مکروہ جانتے - لیکن بعد ادائے جمعہ پڑھتے - اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعض اس وقت پائی نہیں جاتیں اور اس طرح نیت کرتے نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعۃ اٰخر فرض ظہر ادرکت وقتہ ولم اؤدیہ اور ادائے نماز ظہر کو بجماعت نہ پڑھتے - اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو مفرداً ادا کرتے اور اسی طرح سفر میں طریقہ جاری رکھتے - باوجود اس کے کہ نماز بجماعت ادا کرنے کے نہایت حریص تھے - اور فرماتے تھے - کہ ہم تابع مجتہد ہیں - اُنہوں نے فرمایا ہے - وہ کرنا چاہئے - اور جو منع کیا ہے - اُس کو نہ کرنا چاہئیے - اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں معتکف بیٹھتے - اور عشرہ ذالحج میں بھی عزلت کرتے - اور ان عشرات میں طاعات واذکار و صیام کی بہت حریص ہوتے - اور درود پڑھتے - اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کرکے درود شریف پڑھتے عید اضحےٰ کو راہ میں تکبیریں بلند کہتے جاتے - اور عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی شباہت کرکے سر اور ناخن نہ ترشواتے اور بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے اور عشرہ ذی الحج میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے - نماز کسوف وخسوف پڑھتے - اور نماز تراویح کی بیس ۲۰ رکعت ادا کرتے اور سفر وحضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے - اور تین قرآن شریف سے کم ایام صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر پڑھتے - اور دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے - بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے - اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا - اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرأت پڑھتے تھے - کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں - اور

سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسرار قرآنی اُس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے۔ کہتے کہ حضرت قرآن اِس طور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ اُن کے دل سے نکلتے ہیں۔ اور ہرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی۔ لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی۔ اور اُسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سُنتے ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ کیا باعث ہے۔ کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی فرمایا۔ شناوری دریا اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی۔ کہ پلک بھی جھپکاؤں سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے۔ اور جس وقت آیت سجدہ آتی فی الفور سواری سے اُتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو و گیارہ پڑھتے۔ اور کبھی تین مرتبہ پر اقتصار فرماتے حسب موقعہ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے۔ کہ باوجود قوت و استطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اقتصار کیا جائے۔ اور حالت امامت میں اِس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں۔ اور جس طرح اِس بات کی احتیاط کرتے کہ سُنت میں نقصان نہ ہو۔ اُسی طرح اُس میں بھی احتیاط کرتے کہ زیادتی بھی نہ ہو۔ اور سوا نماز تراویح و کسوف و خسوف اور کسی نفل کی جماعت نہ کرتے اور اُس کو مکروہ جانتے اور ہر کام نماز استخارہ سے شروع کرتے۔ اور کبھی صرف دعا استخارہ پر اکتفا فرماتے اور تشہد میں انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ کہ مذہب حنفی میں حرام و مکروہ ہے۔ ہرچند کہ بہت سے علماء اُس کی سنیت کے بھی قائل ہیں۔ مگر بحکم آنکہ اذا دار الامر بین السنۃ والکراھۃ فترکہ اولیٰ مع ذلک کبھی کبھی بمقتضائے حدیث نوافل میں اشارہ بھی کرتے تھے۔ تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو۔ اور مریض کی عیادت کو جاتے اور ادعیہ ماثورہ مریض پر پڑھتے اور دفع مرض کے واسطے توجہ باطنی فرماتے۔ اور قبروں کی زیارت کو جاتے اور بدعاء استغفار مدد فرماتے۔ اور اموات سے استعانت جائز رکھتے۔ بلکہ خود بھی کرتے۔ اور باطن سے توجہ رفع اسباب و ترقی درجات کرتے۔ دعوت خاص قبول فرماتے۔ اور دعوت عام میں تشریف نہ لیجاتے۔ اور مجلس سرود خوانی و مولود خوانی میں حاضر نہ ہوتے مولود عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن مکتوب دو سو بہتر ۲۷۲ جلد اول ذکر جہر ترک اولے بلکہ بدعت جانتے خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضل دیتے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ اگرچہ ولایت اُسی نبی کی کیوں نہ ہو۔ اور غلبہ صحو کو غلبہ سکر پر ترجیح دیتے۔ اور صحو خالص نصیب عوام کالانعام کہتے۔ اور اولیاء عشرت کو جو کہ خلائق کی

ہدایت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اولیاء عزلت سے جو کہ جنگل و پہاڑوں میں بیٹھتے ہیں۔ بہتر جانتے اور تمام اصحاب کو تمام اولیاء امت سے خواہ وہ قطب ہوں یا غوث افضل جانتے اور مشاجرات صحابہ کو اجتہاد پر محمول فرماتے۔ اور ہوائے نفسانی سے مبرا سمجھتے۔ طریق مشائخ میں طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے۔ اور فرماتے۔ کہ یہ طریقہ اصحاب ہے۔ شیخ محی الدین ابن العربی کو بہ نیکی یاد فرماتے۔ بلکہ اظہار محبت فرماتے۔ مع ہذا یہ بھی ارشاد فرماتے۔ کہ ہر چند مجھ کو شیخ سے محبت ہے۔ مگر بعض علوم کشفی میں ان کی پسند نہیں کرتا۔ اور حق ان کے خلاف سمجھتا ہوں۔ مگر خطائے کشفی کو در رنگ خطاء اجتہادی بعید از مواخذہ جانتے بعض کتب مثل بیضاوی و بخاری شریف و مشکوٰۃ و ہدایہ و شرح مواقف و بیضاء حاشیہ عضدی و عوارف کا درس بھی فرماتے۔ تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم کرتے۔ اور فرماتے کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان ہے۔ اور اگر کبھی سفر جانے کا اتفاق ہوتا۔ تو دوشنبہ و پنجشنبہ کو شروع کرتے۔ اور باقی ایام کو سفر کے واسطے مبارک جانتے۔ کہ الایام ایام اللہ والعباد باللہ اور جب سفر پر متوجہ ہوتے تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے پڑھتے اول رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد بعد نماز دعاء استخارہ پڑھتے۔ اور برآمد ہوتے وقت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اور جس وقت سوار ہوتے تکبیر کہتے اور یہ آیت پڑھتے سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا المنقلبون۔ اور جب شہر یا قریہ میں داخل ہوتی تو یہ پڑھتے اللھم اسئلک خیرھا وخیر ما فیھا واعوذبک من شرھا وشر ما فیھا اور جب منزل پر نزول فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ رب انزلنی منزلا مبارکاً وانت خیر المنزلین۔ اور اثناء عبور راہ میں اُتر پڑتے۔ اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور دو رکعت نماز بھی پڑھتے سفر میں ہمراہیوں کو تلاوت سورہ قریش کی ترغیب دیتے۔ جب منزل پر پہنچتے واسطے خیریت منزل کے دعاء استخارہ پڑھتے۔ اور بوقت تند ہوا چلنے کے یہ دعا پڑھتے۔ اللھم اجعلھا ریاحا ولا تجعلھا ریحا اللھم انی اسئلک خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما ارسلت بہ اعوذبک من شرھا وشر ما فیھا وشر ما ارسلت بہ اور بوقت رعد وظہور صاعقہ یہ تسبیح پڑھتے سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ۔ اور کسی کو بلا میں مبتلا دیکھتے۔ تو یہ پڑھتے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا وجعلنی من المسلمین اور اگر کافر یا بت پرست کو دیکھتے

تو بھی یہی دعا پڑھتے۔ اور کافر کی کبھی تعظیم نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ کی نقل ہے۔ کہ حضرت سلطان کے ہمراہ تھے۔ لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا۔ حضرت نے جمیع توابعین کو منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پئے۔ کہ ہندوؤں کا معبود ہے۔ وہاں سے دور ایک کنواں تھا۔ وہاں سے پانی منگایا اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت کسی جگہ تشریف لے گئے وہاں کنوؤں کا پانی عمدہ نہ تھا۔ کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی وہاں سے تین چار کوس پر تھا۔ حضرت کے استعمال کے واسطے منگایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ اس پانی کے پینے میں تعظیم پائی جاتی ہے۔ فرمایا اس سے فقط استنجا کریں۔ اور جب آئینہ دیکھتے یہ پڑھتے اللھم حسن خلقی کما احسنت خلقی وحرم وجھی علی النار اور اگر اتفاقاً بازار میں گذر ہوتا۔ تو کلمہ توحید پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت وھو علی کل شئی قدیر ابدا ابدا ذوالجلال والاکرام اور جس وقت مسجد میں آتے اگر وقت مکروہ نہ ہوتا تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ اور اس میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور بوقت داخل ہونے کے نیت اعتکاف فرماتے اور اس طرح نیت کرتے اعتکفت مادمت فی ھذا المسجد اور جب دولتخانہ سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے توکلت علی اللہ واعتصمت باللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جب ہلال دیکھتے تو یہ پڑھتے اللھم اھلہ علینا بالامن والامان اور ہاتھوں کی انگلیوں سے نقش لفظ اللہ بناتے۔ اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے تو عفاک اللہ کہتے اور جب نیا لباس پہنتے تو پڑھتے الحمد للہ الذی کسانی ھذا الثوب بغیر حول منی ولا حول قوۃ اور لباس کا نام بھی تعین کرتے اگر عمامہ پہنتے تو ھذا العمامۃ اور قمیض ہوتا تو ھذا القمیص فرماتے اور اگر کوئی اور پوشاک ہوتی تو فرماتے البس جدیدا وعشت حمیدا ومت شہیدا غرضکہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت و مستحب رکھتے تھے۔ اور اس امر کی خادموں کو بھی نہایت تاکید ہوتی تھی ۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا۔ کہ فلاں جگہ قرنفل رکھے ہیں اُن میں سے تھوڑے لے آؤ۔ خادم نے چھ دانہ لا کر سامنے رکھے۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارے صوفی کو ابھی یہ معلوم نہیں کہ اللہ وتر و یحب الوتر پھر فرمایا کہ رعایت وتر مستحبات سے ہے۔ مستحب کو لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ مستحب دوست داشتہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اگر دنیا و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل میں دیں تو بھی کچھ نہیں فرمایا۔ کہ میں اس قدر

رعایت مستحب کی کرتا ہوں۔ کہ منہ دھوتے وقت خیال رہتا ہے۔ کہ پہلے پانی داہنے رخسار پر پڑے۔ کہ تیامن یعنی داہنے سے شروع کرنا مستحب سے ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت نے ایام سخت میں روزہ رکھنے شروع کئے اور بباعث نحافت بدن کے دشواری ہوئی۔ کسی نے عرض کی حضرت یہ کیا دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ انہیں ایام میں ماہ رمضان گذرا ہے۔ اُس میں اکثر دن کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اُس کی قضا احتیاطی ہے۔ اور اس تقریب میں اپنے والد کا ذکر کیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہوتا روزہ میں دن کو استنجا نہ کرتے۔ اور اگر بضرورت اتفاق ہو جاتا۔ تو اُس کی قضا رکھتے سبحان اللہ نعم السلف ونعم الخلف اور جس طرح حضرت رعایت مستحب کی کرتے تھے۔ اُسی طرح رعایت آداب بھی تھی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت پلنگ پر بیٹھ کر دفعۃً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ بچھونے کے نیچے کاغذ ہے نکال لو۔ گویا اس قدر گوارا نہ کیا۔ کہ اتنے خادم کاغذ نکالے آپ بیٹھے رہیں۔ اور ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن پڑھتا تھا۔ حضرت نے جو خیال کیا۔ تو اپنے نیچے فرش زیادہ پایا۔ جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے فی الفور وہ فرش اپنے نیچے سے نکالدیا۔ اور اُس حافظ کے ہم فرش ہو گئے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت پیشاب کرنے کے واسطے بیت الخلا میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نکتہ لگا ہے۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ نکتہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے مع اُس کے جگہ بیٹھنا خلاف ادب ہے یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجا کو تشریف لے گئے غرضکہ آپ کے اخلاق و اوصاف بیان سے باہر ہیں ع

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں

ببیر دُ تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی حضرت کے تین جلد مکتوبات اور چند رسائل جامع شریعت و حقیقت ہیں۔ اہل طریقہ کو اُن کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کہ از بس کاشف اسرار ہیں۔ اِس جگہ کہیں کہیں سے بعض فقرات انتخاب کرکے تبرکاً لکھتا ہوں +

منتخب فقرات از مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رح

چوں طالبے پیش شیخے بیاید باید کہ شیخ اورا اول استخارہ فرماید از سہ استخارہ تا ہفت استخارہ تکرار نماید بعد از استخارہا اگر تذبذبے در طالب پیدا نشد شروع در کار او نماید

(فائدہ) اقبال تدب شیخ کامل مکمل بھی قائم مقام استخارہ ہے۔ اور اگر استخارہ کرے تو (نورٌ علیٰ نور ہے) اوّل اور طریق توبہ تعلیم دہد و در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید و تفصیل آنرا بمرور ایام حوالہ کند کہ ہمم دریں ایام بسیار قاصر اند اگر اوّل تکلیف تحصیل تفصیل توبہ کردہ شود ناچار حصول آن مدتے طلبد وشاید دریں مدت فتورے در طلب آورد و از مطلب باز ماند بلکہ توبہ را ہم سر انجام ندہد بعد ازاں طریقے کہ مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید و ذکرے کہ ملایم قابلیت اوست تلقین فرماید و توجہی بکار او در کار دارد و التفاتے بحال او مرعی نماید و آداب و شرائط راہ را باو بیان سازد و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و وصول مطلوب را بے متابعت ایں محال داند و اعلام نماید کہ کشوف و وقایع کہ سرموے مخالفت بکتاب و سنت داشتہ باشد اعتبار نکند و مستغفر باشد و تصحیح عقائد بمقتضاے آراے فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت نصیحت نماید و تعلیم احکام فقہیہ ضروریہ و عمل بموجب آن تاکید فرماید کہ طیران دریں راہ بے ایں دو جناح اعتقادی و عملی میسر نیست و تاکید نماید کہ در لقمہ محرم و مشتبہ احتیاط مرعی دارد و ہر چہ یابد نخورد و از ہر جاکہ یابد تناول نہ نماید تا فتویٰ شریعت غرا در آن باب راست نکند بالجملہ در جمیع امور کریمہ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا را نصب عین خود سازد حال طالبان از دو امر خالی نیست یا از اہل کشف و معرفت اند یا از ارباب جہل و حیرت۔ اما بعد طے منازل و رفع حجب ہر دو طائفہ واصل اند در نفس وصول مزیتے نیست یکے را بر دیگر چنانکہ دو شخص بعد از طے منازل بعیدہ بکعبہ میرسند یکے منازل راہ را تماشا کردہ رفت و بتفصیل ہر کدام از منازل را بقدر استعداد خود دانستہ رسید و دیگرے از منازل راہ چشم دوختہ رفت و بتفصیل اطلاع نایافتہ بکعبہ رسید ہر دو شخص در نفس وصول بکعبہ مساوی اند ہیچ کدام را زیادتے نیست دریں وصول بر دیگر باید دانست کہ بطور تاثیر علامت نقصان استعداد نیست گرد ہے باشند تام الاستعداد کہ بایں بلا مبتلا گردند ایضاً (نصیحت بہ اصحاب ارشاد) محافظت کنند کہ امرے صادر نشود کہ باعث نفرت خلائق گردد کہ وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملامتیہ است کہ بشیخی و دعوت کار ندارد بلکہ مقام ملامت نقیض مقام شیخی است مبادا ایں دو مقام غلط نمایند و در عین شیخی آرزوے ملامت کنند کہ ظلم عظیم است و در نظر مریداں خود را متجمل دارند و در اختلاط و موانست بامسترشدان افراط ننمایند کہ باعث استخفاف است کہ منافی افادہ و استفادہ است و در محافظت حدود شرعیہ نیک رعایت نمایند مہما امکن عمل برخصت تجویز نہ کنند کہ ہم منافی ایں طریقہ علیہ ست و ہم مناقض دعوے

نصیحت باصحاب ارشاد

متابعت سُنّت سنیہ عزیزی فرمودہ است ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین۔ چہ ریاے عارفان از براے انجذاب قلوب طلّاب است بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ پس ناچار از اخلاص مریدان بہتر باشد وایضاً اعمال عارفان اسباب تقلید است مر طالبان را در ایتانِ اعمال اگر عارفان عمل نکنند طالبان محروم مانند پس عارفان ریا براے آن کنند تا طالبان بآن اقتدا نمایند این ریا عین اخلاص است بلکہ بہتر از اخلاص کہ از براے نفع خود باشد ازین جا کسی گمان نکنند کہ عمل عارفان محض از براے تقلید طالبان است و عارفان را بعمل احتیاج نیست عیاذاً باللہ سبحانہ این عین الحاد و زندقہ است بلکہ عارفان در ایتان اعمال بسائر طالبان برابر اند و از ایتان اعمال ہیچکس را استغنا نیست غایت ما فی الباب در اعمال عارفان گاہ است کہ نفع طالبان کہ مربوط بتقلید است نیز ملحوظ ست و باین اعتبار آنرا ریا می نامند بالجملہ در قول و فعل نیک محافظت نمایند کہ اکثر خلائق درین آوان ہنگامہ طلب اند کارے بوقوع نیاید کہ منافی این مقام باشد و جہال را بطعن اکابر رساند از حضرت حق سبحانہ تعالےٰ استقامت طلبند ایضاً مدار این طریق بر دو اصل است استقامت بر شریعت بحدیکہ بر ترک ادناے آداب آن راضی نباید شد و رسوخ و ثبات بر محبت و اخلاص شیخ طریقت بر نہجی کہ اصلا بروے مجال اعتراض نماند بلکہ جمیع حرکات و سکنات او زیبا و محبوب در نظر مرید در آید عیاذاً باللہ سبحانہ در امرے از امور کہ باین دو اصل متعلق است خللے واقع شود و اگر بعنایۃ اللہ سبحانہ این دو اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است (ایضاً) بدانی کہ منامات و واقعات شایان اعتماد و اعتبار نیست اگر کسے خود را در خواب بادشاہ دید یا قطب وقت یافت فی الحقیقت نہ چنین است بیرون خواب و واقعہ اگر بادشاہ شود یا قطب گردد مسلّم است پس از احوال و مواجید ہر چہ در بیداری در افاقت ظاہر شود گنجایش اعتماد دارد و الا فلا۔ ایضاً بدانکہ سالکان این راہ از دو حال خالی نیستند مرید اند یا مراد اگر مراد اند طوبیٰ لہم براہ انجذاب و محبت ایشان را کشان کشان خواہند برد و بمطلب اعلےٰ خواہند رسانید و ہر ادبے کہ درکار شود بتوسط یا بے توسط تعلیم شان خواہد کرد اگر زلّتے واقع شود زود متنبّہ خواہند فرمود و بر آن مواخذہ نخواہند کرد و اگر بہ پیر ظاہر احتیاجے داشتہ شدند بے سعی ایشان بآن دولت دلالت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جل سلطانہ متکفل حال این بزرگواران است بسبب و بے سبب کار ایشانرا کفایت خواہند اللہ یجتبی الیہ من یشاء و اگر مرید اند کار ایشان بتوسط پیر کامل مکمل دشوار است پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و بسعادت

آداب مرید

فناء وبقا مستعد گشتہ وسیر الی اللہ وسیر فی اللہ وسیر عن اللہ باللہ وسیر فی الاشیاء باللہ را
بانصرام رسانیدہ واگر جذبۂ او بر سلوک او مقدم است و بتربیت مراداں مربی شدہ
کبریت احمر است کلام او دوا است ونظر او شفاء احیاء ولہاے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و
تازگی جانہاے فسردہ بالتفات لطیف او مربوط واگر ایں طور صاحب دولت پیدا نشود سالک
مجذوب ہم مغتنم است وتربیت ناقصاں از و نیز می آید وبتوسط او بدولت فناء وبقا میسر شود

آسمان نسبت بعرش آمد فرود — ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

واگر بعنایت خداوندی جل سلطانہ طالبے را بایں طور پیر کامل ومکمل دلالت فرمودند باید کہ
وجود شریف او را مغتنم داند وخود را بتمام باو سپارد وسعادت خود را در مرضیات او داند وشقاوت
خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجملہ ہواے خود را تابع رضاے او سازد ودر خبر نبویست
علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا لن یومن احدکم حتی یکون ھویٰہ
تبعا لما جئت بہ باید دانست کہ رعایت آداب صحبت ومراعات شرایط از ضروریات ایں راہ است
تا راہ افادہ واستفادہ مفتوح گردد وبدوں ہما لا نتیجۃ للصحبۃ ولا ثمرۃ للمجلس بعضی
از آداب وشرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ میشود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب
را باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد وبا وجود پیر بے اذن
او بنوافل واذکار نپردازد ودر حضور او بغیر او التفات ننماید وبکلیہ خود متوجہ او بنشیند حتی
کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند وغیر از نماز فرض وسنت در حضور او ادا نکند نقل
کردہ اند از سلطانی ایں وقت کہ وزیرش پیش او استادہ بود اتفاقا دریں اثناء آں وزیر
التفاتے بجانب جامہ خود کردہ بند آنرا بدست خود راست میساخت دریں حال نظر سلطان
برآں وزیر افتاد دید کہ بغیر او متوجہ است بزبان عتاب گفت کہ ایں را ہضم نمیتوانم کرد کہ تو
وزیر من باشی ودر حضور من بہ بند جامہ التفات نمائی باید اندیشید کہ ہرگاہ وسائل دنیاء دنیہ
را آداب دقیقہ درکار است وسائل وصول الی اللہ را بروجہ اتم واکمل برعایت ایں آداب لازم
خواہد بود وحتی الامکان درجاے نہ ایستد کہ سایۂ او بر جامہ یا بر سایہ او افتد وبر مصلاے
او پا نہ نہد ودر متوضاے او طہارت نکند وبظروف خاصہ او استعمال نکند ودر حضور او آب
نخورد وطعام تناول ننماید وبکسی سخن نکند بلکہ متوجہ احدے نگردد ودر غیبت پیر در جائے
کہ او است پا دراز نکند وبزاق دہن بآنجانب نیندازد وہرچہ از پیر صادر شود آنرا صواب
داند اگرچہ بظاہر صواب ننماید او ہرچہ میکند از الہام میکند وباذن کار میکند بریں تقدیر
اعتراض را گنجایش نباشد واگرچہ در بعضے صور در الہامش خطا راہ یابد چہ خطائے الہامی

در رنگ خطائے اجتہادی است ملامت و اعتراض برآن مجوز نیست و ایضاً چون این رامجبتی به پیر پیدا شده است در نظر محب ہر چه از محبوب صادر میشود محبوب می نماید پس اعتراض را مجال نباشد و در امور کلی و جزئی اقتداء به پیر کند چه در خوردن و پوشیدن و چه در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز او باید ادا کرد و فقه را از عمل او اخذ باید نمود ؎

آنرا که در سرائے نگاریست فارغ است | از باغ و بوستان و تماشائے لاله زار

و ہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندہد اگر چه آن اعتراض مقدار حبه خردل باشد زیرا که در اعتراض غیر از حرمان نتیجه نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفه علیه است نجانا الله سبحانه عن هذا البلاء العظیم۔ و طلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند اگر آن طلب بطریق خواطر و ساوس باشد ہیچ شنیده که مومنے از پیغمبری معجزه طلب کرده باشد معجزه طلبان کفاراند و اہل انکار ؎

معجزات از بہر قہر دشمن است | بوئے جنسیت پے دل بردن است

موجب ایمان نباشد معجزات | بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر شبه پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر خود نہد و ہیچ منقصت را بجناب پیر جائز نسازد و واقعه که رو دہد از پیر پنہاں ندارد و تعبیر و قایع از و طلب کند و تعبیریکه بر طالب منکشف شود نیز عرض نماید و صواب و خطا را از و جوید و بر کشوف خود زنہار اعتبار نه نہد که حق با باطل درین دار ممتزج است و صواب با خطا مختلط و بے ضرورت و بے اذن از وجدا نشود که غیر او را بروے گزیدن منافی ارادت است و آواز خود را بر آواز او بلند نه کند و سخن بلند باو نگوید که سوء ادب است و ہر فیض و فتوحیکه برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید و اگر در واقعه بیند که فیضے از مشائخ دیگر رسیده است آنرا نیز از پیر داند و بداند که چون پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر مناسب استعداد خاص مرید ملائم کمال شیخے از شیوخ که صورت افاضه از وے ظاہر شده است و بمرید رسیده است و لطیفه از لطائف که پیر مناسب بآن فیض دارد و بصورت آن شیخ ظاہر شده است بواسطه ابتلاء مریدان لطیفه را شیخ دیگر خیال کرده است و فیض را از اں دانسته این مغلط عظیم است حق سبحانه از مزلت قدم نگاہدارد و بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمته سید البشر علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات بالجمله الطریق کله ادب مثل مشہور است ہیچ بے ادبے بخدا نرسد و اگر مرید در رعایت بعضی از آداب خود را مقصر داند و در اداے آن کما ینبغی نرسد و اگر سعی ہم از عہده نتواند برآید معفو است اما از اعتراف بتقصیر ناچار است و اگر

عیاذاً باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند وخود را مقصر هم نداند از برکات این بزرگواران محروم است ؎

هر کرا روے بہبود نداشت　　دیدن روے نبی سود نداشت

آرے مریدے کہ ببرکت توجہ پیر بمرتبہ فنا وبقا برسد وراہ الہام وطریق فہم اسرار بروے ظاہر شود وپیر آن را مسلم دارد وبکمال او گواہی دہد آن مرید رامیرسد کہ در بعضے امور الہامی بہ پیر خلاف کند وبمقتضاے الہام خود عمل کند اگرچہ نزد پیر خلاف آن متحقق بود چہ آن مرید درین وقت از ربقہ تقلید برآمدہ است وتقلید در حق وی خطا است نمی بینی کہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات در امور اجتہادیہ ودر احکام منزلہ بآنسرور خلاف کردہ اند ودر بعضے اوقات صواب بجانب اصحاب ظاہر شدہ است کما لا یخفی علے ارباب العلم۔ پس معلوم شد کہ خلاف با پیر مرید را بعد از رسیدن بمرتبہ کمال غور ست واز سوء ادب مبرا نیست بلکہ اینجا ہمیں ادب ست واگر نہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ بکمال ادب موصوف بودہ بودہ اند غیر از تقلید امر دیگر نمیکردہ اند ابو یوسف را بعد از رسیدن بمرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ رض خطا است صواب در متابعت راے خود است نہ راے ابی حنیفہ رض قول مشہور است از امام ابو یوسف کہ نازعت ابا حنیفۃ فی مسئلۃ خلق القرآن ستۃ اشہر شنیدہ باشی کہ تکمیل صناعت بتلاحق افکار است اگر بر یک فکر ماندے زیادتی پیدا نکردے نحویکہ در زمان سیبویہ بودہ است امروز باختلاف آراء وتلاحق افکار دہ صد زیادتی وکمال پیدا کردہ است اما چون بنا او نہادہ است فضل او راست الفضل للمتقدمین لیکن کمال اینہا را مثل امتی کمثل مطر لا یدری اولہم خیر ام اخرہم حدیث نبویست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تنزیل لدفع شبہۃ بعض المریدین بدانکہ گفتہ اند الشیخ یحیی ویمیت احیاء واماتت از لوازم مقام شیخی است مراد از احیاء روحیست نہ جسمی وہمچنین مراد از اماتت اماتت روحیست نہ جسمی ومراد از حیوۃ وموت فنا وبقا است کہ بمقام ولایت وکمال میرساند وشیخ مقتدا باذن اللہ سبحانہ متکفل این دو امر است پس شیخ را ازین احیاء واماتت چارہ نباشد معنی یحیی ویمیت یبقی ویفنی احیاء واماتت جسمی را بمنصب شیخی کارے نیست شیخ مقتدا حکم کاہ ربا دارد ہرکس را کہ باو مناسبت ست در رنگ خس وخاشاک درعقب او میدود ونصیب خود را از وے استیفا می نماید خوارق وکرامات از براے جذب مریدان نیست مریدان بمناسبت معنویہ منجذب میگردند وآنکہ باین بزرگواران مناسبت ندارد از دولت کمالات ایشان محروم است اگرچہ ہزار معجزہ وخوارق وکرامات بیند ابو جہل و

ابولہب راشاہد این معنی باید گرفت قال اللہ سبحانہ فی حق الکفار و ان یروا کل آیۃ لا
یؤمنوا بھا حتی اذا جاؤک یجادلونک ویقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر
الاولین والسلام ایضاً باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر ارباب حقوق
است بلکہ نسبت ندارد حقوق پیر بر حقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت حق سبحانہ واحسانات
رسول او صلے اللہ علیہ وسلم کہ پیر حقیقی ہمہ محمد رسول اللہ صلعم است ولادت صوری ہر چند از
والدین است اما ولادت معنی بہ پیر مخصوص است وولادت صوری را حیات چند روزہ است
ولادت معنوی را حیات ابدیست نجاسات معنوی مرید را پیر است کہ بقلب و روح خود
کناسی می نماید وتطہیر اشکنبہ او میفرماید در توجہات کہ نسبت بہ بعضی مسترشداں واقع می شود
محسوس میگردد کہ در تطہیر نجاسات باطنیہ ایشان تلوثے بصاحب توجہ نیز میدود وتا زمانے
کدر میدارد و پیر است کہ بتوسل او بخدا میرسد عزوجل کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویست
پیر ست کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ بالذات خبیث است مزکی و مطہر میگردد و از امارگی بہ
اطمینان میرسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید ع

گر بگویم شرح این بیحد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست وشقاوت خود را در رد او نعوذ باللہ سبحانہ
من ذلک رضائے حق سبحانہ درپس پردہ رضائے پیر ماندہ است تا مرید در مراضی پیر
خود را گم نسازد بمرضیات حق سبحانہ نرسد آفت مرید در آزار پیر است ہر زلتے کہ باشد
تدارک آن ممکن است اما آزار پیر را ہیچ چیز تدارک نتواں نمود آزار پیر بیخ شقاوت ست
مر مرید را عیاذاً باللہ سبحانہ من ذلک خللے در معتقدات اسلامیہ و فتورے در اتیان احکام
شرعیہ از نتائج و ثمرات آنست از احوال و مواجید کہ بباطن تعلق دارد خود چہ گوید اثرے
از احوال اگر باوجود آزار پیر باقی ماند از استدراج باید شمرد کہ آخر بخرابی خواہد کشید و غیر
از ضرر نتیجہ نخواہد داد والسلام علی من اتبع الھدی قباب اولیاء اللہ صفات بشریت
ایشان ست ہر چہ سائر مردم محتاج اند این بزرگواراں نیز محتاج اند ولایت ایشانرا
از احتیاج نمی برآرد وغضب ایشان نیز در رنگ غضب در سائر مردم است ہرگاہ
سید الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات فرماید اغضب کما یغضب البشر باولیائ
چہ رسد وہم چنین این بزرگواراں در اکل شرب و معاشرت با اہل و عیال و موانست بالیشا
با سائر ناس شریک اند تعلقات شتی کہ از لوازم بشریت است از خواص و عام زائل نمیگردد
حق سبحانہ تعالٰے در شان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات می فرماید وما جعلناھم جسدا لا

یاکلون الطعام وکفار ظاهر بین می گفتند مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق
پس هرکه نظر او بظاهر اهل الله افتاد محروم گشت وخسران دنیا وآخرت نقد وقت او آمد
همیں ظاهر بینی ابوجهل وابولهب را از دولت اسلام محروم ساخت ودرخسران ابدی
انداخت سعادت مند آنست که نظر او از ظاهر بینی اهل الله کوتاه گشت وحدت نظر او
بصفات باطنیه ایں بزرگواراں نفوذ گردد وبر باطن مقصور گشت فهم کنیل مصر بلاء
للمحجوبین وما للمحبوبین عجب کاریست صفات بشریت آنقدر که در اهل الله ظاهر میگردد
برسائر مردم ظاهر نیست وجهش آنست که ظلمت وکدورت در محل هموار ومصفا اگرچه اندک
باشد بیشتر هویدا میگردد وازآنچه در محل ناهموار وغیر مصفا اگرچه بیشتر باشد لیکن ظلمت صفات
بشریت در عوام درکلیت سرایت میکند ودر قالب وقلب وروح میدود ودرخواص
ایں ظلمت مقصور برقالب ونفس است ودر اخص خواص نفس نیز ازیں ظلمت مبراست
مقصور برقالب است وبس ایضاً ایں ظلمت درعوام موجب نقصان وخسارت است
ودرخواص موجب کمال ونضارت همیں ظلمت خواص است که ظلمت عوام را زائل
میگرداند قلب های ایشاں را تصفیه می بخشد ونفسها را تزکیه میدهد اگر ایں ظلمت نمی بود
خواص را بعوام هیچ مناسبت نمیشود وراه افاده واستفاده مسدود می نمود وایں ظلمت
درخواص آن قدر نمی آید که مکدر سازد بلکه ندامت واستغفار که در قفای آن دست
میدهد چندیں ظلمت وکدورت دیگر را هم میر باید وترقیات میفرماید همیں ظلمت است که
در ملائکه مفقود است وبسبب آن راه ترقی مسدود واسم ظلمت بروی از قبیل مدح بما یشبه الذم
است عوام کالانعام صفات بشریت اهل الله را در رنگ صفات بشریت خود میدانند و
محروم ومخذول می مانند قیاس غائب برشاهد فاسد است هر مقام را خصوصیات علیحده است
وهر محل را لوازم جدا والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله
الصلوٰة والتسلیمات ایضاً الٰهی چیست اینکه اولیاء خود را که باطن زلال خضر است که هرکه
قطره ازاں چشیده حیات ابدی یافت وظاهر ایشان سم قاتل هرکه بآن نگریست بموت
ابدی گرفتار آمد ایشانند که باطن شان رحمت است وظاهر شان زحمت باطن بین ایشان
از ایشانست وظاهر بین ایشان از بدکیشان بصورت جو نمااند وبحقیقت گندم بخش بظاهر
ازعوام بشر اند بباطن ازخواص ملک بصورت بر زمین اند وبمعنی بر فلک جلیس ایشاں
از شقاوت رسته است وانیس ایشان بسعادت پیوسته اولئک حزب الله الا ان
حزب الله هم المفلحون - وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد وآله وسلم ایضاً حضرت

حق سبحانہ تعالیٰ اولیاء اللہ را بر نہجی مستور ساختہ است کہ ظاہر ایشاں از کمالات باطن ایشاں
خبر ندارد و بکیف باعدای باطن ایشان را نسبتی کہ بمرتبہ و بیچونی و بیچگونگی حاصل گشتہ است نیز
بیچون است و باطن ایشان چون از عالم امر است نیز نصیبے از بیچونی دارد و ظاہر کہ سراسر
چون است حقیقت آنرا چہ دریابد بلکہ بز دیکست از نفس حصول آن نسبت انکار نماید
بغایت الجہل و عدم المناسبتہ و تواند بود کہ نفس حصول نسبت را داند اما نداند کہ متعلق آں
کیست بلکہ بسا است کہ نفی متعلق حقیقی او نماید و کل ذلک لعلو تلک النسبتہ و دنو الظاہر و باطن
خود مغلوب آن نسبت است و از دید و دانش رفتہ است چہ داند کہ چہ دارد و بکہ دارد
پس ناچار غیر از عجز از معرفت بمعرفت راہ نباشد لہذا صدیق اکبر رض فرمودہ العجز عن درک
الادراک ادراک نفس ادراک عبارت از نسبت خاصہ است کہ عجز از ادراک
آں لازم است لان صاحب الادراک مغلوب لا یعلم ادراکہ و غیرہ لا یعلم
حالہ لکمالہ ایضاً شخصے بود در لباس صوفیاں کہ بہ بدعت اعتقادے مبتلا بود این فقیر در حق
او تردد داشت اتفاقاً می بینم کہ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم باجمعہم جمع اندو
ہمہ بزبان واحد می فرمایند در حق آن شخص کہ لیس منا درین اثنا بخاطر رسید از شخص دیگر
کہ فقیر در حق او نیز متردد بود استفسار نماید در بارہ او فرمودند کان منا نعوذ باللہ سبحانہ
من سوء الاعتقاد و من طعن الانبیاء الامجاد ایضاً آنچہ بر ما فقیراں لازم است
دوام ذل است و افتقار و انکسار و تضرع و التجا و اداے وظائف عبودیت و محافظت
حدود شرعیہ و متابعت سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و تصحیح نیات در تحصیل خیرات
و تخلیص بواطن و تسلیم ظواہر و رویت عیوب و مشاہدہ استیلاء ذنوب و خوف انتقام
علام الغیوب و قلیل پنداشتن حسنات خود را اگرچہ بسیار باشد و کثیر انگاشتن سیئات خود را
اگرچہ اندک باشد و ترساں و لرزان بودن از شہرت و قبول خلق قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
بحسب امرء من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من
عصمہ اللہ و متہم داشتن افعال و نیات خود را اگرچہ مثل فلق صبح باشد و عدم اعتناء
باحوال و مواجید خود اگرچہ صحیح و مطابق باشد اعتماد نباید کرد و مستحسن نباید پنداشت مجرد تائید
دین و تقویت ملت را و ترویج شریعت و دعوت خلق را بحق جل و علا چہ این قسم تائید گاہ
است کہ از کافر و فاجر ہم آید قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیؤید ھذا الدین
بالرجل الفاجر مرید یکہ بطلب آید و ارادہ مشغولی نماید آنرا در رنگ بر دشیر باید دانست
و باید ترسید کہ مبادا ازیں راہ خرابی او خواہند و استدراج او نمایند و اگرچہ فرضاً در قدوم

مرید در خود فرحی و سرورے یابند آنرا کفر و شرک دانند و تدارک آن بہ ندامت و استغفار چندان نمائید کہ اثرے ازاں سرور نماند بلکہ بجائے فرحی حزن و خوف نشنید و نیک تاکید نمائید کہ طمع در مال مرید و توقع در منافع دینوی او پیدا نشود کہ مانع رشد مرید است و باعث خرابی پیر چہ آنجا ہمہ دین خالص می طلبند الا للہ الدین الخالص شرک را در آن حضرت ہیچ وجہ گنجایش نیست و بدانند کہ ہر ظلمتی و کدورتے کہ بر دل طاری گردد ازالہ آن بتوبہ و استغفار و ندامت و التجا باسہل وجوہ میسر است مگر ظلمتے و کدورتے کہ از راہ محبت دنیاء دنی بر دل طاری شود منغص میگرداند و مستہجن میسازد و ازالہ آن تعسر تام است و تعذر بر کمال صدق رسول اللہ صلعم حب الدنیا رأس کل خطیئۃ نجانا اللہ سبحانہ وایاکم عن محبۃ الدنیا ومحبۃ ابنائہا وارباہا والاختلاط بھم والمصاحبۃ معھم فانہا سم قاتل ومرض ھالک وبلاء عظیم وداء عمیم ایضاً بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات میرساند کہ صحیفہ شریفہ سیادت پناہ اخوی میر سید محب اللہ رسید فرحت فراواں رسانید از تحمل ایذاء خلق چارہ نبود و از صبر بر جفائے اقارب گذر نہ قال اللہ امر الحبیبہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ما صبر کما صبر اولو العزم من الرسل ولا تستعجل لھم تنگی در سکونت آن مقام ہمیں ایذاء و جفا است و شما در مقام فرار ید ازاں نمک آری شکر پروردہ تاب نمک ندارد چہ توان کرد

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است نازکی کے راست آید بارمی باید کشید

اندراج یافتہ بود اگر اجازت باشد در الہ باش منزل اختیار کنم منزلے تعین نمائید تا از افراط جفا آنجا رفتہ نفس راست کنند ہذا ہو طریق الرخصۃ وطریق العزیمۃ الصبر والتحمل علی الایذاء والسلام ایضاً دنیا بظاہر شیرین است و بصورت طراوت دارد و فی الحقیقت سمی است قاتل و متاعیست باطل و گرفتاریست لا طائل مقبول او مخذول است مفتون او مجنون است حکم او حکم نجاستی است زر اندودہ و مثل او مثل زہریست شکر آلودہ عاقل آنست کہ بایں چنین متاع کاسد فریفتہ نشود و بچنیں کالائے فاسد گرفتار نگردد و گفتہ اند اگر شخصی وصیت کرد کہ مال مرا بہ عاقل زمانہ بدہند بزاہدی باید داد کہ از دنیا بی رغبت است و آن بی رغبتی از کمال فطانت اوست ایضاً نفس امارہ انسانی مجبول است بر حب جاہ و ریاست و ہمگی ہمت او ترفع بر اقرانست و بالذات خواہانست کہ خلائق ہمہ بوی محتاج باشند و منقاد او امر و نواہی او گردند و او ہیچ کس محتاج نباشد و محکوم احدی نبود ایں دعوی الوہیت است از وے و شرکت است بخدائے بے ہمتائی سبحانہ بلکہ آن بے سعادت بشرکت ہم راضی نیست میخواہد

کہ حاکم او باشد و بس و ہمہ محکوم او باشند فقط ۔

در حدیث قدسی آمدہ است عاد نفسك فانها انتصبت بمعاداتی یعنی دشمن دار نفس خود را زیرا کہ بدرستی آن نفس ایستادہ است بدشمنی من پس تربیت نفس نمودن بہ تحصیل مرادات او از جاہ و ریاست و ترفع و تکبر فی الحقیقہ امداد کردن است بدشمن خدائے عزوجل و تقویت نمودن است مرا ورا شناعت این امر را نیک باید دریافت در حدیث قدسی وارد است الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فی شئی منہما ادخلتہ فی النار و لا ابالی دُنیائے دنیہ کہ ملعونہ و مبغوضہ حق است حق سبحانہ بواسطہ آنست کہ حصول دنیا ممد و معاون حصول مرادات نفس است پس ہرکہ بدشمن مدد نماید ناچار لعنت را شاید و فقر فخر محمدی گشت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ۔

زیرا کہ در فقر نامرادی نفس ست و حصول عجز آن مقصود از بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و حکمت در تکلیفات شرعیہ تعجیز و تخریب ہمیں نفس امارہ است شرائع برائے رفع ہوائے نفسانی وارد شدہ اند ہر قدر کہ بمقتضائے شریعت بعمل در آید ہماں قدر ہوائے نفسانی رو بزوال آرد لہذا ایتان یک حکم از احکام شریعہ در ازالہ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات و مجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شود بلکہ این ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرا واقع نشدہ اند مؤید و مقوی ہوائے نفسانی اند برہمنان و جوگیان در ریاضات و مجاہدات تقصیر نکردہ اند اما ہیچ از انہا سودمند نگشتہ و غیر از تقویت نفس و تربیت آن ننمودہ مثلاً یک وام در اوائے زکوٰۃ کہ شریعت بآن امر فرمودہ است در تخریب نفس سودمند تر است از انکہ ہزار دینار از پیش خود صرف کند و طعام خوردن در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع ہوا از انکہ از نزد خود سالہا صائم باشد و دو رکعت نماز بامداد را بجماعت ادا کردن کہ سنتی از سنن بجا آوردن است بمراتب بہتر است از انکہ تمام شب بصلوٰۃ نافلہ قیام نماید و نماز بامداد را بے جماعت ادا کند بالجملہ تا نفس مزکی نشود و از خبث مالیخولیائے مہتری پاک نگردد نجات محالست فکر ازالہ این مرض ضروری آمد تا بموت ابدی نرساند کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہ موضوع است از برائے نفی الہ آفاقی و انفسی در تزکیہ نفس و تطہیر آں انفع و انسب است اکابر طریقت قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم از برائے تزکیہ نفس ہمیں کلمہ طیبہ را اختیار فرمودہ اند ؎

تا بجاروب لا نروبی راہ   نرسی در سرائے الا اللہ

ہرگاہ نفس در مقام سرکشی آید و نقض عہد نماید بہ تکرار ایں کلمہ تجدید ایمان باید نمود قال علیہ
الصلوٰۃ والسلام جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللہ بلکہ ہمہ وقت از تکرار ایں
کلمہ چارہ نبود زیرا کہ نفس امارہ ہموارہ در مقام خبث است و در حدیث آمدہ است در فضائل
ایں کلمہ کہ اگر آسمانہا و زمینہا در پلۂ بنہند و ایں کلمہ را در پلۂ دیگر ہر آئینہ ایں پلہ راجح آید از پلہ
دیگر والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایضاً
حق سبحانہ ما مفلسان بے سروبرگ را بدولت اتباع سید اولین و آخرین کہ بطفیل دوستی
او کمالات اسمائی و صفاتی خود را در عرصۂ ظہور آوردہ و او را بہترین جمیع کائنات خلق کرد
علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مشرف گرداناد و بر آں استقامت بخشاد کہ
ذرہ ایں متابعت مرضیہ از جمیع تلذذات دنیاوی و تنعمات اخروی بمراتب بہتر است
فضیلت منوط بمتابعت سنت اوست و مزیت مربوط باتیان شریعت او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ
والسلام والتحیۃ مثلاً خواب نیمروزے کہ از روے ایں متابعت واقع شود از کرور کرور احیاء
لیالی کہ نہ از متابعت است اولیٰ و افضل است و ہمچنین افطار یوم فطر کہ شریعت مصطفوی
باں فرمودہ است از صیام ابدالآباد کہ نہ ماخوذ از شریعت اند بہتر است اعطاء جیتلے بامر شارع
از انفاق کوہ زر کہ از نزد خود باشد فاضل تر است امیر المومنین عمر رض روزے نماز بامداد
بجماعت ادا کردہ در اصحاب نگاہ کرد یک کس را حاضر نیافت پرسید اصحاب عرض کردند آنکس
تمام شب را زندہ میدارد شاید دریں وقت خوابش بردہ باشد امیر المومنین عمر رض فرمودند
کہ اگر او تمام شب خواب کردے و نماز بامداد را بجماعت گذاردے بہتر بودے اہل
ضلالت ریاضات و مجاہدات بسیار کردہ اند اما چوں موافق شریعت حقہ نیستند بے اعتبار
و خوار اند اگر اجرے بداں اعمال شاقہ مترتب میشود ہم مقصود بعضے منافع دنیویست تمام
دنیا چیست تا بعضے منافع او را کسی اعتبار بنہد مثل ایشان مثل کناسی است کہ ریاضتش از
ہمہ بیش است و اجرتش از ہمہ کمتر مثل تابعان شریعت مثل آنجماعت است کہ در جواہر
نفیسہ بالماسات لطیفہ کار می کنند عمل اینہا در نہایت قلت است و اجر ایشان در غایت
رفعت عمل یکساعت تواند بود کہ باجر صد ہزار برابر بود سر آنست کہ عمل کہ موافق شریعت
واقع میشود مرضی حق است سبحانہ و خلاف آں نامرضی اوست تعالےٰ پس نامرضی چہ جائے
ثواب بلکہ متوقع عقاب است ایں معنی را در عالم مجاز شاہد واضح است باندک التفات
بظہور می آید ؎

ہرچہ گیرد علتی علت شود　　کفر گیرد کاملے ملت شود

پس سرمایہ جمیع سعادات متابعت سنت است وہیولاے جمیع فسادات خلاف شریعت
ثبتنا اللہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات والسلام
ایضاً از ترہات صوفیہ چہ میکشاید واز احوال ایشان چہ می افزاید آنجا وجد وحال را تا بمیزان
شرع نسنجند بہ نیم جیتل نمی خرند وکشوف والہامات را تا بر محک کتاب وسنت نزنند بہ نیم جوے
نمی پسندند مقصود از سلوک طریق صوفیہ حصول از دیاد یقین است بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت
ایمان است ونیز حصول یسر است در اداء احکام فقیہ نہ امرے دیگر ورلے آن چہ
رویت موعود بآخرت است و در دنیا البتہ واقع نیست مشاہدات وتجلیاتیکہ صوفیہ بآن خرسندند
رام بظلال است وتسلی بشبہ ومثال او تعالے وراء الوراء است عجائب کار و بار
است اگر حقیقت مشاہدات وتجلیات ایشان را کماہی گفتہ شود خوف آن دارد کہ فتورے
در طلب مبتدیان این راہ پیدا شود وقصورے در شوق ایشان افتد واز ان نیز می ترسد
کہ اگر نگوید با وجود علم تجویز التباس باطل بحق کردہ باشد یا دلیل المتحیرین دلنی بجاہ متمص
جعلہ رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ایضاً پیش از ظہور غلبہ حال
عدم امتیاز میاں اسلام وکفر چنانکہ نزد اہل شریعت کفر است نزد اہل حقیقت کفر است
ومذموم اگر اختلافی است میان اہل شریعت وحقیقت در صورت غلبہ حال است در رنگ
منصور حلاج کہ مغلوب حال بودہ است اہل شریعت بکفر او حکم کردہ اند نہ اہل حقیقت اما نزد
اہل حقیقت نیز منقصت وامنگیر اوست از کاملاں نمی شمرند واز مسلمانان حقیقی نمی انگارند
این شعر منصور باین معنی شاہد است ؎

کفرت بدین اللہ والکفر واجب لدی وعند المسلمین قبیح

پس پیش از ظہور غلبہ حال تقلید ارباب احوال نمودن وتمیز ناکردن از بے تمیزیست
والحاد وزندقہ وکفر شریعت وحقیقت است اعاذنا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین من
امثال ھذا التقلید است شایان تقلید علوم شرعیہ است نجات ابدی منوط بتقلید حنفی
وشافعی است اقوال جنید وشبلی از برائے دو مصلحت بکارے آید پیش از ظہور احوال استماع
این اقوال را تشویقے بآن احوال می بخشد وجذبے پیدا می آرد وبعد از ظہور احوال ہمین
اقوال را مصداق ومحک احوال خود می سازند وبغیر این دو مصلحت اقوال ایشان را دانستن
وغور کردن در آن ممنوع است احتمال ضرر غالب است عاقلاں در محلے کہ توہم ضرر باشد
اقدام نمی نمایند فکیف کہ ظن غالب باشد ایضاً قطب ابدال واسطہ وصول فیوض است
کہ بوجود عالم وبقاء آن تعلق دارد وقطب ارشاد واسطہ حصول فیوض است کہ بارشاد وہدایت

عالم تعلق دارد پس تخلیق و ترزیق و ازالہ بلیات و دفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض مخصوصہ قطب ابدال است ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و انابت از سیئات نتیجہ فیوض قطب ارشاد و قطب ابدال در ہمہ وقت در کار است و خلو عالم ازو متصور نیست کہ نظام باو مربوط است اگر یکے از افراد قطب میرود دیگرے بجاے وے نصیب می شود اما قطب ارشاد لازم نیست کہ در ہمہ وقت کائن بود وقتے باشد کہ عالم از ایمان و ہدایت بالکل خالی باشد و تفاوت حسب کمال در افراد ایں اقطاب بسیار است بعد آن وصلوا الی درجۃ الولایۃ و فرد اکمل از قطب ارشاد بر قدم خاتم الرسل است علیہ و علیہم من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا و کمال ذلک الفرد مطابق بکمالہٗ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و انما الفرق بینہما بالاصالۃ و بالتبعیۃ لا غیر و قد کان صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فی وقتہ قطب الارشاد و کان قطب الابدال فی ذلک الوقت علیہ السلام اویس قرنی نیز و طریق وصول فیض از قطب بعالم آنست کہ قطب بواسطہ جامعیہ مکتبہ کالصورت است مر مبدء فیاض را وہ الظل است مراورا و عالم بکلیۃ خود تفصیل است مر آن قطب جامع را پس فیض از حقیقت بصورت بے تکلف می آید و از صورت جامع بعالم کہ کالتفصیل است مراورا بے تحاشی میرسد پس فیاض مطلق اوست تعالےٰ و واسطہ را در وصول فیض صنعی نیست بلکہ بسیار است کہ واسطہ را از آں فیاض آگاہی نباشد ع از ما و شما بہانہ ساختہ اند اگر کسی گوید کہ ایمان و ہدایت بعامہ خلائق نیست پس فیوض قطب ارشاد عام نباشد بلکہ مخصوص باشد باہل ایمان و ہدایت و حضرت رسالت خاتمیۃ علیہ الصلوات و التسلیمات رحمت عالمیانند و قطب ارشاد معنی چہ باشد جواب گوئیم ہر چہ از مبدء فیاض فائض میشود و تفصیل می باید ہمہ خیر و برکت و ایمان است شر و نقص را در آن موطن گنجایش نیست خواہ آن فیض باہل شقاوت برسد یا باہل سعادت لیکن ہمان ہدایت و ارشاد بواسطہ خبث محال در اہل فساد معنی ضلالت و شرارت پیدا میکند در رنگ غذاے صالح کہ بواسطہ فساد محل در مریض مادہ اخلاط رویہ و امراض مہلکہ میگردد پس در اہل فساد ہمان ہدایت بواسطہ امراض قلبیہ ایشاں معنی ضلالت پیدا میکند کیل مصر ماء للمحجوبین و بلاء للمحجوبین - فی الحقیقت آنست کہ قبطی آن آزاخون می یابد و آن یافتن او آزاخون بواسطہ خبث خود است نہ فساد آب صفرائی کہ شیرینی نزد او تلخ است بواسطہ فساد مزاج اوست در ذات شیرینی ہیچ تلخی حادث نشدہ است بواسطہ فساد محل معنی تلخ در آن محل پیدا کردہ است کما مر مفصلا پس محقق شد کہ آنچہ از جانب حق میرسد

تعالےٰ و تقدس ہمہ خیر و برکت است و صلاح و رشد ہماں خیریت در محل فساد معنی فساد پیدا میکند پس محقق شد کہ ماظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیہ نیز باشد بسیار عزیز الوجود است بعد از قرون بسیار و ازمنہ بے شمار ایں قسم گوہرے بظہور می آید و عالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است کہ از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسی را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او می آید و ازو مستفاد میگردد و بے توسطاو ہیچ کس بایں دولت نمیرسد مثلاً نور او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفتہ است و آں دریا گویا منجمد است کہ اصلا حرکت ندارد و شخصے کہ متوجہ آں بزرگست و باو اخلاص دارد یا آنکہ آں بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ میشود و ازاں راہ بقدر توجہ و اخلاص ازاں دریا سیراب میگردد ہم چنیں شخصے کہ متوجہ بذکر الٰہی است جل شانہ و باں عزیز اصلا متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمیں قسم افادہ اینجا ہم حاصل میشود لیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصے کہ منکر آں بزرگ است یا آں بزرگ ازو دریا است ہر چند بذکر الٰہی تعالےٰ و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت فیض محروم است ہماں انکار و آزار سد راہ فیض او میگردد بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم افادہ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت از وے مفقود است صورت رشد است صورت بے معنی قلیل النفع است و جماعہ کہ اخلاص و محبت باں عزیز دارند ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالےٰ جل شانہ خالی باشند نیز ایشان را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت میرسد والسلام علی من اتبع الھدی ایضاً در میان طریق صوفیہ اختیار کردن طریقہ علیہ نقشبندیہ اولی و انسب است چہ ایں بزرگواراں التزام متابعت سنت نمودہ اند و اجتناب از بدعت فرمودہ لہذا اگر دولت متابعت دارند و از احوال ہیچ ندارند خرسندند و اگر باوجود احوال در متابعت فتور دارند آں احوال را نمی پسندند از ینجا است کہ سماع و رقص را تجویز نکردہ اند و احوالیکہ بر آں مترتب شود اعتبار نہ نمودہ اند بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند و ثمراتیکہ بر آں مرتب شود التفات باں نہ نمودہ روزے در مجلس طعام در ملازمت حضرت ایشاں حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصاں حضرت خواجہ ما بود در وقت افتتاح طعام در حضور ایشاں بسم اللہ را بلند گفت ایشان را ناخوش آمد بحدیکہ زجر بلیغ فرمودند کہ او را منع کنند کہ در مجلس طعام ما حاضر نشود و از حضرت ایشاں شنیدہ ام کہ حضرت خواجہ نقشبند علماء بخارا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشان را از ذکر جہر منع

فرمایند علماء بحضرت امیر گفتند که ذکر جهر بدعت است نکنند ایشاں در جواب فرمودند نکنیم فقط ٭

سوال۔ در طریقہ نقشبندیہ التزام متابعت سُنت است وحالانکہ آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ریاضات عجیبہ وگرسنگیہائے شدیدہ کشیدہ اند ودریں طریق از ریاضات منع می نمایند بلکہ ریاضات را بواسطہ ظہور کشوف صور بیہ مضر میدانند عجب می نمایند کہ در متابعت سنت چگونہ احتمال ضرر متصور شود ٭

جواب محبت اطوار اگہ گفتہ است کہ ریاضات دریں طریقہ ممنوع اند واز کجا شنیدہ کہ ریاضات را مضر میدانند دریں طریق دوام محافظت بسنت والتزام متابعت سُنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ وسعی در ستر احوال واختیار توسط حال ومراعات حد اعتدال در مطاعم وملابس از ریاضات شاقہ ومجاہدات شدیدہ است غایۃ مافی الباب عوام کالانعام ایں امور را از ریاضات نمی شمرند واز مجاہدات نمی دانند ریاضت ومجاہدت نزد ایشان منحصر در گرسنگی است وکثرت جوع در نظر شان عظیم القدر است زیراکہ خوردن نزد ایں بہائم صفتاں از اہم مہام است واز اعظم مقاصد است پس ناچار ترک آن ریاضت شاقہ بود ومجاہدہ شدیدہ باشد بخلاف دوام محافظت بسنت والتزام متابعت سُنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ وامثال آنہا را در نظر عوام قدرے نیست واعتدادے نہ تا ترک اینہا را از منکرات وانستہ تحصیل ایں امور را از ریاضات شمرند پس لازم است بر اکابر ایں طریقت کہ در ستر احوال میکوشند ترک ریاضتے کہ در نظر عوام عظیم القدر است وباعث قبول خلق است ومستلزم شہرت است کہ متضمن آفت است وثمر شرارت نمایند قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بحسب امرء من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ اللہ نزد فقیر گرسنگیہائے دور دراز از مراعات حد اعتدال در ماکولات بسیار آسانست ویسر تمام دارد می باید کہ ریاضت مراعات توسط حال از ریاضت کثرت جوع زیادہ است حضرت والد بزرگوار قدس سرہ میفرمودند کہ در علم سلوک رسالہ دیدہ ام کہ در آنجا نوشتہ کہ در ماکولات مراعات اعتدال نمودن وحد وسط نگاہداشتن در وصول بمطلوب کافی ست با ایں مراعات ہیچ احتیاج بذکر وفکر نیست والحق در مطاعم وملابس بلکہ در جمیع امور توسط حال ومیانہ روی چہ بلا زیباست ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید　　نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ حضرت پیغمبر ما را علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام قوت چہل مرد عطا فرمودہ بود کہ بآن قوت تحمل بار گرسنگیہائے شاقہ می نمودند واصحاب کرام نیز

ببرکت صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ تحمل این بار میسر بود و ہیچ فتورے و خللے در اعمال و افعال ایشان واقع نمیشد باوجود گرسنگی قدرت بر محاربہ اعداء بر نہجی داشتند کہ قدرت سیر شکماں بہ عُشر آن نرسد۔ ازینجا بودہ کہ بست کس از صابراں بر دویست کس از کفار غالب می آمدند و صد کس بر ہزار کس غلبہ می نمودند و جوع کشان غیر از صحابہ نیز ویکست کہ در اتیان آداب و سنن عاجز آیند بلکہ بساست کہ از عہدہ اداء فرائض بتکلف بر آیند بے قدرت دریں امر تقلید اصحاب کرام نمودن و در اتیان سنن و فرائض خود را عاجز ساختن است۔ منقول است کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تقلید آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نمودہ صوم وصال اختیار کردند از ضعف و ناتوانی بے اختیار بر زمین افتادند آنسرور بطریق اعتراض فرمودند علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کیست از شما مثل من نزد پروردگار خود بیتوتت میکنم و طعام و شراب از انجا میخورم پس بے قدرت تقلید نمودن مستحسن نداشتند و ایضاً اصحاب کرام ببرکت صحبت خیر الانام علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام از مضر تہائے خفیہ کثرت جوع محفوظ و مامون بودند و دیگر از این حفظ و امن میسر نیست بیانش آنست کہ کثرت جوع البتہ صفا بخش است جمعی را صفائے قلب می بخشد و جمع دیگر را صفائے نفس صفائے قلب ہدایت افزاے و نور بخش است و صفائے نفس ضلالت نمارت و ظلمت افزا فلاسفہ یونان و براہمہ و جوگیہ ہند ہمہ را ریاضت گرسنگی صفائے نفس بخشیدہ بہ ضلالت و خسارت دلالت نمود افلاطون بخبر د اعتماد بر صفائے نفس خود نمودہ صور کشفیہ خیالیہ خود را مقتدائے خود ساختہ عجب در زید و بحضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ درآں وقت مبعوث شدہ بودند گوید و گفت نحن قوم مھدیون لا حاجۃ بنا الی من یھدینا اگر این صفائے ظلمت افزا نمیداشت صور کشفیہ خیالیہ سد راہ او نمی گشتند و از وصول بمطلب مانع نمی آمدند او بمظنہ این صفا خود را نورانی یافت ندانست کہ این صفا از پوست رقیقہ امارہ او نگذاشتہ است و امارۂ او بر ہماں خبث و نجاست خود است بیش ازین نیست کہ نجاست مغلظہ را لشکر غلاف رقیق نماید قلب کہ فی حد ذاتہ پاکیزہ است و نورانی زنگے بر روے او از مجاورت نفس ظلمانی نشستہ است بہ اندک تصفیہ بحالت اصلی رجوع نماید و نورانی میگردد بخلاف نفس کہ فی حد ذاتہا خبیث است و ظلمت صفت ذاتیِ اوست تا زمانیکہ بسیاست قلب بلکہ بمتابعت سُنت و اتباع شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ بلکہ بمحض فضل خداوندی جل سلطانہ مزکے و مطہر نگردد خبث ذاتیِ او زائل نگردد و فلاح و بہبود ازوے متصور نیست افلاطون از کمال جہل صفائے خود را کہ با امارہ او تعلق داشت در رنگ صفائی

قلب موسوی انگاشت ناچار خود را نیز مہذب و مطہر در رنگ او خیال کرد و از دولت متابعت او علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام محروم ماند و بداغ خسارت ابدی متسم گشت اعاذنا اللہ سبحانہ عن ھذا البلاء و چون این حضرت در نہاد جوع مکمون بودہ اکابر این طریقہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم ریاضت جوع را ترک نمودہ در مطعومات بریاضت اعتدال و مجاہدہ توسط حال دلالت نمودند و منافع جوع را باحتمال این ضرر عظیم الخطر ترک کردند و دیگراں منافع جوع را ملاحظہ نمودہ چشم از مضار آں پوشیدند و بجوع ترغیب نمودند مقرر عقلاء است کہ باحتمال ضرر منافع کثیرہ را میتواں گذاشت نزدیک این مقالہ است آنچہ علماء فرمودہ اند شکر اللہ تعالےٰ سعیہم کہ اگر امری دائر باشد میان سنت و بدعت ترک بدعت بہتر است از اتیان سنت یعنی در بدعت احتمال ضرر است و در سنت توقع منافع پس احتمال ضرر را بر توقع منافع ترجیح دادہ ترک بدعت باید نمود پس عجب نباشد کہ در اتیان سنت ضررے از راہ دیگر پیدا شود حقیقت این سخن آنست کہ آن سنت گویا موقت بآن قرنست چون توقیت آنرا بواسطہ وقت وخفاجمی در نیافتہ اند مبادرت در تقلید آن نمودہ اند و جمع دیگر آنرا موقت دانستہ تقلید نورزیدہ اند و اللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال ٭

حالات حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ فرزند اکبر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۰ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رح بدولت بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مشرف ہوئے اُس وقت حضرت خواجہ محمد صادق رح کا آٹھ سال کا سن تھا۔ اور اپنے والد کے ہمراہ تھے اُسی وقت اُنہوں نے بھی حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور آپ پر واردات عجیبہ و غریبہ وارد ہوئے۔ استغراق اس قدر غالب ہوا۔ کہ حضرت خواجہ نے اِس کا علاج طعام بازاری سے کیا۔ اکثر علوم نقلیہ و عقلیہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پڑھے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ علوم ظاہری سے فارغ ہوکر درس بکمال وقت و متانت فرماتے تھے نظر کشفی آپ کی ایسی صحیح تھی۔ کہ اکثر حضرت خواجہ اُن سے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لے جایا کرتے تھے۔ اور اموات کے حالات استفسار فرماتے۔ اور وہ بلا توقف جو کچھ معلوم ہوتا بتلا دیا کرتے ٭

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے بھائی تجارت کے واسطے سفر کو جانے

لگے۔ اُن کے رخصت کرنے کو سب شہر سے باہر گئے۔ خواجہ محمد صادق رح بھی ہمراہ تھے راہ میں آپ کے جدامجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کا مزار پرُانوار تھا۔ اُس پر مراقبہ فرمایا بعد مراقبہ فرمایا کہ حضرت دادا صاحب جناب چچا صاحب کو سفر سے منع فرماتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بچہ تھے۔ اُن کے کشف پر اعتماد نہ کرکے وہ روانہ ہو گئے۔ مگر انجام یہ ہوا کہ مال اسباب بھی سب غارت ہو گیا۔ اور خود بھی ہلاک ہو گئے ✤

نقل ہے کہ آپ کے ایام طفولیت میں ایک درویش صاحب وجد و حال آپ کی ملاقات کو آیا۔ آپ کے والد بھی اُس جگہ موجود تھے چلتے وقت اُس نے عرض کی۔ کہ آپ اپنے سر کی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائے۔ آپ مراقب ہوئے۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ منع فرماتے ہیں۔ آپ کے والد نے فرمایا۔ کہ نہیں دیدو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نقشبند حاضر ہیں۔ اور بمبالغہ منع فرماتے ہیں۔ آپ کے والد نے فرمایا۔ کہ میں کہتا ہوں۔ کہ دیدو تب آپ نے وہ کلاہ اُس درویش کو عطا فرمائی۔ جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب تربیت کے واسطے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے سپرد کئے تھے۔ اُس وقت خواجہ حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے سپرد کردیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے والد ہی کی تربیت سے بمرتبہ کمال و تکمیل پہنچے اور اکیس ۲۱ سال کی عمر میں حضرت نے ان کو خلعت خلافت عطا فرمایا ✤

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رح نہایت علیل ہوئے۔ اور ضعف بدرجہ غایت ہو گیا۔ اِس مرض میں موت و حیات حضرت کے اختیار پر چھوڑی گئی تھی۔ آپ نے اِس خیال سے کہ شاید ارتحال اختیار کرنا پڑے۔ تو امانت حضرت خواجگان کسی کے سپرد کردینا چاہیئے۔ اُس وقت سوا خواجہ محمد صادق رح اور میر نعمان رح جن کا ذکر انشاءاللہ تعالٰے آگے آئیگا۔ اور کوئی اِس قابل نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ امانت اُن کے سپرد کی۔ حضرت امام ربانی آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرزندی اعزی مجموعہ معارف فقیر است ونسخہ مقامات جذبہ وسلوک اور ایک جگہ ارقام فرماتے ہیں۔ کہ فرزندی از محرمان اسرار است واز خطا و غلط مصون اور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ این مقام (سرہند) را بفرزندی ارشدی عنایت فرمودہ اند و داخل ولایت ایشان ساختہ و فقیر اینجا در رنگ مسافراں نشستہ جب آپ کا سن شریف چوبیس ۲۴ سال کا ہوا تو قضا الٰہی سے سرہند میں مرض طاعون کا ظہور اور سخت شدت ہوئی۔ آپ نے رفع بلا کے واسطے توجہ فرمائی معلوم ہوا کہ وبا لقمہ چرب چاہتی ہے۔ آپ نے رضا بقضا ہو کر

اپنے تئیں نثار خلق خدا کیا۔ اور بتاریخ ۹۔ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ کا انتقال ہونا تھا۔ کہ وبا کو تسکین ہو گئی۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ جو کوئی حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک پانی میں تر کر کے پی جائے۔ وبا سے محفوظ رہے۔ اور اس کا صدہا نے تجربہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ مخدوما مفارقت فرزندی اعزی از اعظم مصائب است معلوم نیست کہ کسی مثل این مصیبت شدہ باشد اما صبرے وشکرے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ دریں مصیبت ایں ضعیف القلب را کرامت فرمودہ از اجل نعم واعظم انعامات است۔ اور ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق جل وعلا ورحمتے بود از رحمتہائے رب العالمین دریں بست وچہار سالگی آن یافت کہ کم کسی یافت پایۂ مولویت وتدریس علوم نقلیہ وعقلیہ را بحد کمال رسانیدہ بود وحتی کہ تلامیذ ایشان بیضاوی وشرح مواقف وامثال اینہا را بقدرت تام درس دارند وحکایات معرفت وعرفان وقصص شہود وکشوف ایشان مستغنی است ازآن کہ دربیان آرد معلوم شماست کہ در ہشت سالگی بہ نہجے مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ ما قدس سرہ معالجہ تسکین حال ایشان را بطعام ہای بازار کہ مشکوک ومشتبہ است می نمودند ومی فرمودند کہ محبتی کہ مرا بہ محمد صادق است باہیچکس نیست ازیں سخن بزرگے ایشان باید دریافت ولایت موسوی را بہ نقطہ آخر رسانیدہ بود وعجائب وغرائب آن ولایت علیہ را بیان فرمودند وہموارہ خاضع وخاشع وملتجی ومتضرع ومتذلل ومنکسر بودہ می فرمودند کہ ہر یکے از اولیاء از حضرت حق سبحانہ تعالےٰ چیزے خواستہ است ومن التجاو تضرع خواستہ ام انتہٰے رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

حالات حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بخازن الرحمۃ قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بخازن الرحمۃ فرزند ثانی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۵ھ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی بچپن ہی سے آثار ولایت وشرافت ہویدا تھے۔

نقل ہے کہ آپ کا سن شریف چار پانچ سال کا تھا۔ کہ آپ سخت علیل ہوئے۔ غلبہ مرض میں آپ سے دریافت کیا۔ کہ کسی چیز کو دل چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں حضرت خواجہ کو یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو چاہتا ہے۔ اس بات کا ذکر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ محمد سعید نے حریفی اور

رندی کی اور ہم سے غائبانہ بازی لے گیا۔ چنانچہ اُنہیں ایام میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا تھا۔ اُس میں حضرت مجدد کا ذکر لکھتے لکھتے تحریر فرمایا۔ فرزندان این شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند استعدادہائے عجیب دارند بالجملہ شجرۂ طیبہ اند ابنتہ اللہ نباتاً حسناً جب آپ سن شعور کو پہنچے متوجہ تحصیل علم ظاہر ہوئے۔ کچھ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ شیخ طاہر لاہوری سے پڑھا اور باقی اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ قرآن شریف کو بتجوید عالی پڑھا تھا۔ حدیث میں سند جید رکھتے تھے۔ اور فقاہت میں ایسا ید بیضا رکھتے تھے۔ کہ اگر خود حضرت مجدد رح کو کسی مسئلہ غامضہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی۔ تو اُن سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور یہ اس خوبی سے بیان کرتے کہ حضرت کی تسلی ہو جاتی اور آپ نہایت خوش ہوتے ؛

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ لاہور میں کسی شخص نے وہاں کے علماء و مشائخ کی دعوت کی اتفاق سے اُن دنوں یہ بھی مع اپنے چھوٹے بھائی خواجہ محمد معصوم کے لاہور میں موجود تھے۔ ان ہر دو پر اور کو بھی مدعو کیا۔ وہاں بتقریب سجدہ تحیت و سجدہ عبادت گفتگو شروع ہوگئی۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور تمام علماء دوسری جانب اُس وقت اُنہوں نے اصول و فروع سے اپنے دعویٰ کو ایسا ثابت کیا کہ تمام مجلس حیران رہ گئی۔ غرضکہ سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے کما حقہ فارغ ہو گئے۔ اور اپنے والد سے اخذ طریقہ و مراقبہ کیا۔ اور یہ نسبتہائے اصل ممتاز ہوئے چنانچہ ابتداء سلوک میں حضرت مجدد کو سرہند سے بمقام دہلی ایک عریضہ باین عبارت تحریر کیا۔ حضرت سلامت دل را ہیچ متوجہ بجائے نمی یابد بلکہ دل را نمی یابد اکثر حیران میباشد اگر قرآن می شنود چوں سائر مردم نشستہ می ماند گاہ بغیر توجہ بذکر رفتگیہا در دل مفہوم میشود و در قصبہ شاہ آباد مشغول بود روح را از بدن تمام جدا دید ظاہر گردید کہ این مقام حیرت است پیشوائے این مقام شیخ عراقی قدس سرہ بود دیدم کہ شیخ را ظہور شد و آں نسبت غلبہ کرد چنانکہ غلبہ میکرد بداں متالم می شد دریں میاں ظہور حضرت خواجہ بزرگ شد تسکینے روئے نمود روز دیگر حضرت ایشاں ظاہر شدند و بیشتر تسکین شد انتہیٰ حضرت مجدد رح نے بجواب اس کے بڑے صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما کے خط میں اِس طرح تحریر فرمایا۔ آنکہ محمد سعید از احوال خود نوشتہ بغایت اصیل است ہیچ یکے را از یاراں باین خصوصیت روئے نداد انشاء اللہ کہ او نیز بولایت خاصہ مشرف گردد۔ اِس کے بعد تا انتقال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

کسب کمالات باطنی میں مصروف رہے۔ اور۔ اِن کی جملہ خصوصیات میں شریک ہوئے۔
نقل ہے۔ کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ محمد سعید علماء راسخین سے ہے۔ محمد سعید زمرۂ سابقین سے ہے۔ اور خلیل خدا ہے۔ خلعت خلت جو مجھ سے جدا ہوگا وہ محمد سعید کو عطا ہوگا۔ فرمایا کہ محمد سعید نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح دائرہ نفی قطع کرلیا۔ اور اب اثبات میں میرا شریک ہے۔ فرمایا کہ محمد سعید خازن رحمت الٰہی ہے۔ قیامت کے دن تقسیم خزائن رحمت اُس کے سپرد ہوگی۔ فرمایا کہ محمد سعید کو مقام شفاعت سے حظ وافر ہے۔ فرمایا کہ ایک روز عرصہ قیامت مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ دیکھتا ہوں۔ کہ محمد سعید میرے آگے آگے ہاتھ میں کتاب پلصراط سے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہشت میں پہنچے۔ فرمایا کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں۔ محمد سعید و محمد معصوم دونوں میرے امام ہیں۔ فرمایا کہ محمد سعید تو میرا ضمنی ہے۔ اور اس بات سے تنگ دل نہ ہونا۔ کہ حضرت ابابکر صدیق رض جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمنی تھے۔
حضرت خازن الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جن ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیل تھے۔ مجھ کو امامت خلوت خانہ تفویض تھے۔ جب حضرت پر کمالات عظیمہ و مقامات فخیمہ از قسم اسرار واجب الاستتار بجہت نماز وارد ہوتے تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ محمد سعید یہ جملہ نتائج نماز ہیں۔ جس کا کہ تو امام ہے۔ اِس واسطے تجھ کو بھی اِس میں نصیب وافر حاصل ہے۔ فرمایا کہ میں کسی مقام عروج و نزول میں نہیں گیا۔ جبتک کہ محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو۔ فرمایا کہ محمد سعید کی ولایت احمدی ہے۔ اور اِس کی دنیا کو حکم آخرت ہو گیا ہے ولقد اٰتینا اخرۃ فی الدنیا کا مصداق ہے۔ فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلاطین ظاہر محمد سعید سے ملتجی ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اورنگ زیب جب دار اشکوہ سے لڑتا تھا۔ اور حضرت خازن الرحمۃ کا بتقریب سفر حج کا اس طرف گذر ہوا۔ تو اورنگ زیب نے دعاء فتح کی التجا کی آپ نے فرمایا۔ کہ فتح اُس کی جو ترویج شریعت کرے۔ اُس نے کہا کہ یہی ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ فتح ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی مع چند یاروں کے ساتھ اِس جگہ حاضر ہیں۔ اصحاب رض نے ایک عرضی حضور میں اِس مضمون کی پیش کی۔ کہ ہم اور یہ عنایات الٰہی جل شانہ میں برابر ہیں۔ حالانکہ ہم نے بڑی بڑی مشقتیں اور تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔ اور اُنھوں نے نہیں اِس کا کیا سبب ہے۔ جناب رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ الفاظ قرآنی تحریر فرمائے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم چنانچہ ان جملہ امور کو اجمالی طور سے آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب سوم جلد سوم میں حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند حضرت شیخ خلیل اللہ کو اس طرح تحریر فرمایا ہے نحمدہ و نصلی علی حبیبہ وآلہ و نسلم از خوردی باز آثار قبول و کرامت از ایشان پیدا و ہویدا بود واز زمان صبا اطوار ولایت و نجابت ہویدا و در زمان حیات قطب الولایت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالے عنہ ایشان خرد سال بودہ اند و بملازمت صوری خواجہ نرسیدہ لیکن خواجہ در حق ایشان فرمودہ بودند کہ محمد سعید حریف است از ما غائبانہ نسبت گرفتہ است مصرع

فی المہد ینطق عن سعادۃ جدہ

وتحصیل کمالات ظاہری و باطنی در خدمت والد بزرگوار خود نمودہ اند و در ہفدہ سالگی علوم ظاہرہ معقولہ و منقولہ را بدرجہ کمال رسانیدہ اند و در رنگ والد بزرگوار خود بکمال شرع و تقوی آراستہ و بمتابعت سنت و عمل بعزیمت پیراستہ لین کلام و تواضع و نفقہ وارد باہتمام و بذل وجود طریقہ اینقہ ایشانست قرآن مجید را بتجوید عالی سند نمودہ اند و در حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام سند جید و روایت قصوی دارند و در فقاہت دستگاہ علیا۔ حضرت ایشان را کہ در اکثر اوقات احتیاج بتحقیق مسئلہ فقہیہ می شد از ایشان بیان میخواستند و گاہی کہ حل مشکلات مسائل میکردند و راہ خلاصی از بعض مضائق می نمودہ اند آنحضرت بسیار خوش وقت می شدند و دعا در بارہ ایشان میکردند و در حضور آنحضرت بمراتب کمال و تکمیل رسیدہ بودند و بخلافت ایشان وراں وقت نیز تعلیم طریقہ وارشاد طلبہ می فرمودند و باوجود کمال عقل معاد عقل معاش نیز درجہ کامل دارند چنانچہ حضرت ایشان در اکثر امور مصلحت و مشورہ می نمودہ اند و رائے ایشان رامی پسندیدند و در امور باطنی نیز ایشان صاحب سر آنحضرت بودند و اسرارے با ایشان درمیان می آوردند کہ کم کسی در آن شریک بودے باسرار غامضہ و معاملات خاصہ آنحضرت بشر و محقق اند ارباب امراض صوری از توجہ ایشان شفا میجویند و اصحاب علل معنوی از تصرف شان راہی بجمعیت می پویند بالجملہ ایشان مصداق قول قطب المحققین و وارث المرسلین خواجہ نقشبند قدس سرہ اند کہ فرمودہ اند کہ ما فضلیانیم این نقل در بزرگی ایشان کافی ست کہ می آرند کہ ایشان در معاملت می بینند کہ اصحاب کرام حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام جمع اند و ایشان باچند نیاز ان

حضرت ایشان نیز در آں مجلس حاضر اند درین میاں اصحاب کرام کاغذے طلب نمودند کہ بخدمت آں سرور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی الہ وسلم نامہ نویسند کاغذ را حاضر نمودند و نامہ نوشتہ اند بایں مضمون کہ ایشان ومایان در عنایات الہٰی جل سلطانہ برابریم و ما ایں ہمہ محن وریاضات شاقہ کشیدہ ایم و اینہانہ وجش چیست رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم در جواب آں ایں لفظ قرآنی نوشتہ اند ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم و در تبیین معارف وحقائق وبشرح اسرار ودقائق زبان عالی وبیان شافی وارند وچون نزد اہل معنی اعلائے کمالات، واظہر کرامات سخن در دقائق ذات وحقائق صفات است تعالت وتقدست کہ از جوش ذوق وخروش سر برزدہ است لاجرم از شرح کمالات وکرامات ایشان لب فروبستہ حوالہ بر ملفوظات ومکتوبات ایشان می نماید تا ازیں پے برند وازیں معنی بصورت گرانید خوش گفت ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت خازن الرحمۃ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ اور وہاں بانواع عنایات خدا تعالےٰ ورسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی الہ وسلم ممتاز ہوئے۔ وہاں کے حالات و وارداتمیں ایک رسالہ حضرت شیخ عبدالاحد آپ کے فرزند پنجم نے تحریر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا۔ ورنہ مفصل طور سے نقل کرتا +

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھتے تھے۔ کہ حجرہ مقصورہ سے آواز آئی اعجل اعجل فانا منتظر و ن الیک فرمایا کہ ایک روز مجھ پر وہاں نسبت کمون وبروز کا کمال غلبہ ہوا۔ ایک روز فرمایا کہ الیوم نسبتی کنسبۃ المجدد فرمایا کہ آٹھ مرتبہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بچشم ظاہر دیکھا ہے۔ کشف وکرامات کا آپ کے مزاج میں بہت اخفا تھا۔ مگر تاہم بطور اضطراری ظاہر ہوجاتی تھی +

نقل ہے۔ کہ ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ کہ آپ کی ولایت مشہور ہے۔ بطور خرق عادت مجھ کو بیٹا عطا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ تیرے بیٹا ہوگا، چنانچہ اس کے بیٹا پیدا ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کا بیٹا حالت نزع میں تھا۔ وہ روتا ہوا حضرت کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کردیتے تھے۔ آپ کے وارث انبیاء ہیں۔ میرے فرزند کے حال پر توجہ فرمائے۔ حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تیرا

بیٹا اچھا ہو جائے گا چنانچہ آپ کی دعا سے بفضلہ تعالےٰ اُس کا لڑکا تندرست ہو گیا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کو حضرت نے چادر عطا فرمائی۔ وہ شخص اتفاقاً کسی عورت پر عاشق ہو گیا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ مرتکب گناہ کبیرہ ہو کہ ناگاہ وہ چادر آکر درمیان میں حائل ہو گئی اور دونوں گناہ سے محفوظ رہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت کا ایک خادم کسی عورت پر مبتلا ہو کر مرتکب حرام ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ حضرت کی شکل ظاہر ہوئی۔ اور اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا وہ فی الفور اپنے ارادہ سے باز آیا۔ لکھا ہے۔ کہ ایک مدت تک اُس کے رخسار پر انگلیوں کا نشان بنا رہا +

روضۃ القیومیہ میں حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک جوان امیر آدمی حضرت خازن الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا۔ عرض کی کہ سیر باغ کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا۔ کہ بیٹھے رہو۔ اِس جگہ تم کو سیر باغ کرا دیں گے۔ اور اُس پر اپنا کپڑا اُڑھا دیا اُس نے دیکھا کہ ایک عجیب غریب باغ ہے۔ تادیر اُس کی سیر کرتا رہا۔ بعد ازاں حضرت نے وہ کپڑا اٹھا لیا۔ اُس نے دیکھا تو وہی وقت تھا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص اکثر اہل باطن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر کہیں اُس کی مقصد برآری نہ ہوئی آخر کار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کل کو حلقہ میں باوضو حاضر ہونا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ حلقہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس پر توجہ فرمائی۔ اور وہ اِس قدر موثر ہوا۔ کہ اپنا تمام مال و اسباب راہ مولیٰ میں صرف کر کے آستانہ علیہ پر بیٹھ گیا۔ اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مشرف بہ اجازت طریقہ ہوا۔ حضرت کی تحریر نہایت پر معارف و پند آمیز ہوتی تھی۔ ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں۔ آدمی تا زمانیکہ گرفتار ما دون او رت تعالےٰ و ساحت سینہ او بنقوش ماسوا منتقش بمرض باطن گرفتار است و از قرب او تعالےٰ دور و مہجور مگر ازالہ این مرض درین فرصت بسیر از اہم مہام است و علاج دفع این علت معنوی درین مہلت قلیل از اعظم مقاصد ازالہ این مرض مربوط بذکر کثیر داشتہ اند و طہارت باطن را از لوث ماسوائے منوط بیاد او تعالےٰ گردانیدہ یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا ذکر کثیر وقتی متحقق گردد کہ غفلت در قفائے آن نبود کہ درین راہ سم قاتل است و ممد مرض باطن عزیزے می فرماید لو اقبل مقبل علی اللہ مدۃ عمرہ ثم اعرض لحظۃ کان مافاتہ اکثر ممانالہ کمال ذکر آنست کہ ماسوا مذکور از ساحت سینہ رخت بربندد و کوس رحلت زند و از جمیع نابائستہا پاک و مصفا شود نہ از شادی دنیا شادمان گردد و نہ از غم آن غمگین بحدیکہ اگر بتکلف اخطار ماسوا نماید میسر نیاید بواسطہ

مکتوب پند و نصائح

نسیانیکہ دل را از ماسواء حاصل گشتہ است وہرچہ در آن شرکت غیر است شایان جناب قدس
او تعالےٰ نیست الا للہ الدین الخالص وقال اللہ تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت ای
ماسواہ تعالےٰ این حالت معبر بفنا قدم اول است درین راہ سیر الی اللہ اینجا بانجام برسد
بعد ازاں شروع در سیر فی اللہ وسیر در کمالات اسماء وصفات او تعالےٰ میشود۔ انتہی بادشاہ
عالمگیر نے کہ اِس خاندان سے نہایت خصوصیت رکھتا تھا۔ حضرت کو بالتجا تمام آپ کی
آخری عمر میں دہلی بلایا حضرت بھی بلحاظ اُس کے اخلاص کے تشریف لے گئے۔ اور
بہت دنوں تک وہاں مقیم رہے۔ اُس جگہ آپ علیل ہو گئے۔ ہرچند اطباء شاہی علاج
کرتے تھے۔ لیکن کچھ فایدہ نہ ہوتا تھا۔ آخر کار جب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ اب وقت اخیر
قریب آگیا ہے۔ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند روانہ ہوئے۔ راہ میں جب مقام سنہالکہ
پہنچے۔ تو بتاریخ ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۰۷۰ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
وہاں آپ کو تجہیز تکفین کر کے ایک پالکی میں سرہند لے چلے۔ حضرت کے فرزند چہارم
شیخ سعد الدین سے منقول ہے۔ کہ حالت بیقراری میں اُٹھ اُٹھ کر حضرت کی نعش مبارک
ٹٹولا کرتا تھا۔ ایک بار شب کو دیکھا کہ صرف چادر ہی چادر ہے اور جسم مُبارک نہیں ہے
اِس باعث سے نہایت اضطرابی و سراسیگی ہوئی۔ حضرت کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ مجھ
کو یقین ہے۔ کہ آپ کا جسم مُبارک بہشت میں گیا۔ لیکن اِس امر سے مجھ کو کمال ندامت و
خجالت ہوگی۔ پھر جو چادر میں دیکھا تو جسم شریف موجود تھا۔ جس وقت سرہند میں جنازہ
پہنچا۔ حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت غم ہوا۔ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی
کے مقبرہ میں دفن ہوں۔ جب آپ کو قبر میں رکھا۔ آنکھیں کھولدیں اور حضرت خواجہ
محمدؐ معصوم رح کو دیکھتے رہے۔ جب حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رح نے بہ اشارہ چشم فرمایا
کہ آنکھیں بند کر لیجیے۔ تب بند کر لیں۔ اور آپ کو دفن کر دیا۔ بعد ستر اسّی سال کے آپ
کی قبر مبارک بوجہ کثرت بارش بیٹھ گئی۔ اُس کی درستی کے واسطے جو کھولنے کا اتفاق
ہوا۔ تو جسم شریف مع کفن بجنسہ رکھا ہوا تھا۔ اور اُس میں سے خوشبو نکلتی تھی +

حالات حضرت شیخ عبد الاحد المشہور بشاہ گل تخلص وحدت قدس سرہ

حضرت شیخ عبد الاحد قدس سرہ فرزند پنجم حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمدؐ سعید فرزند
ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۷ھ
میں جیسا کہ لفظ شیخ عبد الاحد جیو سے ظاہر ہوتا ہے۔ بمقام سرہند ہوئے۔ حضرت خازن

الرحمۃ ایام طفلی ہی سے ان کو سب فرزندوں میں عزیز سمجھتے تھے۔ اور اِن کے رخساروں
کی شگفتگی کیوجہ سے ان کو گُل کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اُس وقت یہ اسی نام سے مشہور
تھے۔ بچپن ہی میں کتاب وحدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وفقہ علماء پر
قدم راسخ تھا۔ تتبع آثار اجداد ہیں۔ نہایت مستعد تھے۔ قبل بلوغت ہی سے صلوۃ خمسہ
ونوافل کی اِس قدر کوشش تھی۔ کہ معلوم نہیں ان کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ
اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم اور اخذ فیوض میں سرگرم تھے۔ پندرہ بیس
سال کی عمر کے درمیان میں حضرت خازن الرحمۃ کے ہمراہ حج کو گئے تھے۔ چنانچہ
حالات سفر وکشوف حرمین شریفین میں ایک رسالہ بزبان عربی ایسی فصاحت وبلاغت
سے تحریر کیا تھا۔ کہ دیکھنے والے حیران ہوتے تھے۔ دوران سلوک ابتدائی میں اگرچہ
اُن کا گذر مقامات وحدت وجود پر ہوا۔ مگر آداب شریعت وتقویٰ کی نہایت رعایت رکھی
کہ کوئی لفظ زبان سے خلاف ادب نہ نکلا۔ اُن کے والد نے اُن کی استعداد جید دیکھ
کر اپنے جمیع کمالات عالیات اجمالاً ان پر القاء کر دیئے تھے۔ اور اجازت تعلیم طریقہ بھی دے
دی تھی۔ لیکن سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں جب حضرت خازن الرحمۃ کا انتقال ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے
عم بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر باشی اختیار
کی اور اس قدر آداب مریدانہ وخدمت مسترشدانہ بجالائے۔ کہ اُس سے زیادہ متصور
نہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بھی بحکم اعمامکم آباءکم کوئی دقیقہ اُن کی تربیت
کا اُٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالاحد نے اپنے چچا کے تمام مجالس اور صحبتوں کا مفصل
حال ایک مکتوب میں کسی کو لکھا ہے۔ وہ اس جگہ نقل کیا جاتا ہے ✣

مکتوب بہ بیان حالات خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی الاعلی والصلوۃ والسلام علی سید الوریٰ امام التقی وآلہ
وصحبہ بدر الدجیٰ امابعد رقیمہ کریمہ مخدومی استاذی سلمہ سبحانہ مشرف ساخت مرقوم بود
کہ آنچہ از جناب امام العارفین قطب الواصلین حضرت ایشان ماقدسنا اللہ سبحانہ از جنس
بشارات درباب خود استماع نمودہ باشی درقبضہ تحریر بیار ودوستان را ازاں معنی آگاہ
ساز۔ مخدوما چند کرت ایں سوال از خدمت شریف بظہور آمدہ اما چوں نقائص ومعائب خود
مشاہدہ می نمودم شرم می آید کہ بآں جواہر نفیسہ سگ گرگین را قلادہ بندد ومہار سازد
وسہو وخطا بر آں معصوم مطلق وامام برحق چیزے جرأت نماید اما اطاعۃ لاہل الحقوق

برخی از عنایات آنجناب عالی درخیر تحریر آرد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا
مخدوما مارا در اوائل ایام اجابت بحضرت خلیفة الرحمان این معنی بخاطر خاطر خلجان داشت
که چون بخدمت سعادت توام انابت آری و قبله توجه ایشان را سازی مبادا نسبتی که با خازن
الرحمت داری فتورے واقع شود و معیت و ضمینت که بایشان داشتی الخلاطی و برودتی
طاری گردد و از ینجا مانده و از انجا رانده گردی درین ولا مخدوم عالی مقام محمد نقشبند ظاہر
ساختند که حضرت ایشان ترا برای امر بزرگ طلب نماید و بمن نیز بیان فرمودند اما
اولیٰ آنست که خوبے واسطہ از جناب عالی استماع نمائی بعد از شنیدن این نوید بخدمت
سامی شتافتم بعد از ذره نوازی و مرید پروری و تفقد بسیار از زبان لامع الانوار گوہر
فشاندند که صفحۂ احوال ترا مفصل مطالعه نمودم چنان منکشف شد که با حضرت خازن الرحمة
نسبت معیت بروجه اتم تمام داری و از جمیع کمالات خاصه و مقامات مختصه ایشان نصیبے بطریق
اجمال داری عرض کردم که امیدوار توجه مع ثبات انیم اشاره نمودند که انچه از خدمت خازن
الرحمة رسیده مسلم و مقرر است اما ما از اول بطریق تفصیل سیر خواہم کنانید و نسبت سابق
بحصول این نسبت نقصان نخواہد یافت بلکه قوة و ثبات پیدا خواہد کرد بعد از چند گاه این
مقدمه شگرف را در غیبت فقیر نزد مخدوم زاده عالی منزلت محمد خلیل الله روشن تر بیان
فرمودند و زنگ از دل و جان این بزه کار زدودند بحمد الله سبحانه وقع کذلک هذا
واستمع الآن مفصلا على ما نقول وکیل مخدوما مجلس[۱] اول که غره شهر جمادی الاولی
سنه ۱۰۷۶ هجری یک هزار و هفتاد و شش هجری بود چون بتوجه ولایت اثر ایشان مشرف
گشت بعد از مراقبه و مکاشفه بزبان غیب ترجمان فرمودند که باطن ترا بسیار مزین یافت
بخلعت وجود موہوب حقانی و ہمان راز در مجلس[۲] ثانی آرائش و زینت ہمان خلعت بیان
نمودند و در مجلس[۳] ثالث تزکیه نفس و ترقی از عالم خلق بعد از قطع تمامی دائره عالم بشارت
دادند و در مجلس[۴] رابع باتحاد و معیت بعد از تحقیق بحقیقت قدسیه خویش خبر دادند و
تصدیق کشف این درویش که پیش ازین بروزی این امر معروض داشته بود نمودند فرمودند
که کم کسی از یاران باین خصوصیت ظاہر می شود و بعضی کلمات مدحیه که ہر یکی از انها این
خاک افتاده را باوج شرف میرساند بر لسان الہام ترجمان راندند و در مجلس[۵] خامس و
سادس[۶] بنوید کمالات نبوت بعد از تمامی ولایات ثلثه مشرف ساختند و در مجلس سابع و
ثامن بدخول در حقیقت کعبه معظمه بزیب و زینت تمام ہم ترقی از ان بفوق بشر ساختند
و در مجلس نہم[۹] و دہم بلحوق و وصول حقیقت قرآنی بشارت دادند و تا مجلس پانزدہم[۱۵]

بدخول در آن حقیقت علیہ و ترقیات در آن بزیب و زینت کذا و کذا معزز ساختند و در مجلس شانزدہم[16] ہم بہ نسبت معیت بجناب خویش و جناب خازن الرحمۃ و ہم جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم بشارت دادند و در مجلس ہفدہم ہشتم ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۰ھ ہجری بہ بشارت دخول در حقیقت صلوٰۃ و اقتدا بر تبہ وجوب مفتخر ساختند و در مجلس ہژدہم و نوزدہم[19] و بستم[20] بترقیات شایستہ و حسن و آرائش و قرب امام خبر دادند و در مجلس بست و یکم[21] فرمودند کہ کیفیت عظیم شرف ظہور فرمود و خلعت فاخرہ بکمال علو عنایت شد کہ آفاق را نور آن خلعت یا عین خلعت واگرفت و در مجلس بست و دویم[22] تا مجلس بست و ششم[26] ترقیات و وصول بمقام معبودیت صرفہ بطریق ذات موہوب با ظہور بعضی خاصۃ المقام بشر ساختند و در مجلس بست و ہفتم[27] و ہشتم[28] بعروج تا بحقیقۃ الحقائق ثم الانطباق و لحوق بقوت تامہ مشرف ساختند و در مجلس بست و نہم[29] فرمودند کہ خلعت عظیم با زیب و زینت بسیار مرحمت شد و معاملہ تو خیلے علو پیدا نمود گویا حقیقۃ الامر منقلب گشت و در مجلس سیم[30] فرمودند کہ عنایت بیحد از جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در باب تو مفہوم میشود چنانچہ خود بآرایش و تزیں سرگرم اند و آنچہ در باب نزول در نقطہ عدم معروض داشتہ بودی نزول در جوار آن نقطہ معلوم میشود فی الجملہ قدمی درمیان ماندہ است و در مجلس سی و یکم[31] و دویم[32] بترقیات و معارف نادرہ اطلاع دادند و در مجلس سی و سیوم[33] بہ تعین حبی بشر ساختند و از عنایات خاصہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم در باب این احقر خبر دادند و در مجلس سی و چہارم[34] و پنجم[35] در بالیدگی و ترقی در مقام مذکور عنایت شد و از خلعت خاصہ ممتاز ساختند و در مجلس سی و ششم[36] بوصول تا صف مقدم صفوف اربعہ انبیا کہ در حقیقت صلوٰۃ مقرر است و عنایت شدن خلعت عالی از ان مقام بانوید برامید سرفراز ساختند و در مجلس سی و ہفتم[37] بشارت نزول در نقطہ عدم مطلق دادند و در مجلس سی و ہشتم[38] بعد از دیگر مقامات حقایق و دقائق محبوبیت ذاتی و غیرہ فرمودند کہ تعین حبی ترقی بسیار نمودہ و در مجلس سی و نہم[39] بعد از دیگر معارف و اسرار بشارت ترقیات بکمال ذرہ پروری برزبان غیب ترجمان آوردند کہ معیت خاص بامن پیدا کردہ و معاملہ بفرزندان خاص مختص بودہ ہمان معاملہ با تو متحقق گشت مجلس چہلم[40] بہ بشارت ولایت احمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیۃ و عنایت شدن لباس محبوبیت بلکہ از بہرہ بآن معنی شگرف مکرم ساختند و در مجلس چہل و یکم[41] و دوم[42] و سیوم[43] بتقرر و تحقق مقدمین مزبورین و ترقی در آن مقام خبر دادند و در مجلس چہل و چہارم[44] بعلو نسبت و عطاے خلعتے بزرگ کہ محیط عالم باشد بشارت فرمودند و در مجلس چہل و پنجم فرمودند کہ محویت نیستی بحدی ظاہر می شود

کہ عین واثر باقی نماندہ ونصیبی وبہرہ از فوق تعین حبیؐ معلوم می شود ووصولے کہ مناسب آن مقام است مفہوم گردید عرض نمودم کہ بر ترقی از تعین حبیؐ صوم نذر کردہ بودم اکنوں ایفاء کنم فرمودند ایفاء کن ودر مجلس چہل و ششم بعنایت خلعت عالی وترقی از تعین حبیؐ اطلاع بخشیند ودر مجلس چہل و ہفتم بعد از ذکر معارف سینہ بشارت معیت در مقامات علیہ وترقی در سیر سابق فرمودند کہ سیر تو بمقام بلند رسیدہ است کہ فی الحال مدرک نمیگردد کہ تاکجا وبکدام مقام رسیدہ ودر مجلس چہل و ہشتم و نہم بحصول مقام صباحت وزینت ان موطن وبہرہ از مقطعات قرآنی بشارت فرمودند ودر مجلس پنجاہم کہ آخریں مجالس است بعد از توجہ ونظر ولایت نمودہ ذکر ترقی فوق التعینات ولباس عالی وآرایش نفیس احمر کہ تلبسہ النسوان می شود فرمودند لیکن حکم قطعی بمجبوبیت کہ از راہ احتیاط دور است اگرچہ لباس لباس محبوبیت است و آرایش وآرایش ملاحت نفرمودند ھذا اما سمعت فی مجالس التوجہ والسکوت انتہی غرضکہ جملہ خصوصیات آبائی واجدائی کی بشارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقی اپنے معاملات واسرار ان سے ظاہر فرماتے ہیں۔ اور اکثر ان سے مشورہ فرماتے اور فرماتے کہ عبد الاحد تمام عقل ہے۔ اور کبھی فرماتے کہ عبد الاحد عقل مجلس ہے۔ اور آپ کو دور سے آتا دیکھ کر فرماتے کہ جاء العقل اور گاہ گاہ بعض اپنے یاران مخصوص کا ان سے حال دریافت فرماتے کہ فلاں تیرے نزدیک کیسا ہے۔ اور کہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے جواب میں جو کچھ عرض کرتے وہ قبول فرماتے۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حقیقت قرآن کو کہ فوق تعینات ہے۔ مثل دریائے عظیم کی پاتا ہوں۔ اور اپنے تئیں اور حضور کے اقل قلیل اصحاب کو علی تفاوت درجات اس میں آشنا پاتا ہوں بکمال عنایت فرمانے لگے۔ کہ مجھ کو کہاں پایا میں نے عرض کیا کہ فوق المقام اس کو سُن کر آپ نہایت محظوظ ہوئے وبہ بشاشت تمام ایک شخص کو جس کی نسبت میں نے عرض کیا تھا کہ آشنایان بحر حقیقت قرآن سے ہے۔ فرمایا کہ عبد الاحد تجھ کو بشارت عالی دیتا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت عروۃ الوثقی نے بعد دیگر بشارات تحریر فرمایا ہے۔ کہ فقیر شمارا از خاصاں می شمرد وقرب شما بیش در بیش میفہمد بعد انتقال حضرت عروۃ الوثقی جب منصب قیومیت حضرت کے فرزند ثانی حضرت حجۃ اللہ نقشبند پر منتقل ہوا۔ تو شیخ عبد الاحد بکمال ادب ان کی خدمت میں حاضر باش رہنے لگے۔ ادھر وہ بھی نہایت محبت وشفقت سے پیش آنے لگے۔ اور اپنے اسرار درمیان میں لاتے۔ اور آپ کی نسبت انواع بشارات فرماتے۔ ایک روز فرمایا۔ کہ فیض الٰہی مجھ پر نازل کرتا ہے۔ بعد ازاں بجنسہ تم پر پہنچتا ہے

پھر تمام مخلوقات پر دویم فرمایا۔ کہ ایک روز مجھ کو الہام ہوا کہ سنشد عضدک باخیک
حضرت شیخ نے عرض کیا کہ میں ایسا پاتا ہوں۔ کہ قیام جملہ کائنات مجھ پر ہے۔ اور میرا قیام
حضرت کی ذات پر جیسا کہ یہ معاملہ حضرت مجدد اور حضرت عروۃ الوثقی کے مابین تھا۔ فرمایا کہ
میں بھی ایسا ہی پاتا ہوں۔ ایک روز فرمایا کہ تیرے معاملہ میں مجھ کو الہام ہوا۔ کہ جس طرح
اس کے چچا کو طینت اصالت اور محبوبیت سے مشرف کیا تھا۔ اسی طرح اس کو بھی مشرف
کیا۔ اور جو اس کا مقبول ہے۔ وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو اس کا مردود ہے۔ وہ ہمارا
مردود ہے ایک روز فرمایا کہ میں تم کو حضرت مجدد و حضرت عروۃ الوثقی و حضرت خازن الرحمۃ
کے جمیع کمالات میں شریک و سہیم پاتا ہوں اور جو کچھ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے ارزانی
فرمایا ہے۔ اس میں بھی شریک ہو۔ اور حضرت عروۃ الوثقی نے جو فرمایا تھا۔ کہ تم معاملہ قیومیت
میں شریک ہو وہ بھی ظاہر ہے ایک روز فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ نے درود فرمایا اور حضرت مجدد بھی مع اخلاف کرام حاضر ہیں حضرت
سرور عالم صلعم نے حضرت مجدد کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ بعد ازاں تمہاری پیشانی چومی
فرمایا کہ جس تواضع سے کہ تو میرے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس کا مجھ کو خیال تھا۔ ایک روز
الہام ہوا۔ کہ تیری تواضع نہیں کرتا۔ بلکہ یہ تواضع ہماری کرتا ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ
فرمایا کہ ایک روز آواز آئی کہ عبدالاحد پر ہماری کمال عنایت ہے۔ اور ہم نے اس
کے واسطے بڑی بڑی چیزیں طیار کیں ہیں بتدریج اس کو پہنچائیں گے۔ فرمایا کہ ایک
روز الہام ہوا۔ کہ عبدالاحد ہمارا محبوب ہے۔ اور ہم اس پر عاشق ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز
تم امامت کرتے تھے۔ میں تمہارے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگا۔ الہام ہوا کہ عبدالاحد کا
سر ہمارے قدم پر واقع ہے۔ اور اس کی امامت مقبول ہے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام
ہوا کہ عبدالاحد تیری قیومیت کا شریک ہے۔ اور تیرا وزیر اعظم ہے۔ اس کے سوا
اور بیشمار بشارتیں ہیں۔ کہاں تک لکھی جائیں۔ حضرت شیخ کا مقولہ ہے۔ کہ میں نے کبھی
اپنے پیر کے سجادہ کی جانب پشت نہیں کی اب اس سے دیگر آداب کا قیاس کرنا
چاہیئے۔ غرضکہ حضرت شیخ نے کوئی دقیقہ طلب و آداب کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور جس
جگہ سے گل مراد ہاتھ آیا۔ طرہ دستار کیا۔ اور اس سبب سے ایسے جامع کمالات ہوئے
کہ حد بیان سے باہر ہے۔ فرمایا کہ ایک شب میں نے اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی بارگاہ اقدس میں حاضر پایا۔ اور اپنے تئیں بھی نہایت
قریب کھڑا دیکھا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل سے کچھ باتیں چنانچہ اس

شرکت قیومیت

میں سے دو باتیں یاد ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ سب میری رضا کے طلبگار ہیں۔ اور میں محمدؐ کی رضا کا طلبگار ہوں۔ دوم یہ کہ محمدؐ کو انواع مغفرت تم سے پنہاں دیئے ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ میں متوجہ بارگاہ عرش جاہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا۔ کہ یا رسول اللہ توجہ فرمائیے۔ کہ یہ میرا کام ہوجائے مکشوف ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک دعا کیواسطے اٹھائے۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت نے نماز مغرب پڑھائی بعد نماز فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ جس نے تیرے پیچھے نماز پڑھی وہ بخشا جائے گا۔ اور اسی قسم کے اکثر الہام ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز بعد حلقہ فرمایا۔ کہ مجھ کو الہام ہوا ہے۔ کہ جو کوئی اس حلقہ میں داخل تھا۔ وہ مغفور ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ آپ متوجہ جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ کہ آیا اس فقیر کے بارہ میں کچھ عنایت خاص ہے۔ یا نہیں اور یہ سوال اُس کا قبل نماز عشا تھا۔ بعد نماز آپ نے فرمایا کہ۔ لوگ بعض سوال کرتے ہیں۔ اور پھر اس کا جواب دریافت نہیں کرتے اُس وقت اس شخص نے بات سمجھ کر اپنے سوال کا جواب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں متوجہ ہوا تو معشوق الٰہی کو جمال درگاہ لایزالی میں ایسا مستغرق پایا۔ کہ اصلا اس طرف کو متوجہ نہ ہوئے۔ بہت دیر کے بعد بارگاہ عالی مفتوح ہوئی۔ اور میں تجھ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک تیرے سر پر پھیرا۔ بلکہ کچھ دیر تک رکھے رہے۔ اُس وقت اس درویش نے بھی تصدیق کی کہ بیشک فلاں وقت مجھ پر عجیب وغریب کیفیت طاری تھی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ گوشہ نشینی اختیار کریں۔ اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کردیں۔ کہ اسی اثنا میں ایک شب آپ کے بھائی شیخ سعد الدین رح نے خواب میں دیکھا۔ کہ بارگاہ محمدی قائم ہے۔ وہاں ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ گلو چاہتا ہے۔ کہ سیر کو ہسار کرے۔ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ گلو سے کہدو کہ سیر کوہسار موقوف رکھے۔ کہ ہم نے عالم کے کام کو اس کے سپرد کیا ہے۔ اس خواب کو سن کر حضرت خود متوجہ بارگاہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے ایسا معلوم ہوا کہ عزلت اور ترک تلقین آنحضرت صلعم

کی مرضی مُبارک نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک شب مجھ کو جنت کے باغوں کی سیر کا اتفاق ہوا جس وقت جنت میں داخل ہوا۔ اور ایک حوض عظیم کے قریب پُہنچا۔ اُس میں فوارے جاری تھے۔ اُس میں سے چند قطرے اُڑکر میرے بدن پر آکر پڑے۔ اُن کے اثر سے سر سے پیر تک تمام بدن میں شیرینی سرایت کر گئی۔ فرمایا کہ اس معاملہ کو گیارہ بارہ سال سے زیادہ گذر گئے ہیں۔ مگر اس پانی کی شیرینی کا اثر ابھی تک میں اپنے وجود میں پاتا ہوں +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھ سے بُو آتی ہے۔ شاید تو نے حرام کھایا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ اعوذ باللہ من الحرام لیکن ایک شخص کے ساتھ ایک اہل دنیا کے گھر دعوت میں گیا تھا۔ اُس کے طفیل میں چند لقمے کھانے میں دہی وغیرہ بھی تھا۔ اور وہ شاید مال مغصوبہ تھا۔ یہ اُس کا اثر ہوگا۔ آپ نے اُس پر کمال عنایت فرمائی۔ اور حکم دیا کہ تین روزے رکھ بعد ازاں توجہ کے واسطے آنا +

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو من جانب اللہ یہ معلوم ہوا ہے کہ مجھ کو فتوحات ظاہری و باطنی عنقریب ہونے والی ہے۔ اسی عرصہ میں حضرت کو سرہند کے قصبات کی سیر کا اتفاق ہوا۔ اور آپ ایسے مغلوب الحال اور ساکت الکلام ہوگئے کہ اگر بضرورت اتفاق کلام ہوتا۔ الفاظ یا آیات قرآنی سے فرما دیا کرتے۔ جب افاقہ ہوا اور طالبان خدا کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور بعض یاروں نے استفسار حال کیا فرمایا۔ بکمال لطف الٰہی اس احقر کو خلعت رضا سے سرفراز فرمایا۔ اور ظاہری فتوحات کا یہ ظہور ہوا کہ شہزادی زیب النساء نے بلا وہم و گمان پانچہزار روپیہ خرچ خانقاہ کے واسطے بھیجدیئے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے بھائی کے دو فرزند پیدا ہونگے یہ یہ نام ہوگا۔ اور ایسی ایسی شکل ہوگی۔ حالانکہ ابھی اُن کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد شادی دو لڑکے اُسی شکل و صورت کے آپ کے بھائی کے گھر پیدا ہوئے۔ اور اُن کا نام بھی وہی رکھا +

نقل ہے۔ کہ جب کوئی شخص آپ سے فرزند نرینہ کے واسطے ہمت و توجہ چاہتا اور آپ اُس کو بشارت دیتے۔ تو ساتھ ہی اُس کی شکل و صورت بھی بتلا دیا کرتے تھے کہ ایسی ہوگی۔ چنانچہ ویسی ہی ہوتی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند نے دست تعدی بدرجہ کمال دراز کیا۔ آپ اُنکی

حرکات سے ناراض ہوئے۔ چنانچہ اُسی ہفتہ میں وہ انواع غضب سلطانی میں گرفتار ہوا حضرت کی خدمت میں بقصد التجا حاضر ہوا۔ اور اپنے افعال سے توبہ کی حضرت نے فرمایا۔ کہ فلاں روز بادشاہ تیرا قصور معاف کرے گا۔ چنانچہ اُسی وقت مقررہ پر بادشاہ نے اُسکا قصور معاف کیا۔ اور اُس کو منصب وخلعت عطا کیا۔ حاکم مذکور نے ایک باغ مع دیگر اشیاء کے حضرت کے نذر کی۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ کہ اُس کا مال ظلم وغصب سے خالی نہ تھا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ سفر میں منزل پر پہنچتے پہنچتے وقت عصر کسی قدر تنگ ہو گیا۔ مگر چونکہ حضرت کو وبعض دیگر کو وضو تھا۔ سب نے نماز باطمینان پڑھ لی۔ ایک درویش کو وضو کا خلل تھا۔ وہ نہایت نماز کے واسطے بیتاب ہوا۔ اور آفتاب قریب غروب کے آپ نے فرمایا کہ جبتک وہ نماز نہ پڑھے۔ خدا کرے آفتاب غروب نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جب اُس نے سلام پھیرا تب آفتاب غروب ہوا۔

نقل ہے۔ کہ ایک عورت نے آپ کے روبرو آپ کو کلمات ناشائستہ کہے۔ آپ نے سُن کر صبر فرمایا۔ بعدہ آپ کو معلوم ہوا۔ کہ غیرت الہیٰ انتقام کے واسطے حرکت میں آئی ہے۔ آپ نے حاضرین میں سے ایک سے فرمایا۔ کہ اِس کے طمانچہ مار۔ مگر اُس نے توقف کیا۔ اسی اثناء میں وہ عورت گر کر مر گئی۔ آپ نے اُس شخص سے فرمایا۔ کہ اِسکا خون تیری گردن پر ہوا۔ اگر تو اِس کے طمانچہ مار دیتا۔ تو انتقام الٰہی سے بچ جاتی۔ آپ کی طبیعت نہایت موزون ورنگین واقع ہوئی تھی۔ چند شعر آپ کے طبع زاد نقل کئے جاتے ہیں۔

خانۂ زین ست دنیا عیش او پا در رکاب ۔۔ شہسوار است آنکہ زینجا زود دامن چید و رفت

ایضاً

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم ۔۔ بلبل از بوئی تو جوشند خبر یافتہ ایم

دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت ۔۔ نقشبندیست کز و بوی وفا یافتہ ایم

ایضاً

کے شود پابند سالک زاختلاط خانماں ۔۔ موج از خرِ بحر او حدت کجا زنجیر پاست

ایضاً

بہر یک ناں منت دوناں کشیدن چوں سزاست ۔۔ دارم از نان قناعت یکجہاں خوانی درست

ایضاً

نگارست من امشب گذشت از سر کو ۔۔ ہنوز از در و بامم شراب می ریزد

آپ نے اٹھتر سال کی عمر میں بتاریخ ۲۰۔ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ سنہ ۱۱۲۶ ہجری کو بعارضہ حبس بول دوردشانہ بمقام دہلی انتقال فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور نعش مُبارک حضرت کی سرہند میں لاکر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے مشرق

جانب دفن کی +

حالات حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبد الاحد کے خلفاء نامدار سے ہیں آپ کا مکان بمقام سنام متصل سرہند تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت کثیر الذکر اور کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور بعد ہر دوگانہ کے مراقبہ طویلہ فرماتے۔ غرضکہ نصف شب سے صبح تک یاد مولےٰ میں گذارتے مرض موت میں آپ کو چھ مہینہ تک اسہال آئے۔ تاہم نماز تہجد میں پینتیس[۳۵] مرتبہ سورہ یٰسین پڑھا کرتے تھے بتیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ کا کرتے تھے۔ اور ہزار بار نفی اثبات حبس نفس سے کرتے اس کے علاوہ تلاوت کلام مجید و درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ صاحب ورع اس قدر تھے۔ کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند مویشی لوٹ کرلایا تھا۔ بیس[۲۰] سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ دہلی جب تشریف لاتے وجہ حلال سے اپنے ساتھ ستو لیلیتے وہی کھاتے دوسری چیز نہ کھاتے ہر امر میں رعایت عزیمت کی رکھتے قریب دوسو علماء اور صلحاء کے آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ جماعت کثیر آپ کی توجہات سے انتہا مقامات مجددیہ کو پہنچے۔ اور ارباب فنا و بقا جو کہ آپ کی صحبت میں استغراق و بیخودی و تہذیب اخلاق سے مشرف ہوئے۔ اُن کا کوئی شمار نہیں۔ بعد درس حدیث قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور جو آتا تھا۔ اُس کے باطن پر القاء ذکر و جمیعت فرماتے۔ جمعہ کے روز کثرت سے آدمی جمع ہوتے۔ آپ توجہ فرماکر سب کے دل ذاکر کر دیتے۔ کوئی عرض بھی کرتا کہ جناب اُن لوگوں کو امتیاز بھی نہیں ہوتا۔ کہ یہ حرکت قلبی ذکر کی ہے۔ یا حرکت طبعی فرماتے۔ کہ معلوم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ببرکت انوار ذکر ایمان سلامت لے جائینگے۔ اور قبر میں اُس کا اثر معلوم ہو جائیگا۔ اِسی وجہ سے آپ کا نام عالم غیب میں قاسم خزائن اللہ تھا +

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ کا گذر ایک مسجد میں ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ساتھ مریدوں کا مجمع لئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اور آدمیوں کو مرید کر رہا ہے۔ لیکن اُسکا باطن انوار نسبت مع اللہ سے خالی ہے۔ چونکہ مشائخ کبار کے نزدیک بلا فنا قلبی و واردات ولایت مرید کرنا حرام ہے۔ لہٰذا آپ کو اُس کے حال پر شفقت آئی۔ اور دیر

تک اُس کی طرف متوجہ رہے۔ اور اُس کو ولایت قلبی پر پہنچادیا +

نقل ہے۔ کہ ایک مقبرہ کی جانب گذر ہوا۔ چلتے چلتے ٹھیر گئے۔ اور قبرستان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ لوگ فیض کی درخواست کرتے ہیں۔ متوجہ احوال اموات ہوئے اِس وقت ظہور حقیقت محمدی صلعم تھا۔ تمام قبرستان انوار سے معمور ہوگیا۔ حرمین شریفین کو پاپیادہ گئے۔ اور وہاں بانواع الطاف سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سرفراز ہوئے۔ فرمایا کہ میرے سینہ کی حرقت اور سوز طلب کسی طرح کم نہ ہوتی تھی بعنایت مصطفوی تسکین پائی اور وہاں مقصود دلی حاصل ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں ریاضت و مجاہدہ اور نوافل اور عبادت بہت کیا کرتا تھا۔ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مامور ہوا۔ کہ آپ کی خدمت میں استفاضہ کرے۔ آپ نے اُس کو مجاہدات کرنے کو منع فرمایا۔ اور توسط اختیار کرنے کو ارشاد کیا۔ لیکن چونکہ وہ عبادت کا عادی تھا۔ اُس نے قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو خواب میں نظر آئے۔ اور آپ کی متابعت کا حکم فرمایا۔ تب اُس نے وہ مجاہدے چھوڑے۔ اور ملتزم صحبت ہوا۔ اور ببرکت صحبت مقامات عالیہ پر پہنچا +

نقل ہے۔ کہ ایک آپ کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کیا بات ہے تیرے باطن میں کدورت ہے۔ کہیں شبہ کا لقمہ تو نہیں کھایا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں نے خانقاہ کے کھانے کے سواء اور کچھ نہیں کھایا۔ مگر آخر کار مقرر ہوا۔ کہ ایک رنگریز کے گھر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نیاز کا کھانا کھایا تھا۔ آپ نے اُس کو بہت تنبیہ کی۔ اور فرمایا کہ میں نے تو تجھ کو منع کیا تھا۔ کہ ہر شخص کے گھر کا کھانا مت کھایا کرو۔ دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو نہایت نفرت تھی۔ آپ کے ایک مرید نے نواب صاحب فیروز جنگ کی طرف سے عرض کی۔ کہ وہ مرید ہونے کے واسطے حاضر ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔ آپ نہایت منغض ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میری خانقاہ بھی فلاں بزرگ کی طرح بے برکت ہو جائے۔ فرمایا دنیا داروں کے قدم نہایت منحوس اور باعث بے برکتی ہوتے ہیں +

نقل ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا۔ کہ وہ بڑا دولتمند ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ نہایت محتاج ہیں۔ دولت اور نعمت سرمدی نسبت مع اللہ ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو نصیب کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے۔ کہ الغناء غنی النفس آپ کا انتقال ۱۸۔ رمضان المبارک سنہ ہجری کو مرض اسہال میں بمقام دہلی ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون چند باتیں آپ کے خصائص سے تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی۔ دوسرے یہ کہ آپ کی قبر کے جوار میں جہانتک کہ نگاہ کام کرے۔ جو شخص مدفون ہوگا۔ وہ بخشا جائیگا۔ تیسرے یہ کہ جس نے اُن کو دیکھا وہ بخشا جائیگا۔ دہلی میں سبزی منڈی سے کئی میل آگے کرنال کی سڑک پر مزار مبارک واقع ہے ٭

حالات حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا تھا۔ کہ (انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ) اور اس رعایت سے اُن کا نام محمد یحییٰ رکھا تھا ٭

نقل ہے۔ کہ آپ کے صغر سن میں ایک روز شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ میاں شیخ احمد اپنا ایک بیٹا ہم کو دو کہ وہ مثل ہماری دانا اور دیوانہ ہو چنانچہ حضرت نے فی الفور شاہ محمد یحییٰ کو پیش کیا حضرت شاہ سکندر نے اِن کو اپنی گود میں لیکر اپنی نسبت خاصہ عطا فرمائی اور حضرت مجدد الف ثانی رح سے کہا کہ یہ ہمارا ہے۔ اور آج سے اسے شاہ کہا کرنا۔ چنانچہ اُسی روز سے اُن کو شاہ محمد یحییٰ کہتے ہیں۔ جب حضرت شاہ سکندر تشریف لے گئے۔ حضرت نہایت خوش ہو کر فرمانے لگے۔ کہ سُبحان اللہ محمد یحییٰ صغر سنی سے مقبول اولیاء اللہ ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح اِن کے حال پر نہایت شفقت فرماتے۔ اور اِن کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے۔ اور بعض مقامات اور کمالات کی بشارت بھی دی ٭

نقل ہے۔ کہ حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک روز آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ کہ میرا ارادہ تھا۔ کہ محمد یحییٰ بھی مثل اپنے بھائیوں کی اِس نسبت سے بہرہ ور ہوتے۔ مگر وہ ابھی بہت کم سن ہے۔ اور میری اجل نزدیک چنانچہ آپ کی نو سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رح نے انتقال فرمایا۔ اور ابھی آپ نے حرف قرآن شریف ہی حفظ کیا تھا۔ بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم میں مشغول ہوئے

اور اکثر علوم نقلیہ وعقلیہ اپنے بھائیوں سے حاصل کئے۔ بیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بعدازاں سلوک باطن ومقامات طریقہ احمدیہ بھی اپنے برادران بزرگ سے حاصل کئے خواجہ محمد معصوم رح آپ کے بڑے بھائی آپ پر نہایت عنایت فرمایا کرتے۔ اور بشارت حصول کمالات عالیہ فرمائے۔ آپ بکمال استقامت واتباع سنت وکثرت عبادت وتعمیر اوقات واشاعت علوم ظاہری وباطنی میں مصروف رہتے۔ دو مرتبہ آپ نے حج بھی کیا تھا۔ شاہ اورنگ زیب آپ کا نہایت معتقد تھا۔ اور بہت سے دیہات اور املاک آپ کی نذر کئے تھے۔ چنانچہ سرہند میں یہ مثل مشہور ہوگئی تھی الملک للہ و الملک یحیی آپ نے ۱۰۹۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور حضرت مجدد الف ثانی رح کے قبہ کے برابر جانب مغرب مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ +

حالات حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء کی تعداد نہیں ہو سکتی۔ لیکن چند خلفاء کے حالات اس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔ خلفاء میں سب سے اعلےٰ وارفع حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب جلد ثالث مکتوبات شریف کی شروع ہوئی۔ تو حضرت میر نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ جلد کس کے نام سے مستجل ہوگی۔ اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔ کہ پیش ازیں ہم ظاہر اً فقیر نوشتہ بود کہ باسم شما مستجل سازند در جواب کتابت شما حالا ہم ہمان سخن است بہتر از شما کہ خواہد بود۔ آپ کی ولادت ۹۷۷ھ ہجری میں بمقام بدخشان ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے بشارت دی تھی۔ کہ تیرے ایک بہت بزرگ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چنانچہ جب وہ پیدا ہوئے تو آپ کا نام محمد نعمان رکھا گیا۔ ایام لڑکپن ہی سے آپ کے مزاج میں ایک فکر وحیرت تھی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی مراقبات پر اطلاع ہوئی اس وقت خیال میں آیا۔ کہ وہ فکر اور حیرت یہ تھی۔ ابتداء ایام شباب میں آپ نے حضرت عبداللہ بلخی عشقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور جب ہندوستان میں آئے۔ تو بسبب کثرت شوق خداطلبی اور درویشوں سے بھی اذکار حاصل کئے۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر

ہوئے۔ اور اُن سے بہ تلقین ذکر و مراقبہ نقشبندیہ مشرف ہوئے۔ اور انہیں کے پاس مع جمع کثیر فرزندان و خویشان بفقر و فاقہ بسر کرتے اور نہایت فرحاں و شاداں رہتے اور حضرت خواجہ بھی اِن کے حال پر نہایت الطاف و کرم فرماتے۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی امیر نے حضرت خواجہ سے عرض کیا۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ بعض فقراء خانقاہ نہایت عسرت سے بسر کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو اُن کو کفاف روزمرہ حاضر کیا کروں۔ حضرت خواجہ نے اپنے چند اصحاب کے واسطے اجازت دے دی۔ مگر میر نعمان کے واسطے نہ فرمایا۔ کسی نے حضرت خواجہ سے عرض کی۔ کہ میر نعمان کثیر العیال ہیں۔ اور بکمال فقر و فاقہ سے بسر کرتے ہیں۔ آپ اُن کے واسطے بھی حکم فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ نے منظور نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ وہ میرے اجزاء بدن ہیں۔ اگرچہ اس وقت میر نعمان نہایت تنگی معیشت سے بسر کرتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ کی اِس تخصیص سے نہایت خوش ہوئے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ کہ از استماع ایں عنایت بر قصہار فتم وامید ہا بستم حضرت خواجہ کی مسجد کے پاس بعض گھر تھے۔ کہ اُن میں قرن گذر گئے تھے۔ کہ کسی نے سکونت اختیار نہیں کی تھی۔ اور ابابیلوں وغیرہ نے اپنے گھونسلے بنائے تھے حضرت خواجہ کے حکم سے حضرت میر نعمان مع متعلقین اِس جگہ فروکش ہوئے۔ مکان کی عفونت کی وجہ سے آپ کی ہمشیرہ علیل ہوگئیں۔ اِن کی عیادت کو حضرت خواجہ کی والدہ شریفہ تشریف لے گئیں۔ مگر وہاں کی بدبو کی وجہ سے ایک ساعت بھی نہ ٹھیر سکیں۔ جب مکان پر واپس آئیں۔ تو حضرت خواجہ سے فرمایا۔ کہ اے نور دیدہ اگر یہ لوگ مرید ہو گئے ہیں۔ تو کشتنی تو نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ اے والدہ یہ لوگ بدعویٰ نہیں آئے ہیں۔ کہ اِن باتوں سے ملول اور دلگیر ہوں۔ غرضکہ حضرت میر نہایت تنگی سے بسر کرتے تھے۔ مگر چونکہ مقصود کچھ اور ہی تھا۔ اِن مکروہات کی جانب بالکل خیال بھی نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ نے اپنی حیات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت ارشاد فرمائی۔ اور اپنے اصحاب بھی تربیت کے واسطے سپرد کئے۔ اس وقت میر نعمان کو بھی حوالہ فرمایا۔ میر صاحب نے حضرت خواجہ سے عرض کیا۔ کہ اگرچہ وہ بزرگ آدمی ہیں۔ مگر میرے قبلہ توجہ تو یہی درگاہ ہے۔ اِس پر حضرت خواجہ ناراض ہوئے۔ اور بغضب تمام فرمایا۔ کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں۔ کہ ہم ایسے ہزاروں ستارے اِن کی روشنی میں گم ہیں اور اولیاء متقدمین میں بھی خال خال اِن کی مانند گذرے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت میر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال عجز و انکسار دریوزہ

عنایت کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ ہماری تمہاری ایک ہی بات ہے۔ لیکن ابھی چندے حضرت خواجہ کی خدمت میں دہلی رہیے۔ بعد انتقال حضرت خواجہ جب حضرت دہلی گئے۔ حضرت میر نے ایک عریضہ جس میں کہ اپنی کمال شکستہ دلی اور بے نصیبی اور بے استعدادی لکھی تھی۔ پیش کیا۔ اور اُس میں یہ بھی لکھا۔ کہ مجھ کو سوا اس کے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ کہ حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی اولاد میں ہوں۔ حضرت اس عریضہ کو پڑھ کر نہایت متاثر ہوئے۔ اور میر نعمان کو اپنے اصحاب میں داخل کر کے اُن کی تربیت شروع کی۔ اور درجہ کمال وتکمیل کو پُہنچایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔ روزے بعد نماز بامداد درحلقہ یاران نشستہ بودم بخواست یا بخواست توجہی بجانب شما پیدا شد و در رفع بقایائے آثار کہ بنظر می آمد گشت واہتمام در رفع ظلمات وکدورات کہ محسوس می گشت نمود تا آنکہ ہلال کمال شما بدر کامل گشت وآنچہ در آفتاب ہدایت ودیعت نہادہ بود ہمہ در آن بدر منعکس شد حتی کہ در جانب کمال ہیچ متوقعی ومنتظرے نماند ۱ ؎ الا ان یتسع الطرف بعد ذلک ویاخذ بقدر وسعتہ شیئًا فشیئًا وتا زمان طویل صورت مثالیہ اینمعنی را درنظر داشت تا یقینی کہ مصداق صدق است حاصل آمد الحمد للہ سبحانہ والمنۃ علی ذلک حصول ایں دولت تاویل آں واقع است کہ شما دیدہ بودید حصول آنرا بمبالغہ وتاکید مسالت مے نمودید للہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ دام شما بہ تمام ادا یافت وموعود منجز شد ومعہود موفی شد امیدوار است کہ تکمیل بہ اندازہ ایں کمال حاصل آید ووشت وجہرا ازآن حدود بوجود شریف منور گردد انتہی۔ حضرت نے قطبیت ملک دکھن میر نعمان کو مرحمت فرمائی۔ اور الحق کہ آپ کا ارشاد حد سے گذر گیا۔ لاکھوں کی نوبت پُہنچ گئی۔ بادشاہ وقت نے یہ ہجوم دیکھ کر اندیشہ کیا۔ اور آپ کو دکھن اپنے پاس بُلالیا۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت امام ربانی سخت علیل ہوئے۔ اور آپ کو اپنی حیات میں تذبذب ہوگیا۔ اُس وقت آپ نے اپنے فرزند خواجہ محمد صادق و میر نعمان قدس سرہما کو بلاکر بقدر ہر ایک کی مناسبت کے امانت خواجگان سپرد کی۔ بعد ازاں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ نے صحت عطا فرمائی اور مقامات جدیدہ عطا فرمائے

نقل ہے۔ کہ حضرت میر نے واقعہ میں دیکھا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے ابابکر فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو کوئی مقبول شیخ احمد ہے۔ وہ میرا مقبول ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کا مقبول ہے۔ اور جو مردود

شیخ احمد ہے۔ وہ میرا مردود ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کا مردود ہے۔ اُس کو سُن کر میر صاحب نہایت مسرور ہوئے۔ اور دل میں کہا کہ الحمد للہ میں مقبول حضرت ہوں۔ اِسی اثناء میں پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یا ابا بکر فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو تیرا مقبول ہے۔ وہ شیخ احمد کا مقبول ہے۔ اور جو شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا مقبول اور جو میرا مقبول ہے۔ وہ خدا کا مقبول ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے۔ وہ شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے۔ وہ خدا کا مردود ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک شب میر محمد نعمان نماز تہجد میں مشغول تھے۔ کہ ناگاہ ایک برات مع باجہ وغل وشور کے اِس طرف سے نکلی۔ اِس سے اِن کو پریشانی ہوئی۔ اور سلام پھیر کر ایک پیالہ اِس جگہ رکھا تھا۔ اُس کو اُلٹ دیا۔ پیالہ اُن کا اُلٹنا تھا۔ کہ برات مع سامان غائب ہوگئی۔ بعد نماز پیالہ کا سیدھا کرنا یاد نہ رہا صبح کو سرہند اپنے پیر کی خدمت میں روانہ ہوگئے وہاں چھ مہینہ قیام کا اتفاق ہوا۔ وہاں سے جب واپس آئے۔ برات کے غائب ہونے کا لوگوں نے ذکر کیا۔ جب آپ کو وہ پیالہ اُلٹنا یاد آیا۔ اُس وقت جلدی سے جاکر وہ پیالہ سیدھا کیا۔ فی الفور اُسی جگہ سے برات موجود ہوگئی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو ایک مقام کے حاصل ہونے کی آرزو تھی۔ مگر حاصل نہ ہوتا۔ اتفاق سے ایک رات برہان پور کی جامع مسجد کے چبوترہ پر سے گر پڑا۔ اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جیسے ہی گرا وہ مقام کھُل گیا۔ فرمایا۔ کہ اِس گرنے کی اِس قدر خوشی ہوئی۔ کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ اِس کی خوشی میں حلوا تقسیم کیا۔ اور اُس وقت ایسا اعتقاد تھا۔ کہ جو اِس حلوے کو کھائیگا۔ وہ بہشت میں جائیگا۔ آپ کی وفات ۱۰۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف شہر آگرہ میں ہے۔ اور زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ اور خواجہ محمد سعید فرزند حضرت مجدد الف ثانی رح سے منقول ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مزار پر جو دعا دل سے مانگے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو قبول فرمائے +

حالات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ زبدۃ المقامات جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تحریر کی ہے۔ اِس کے دیباچہ میں اپنا حال اِس طرح لکھا ہے۔ کہ اگرچہ میرے آباد اجداد سلسلہ علیہ کبرویہ کے منتسبوں میں تھے۔ اور میں بھی عالم طفولیت میں اِس

خاندانِ عالی کے چند بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن بباعث مناسبت فطری عنفوانِ شباب ہی سے باشار تہائے نہانی و بشارت ہائے پنہانی دل کو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ سے تعلق تھا۔ مگر حیران تھا۔ کہ دیکھئے کس طرح منزل مقصود تک رسائی ہوتی ہے۔ کہ ناگاہ میں علیل ہو گیا۔ اور حالت غلبہ مرض میں میری زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ بر اسپ زین نہید کہ مارا بہندوستان باید شد۔ جب بیماری سے صحت ہوئی۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ مجھ کو ہندوستان آنا ضروری پڑ گیا۔ اور یہاں ایک سال کے بعد ایک شب مجلس میں ذکر حالات و تصرفات مشائخ گذشتگان کا آیا۔ اُس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ پہلے ہی کوئی ہوئے ہونگے۔ اب تو کوئی نہیں۔ اور اگر ہیں۔ تو ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ ناگاہ انہیں ایام میں مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہا کہ اٹھ تجھ کو فلاں بزرگ طلب فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں اُن کی ہمراہ ہو لیا۔ اور ایک جگہ پہنچا۔ جس جگہ کہ ایک اور بزرگ ایک چبوترے پر مراقب ہوئے بیٹھے تھے۔ اور اُن کے مرید اُن کے سامنے باادب تمام سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب میں اُن کے پاس گیا۔ انہوں نے سر اُٹھا کر اپنا ہاتھ بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا پڑھ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح تا آخر سورہ چنانچہ میں نے وہ سورت پڑھی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو میں اِس بشارت کو سمجھ گیا۔ اور شہر برہان پور میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میر نعمان صاحب خلیفہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہا رہا کرتے تھے۔ حضرت میر کے مکاشفات اور تصرفات کے لوگ بہت مداح تھے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اِن کی صورت بعینہ ویسی ہی پائی جیسے کہ اُس بزرگ کی تھی۔ جو مجھ کو خواب میں بلانے آئے تھے۔ خیر میر نعمان سے ذکر و مراقبہ سلسلہ خواجگان کا حاصل کیا۔ اور انہوں نے مجھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف کرایا۔ اور میں دو سال تک اُن کی خدمت میں حاضر رہا اور پایا۔ جو کچھ کہ پایا ابتداء میں خواجہ محمد ہاشم کشمی حضرت میر نعمان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ تا آنکہ حضرت مجدد الف ثانی رح نے اِن کی علو استعداد دریافت کر کے اِن کو اپنے پاس طلب فرمالیا۔ چنانچہ مکتوب اول جلد ثالث میں میر نعمان کو اِس بارہ میں اِس طرح تحریر فرمایا تھا۔ خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہر می شود و مشار الیہ مربا شمارت و مذاق دان شما۔ اب خواجہ محمد ہاشم سفر و حضر میں ہر وقت حضرت مجدد الف ثانی رح کی خدمت میں رہنے لگے حضرت خواجہ کو حضرت کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ کہا کرتے تھے

کہ قطع نظر محبت پیری مریدی میں حضرت کی ظاہر شکل کا بھی عاشق ہوں۔ حضرت کے علوم ومعارف کے سمجھنے میں حضرت خواجہ کو نہایت ملکہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ اور وہاں صاجزادگان میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ اُس وقت حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔ سوانح جدیدہ روز بروز در مسودہ می آید و بہ بیاض میرسد اما کسیکہ درک کند کیست و آنکہ حظ بگیرد کدام خواجہ محمد ہاشم مغتنم است کہ ذوق فہم سخن دارد و فی الجملہ ملتذ می گردد و دریں سفر اجمیر از شدت محن از مخلصان صحیح العذر گشتہ است ✤

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز تہجد واقعہ میں دیکھا۔ کہ خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم مع ایک خادم کے وکیل بادشاہی کے پاس گئے ہیں۔ اور نوکر ہو گئے۔ مگر اُس خادم کو نوکر نہیں رکھا۔ کہ جس وقت وکیل اس کا نام لکھنے لگا اُس کو قریب سے جا کر غور سے دیکھا۔ تو اُس کے چہرہ پر داغ تھا۔ مگر پھر حضرت نے مکتوب ایکسو چھ میں صاجزادگان کو تحریر فرمایا ہے۔ کہ درمیان واقعہ کہ روے دادہ بود کہ یار ثالث را نوکری قبول نکردند۔ بعد از زمانے ظاہر گشت کہ بحض کرم آنرا نیز قبول فرمودند و آثار قبول ظاہر گشت یار ثالث سے مراد خواجہ محمد ہاشم کشمی ہیں۔ جب حضرت نے خواجہ محمد ہاشم کو خلافت واجازت دے کر برہان پور روانہ کیا۔ اِن کی صحبت میں نہایت تاثیر ہوئی۔ وہاں کے آدمی کیا امیر کیا غریب مور و ملخ کی طرح اُن کے گرد جمع ہو گئے۔ اور یہ اِس بشارت کی تصدیق تھی۔ کہ حضرت نے اُن کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شما در آں نواحی بسیار بنظر در آمد و اُمیدوار ساخت للہ الحمد والمنۃ۔ حضرت خواجہ کا انتقال برہان پور میں ہوا۔ اور وہیں آپ کی قبر ہے ✤

حالات حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ سادات صحیح النسب سے تھے۔ فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اور آپ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز اُس میں سے لیکر میرے والد کو دی۔ اور فرمایا۔ کہ اُس کو کھالے۔ چنانچہ اُنہوں نے کھالی بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں۔ اور میں پیدا ہوا۔ اور مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ میرا وجود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے۔ ابتدا میں حضرت شیخ نے حاجی خضر خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی اور حالات بلند پر پہنچے ✤

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت شیخ نے کچھ اپنے حالات بلند اپنے پیر سے بیان کئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھ کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے۔ اب تم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُن کے حالات سُن کر فرمایا۔ کہ یہ ابتدائی حالات ہیں۔ اُنہوں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ شاید میری ترغیب کے واسطے یہ فرمایا ہے۔ لیکن جب کچھ مدت وہاں رہے۔ تب پتہ لگا۔ کہ ابتدائی حالات سے بھی کم درجہ کے تھے۔ بعد حصول مراتب کمال و تکمیل ایک روز حضرت نے حضرت شیخ کو خلوت میں طلب فرما کر اجازت ارشاد اور خلافت عطا فرمائی۔ حق سبحانہ نے اُن کو طریقہ نقشبندیہ میں ایک طریقہ مخصوصہ کہ اُس کو طریقہ احسنیہ نقشبندیہ کہتے ہیں۔ عنایت فرمایا اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایسی قوت نسبت عطا فرمائی تھی کہ اوّل توجہ میں بلکہ بمجرد تلقین طریقہ مرید کو فنا و قلب و نسبت نقشبندیہ پر پہنچا دیتے تھے۔ آپ کو الہام ہوا کہ جو کوئی تیرے طریقہ میں ہوگا۔ وہ مرحوم و مغفور ہوگا۔ اور قیامت کے روز تجھ کو علم سبز ظل محمدی عنایت ہوگا۔ کہ تیرے متوسلان طریقہ اس کے نیچے آرام سے ہوں گے۔

نقل ہے۔ کہ چار لاکھ آدمی آپ سے مرید ہوئے۔ اور ایک ہزار کامل خلیفہ آپ کے تھے۔ اتباع سُنت و رفع بدعت و استقامت شریعت و طریقت آپ کا شیوہ تھا۔ ریا اور سمعہ کو آپ کی محفل میں راہ نہ تھی۔ غنا و دولت وہاں نہایت ذلیل چیز تھی۔ امر معروف و نہی منکر آپ کا طریقہ تھا۔ اہل دنیا سے ایسے غلبہ اور ہیبت سے کلام کرتے تھے۔ کہ کوئی ادنیٰ آدمی سے بھی اس طرح نہ کرتا تھا۔ کلام آپ کا امر معروف یا بیان حقائق میں ہوتا تھا۔ رسمی کلام بالکل نہ کرتے تھے۔ اور کبھی کرتے تو اُس کے ضمن میں نصیحت اور حکمت ہوتی تھی۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کو مع مریدین لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت وہاں شاہجہان بادشاہ بھی موجود تھا۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ کے ہمراہ قریب دس ہزار کے افغان ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ فتنہ برپا کریں۔ بادشاہ نے سعد اللہ خاں وزیر کو حضرت شیخ کے پاس روانہ کیا۔ کہ جاکر حالات معلوم کرے۔ شیخ نے وزیر کی جانب کچھ خیال نہ کیا۔ اور اُس نے جو دریافت کیا۔ اُس کا بھی بہت بے پروائی سے جواب دیا۔ اُس پر وزیر برافروختہ ہوگیا۔ اور بادشاہ سے آکر خلاف باتیں بیان کیں۔ بادشاہ نے حضرت شیخ کو حکم دیا۔ کہ آپ مکہ معظمہ چلے جائیں۔ حضرت شیخ کو پہلے ہی سے وہاں کا

شوق تھا۔ روانہ ہو گئے ؁

نقل ہے۔ کہ جب حضرت شیخ مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریفہ روضہ منورہ پر حاضر ہوئے مرقد اطہر سے دونوں دست مبارک ظاہر ہوئے۔ اور شیخ نے بہزار شوق بڑھکر مصافحہ کیا۔ اور بوسہ دیا۔ اور یہ معاملہ حاضرین نے مشاہدہ کیا۔ جب آپ نے مدینہ منورہ سے معاودت کا ارادہ کیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی۔ کہ یا ولدی انت فی جواری۔ چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ اور ۱۰۵۳ھ ہجری میں وفات پائی حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک کے پاس مدفون ہیں ؁

حالات حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ

شیخ محمد طاہر لاہوری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے تھے۔ صاحب ریاضت شاقہ و مجاہدات شدیدہ ہوئے ہیں۔ حافظ قرآن حاوی معقول و منقول تھے۔ جب شوق راہ خدا پیدا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال انکسار و ذلت و افتقار بسر کرتے۔ اکثر درویشوں سے کہا کرتے کہ کناس موقوف کردو میں خلا صاف کردیا کروں گا۔ آپ کے سپرد تعلیم صاحبزادگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید و محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہم کی تھی۔ باوجود وفور علم و حفظ قرآن حضرت کی ہیبت اِس قدر ان پر غالب تھی۔ کہ ایک روز حضرت نے حضرت شیخ کو امام جماعت بنایا۔ مگر غلبہ دہشت سے باوجود حفظ قرآن قرارت کا لفظ لفظ گلے میں اٹکتا تھا۔ آخرکار ببرکت انکسار و عاجزی و ادب پایا جو کچھ کہ پایا ؁

نقل ہے۔ کہ اثناء سلوک میں حضرت شیخ کو ابتلاء عظیم واقع ہوا مجمل طور سے اس طرح ہے۔ کہ ایک روز حضرت نے بعد حلقہ فرمایا۔ کہ آج اِس طرح معلوم ہوا ہے۔ کہ تم میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا ہوا ہے۔ یہ سُن کر بجائے خود کانپنے لگے۔ اور وہ شخص طاہر تھے۔ اِس کی تھوڑی مدت بعد اُن سے عجیب عجیب لغزشیں سرزد ہوئیں مگر حضرت نے براہ وفور شفقت اُن کے واسطے ہمت و دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت کی دعا کی برکت سے اُس بلا کو اُن کے سر سے دفع کیا۔ چنانچہ اِس قصہ کا حضرت نے اپنے ایک مکتوب میں بتقریب بیان قضاء و قدر و نیز حضرت شیخ کے اجازت نامہ میں اشارہ کیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک روز غلبہ حال میں شیخ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر خود حضرت بھی چاہیں۔ تو میری نسبت سلب نہیں کر سکتے

کیونکہ میں خالی ہو چکا ہوں۔ اور اتفاق صوفیہ ہے کہ الفانی لا یرد۔ یہ بات کسی نے حضرت کے سامنے بھی کہدی آپ سن کر جلال میں آ گئے۔ اور شیخ کی نسبت سلب کر لی۔ شیخ بیچارہ بصد اضطراب بعض بزرگوں کو وسیلہ کر کے عفو تقصیر کے خواہاں ہوئے۔ چنانچہ حضرت نے معاف فرمایا۔ اس تربیت جمالی اور جلالی کے بعد حضرت نے شیخ کو اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ و خرقہ ارادت طریقہ قادریہ و خرقہ تبرک سلسلہ چشتیہ سے مشرف فرما کر تربیت طالباں کے واسطے لاہور روانہ کیا۔ وہاں جا کر وہ افادہ طلبہ میں مشغول ہوئے تشرع واتباع وتبتل وانقطاع وفقر وقناعت وانکسار ومسکنت میں وحید زمان تھے۔ حجرہ کا اندر سے دروازہ لگا کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور کسی کو وہاں آنے نہ دیتے۔ خصوصاً امراء و اغنیاء کو تو بالکل داخل ہی نہ ہونے دیتے اور نہ اُن کی فتوح قبول کرتے۔ آپ کی معیشت یہ تھی۔ کہ دینیات کی کتابیں خوشخط لکھواتے اور اُن کو محشّی کر کے فروخت کر دیا کرتے۔ اور اُس سے بسر اوقات کرتے۔ اکثر عمر تجرد میں گذری آخر عمر میں باداء سنت نکاح کر لیا تھا۔

نقل ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ابلیس لعین کو دیکھا۔ اور دریافت فرمایا کہ میرے مریدوں میں تیرا کس شخص پر اختیار نہیں چلتا۔ جواب دیا کہ شیخ طاہر لاہوری پر جس وقت کہ وہ بھوکے ہوتے ہیں۔ اور اس قدر ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا۔ کہ خشک ہو کر پوست اور استخوان رہ گئے تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے سال میں ایک مرتبہ یا چند مرتبہ حضرت کی خدمت میں مع بعض درویشوں کے کوزہ اور عصا اور چادر کاندھے پر رکھ کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور کچھ مدت رہ کر باجازت واپس چلے جاتے وہاں سے اپنے حالات کے بذریعہ عرائض حضرت کی خدمت میں اطلاع دیا کرتے۔ چنانچہ ایک عریضہ میں اس طرح تحریر فرمایا۔ حضرت سلامت۔ نسبتہائے طریق ثلثہ جلوہ گراست و ارواح مشائخ آن فوج فوج تشریف می آرند و الطاف کثیرہ می نمائید خصوصاً حضرت خواجہ بزرگ و حضرت غوث الثقلین و حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس اسرارہم و نیز در حلقہ ذکر و نماز تراویح حضرت رسالت با چندیں ہزار صحابہ و مشائخ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات آمدہ مدتے بنشستند و نوازشہامی نمائید و در عشرہ اعتکاف خلعت خاص عنایت فرمودند و حضرت فاطمہ زہرا علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نیز الطاف بسیار نمودند و بہ تشریف نو اختند و در ضمن ایں وقائع عروج و نزول بسیار واقع شد بعد از طے مقامات کثیرہ خود را در خدمت روضۂ منورہ حضرت رسالت صلعم یافتم بعد ازاں روضۂ مبارکہ را در منزلے خود دیدم بعد ازاں بنورے کہ از روضۂ مقدسہ ساطع شد متحقق گشتہ و بحقیقت آں نیز ساختند و تکرار انجامید بعد ازاں ظاہر شد کہ

مجذب بتمامہ از روئے کار زائل شد و حقیقت وصل عریانی آشکار اگشت مکالمہ و محادثہ نیز وقوع یافت بعد ازاں جہل و نکرت صرف رو نمود حالا نہ وصل ست و نہ فقد و نہ طلب و نہ غیر طلب ہیچ حکم محکوم علیہ نیست نہ اثباتاً نہ نفیاً انتہی ایک اور عریضہ میں لکھتے ہیں۔ ثانیاً آنکہ بعض اوقات چیزہا رو میدہد کہ در اظہار آن شرم می آید در غلبہ احوال میفرمانید کہ ہر کہ ترا دید اورا از آتش و دوزخ آزاد کردم و وقتی دیگری فرمایند ہر کہ بتو بیعت کرد اورا بخشیدم و دیگر چنانکہ از حضرت غوث الثقلین قدس سرہ لفظی صادر شدہ بود بفقیر فرمودند انتہی فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا نہایت غلبہ ہوا۔ اور بکمال بیقراری ہوئی۔ اور درگاہ حق سبحانہ میں زاری کی کہ اتفاقاً اُسی وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے۔ اور آواز آئی۔ کہ یہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا۔ فرمایا بارہا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو دیکھتا ہوں۔ کہ میرے سر پر چھتر شاہی رکھتے ہیں +

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت نے حضرت شیخ سے فرمایا۔ کہ تم کو لاہور کا قطب کیا ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ بستم محرم الحرام ۱۰۴۶ھ ہجری میں ہوئی آپ کی قبر لاہور میں ہے۔

حالات حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرہ

شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ جامع معقول و منقول و صاحب کشف و کرامات تھے۔ ابتداء میں آپ توضیح و تلویح حضرت سے پڑھا کرتے مگر نہ پابند نماز مفروضہ تھے۔ اور نہ بزرگوں کے معتقد بلکہ عشق مجازی میں گرفتار تھے۔ ایک روز حضرت نے اُن سے کہا کہ نماز پڑھا کرو اور منہیات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ایسی زبانی نصیحت تو مجھکو بہت سے آدمیوں نے کی ہے۔ جذب فرمائیے اور کچھ کرامت دکھائیے۔ کہ صلاحیت پر آجاؤں ورنہ خالی نصیحت سے کچھ کام نہیں چلتا۔ حضرت نے قدرے تامل فرماکر ارشاد فرمایا اچھا کل کو آنا۔ اُس روز اُن کے محبوب اُن کے مکان پر آگئے۔ اُن کی صحبت چھوڑنا اُن کے دل نے گوارا نہ کیا۔ کئی روز کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ وعدہ خلاف کیا۔ اچھا نہ کیا۔ خیر اب بھی وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر آجاؤ چنانچہ حضرت شیخ دوگانہ پڑھ کر حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُن کو خلوت میں لے جاکر تعلیم ذکر قلبی فرمائی۔ اور توجہ کی فی الفور مست و بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی طرح گھر پہنچایا۔

دوسرے روز جب ہوش آیا۔ تو قلب کو تمام تعلقات سے پاک پایا۔ اِس کے بعد سے حضرت کی صحبت بالالتزام اختیار کی۔ اور سالہا خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر کسب فیوض کیا جب بمرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ حضرت نے خلافت سے مشرف فرما کر اُن کے وطن کو روانہ کیا۔ اور وہاں مشغول افادہ طلاب ہوئے اُس زمانہ میں آگرہ کے دار الخلافت تھا۔ مگر اِس سلسلہ کے خلفاء سے خالی تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت نے اُن کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ بلا میری اجازت کے وہاں سے باہر نہ آنا۔ چنانچہ حضرت شیخ کو وہاں قبولیت عظیم ہوئی۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے وہاں کے عوام و خواص بہرہ یاب ہوئے۔ کہ اسی اثناء میں ابلیس پرتلبیس نے بعض ایسے وسوسہ شیخ کے دل میں ڈالے کہ حضرت کی اجازت کے بغیر بغرض اصلاح بعض امور وطن کو مراجعت کی یہ امر حضرت کے خلاف گذرا حضرت شیخ نے حضرت کی گرانی طبع معلوم کر کے عرض کیا۔ کہ اگر ارشاد ہو۔ پھر واپس چلا جاؤں حضرت نے فرمایا۔ وقت وہی تھا۔ اب اختیار ہے چاہے جاؤ یا نہ جاؤ۔ شیخ نہایت مضطرب ہو کر پھر آگرہ پہنچے۔ اور وہاں مثل اول افادہ خلائق میں مشغول ہوئے۔ اور لوگوں نے ہجوم کیا۔ چونکہ اُس زمانہ میں وہ دار الحکومت تھا۔ اور فوج وغیرہ بہت رہتی تھی۔ اکثر لشکری لوگ کہ ادب اور قواعد سے واقف نہ تھے۔ آتے شیخ اُن کو بخشونت نصایح کرتے۔ اور گاہ گاہ اپنی حالات بلند اور مکشوفات بیان کرتے چنانچہ بعض وقایع و معاملات منکروں تک پہنچے انجام یہ ہوا کہ اِس سے ایک صورت فتنہ کی پیدا ہوگئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ آگرہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ بلکہ اِس فتنہ کا اثر حضرت تک پہنچا۔ کہ بادشاہ وقت نے جس کو اِس طائفہ صوفیہ سے کچھ مناسبت نہ تھی۔ حضرت کو بلا کر ایذا پہنچائی اور محبوس کیا۔ اِس قصہ کے بعد شیخ نے اپنے وطن میں سکونت اختیار کی۔ اور سرگرم اشاعت طریقہ ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا۔ اُس میں یہ تحریر کیا کہ از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بشارتہائے خاص می یابد و عنایتہائی نمایند و نصایح می فرمایند روزے فرمودند انت سراج الھند و بازو نیاد طاعت امر نمودند و نیز از عالم غیب بشارت قطبیت میرسد و اکثر اوقات حادثہ کہ حکم الہٰی جلشانہ بوقوع آں تعلق گرفتہ است پیش از وقوع آن بآن اعلام می بخشند و از غیب بشارتہائے عجیب می باید کہ عرض کردن بحضور گرامی تعلق دارد۔ آپ کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں۔ قبر سہارن پور میں موجود ہے

حالات حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء جلیل القدر میں سے تھے۔ حضرات القدس کے آخر میں مولانا نے اپنے حالات اِس طرح لکھے ہیں۔ کہ میری پندرہ سال کی عمر تھی۔ کہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت سے مشرف ہوا۔ جس وقت کہ آپ نے مجھ کو اسم ذات تعلیم فرمایا۔ اور خود متوجہ ہوئے۔ بندہ بھی متوجہ ہوا۔ اتفاقاً میں نے حبس نفس سے ذکر شروع کیا۔ آپ نے اپنے اشراق باطن سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اسم ذات میں حبس نفس نہیں ہوتا۔ بلا حبس نفس کرو بعد ازاں اسی طرح میں نے ذکر شروع کر دیا۔ چنانچہ اُسی مجلس میں ذکر جاری ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ چند روز سبق اور طلبہ کے ساتھ تکرار چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ ذکر ملکہ دل ہو جائے۔ اِس کے بعد اُنہوں نے اپنے تمام حالات اور واردات لکھے ہیں۔ جو حضرت کی خدمت میں حاصل ہوئے۔ اور حضرت نے اُن کے اعلیٰ اور اصیل ہونے کی تصدیق کی حضرت اُن کے حال پر نہایت عنایت فرماتے۔ اور اپنے عیال میں شمار کرتے مولانا نے لکھا ہے۔ کہ حضرت نے ایک مرتبہ مدت تک قالین پشمین پر نماز پڑہی اور چونکہ مذہب امام مالک میں پشم پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ اور حضرت کا طریقہ حتی الامکان جمع مذاہب کا تھا۔ آپ نے سجدہ کی جگہ تھوڑا سا سوتی کپڑا سی دیا تھا۔ جب وہ کپڑا میلا ہوگیا۔ خادم نے اُس کو علیحدہ کر دیا۔ اور اُس کی جگہ اور لگا دیا۔ میں نے وہ کپڑا اُٹھا لیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا کہ گھر چل کر کسی اچھی جگہ رکھ دوں گا۔ اتفاق سے نماز عشا پڑھ کر میں سو گیا۔ اور اُس کپڑے کا رکھنا بھول گیا۔ اور وہ پگڑی میں رہا۔ اُس کپڑا کی برکت سے اُس رات بارہ ۱۲ مرتبہ بلکہ اِس سے بھی زیادہ مجھ کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ مولانا نے ایک کتاب حضرات القدس دو جلدمیں پیران سلسلہ نقشبندیہ کے حالات میں درج کی ہے۔ پہلی جلد میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لیکر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک اور دوسری میں اپنے پیر دستگیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے صاحبزادگان عالی شان و خلفاء نامدار کے حالات بکمال وضاحت وصحت درج کئے ہیں راقم الحروف نے بھی اِس کتاب حضرات القدس سے بہت سے حالات درج کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو جزاء خیر دے۔ کہ ہم پس ماندوں کے واسطے ایک ذخیرہ

چھوڑ گئے۔ واضح ہو کہ اس جگہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفاء کا تبرکاً ذکر کر دیا ہے۔ ورنہ آپ کے خلفاء مثل شیخ نور و شیخ حمید بنگالی و شیخ محمد صدیق و شیخ طاہر بدخشی و شیخ عبد الہادی بدایونی و مولانا خواجہ محمد صادق و شیخ خضر و مولانا شیخ احمد برکی و مولانا حسن برکی و مولانا شیخ محمد یوسف و مولانا کریم الدین و مولانا شیخ عبد الحی و شیخ مزمل و مولانا یار محمد قدیم و یار محمد جدید و مولانا امان اللہ وغیرہم بکثرت و خارج از شمار تھے۔ اور سب عالم فاضل صاحب کشف و کرامات و صاحب استقامت و ارشاد تھے رحمۃ اللہ علیہم

حالات حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بہ عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح شیخ احمد سرہندی رح کے خلفاء و فرزند ثالث تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۷ھ ہجری میں بمقام بستی متصل سرہند ہوئی۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ محمد معصوم کی ولادت مجھ پر نہایت مبارک ہوئی۔ کہ اُن کی پیدائش کے تھوڑی ہی مدت کے بعد میں حضرت خواجہ رح کی خدمت میں مشرف ہوا۔ جب حضرت سن تعلیم کو پہنچے۔ آپ کو مکتب میں داخل کیا۔ وہاں مدت قلیل میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر کے دیگر علوم کے حاصل کرنے پر توجہ فرمائی۔ بچپن ہی سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اُن پر نگاہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بابا جلد تحصیل علم سے فارغ ہو کہ مجھ کو تم سے بڑے بڑے کام ہیں۔ فرماتے کہ چونکہ علم مبدء حال ہے۔ اِس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت نے اِن کو جمیع کتب معقول و منقول بکوشش تمام پڑھائیں اکثر علوم اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما اور شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ سے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلفاء اعظم سے تھے۔ پڑھے حضرت مجدد رح اِن کی علو استعداد باطنی کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ وے بالذات قابل ایں دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ انتہی اور فرمایا۔ کہ یہ اِس کی علو استعداد کی وجہ تھی۔ کہ تین سال کی عمر میں بجامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذاتی حرف توحید زبان پر لایا۔ کہ میں زمین ہوں۔ اور میں آسمان ہوں۔ اور دیوار حق ہے۔ اور اشجار حق ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ محمد معصوم محبوب خدا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُن کو نہایت تعظیم و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم ایام طفولیت میں حضرت کے ہمراہ دہلی گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کے قریب اپنے والد کے پلنگ پر جاکر سو رہے۔ کہ اسی اثناء میں حضرت بھی تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ صاحبزادہ صاحب کو بیدار کرے مگر حضرت نے روک دیا۔ اور خود باہر آکر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا دوست آرام کرتا ہے۔ خوف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں اُس کو تکلیف پہنچے اور ملال ہو۔ حتی کہ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم رح خود بیدار ہوئے۔ گیارھویں سال آپ نے اپنے والد حضرت مجدد سے اخذ طریقہ فرمایا۔ اور چودھویں سال حضرت سے بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے۔ کہ تمام عالم اُس سے منور ہے۔ اور ہر ذرہ ذرہ میں ساری ہے۔ اگر مثل آفتاب غروب ہو جائے۔ تو تمام جہان میں اندھیرا ہو جائے۔ حضرت نے یہ خواب سن کر فرمایا۔ کہ تو قطب وقت ہوگا۔ اور اس بشارت کو یاد رکھنا الحق کہ وجود حضرت خواجہ محمدؒ معصوم ایسا ہی ہوا۔ کہ جہان اُن کے انوار و برکات سے معمور ہو گیا سولہ سال کی عمر میں آپ جمیع علوم معقول و منقول سے فارغ ہو کر ہمہ تن متوجہ باطن ہوئے اور بعنایت الہٰی اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار و خصوصیات سے بہرہ وافر حاصل کیا۔ خواجہ محمدؒ ہاشم کشمی رح نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے۔ کہ میں نے ایک روز خود حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبانی سُنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ محمدؒ معصوم کا حال میری نسبت روز بروز حاصل کرنے میں صاحب شرح وقایہ کا سا ہے۔ کہ جس قدر اُس کا دادا تصنیف کرتا تھا۔ اُسی قدر وہ حفظ کر لیتا تھا۔ جس روز اُس کی تصنیف ختم ہوئی اُسی روز اُس کا حفظ کرنا ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبد الاحد وحدت نے اسی مضمون کو اپنی نظم میں بکمال لطافت و نزاکت ادا کیا ہے۔ نظم

مجدد بتوصیف او لب کشاد	بفرمود کاے پور عرفان نژاد
زعرفان نوشتم ورق در ورق	ہمہ خواندی از من سبق در سبق
تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی	ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی
تو آخر چون من قطب دوران شوی	زمن ایں بشارت بہ یاد آوری

غرضکہ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم قدس سرہ کو اپنے والد ماجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کمالات و خصائص میں نصیب کامل ملا تھا +

نقل ہے۔ کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ محمدؒ معصوم تجھ کو اصالت سے بھی بہرہ ہے۔ اور تیری تخمیر طینت میں بھی بقیہ طینت جناب حبیب رب العالمین مندمج ہے

اور محبوبیت ذاتیہ جو تجھ میں پائی جاتی ہے۔ اُسی کے آثار سے ہے۔ چنانچہ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرف اپنے مکتوب ایک سو بانوے ۱۹۲ جلد اول میں اشارہ فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ حضرت ایشان مارضی اللہ تعالےٰ عنہم فرمودند کہ بقیہ از خلقت سرور دین ودنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والبرکات العلی ماندہ بود وآنرا ادلش گویاں بیک فرد از دولت مندان امت اوعطا فرمودہ اند وتخمیر طینت او ازاں نمودہ وازیں راہ آن فرد را از اصالت بہرہ ور ساختند ازاں بقیہ بعد تخمیر طینت آن فرد نیز بقیہ قلیلے ماندہ بود آن بقیہ نصیب یکے از منتسبان آن فرد آمدہ است وتخمیر طینت او ازان فرمودند وباندازہ آن خطے از اصالت نیز یافتہ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ انتہی اِس مکتوب میں یکے از منتسبان آن فرد سے خود اپنی طرف اشارہ ہے +

نقل ہے کہ ایک روز آپ کو الہام ہوا۔ کہ بارہ روز کے بعد دوپہر کو تیرا انتقال ہوگا دوسرے روز ہوا کہ گیارہ روز کے بعد دوپہر کو ہوگا۔ اور تیسرے روز الہام ہوا کہ دس روز کے بعد ہوگا۔ غرضکہ ہر روز ایک ایک دن گھٹتا جاتا تھا۔ جب ایک دن باقی رہ گیا تب آپ نے اپنے والد سے اِس کا ذکر کیا۔ اور خاتمہ بخیر کی درخواست کی اُنھوں نے فرمایا۔ کہ تم کچھ فکر مت کرو اِس سے یہ مراد ہے کہ اُس وقت تمہارا نزول کامل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بارھویں روز دوپہر کو آپ کا نزول کامل ہوا +

نقل ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ محمد معصوم منصب قیومیت تجھ کو عطا ہوا۔ اور اشیاء تیری قیومیت پر زیادہ راضی ہیں۔ چنانچہ اِس کا تذکرہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات میں بحوالہ مکتوب ایک سو چار ۱۰۴ جلد ثالث مکتوبات مجددیہ میں آچکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اِس معاملہ کو ایک اپنے مخلص کو مکتوب چھیاسٹھ ۶۶ جلد اول میں اِس طرح لکھا ہے۔ درآن ہنگام کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس درویشے را از مخلصان خود بخلعت قیومیت نواختند وبایں امر خطیر سرفرازش ساختند آن درویش را در خلوت داشتہ فرمودند کہ علاقہ انبساط من بایں مجمع گاہ ہمیں معاملہ قیومیت بودہ کہ آنرا بتو عطا نمودہ شد ومکنونات بشوق تمام بتو رو آوردند الحال سبب ماندن خود دریں جہان فانی نمی یابم انتہی مکتوب چھیاسی ۸۶ جلد اول میں قیوم کی تعریف اِس طرح لکھی ہے۔ کہ قیوم دریں عالم خلیفہ حق است جل وعلا +

نقل ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس نے فرمایا۔ کہ محمد معصوم زمرۂ سابقین سے ہے۔ کہ جس کی شان میں حق سبحانہ تعالےٰ نے ثلثۃ من

الاولین وقلیل من الاخرین فرمایا ہے نیز تجھ کو اسرار متشابہات قرآنی و مقطعات فرقانی سے نصیب ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب دو سو سینتیس ۲۳۷ جلد اول میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روزے فرمودند کہ در زمرۂ سابقین کہ حضرت حق سبحانہ در شان ایشان ثلثۃ من الاولین وقلیل من الاخرین فرمودہ است نظر میکردم خود را داخل آن جرگہ دیدم ویکے را از منتسبان خود نیز در آنجا باخود یافتم و مثل آن در اسرار متشابہات نیز نوشتہ اند کہ متشابہات کنایت از معاملات است روا بود کہ شخصے را معاملہ حاصل بود و علم بآن معاملہ نباشد انیمعنی را دریک فردے منتسبان خود مشاہدہ نمودہ است بدیگران تاچہ رسد۔ خوش گفت سعادتہا است اندر پردۂ غیب۔ نگہ کن تاکرا ریزند در جیب۔ غرضکہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ الولد سر لابیہ کے صحیح صحیح مصداق تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آخر عمر میں عزلت اختیار فرمائی تھی۔ کاروبار ارشاد و بیعت طالبان و امامت مسجد انہیں کے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ بعد انتقال اپنے والد کی زینت بخش مسند ارشاد ہوئے لکھا ہے۔ کہ قریب نو لاکھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی سات ہزار خلیفہ صاحب ارشاد ہوئے۔ ایک ہفتہ میں آپ کی صحبت میں طالب کو فنا و بقا حاصل ہو جاتی تھی۔ ایک مہینہ میں کمالات ولایت سے مشرف ہو جاتا تھا۔ کشف مقامات الہیہ نہایت صحیح تھا۔ اپنے مریدوں کو جاے دور دراز سے فرما دیا کرتے تھے۔ کہ تیری ولایت محمدی ہے۔ یا موسوی یا عیسوی شاہ اورنگ زیب بھی ان کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور لحاظ پس وپیش جہاں جگہ ملجاتی تھی۔ بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت کا رعب اس قدر غالب تھا۔ کہ بادشاہ زبانی گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ جو عرض معروض کرنی ہوتی تھی۔ تحریری پیش کرتا تھا۔ حضرت حرمین شریفین میں بھی حاضر ہوئے اور وہاں بالنواع انعامات حضرت حق سبحانہ تعالےٰ وجناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مستسعد ہوئے وہاں کے بعض معاملات آپ کے فرزند ثانی حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اُس میں سے جستہ جستہ میں بھی لکھتا ہوں ۔

نقل ہے کہ جب حضرت بحری سفر طے کر کے خشکی میں روانہ ہوئے۔ فرمایا کہ تمام دشت ونشیب و فراز یہاں کے انوار نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والتسلیمات سے چھپا تا ہوں۔ اور تمام اشیاء اس نور میں غرق ہیں۔ ایک روز فرمایا۔ کہ اندنوں سفر خشکی میں بہ نسبت سواری جہاز کے انوار کعبہ حسنا بیش از بیش ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے منتقل ہو کر میری طرف بہ بشاشت تمام تبسم کنان آیا فرمایا

حرمین شریفین اور وہاں کے معاملات

نور

معانقہ کعبہ

حضرت خدیجہ الکبریٰ کی عنایات

گیارھویں ذی الحجہ کو جب طواف سے فارغ ہوا۔ اگرچہ جمرات ابھی میرے ذمہ باقی تھی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ صرف اداارکان پر کاغذ اجروقبولیت حج مسجل کر کے مجھ کو عنایت فرمایا۔ ایام اقامت کعبہ میں حضرت اکثر طواف میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور اُس وقت اِس عبادت کو سب میں افضل جانتے تھے۔ فرمایا کہ امور عجیبہ وغریبہ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ غالب اوقات معلوم ہوتا ہے۔ کہ کعبہ حسنہ مجھ سے معانقہ کرتا ہے۔ اور باشتیاق تمام تقبیل واستلام واقع ہوتا ہے فرمایا کہ انہیں دنوں ایک روز مجھ سے اِس قدر انوار وبرکات ناشی ہوئے۔ کہ اُس سے تمام وشت واشیاء مملو ہوگئی۔ اور اِس کے مقابلہ میں تمام دیگر انوار نابود معلوم ہونے لگے۔ چنانچہ اِس حقیقت کے دریافت کے واسطے میں متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ مجھ کو اپنے سے انخلاع اور کعبہ حسنہ سے تحقق ہوگیا ہے۔ ایک روز حضرت اہل معلی کی زیارت کو گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی قبر پر توقف کر کے فرمایا۔ بحر انوار موجزن ہے۔ اور کمالات صحبت خیر البشر تابان اور درخشان ہیں۔ بعدازاں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے۔ اور وہاں مراقبہ طویل کیا۔ فرمایا۔ جس قدر عنایات حضرت کلان تر امہات المؤمنین نے فرمائیں کسی نے نہیں کیں حتی کہ سرا وقات احتجاب سے باہر آکر بکمال نوازش فرمانے لگیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ انعام دو اور یہ نعمت بخشو فرمایا آپ کی نسبت کمال علو ورفعت میں ہے۔ گویا کہ کمالات نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں محفوف ہیں۔ فرمایا کہ جب میں فاتحہ سے فارغ ہوا سرا پردہ میں تشریف لے گئیں کہ وہی فاتحہ وداع تھا۔ بعدازاں حضرت فضیل عیاض وسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما کے مزار پر گئے۔ حضرت فضیل کی نہایت تعریف کی اور فرمایا۔ کہ اُمت مرحومہ میں جو چند مشایخ کبار مستثنیٰ ہیں۔ اور علیحدہ شان رکھتے ہیں۔ انہیں میں سے فضیل عیاض بھی ہیں۔ ایام اقامت مکہ معظمہ میں حضرت کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رح علیل ہو گئے۔ حضرت نے اُن کی صحت کے واسطے دعا کی اللہ تعالےٰ نے صحت عطا فرمائی فرمایا کہ جس وقت میں نے اِن کی صحت کے واسطے دعا کو ہاتھ اُٹھائے۔ میری تبعیت میں اقسام مخلوقات نے بلکہ جمیع حقایق اسماء وصفات اللہ جلشانہ نے میری مشارکت کی فرمایا۔ کہ ایک روز میں طواف کرتا تھا۔ کہ اِسی اثناء میں کعبہ حسنہ نے مجھ سے معانقہ کیا اور بشوق عجیب وغریب بغلگیر ہوا۔ فرمایا۔ کہ ایک رات میں رکن یمانی کے نزدیک حاضر ہو کر نماز وتر پڑھتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں فرشتوں کا ایک مجمع کثیر ہے۔ (جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتہ رکن یمانی کے نزدیک حاضر رہتے ہیں) وہ میرے گرد آکر جمع

ہوگئے۔ اِن کے ہاتھ میں قلم دوات ہے۔ اور میری حقیقت معاملہ کچھ لکھنے لگے۔ فرمایا کہ ایک روز بعض کمالات حاصل کرنے کے واسطے کمال تضرع و التجا سے دعا مانگی۔ اور بعد دعا کہا۔ ما للعبد الا ارادات بمجرد اِس کے انشراح و بسط عظیم سینہ میں ہوا۔ بعد نماز صبح حلقہ میں دیکھا کہ ایک خلعت عالی مجھ کو عنایت ہوا ہے۔ متوجہ ہوا۔ کہ آیا یہ کس قسم کا خلعت ہے۔ معلوم ہوا کہ خلعت عبودیت ہے۔ فرمایا کہ ایک روز مصلی مالکی پر حلقہ و مراقبہ کیا ایک خلعت بکمال علو شان اپنے اوپر دیکھا۔ اور اپنے تئیں ارشاد سے مناسبت پائی کہ اُس سے زیادہ متصور نہیں ہے۔ مگر بوجہ قرب قیامت وقت اِس کے ظہور کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی اثناء میں محسوس ہوا کہ مجھ کو دوات اور قلم عنایت کیا جس طرح کہ منصب وزارت میں دیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ طائف سے واپس ہو کر ایک روز مصلائے مالکی پر حلقہ ذکر میں مع یاراں مشغول تھا۔ کہ اسی اثناء میں غیبت ہوگئی۔ معلوم ہوا۔ گویا کوئی شخص پروردگار کی عنایات عظیمہ کی مجھ کو خبر دیتا ہے۔ اُسی وقت مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ ایک خلعت جلیل القدر کہ کثرت شعشان انوار سے اُس کی صورت متمثل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ایک نور صرف تھا۔ مجھ کو پہنایا۔ اِس کے بعد میں حلقہ سے اُٹھ کر خارج از مسجد آیا۔ اور آکر لیٹ رہا۔ وہاں پھر وہ خلعت اپنے اوپر پایا کہ اتنے میں کسی نے آواز دی۔ کہ حق سبحانہ و تعالےٰ ایسا ہے۔ بامناسب اِس کے لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فرمایا کہ جب حرم محترم سے رخصت ہونے کے دن قریب رہ گئے۔ الطاف عظیمہ و انعام فخیمہ مرحمت ہوئے۔ اور معلوم ہوا۔ ایک خلعت عالی سبز رنگ مکلل بجواہر عنایت ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ خلعت وداع ہے اُس وقت بعض فرزندوں کے واسطے کہ جو رفیق سفر تھے۔ متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ عنایت ہوا الحمد للہ علی ذلک اِس کے بعد حضرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے راہ میں جو آثار نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و مزارات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پڑتے سب کی زیارت کرتے جس وقت وادی بدر سے صفرا میں پہنچے راستہ سے علیحدہ ہو کر حضرت عبید الحارث کی زیارت کو شہداء بدر سے ہیں۔ گئے تھوڑی دیر تک اُن کی قبر پر مع یاران متوجہ رہ کر قافلہ سے آملے فرمایا کہ جس وقت حضرت عبید الحارث کی قبر پر متوجہ ہوا۔ اُن کو نہ پایا تھوڑی دیر میں بکمال ابہت ظاہر ہوئے۔ اور میری طرف آکر بکمال بشاشت ملاقات کی۔ اور ایک ساعت ٹھیر کر جلدی سے واپس چلے گئے۔ جیسے کہ کوئی ضروری کام میں مشغول ہوتا ہے۔ اور مہمان کی خاطر سے

آگر فی الفور لوٹ جاتا ہے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے رات کو بوجہ کثرت شوق و شدت ظہور شعشان انوار نیند نہ آئی صبح کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ روضہ منورہ پر حاضر ہوکر آداب زیارت بجالائے روضہ معطرہ شریفہ سے کمال الطاف وعنایات و دریافت احوال ظاہر ہوا۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے داخل طریق ہونے کی درخواست کی حضرت نے بباعث کمال ادب اِس معاملہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ اور مواجہ کریمہ پر کھڑے ہوکر مراقبہ کیا۔ چنانچہ کمال رضا اِس امر جلیل القدر میں معلوم ہوئے اور خلعت ارشاد جناب مقدس مطہر علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ وسلام عنایت ہوا۔ اور انوار عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما ظاہر ہوئے۔ ایک روز مزارات بقیع کی زیارت کو گئے۔ الطاف وعنایات حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ و مہربانی اہل بیت خصوصاً حضرت صدیقہ رضؓ زیادہ از حد وحد ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ اگرچہ حضرت صدیقہؓ کا مزار بقیع میں ہے۔ مگر حجرہ شریفہ اُن کا گھر ہے۔ اکثر اوقات ام المؤمنین کو حجرہ شریفہ میں حضرت نبوی کے پاس پاتا ہوں۔ اور مسجد شریف کو اُن کے انوار سے مملو دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جس قدر عنایات حضرت عایشہ صدیقہؓ کی اپنے بارہ میں دیکھتا ہوں۔ وہ بیاں نہیں ہوسکتے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کام کے واسطے میں نے حضرات شیخین رضؓ کو حضور انور میں شفیع کیا۔ لیکن اُس کا اثر کسی حکمت سے ظاہر نہ ہوا۔ آخر کار حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو وسیلہ کیا۔ آپ نے جلدی سے اپنے تئیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا۔ اور اُن کی گود میں لیٹ کر لوازم محبت وآثار موانست بجالاکر میرے معاملہ کو پیش کیا۔ چنانچہ وہ مقصود فی الفور حاصل ہوگیا۔ فرمایا کہ کمالات حضرت فاطمہ زہرا علی ابیہا وعلیہا السلام شب مولد آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور اجتماع عظم و سرور فخیم اہل بیت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا حجرہ شریفہ میں معلوم ہوا۔ حضرت کو دو روز کی مسجد نبوی میں اعتکاف کی اجازت ہوئی رات کے وقت جب سب کو وہاں سے حسب معمول علحدہ کر دیا۔ حضرت مواجہ شریف میں جاکر مراقب ہوئے۔ فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم حجرہ خاص سے باہر تشریف لائے۔ اور میرے اوپر نزول فرمایا۔ اور اِسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا۔ کہ حضرت مقصورہ سے باہر تشریف لائے۔ اور بکمال عنایت مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اُس وقت مجھ کو الحاق خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے حاصل ہوا فرمایا کہ ایک روز اہل بقیع کی زیارت کو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نسبت بکمال علو و نظافت ظاہر ہوئی۔ اور اپنے حال پر کمال الطاف وعنایت معلوم ہوئی۔ اور ایسے ہی

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا معاملہ محسوس ہوا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی زیارت کو گیا۔ حضرت کی نسبت علیہ کی ایک تلاطم امواج معلوم ہوئی اور اپنے بارہ میں کرم و تلطف بیشمار سمجھ میں آیا اور یہ بھی محسوس ہوا۔ کہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہا مجھ کو اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ تو ہمارا ہے اور ہمارا ہی مہمان ہے فرمایا۔ کہ اس سے قبل اپنا معاملہ حضرت صدیقہ کی جانب بوجہ اُن کی کثرت عنایت کے زیادہ مائل پاتا تھا۔ جب مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا۔ حضرت فاطمہ رضہ کی بحر نسبت میں مستغرق ہوگیا۔ کہ اتنے میں حضرت صدیقہ رضہ کی نسبت نے شرف ظہور فرمایا۔ اور باوجودیکہ حالت متقدمہ میں تحقق و استہلاک تھا۔ نسبت صدیقہ میں بھی استغراق ظاہر ہوا۔ اس کے بعد اس جگہ دونوں بزرگوں نے بنفس نفیس خود ظہور فرمایا۔ اور مجھ کو اپنی اپنی طرف کھینچے تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا دا ہنے شانہ کی طرف ظاہر ہوئیں۔ اور حضرت صدیقہ رضہ بائیں جانب اور اس معاملہ کو مغرب سے عشا کا وقت ہوگیا۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا۔ کہ مسجد شریف میں نسبت زہرا بتول غالب آئی اُن کی نسبت مائل بسفیدی معلوم ہوئی۔ اور حضرت صدیقہ حبیبہ کی نسبت مائل بسرخی تھی اس کے بعد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف میں حاضر ہوا۔ وہاں بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ کہ دونوں مجھ کو اپنی اپنی جانب کھینچتی تھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت صدیقہ رضہ کی نسبت نے بھی قوت و استیلاء پیدا کیا۔ گویا کہ دونوں نسبت مساوی ہوگئیں۔ بعد عشا آپ نے فرمایا کہ تاحال وہی کیفیت ہے اور اور میں ایک ایسے فرح و سرور کے عالم میں ہوں۔ کہ اُس سے زیادہ متصور نہیں ہے کہ اس قسم کے دو عالی شان بادشاہ اس ضعیف کے حال پر مہربان ہیں۔ فرمایا محسوس ہوتا ہے۔ کہ وجود شریف حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرکز جمیع عالمیان ہے عرش سے فرش تک تمام مخلوقات کیا جن و انس حور و ملک و سائر جنود الٰہی آپ کے محتاج ہیں۔ اور آپ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ تعالےٰ جل شانہ ہے۔ لیکن قیام افاضات آپ کے توسل شریف سے ہوتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت آپ کے اہتمام و انصرام سے سرانجام پاتے ہیں شب و روز کافہ مخلوقات پر روضہ مطہرہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام التحیۃ سے علیٰ سبیل الاتصال انعام فائض ہوتا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین ہیں آپ فرمایا کہ با ایں ہمہ عموم رحمت استغنا و عظمت بھی کہ لازمہ مقام محبوبیت سے ہے بوجہ اتم و

اکمل پائی جاتی ہے۔ اور اِسی سبب سے آپ کے حضور میں عرض احتیاج کے واسطے توسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بلا توسل مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز فرمایا کہ کل سے ظہور اسرار و تلاطم امواج انوار معلوم ہوتا تھا۔ اور آج ایک ایسا معاملہ افاضہ کیا ہے۔ کہ اشارۃً بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور اگر ظاہر ہو قطع البلعوم و ذبح الحلقوم کا سزاوار ہوں۔ مگر بعض مقامات برمز کہتا ہوں۔ اور وہ معاملہ مکون و بروز ہے۔ جب شیخ کامل یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے جمیع کمالات کسی مرید صادق میں افاضہ کرے تو اپنے سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اُس وقت وہ مرید بتماشہ مرشد کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ اور اِس کے جملہ دقائق و لطائف سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح اِس معاملہ کو اپنی نسبت حضرت خیر البریۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت کیا کرتے تھے۔ اب اِس قسم کا معاملہ عظیمہ فقیر بھی اپنی نسبت جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پاتا ہے اِس سبب سے بعض معاملات ایسے درمیان آتے ہیں۔ کہ لا عین رأت و لا اذن سمعت اور اِس وجہ سے رات جو اشعار نعت و قصائد مدحیہ حسب رسم قدیم پڑھے گئے۔ سب کو اپنی طرف منسوب پاتا تھا اِسی اثناء میں حضرت کے صاحبزادہ ثانی نے عرض کیا۔ کہ کمون و بروز بھی فنا و بقا متعارفہ قوم ہے۔ یا کوئی علیحدہ معاملہ ہے۔ فرمایا کہ نہیں یہ غیر فنا و بقا ہی اور اُس سے بدرجہا ممتاز ہے۔ ایک روز حضرت بقیع میں گئے۔ بعد واپسی فرمایا کہ جس قبر پر جاتا تھا۔ جس طرح کہ صاحب قبر بغایت پیش آتا تھا۔ اسی طرح دوسرے اہل قبور کہ جن کی قبر پر جانے کا ارادہ ہوتا تھا۔ منتظر رہتے تھے۔ اور میری ملاقات کو اس طرح جمع ہوتے تھے۔ جیسے کہ کسی نہایت عزیز مہمان کے واسطے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علی ابیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پر پہنچا۔ میری طرف آ کر مجھ سے ملحق ہو گئے کبھی میری گود میں لیٹتے تھے اور کبھی گلے سے لگتے تھے۔ بالکل نور ہی نور تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس اپنے جگر گوشہ کے حق میں فرمایا۔ کہ لو عاش لکان نبیا فرمایا کہ اُن کی نسبت سے اِس قسم کا التذاذ ہوا کہ کبھی فراموش نہیں ہوگا۔ فرمایا۔ کہ بقعات مبارکہ اور مزارات متبرکہ میں میری نسبت نے ظہور عجیب و انجلائے غریب پیدا کیا۔ اور میں نے اپنا قرب و منزلت بجناب اقدس اوتعالےٰ مشاہدہ کیا محسوس ہوا کہ تمام عالم اُس نسبت کے انوار سے مملو ہو گیا ہے۔ اور مکونات عالم صف باندھے ہوئے میرے گرد ہیں۔ اور میں اُن میں امام معلوم ہوتا ہوں۔ اور جو کچھ فیوض و برکات گوناگون کافۂ خلائق کو پہنچتا ہے۔ اِس درویش کے توسط سے پہنچتا ہے اور تمام مخلوقات

کیا اولیاء اور کیا غیر اولیاء اس فقیر سے حصول برکات و ترقیات کے منتظر ہیں۔ اور اکثر اوقات دوات اور قلم اپنے پاس تصحیح مہمات ملک کے واسطے حاضر پاتا ہوں۔ جیسے کہ وزیر اعظم کو بارگاہ سلطانی میں نسبت و قدرت ہوتی ہے۔ وہی حالت مجھ کو اپنے میں سمجھ میں آتی ہے۔ اس کے سوا اور اسرار غریبہ اس جلیل القدر خدمت کے سواء ظاہر ہوتے تھے فرمایا کہ جس قدر میری نسبت کا ظہور ہوتا تھا۔ مجھ کو تعجب ہوتا تھا۔ کہ حضور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں دوسری کی نسبت کے ظہور کا کیا موقع ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ بھی انہیں کی عنایات و برکات کا اثر ہے اور انہیں کا طفیل ہے۔ فرمایا حضرات شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس قدر الحاق وفنا ہے۔ کہ عوام زائرین کو ان کے ظہور عنایات میں بحضور آنحضرت صلعم امتیاز کرنا دشوار ہے۔ بلکہ نہایت غور کرنے سے ان کی عنایات و برکات سمجھ میں آتے ہیں چنانچہ بکمال کرم خلعت خاصہ خود اس احقر کو عطا فرمائے اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلعم سے کسی قدر فاصلہ سے مدفون ہیں ان کے انوار و برکات میں خوب تمیز ہوتا ہے۔ اور جب کبھی وہاں جاتا ہوں۔ عجیب معاملات و اسرار درمیان میں آتے ہیں۔ فرمایا کہ بقیع میں یوں تو سب بعنایت پیش آتے ہیں۔ مگر امیر المؤمنین سیدنا عثمان اور حضرت عایشہ صدیقہ اور سیدنا ابراہیم و عبد الرحمن بن عوف و عبد اللہ بن مسعود و امام اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اوروں سے زیادہ مہربان ہیں۔ ایک روز حضرت نے مواجہ کریمہ میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام محراب عثمان کے پاس حلقہ ذکر مع اصحاب کیا فرمایا معلوم ہوا کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ روضہ منورہ سے حلقہ کی طرف متوجہ ہیں۔ اسی اثناء میں آنحضرت صلعم کے چند خواص جن کو قرب خاص ہے۔ باہر آئے ان میں ایک فرزندی محمد عبید اللہ بلباس عالی تھا۔ فرمایا نساء اہل بیت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ و عایشہ صدیقہ و حضرت زہرا بتول کی رضی اللہ تعالےٰ عنہن شان علیحدہ ہے۔ اور یہ تینوں بزرگ علو شان میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فرمایا کہ جس وقت مدینہ سکینہ سے روانہ ہونے لگا مسجد شریف میں رخصت کے واسطے حاضر ہوا۔ باعث حزن والم جدائی بے اختیار گریہ بکثرت شروع ہو گیا۔ اسی حالت غم و اندوہ میں حضرت رسالت خاتمیت بکمال ابہت و عظمت روضہ مطہرہ سے ظاہر ہوئی اور نہایت کرم سے ایک خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت کہ ہرگز ایسا نہیں دیکھا تھا۔ احقر کو پہنایا اور محسوس ہوا کہ اس تاج پر ایک شہ پر کا طرہ لگا ہے۔ اور

اُس پر ایک لعل جڑا ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت خاص جسم مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُترا ہے۔ اور خلعتوں کی طرح نہیں ہے۔ فرمایا کہ خلعت عطا کرنے سے نظر کشفی میں نسبت خاصہ مرحمت فرمانا مراد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اُس وقت میں متردد ہوا کہ آیا وطن جاؤں یا اِس جگہ مقیم رہوں۔ اور ملتجی اور متضرع ہوا۔ کہ اِس معاملہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی مُبارک کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی کمال مرضی واپس ہو جانے کی ہے۔ اِسی اثناء میں ایک شخص (راقم۔ اِس جگہ ایک شخص سے مراد دارا شکوہ ہے کہ اِس کو اِس خاندان سے نہایت کینہ تھا۔ اور حضرت کی روانگی کے بعد اپنے کی علالت میں بادشاہ ہوگیا تھا) کی نسبت خیال آیا کہ دشمن شریعت غرا اور اِس خاندان کا ہے۔ اور اِس معاملہ میں جناب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ملتجی ہوئے۔ محسوس ہوا۔ کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام دست مبارک میں شمشیر برہنہ لیکر ظاہر ہوئے گویا کہ اُسکے قتل کا اشارہ فرماتے ہیں۔ فوقع کما اشار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم مدینہ شریفہ سے جب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے راستہ میں حضرت کو درد مفاصل عارض ہوگیا شدت مرض میں فرمایا کہ حضرات عالیات زہرا بتول وصدیقہ حبیبہ وحضرت ابراہیم ابن النبی صلے اللہ علیہ وسلم گویا کہ عیادت کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ یہ حضرات بکمال عنایات پیش آئے ہیں۔ حضرت کے تصرفات زاید از حد ہیں۔ مگر اِس جگہ بمقتضائے لایدرک کلہ لا یترک کلہ چند بطور اختصار زیر قلم آتے ہیں +

نقل ہے۔ کہ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا۔ اور لوگوں کو اِس شعبدہ سے فریفتہ کرتا۔ حضرت کو یہ سُن کر غیرت آئی اور بہت سی آگ جلوا کر یا نارکونی بردا وسلاما علی ابراھیم پڑھ کر دم کیا اور ایک شخص کو فرمایا کہ اِس میں بیٹھ کر ذکر کر۔ چنانچہ وہ بیٹھ کر مشغول ذکر ہوا۔ اور آگ اُس پر گلزار ہوگئی +

نقل ہے۔ ایک شخص نے کابل میں خواب میں دیکھا۔ گویا حضرت نے مجھکو تبرک عطا فرمایا ہے۔ بیدار ہوا تو تبرک موجود تھا +

نقل ہے۔ کہ چند اشخاص حضرت کے پاس راہ دور و دراز سے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ہر ایک کو ملبوس خاص عطا فرمایا۔ لیکن ایک شخص محروم رہا۔ جب وہ اپنے مکان پر مع رفیقان پہنچا۔ اُس کو اپنی محرومی کا نہایت افسوس ہوا۔ اور اِسی حسرت میں تھا کہ ناگاہ شور وغل حضرت کی تشریف آوری کا بلند ہوا۔ اور آدمی استقبال کے واسطے چلے وہ شخص بھی بخوشی تمام روانہ ہوا جب بیرون شہر پہنچا کیا دیکھتا ہے۔ کہ حضرت اپنے گھوڑے

پر سوار ہیں۔ اُس کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ تو کیوں آزردہ ہوتا تھا۔ یہ تبرک لے اور کلاہ شریف ہاتھ میں دیدی۔ بمجرد کلاہ دینے کے حضرت نگاہ سے غائب ہو گئے۔ اور کلاہ شریف اُس کے ہاتھ میں رہ گئی۔ ایک روز حضرت وضو فرماتے تھے۔ کہ ناگاہ خادم سے لوٹا لیکر دیوار پر مارا چنانچہ وہ لوٹا ٹوٹ گیا۔ اور لوٹے سے وضو کیا۔ حاضرین نے اِس امر کو ذہن نشین رکھا۔ مدت کے بعد ایک سوداگر آیا۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں بنگالہ کی طرف ایک صحرا میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر میری طرف غراتا چلا آتا ہے۔ دیکھ کر نہایت خوف ہوا۔ ناگاہ حضرت کو دیکھا کہ لوٹا لئے آتے ہیں۔ اور اُس شیر کی طرف پھینک کر زور سے مارا کہ اُس کے خوف سے شیر فرار ہو گیا۔ اور میں محفوظ رہا +

نقل ہے۔ کہ جب حضرت حج کو جاتے تھے۔ راہ میں شہزادہ اورنگ زیب قدمبوس ہوا۔ اور بارہ ہزار روپیہ نذرانہ حاضر کیا۔ اور نہایت اخلاص سے پیش آیا۔ حضرت نے اُس کو بشارت سلطنت دی۔ اُس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو یہ لکھ بھی دیں۔ چنانچہ حضرت نے اُس کو لکھ دیا فوقع کما قال گوہر آراء اُس کی ہمشیرہ کہا کرتی تھی۔ کہ میرے بھائی اورنگ زیب نے بارہ ہزار روپیہ کو سلطنت خریدی ہے +

نقل ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کی۔ کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہا۔ نہ کام دنیا کا کرتا ہے نہ عاقبت کا حضرت اُس کو سمجھانے لگے اور اُس نے کہا ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند ‌ ‌ ‌ گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضارا

حضرت نے فرمایا۔ ہم نے تیری قضا تبدیل کی چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوا۔ اور خیال عشق جاتا رہا +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کی سواری میں ایک سید براہ ادب آگے آگے پاپیادہ چلے جاتے تھے۔ اژدحام خلائق سے کسی جگہ ایک گلی میں گر پڑے دل میں خطرہ گذرا کہ میں سید۔ اور ایسا ذلیل سواری میں رہا ہوں +۔ بمجرد اس خطرہ کے حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب میں نے آپ سے کب کہا کہ آپ سواری میں پاپیادہ چل کر ذلیل ہوں وہ بیچارہ اِس خطرہ سے تائب ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص بیمار تھا۔ ہرچند علاج معالجہ کیا۔ لیکن نفع نہ ہوا۔ حضرت سے رجوع کیا اور عرض کیا کہ حکماء ظاہر کے علاج سے اُمید شفا نہیں۔ آپ دعا فرمائے کہ صحت ہو فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالےٰ آرام ہو گا۔ اور پس ماندہ وضو کا پانی

پلایا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ آرام ہوگیا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کی آنکھیں دُکھنے آئیں ہر قسم کا علاج کیا۔ لیکن فائدہ نہ ہوتا تھا ایک شخص نے اُس سے اپنی مجرب دوا کی تعریف کی اُس بیچارہ نے اُس کا استعمال کیا بمجرد لگانے کے اُس کی آنکھیں بالکل جاتی رہیں۔ کہ اسی اثنا میں حضرت حج سے واپس تشریف لائے۔ یہ بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا۔ اور نقاب دہن اُس کی آنکھوں پر لگا کر فرمایا۔ کہ اسی طرح گھر چلا جا وہاں جاکر آنکھیں کھولنا۔ چنانچہ اُس شخص نے ایسا ہی کیا۔ آنکھیں جو کھولیں۔ تو بینائی موجود تھی +

نقل ہے۔ کہ ابتداءً ناصر علی شاعر کی طبیعت شاعری میں بہت مناسب نہ تھی۔ اور میلان دل اس جانب تھا۔ ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض مافی الضمیر کیا آپ اُس وقت وضو فرماتے تھے۔ وہی پانی پلایا بمجرد پینے کے وہ موزونی وہ شوخی پیدا ہوئی۔ کہ سبحان اللہ چنانچہ اُسی کا شعر ہے ؎

باایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
بایران می فرسیم تا کہ می گوید جوابش را

نقل ہے۔ کہ ایک حضرت کا داماد ایک اور عورت کی جانب متوجہ تھا۔ صاحبزادیوں نے اِس امر کی حضرت سے شکایت کی آپ کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ مر جائے گا۔ صاحبزادیوں نے عرض کی کہ جیتا رہے۔ فرمایا کہ بس اب جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ اب ایمان کی دعا کرو۔ چنانچہ اُس کے تیسرے چوتھے دن اُن کا انتقال ہوگیا +

نقل ہے۔ کہ حضرت کے خادموں میں سے ایک شخص نے ایک دوا کسی امیر کو دی۔ اتفاقاً وہ دوا ناموافق آئی امیر نے چاہا کہ اُس کو ایذا پہنچائے۔ یہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں طبیب ہوں۔ اور فلاں امیر کو دوا دی تھی۔ اُس کو نقصان ہوا۔ وہ مجھ کو تکلیف دیا چاہتا ہے۔ آپ نے تبسم کر کے فرمایا۔ کہ پہلے تو طبیب نہ تھے۔ لیکن اب تو طبیب ہو گئے۔ جاؤ اُس کو دوا دو فائدہ کرے گی۔ اور آیندہ سے جو دوا دو گے آرام ہو جایا کرے گا۔ چنانچہ اُس حکیم نے بازار سے کچھ دوا لیکر اُس کو دی فی الفور آرام ہوگیا +

نقل ہے۔ کہ حضرت کے ایک خادم کے چھ مہمان آئے۔ اُس کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خاموش بیٹھا رہا۔ کہ اتنے میں آنب آئے۔ اور حضرت کے وہاں معمول تھا۔ کہ حاضرین کو دس دس آنب دیئے جاتے

تھے۔ چنانچہ حضرت نے اُس شخص کو بُلاکر اپنے ہاتھ سے دس آنے دیئے۔ اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے۔ پھر دس اور دیئے۔ اور فرمایا کہ یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے اور دس اور دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تمہارے دوسرے مہمان کا حصہ ہے۔ غرضکہ چھوٹوں کا حصہ اسی طرح دیا۔ اور بعد ازاں چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں۔ اور فرمایا۔ کہ تم بجائے ہمارے فرزند کے ہو۔ جس وقت ضرورت ہوا کرے بے تکلف خانقاہ سے لیا کرو۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ یہ تنگی مبدل بفراغت ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُس شخص کو کمال فراغت ہوئی +

نقل ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے موجودات عالم امکان مثل زمین و آسمان و آفتاب وغیرہ سے استفسار کیا۔ کہ ارباب وحدت الوجود جو تم میں شہود و مشاہدہ مطلوب ثابت کرتے ہیں۔ آیا یہ درست ہے۔ یا نہیں اور تم میں مطلوب جلوہ گر ہے۔ یا نہیں سب نے جُدا جُدا تقدس و تنزیہہ او تعالےٰ کر کے ظاہر کیا۔ کہ ہم پر یہ تہمت مت رکھو ہماری کیا مجال کہ اللہ تعالےٰ کی مظہری اور مرائیت کا دعویٰ کریں۔ اللہ تعالےٰ باآن علوشان تنزیہ ہم میں کس طرح ظہور فرمائے۔ سب نے اپنے تئیں خالی محض بیان کیا۔ اور حقیقت آسمان نے سب حقایق سے زیادہ انکار اِس دعویٰ کا کیا۔ اور بکمال عجز و زاری پیش آئے۔ اور چونکہ اُس کی طرف حوادث زمانہ کو رجوع کرتے ہیں۔ اِس سبب سے وہ سب سے زیادہ خائف و ہیبت زدہ نظر آئے۔ اور ایسے ہی آفتاب ترس و خجالت سے شرمندہ و محزون تھا +

وفات حضرت کو مرض وجع مفاصل اکثر رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اِس کی اِس قدر شدت ہوئی۔ کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ تب حضرت نے فرمایا۔ کہ اب دوا کوئی فایدہ نہ دے گی۔ حکیم مطلق نے اُس سے اثر زائل کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو الہام کیا ہے۔ کہ معاملہ ارشاد اب انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ گویا کہ جو آفرینش سے مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت نے اپنا تمام کتب خانہ صاحب زادوں پر تقسیم کر دیا ۱۰ محرم ۱۰۷۹ھ ہجری جمیع و ضیع و شریف کو بُلا کر وصیت کی۔ کہ میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے۔ اور اب بھی کہتا ہوں۔ کہ قرآن و حدیث و اجماع و اقوال مجتہدین پر عمل کرنا فقراء خلاف شرع سے پرہیز رکھنا۔ آخر ماہ صفر میں جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوا۔ حضرت نے عین مجمع میں فرمایا۔ کہ بے اختیار یہی دل چاہتا ہے۔ کہ ماہ ربیع الاول میں مَیں بھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اِس کے بعد پھر

حضرت پر مرض کا بدرجۂ نہایت غلبہ ہوا۔ انتقال سے دو تین روز پیشتر حضرت نے قرب وجوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ متضمن استدعاء سلامت خاتمہ بایں عبارت لکھ کر بھیجا۔ فقیر محمد معصوم از دنیا میرود باید کہ بدعاۓ خیریت خاتمہ مدد ومعاون باشند۔ چنانچہ اس کے جواب میں سید مرزا نامی ایک بزرگ نے یہ دو شعر لکھے تھے ؎

درِ ہر پیر زن مے زد پیمبر — کہ اے زن در دعایم یاد آور
یقین میداں کہ شیراں شکاری — دریں راہ خواستند از مور یاری

وفات سے ایک روز قبل جمعہ کا دن تھا۔ حضرت نماز جمعہ کو مسجد میں تشریف لائے بعد نماز فرمایا۔ کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں۔ اور سب کو پند ونصائح فرماکر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو حضرت نے بکمال تعدیل ارکان نماز ادا کی بعد مراقبہ معمولہ کے اشراق کی نماز پڑھی۔ بعد ازاں آپ پر سکرات موت شروع ہو گئے۔ اس وقت آپ کی زبان جلد جلد چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگاکر سنا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت یٰسین شریف پڑھتے تھے۔ غرضکہ دوپہر کے وقت شنبہ کے دن نویں ربیع الاول کو ۱۰۷۹؁ھ ہجری کو جان بجاناں تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون +

حضرت کا حلیہ وعبادات وعادات

حضرت تمام قد پُر اندام گندم رنگ وکشادہ ابرو بلند بینی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی داڑھی سفید تھی۔ تمام اعضا نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ لباس میں چوغہ بطور تورانیوں کے پہنا کرتے تھے۔ اور کبھی ہندوستانی جامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ عمامہ سر سے باندھتے تھے۔ ثلث یا ربع شب باقی رہے۔ نماز تہجد کو اُٹھتے تھے۔ اور بکمال احتیاط وآداب استنجا ووضو سے فارغ ہو کر نماز شروع کرتے اور آٹھ رکعت سے کم نہ پڑھتے۔ اور اُس میں قرأت یٰسین پڑھتے۔ یا تلاوت قرآن مجید کرتے۔ اور دس شب میں ختم کرتے۔ اوّل سورہ فاتحہ سے سورہ آل عمران کی آیت وللہ ما فی السموات وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور تک پڑھتے۔ دوسری شب کو وہاں سے لیکر سورہ مائدہ کو ختم کرتے تیسری شب میں سورہ انعام سے سورہ توبہ کی اس آیت تک من الذین اوتوا الکتاب الی صاغرون چوتھی شب کو وہاں سے لیکر سورہ رعد ختم فرماتے پانچویں شب کو سورہ ابراہیم سے سورہ طٰہٰ ختم فرماتے چھٹی کو سورہ نمل ختم فرماتے۔ ساتویں کو سورہ قصص سے سورہ یٰسین ختم فرماتے آٹھویں کو صافات سے حٰمٓ ختم فرماتے نویں کو سورہ محمد سے

سورہ تحسین یمہ ختم فرماتے۔ دسویں کو سورہ تبارک سے والناس تک پڑھ کر پھر اوّل رکوع میں الٓمٓ پڑھتے۔ اور جس جگہ آیت سجدہ آتی اُس جگہ سجدہ فرماتے اور بعد ہر دوگانہ مراقبہ بحضور تمام فرماتے واستغفار وکلمات تسبیح وتحمید وتمجید بھی پڑھتے اور بعض صاحبزادوں کو جو حرم سرا میں ہوتے توجہ فرماتے بعدازاں آرام فرماتے۔ کہ تہجد بین النوم میں واقع ہو پھر جس وقت صبح کو اذان ہوتی اُٹھتے اور استنجا و وضو بکمال احتیاط کرکے دو رکعت سُنّت پڑھ کر متوجہ مسجد ہوتے اور وہاں خود امامت کرکے فرض پڑھتے۔ بعدازاں دعوات ماثورہ پڑھ کر متوجہ قوم ہوتے اور دعا مانگتے بعدہ مراقبہ فرماتے اور حاضرین پر القا فیض کرتے اُس وقت حافظ قرآن پڑھا کرتے۔ جس وقت کہ آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو جاتا۔ تب نماز اشراق چہار رکعت دو سلام سے ادا کرتے اور استخارہ یومی ولیلی بھی پڑھتے۔ بعدازاں صحبت قہوہ ہوتی۔ اُس وقت حاضرین سے بات چیت بھی ہوا کرتی تھی۔ اور دعوات ماثورہ بھی اُس وقت پڑھی جایا کرتی تھیں۔ اِس کے بعد خاص خاص خدّام کو توجہ سے مشرف فرماتے و بشارات مقامات ارجمند دیتے بعدازاں تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوتے ہر روز موافق منزل تہجد پڑھتے۔ بعد تلاوت قرآن شریف دعا فرما کے متوجہ دولت خانہ ہوتے۔ اور محلسرا میں پہنچ کر تجدید وضو فرماتے۔ اور آٹھ رکعت نماز ضحیٰ پڑھتے۔ اور گاہ گاہ یہ نماز باہر ادا کرکے گھر میں تشریف لیجاتے۔ اور یہ نماز قریب دوپہر ادا کرتے بعد ازاں طعام تناول فرماتے۔ اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر ہاتھ دھوتے۔ پھر قیلولہ فرماتے پھر جس وقت مؤذن اذان ظہر پڑھتا۔ بسرعت تمام بچھونے سے اُترتے اور استنجا و وضو باحتیاط تمام کرکے متوجہ مسجد ہوتے اوّل دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت نماز فی زوال پڑھتے پھر سُنّت پڑھتے۔ اور جیسے ہی سُنتوں سے فراغت ہوتی مکبر تکبیر کہتا۔ اور خود بنفس نفیس امامت کرتے البتہ ایام مرض میں اور کو بھی امام کر دیتے۔ اور اِس نماز میں طوال مفصّل پڑھتے۔ اور کبھی غیر طوال مفصّل بھی پڑھتے۔ اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر ایک مرتبہ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام پڑھ کر بلا توقف اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سُنّت ظہر ادا کرتے۔ بعدازاں آیۃ الکرسی پڑھتے۔ پھر دو رکعت یا چار رکعت پڑھ کر دعا میں مصروف ہوتے۔ اور بکمال خضوع دعا مانگتے۔ اور پھر دعوات ماثورہ پڑھتے۔ بعد نماز ظہر یا درس فرماتے۔ یا نماز بطول قرأت ایسی پڑھتے۔ کہ عصر کا وقت آجاتا۔ کبھی گھر میں جا کر مستورات کو وعظ و نصیحت فرماتے یا مریدین کو خط تحریر فرماتے۔ پھر جس وقت

مؤذن اذان عصر دیتا۔ نماز کے واسطے تیاری کرتے۔ اور طہارت سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف لاتے۔ اوّل دو رکعت تحیۃ المسجد پھر چار رکعت سُنت پڑھ کر فرض عصر پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات ماثورہ سے فارغ ہو کر درس کتب احادیث مثل مشکوۃ شریف و صحیح بخاری و مسلم فرماتے یا مکتوب شریف کا درس فرماتے یا تلاوت قرآن شریف فرماتے۔ اور مکتوبات کا درس اس وقت پر موقوف نہ تھا۔ بلکہ صبح و ظہر کو بھی گاہ گاہ ہوتا تھا۔ کہ اتنے میں شام ہو جاتی تھی۔ اور حضرت سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ اور پھر وضو فرماتے۔ کہ اتنے میں مؤذن اذان کہتا۔ اور فرض مغرب پڑھتے۔ اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھ کر فی الفور اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سُنت پڑھتے۔ اور پھر ادعیہ ماثورہ پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت اوابین پڑھتے۔ اور اُس میں تکرار سورہ واقعہ کرتے پھر خاص مریدین کو توجہ کرتے چونکہ حضرت کے ہاں طالبان خدا کا کثرت سے ہجوم ہوتا تھا۔ اِس سبب سے اِن کے وقت اور نوبت مقرر تھی۔ اور حاجی محمد عاشور بخاری کہ جامع مکتوبات جلد ثالث ہیں اِس خدمت سے سرفراز تھے۔ کہ مریدین کو نوبت بہ نوبت توجہ کے واسطے حاضر کریں اور بلا نوبت کوئی نہ آئے صاحبزادہ و خلفاء خاص اِس حکم سے مستثنیٰ تھے۔ اِن کو جس وقت چاہتے۔ بلا توسط حاجی محمد عاشور صاحب طلب کر لیتے۔ اور اِسی طرح محلسرائے میں عورتوں کی توجہ کی نسبت قاعدہ تھا۔ اور وہاں بھی صاحبزادیاں و دیگر اقارب اِس دستور میں داخل نہ تھیں۔ بعد نماز اوّابین جس وقت حضرت توجہ فرماتے۔ تو جن لوگوں کی نوبت نہ ہوتی وہ قدرے فاصلہ پر ختم خواجگان پڑھتے۔ اور آخر ختم میں حضرت بھی شریک ہوا کرتے۔ یا صرف فاتحہ ہی پر اکتفا کرتے اور اُسی وقت داخل طریق بھی کیا کرتے۔ اِس کے علاوہ اور وقت بھی داخل طریق کر لیتے۔ غرضکہ انہیں اشغال میں وقت عشا ہو جاتا۔ اور بعد غیبوبت بیاض مؤذن اذان کہتا۔ اور حضرت تجدید وضو کر کے اکثر چار رکعت اور گاہے دو رکعت پڑھ کر فرضوں کی نیت باندھتے اور اُس میں مثل عصر کے اوساط مفصل پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھتے بعد ازاں دو رکعت سُنت مؤکدہ پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنن زواید پڑھتے۔ اور بعد ان سُنتوں کے اللھم انی اسئلک حسن الخاتمۃ تین مرتبہ پڑھتے۔ اور یہ حضرت کے جدِ اعلیٰ حضرت مخدوم قدس سرہ کے اعمال سے تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ سُنتیں پڑھنا حسن خاتمہ کے واسطے نہایت پُر تاثیر ہیں۔ بعد ازاں تین وتر پڑھتے۔ غالباً اول رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یاایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے مگر وتر کا یہ دستور تھا۔

کہ ایک شب اول میں پڑھ لیا کرتے۔ اور ایک شب تہجد کے وقت پڑھتے۔ اور وتر میں
قنوت حنفی کو شافعی سے جمع کرتے وتروں سے فارغ ہوکر تین مرتبہ سبحان الملک القدوس
پڑھتے قدوس کو تیسری مرتبہ بلند پڑھتے اس کے اخیر میں رب الملائکۃ والروح بصورت
خفی پڑھتے۔ بعدازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذا زلزلت الارض
دوسری میں قل یاایھا الکافرون پڑھتے۔ پھر دعا بکمال تضرع مانگتے۔ اور بعد دعا متوجہ
دولت خانہ ہوتے۔ راستہ میں اگر کوئی عرض معروض کرتا۔ اس کا جواب موافق ذہن مخاطب دیتے
دولت خانہ میں پہنچ کر سورہ الم سجدہ و تبارک الذی پڑھتے بعدازاں طعام تناول فرمانے
بیٹھتے۔ اور بسم اللہ کہکر ہاتھ بڑھاتے اور جو ساتھ کھانا کھانے والا ہوتا اس کی طرف اگر
کم ہوتا بڑھاتے جایا کرتے اور جو خود تناول فرماتے وہی تابعین کو بھی دیتے اور بہت سی
صالحات جو توجہ وغیرہ کو آتیں ان کی ہمراہ علیحدہ کھانا بعزت تمام کردیتے۔ تاکہ اپنے خاوند
اور بچوں کے ساتھ بفراغت کھالیں۔ بعد فراغ طعام چند قدم ٹہلتے اور پھر بیٹھ کر کوئی بات
چیت کرتے۔ اور مستورات کو توجہ فرماتے۔ بعدازاں وضو کرکے چار رکعت قیام اللیل پڑھتے
اور پھر استغفار و تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوتے۔ اور قریب نصف شب
بچھونے پر آرام کو تشریف لاتے اور پہلو راست پر آرام فرماتے اور دعوات ماثورہ پڑھتے
ہوئے سوجاتے۔ حضرت ہر جمعہ کو غسل فرماتے اور کپڑے عمدہ پہن کر مسجد کلاں میں
تشریف لیجاتے۔ حضرت کا غسل صحت پر موقوف تھا۔ اور حجامت بھی غالباً اسی ہی روز
بنوایا کرتے۔ نماز عیدین کو باہر عیدگاہ پر تشریف لیجاتے اور وہاں کے آنے جانے
میں تخالف طریق فرماتے ایام رمضان میں تین قرآن شریف سنتے اور عشرہ اخیرہ میں
معتکف ہوتے ماہ مبارک رمضان میں عبادت اضعاف مضعاف کردیا کرتے تھے۔ اور
روزہ میں کلام کم کیا کرتے تھے۔ اور بکمال احتیاط و ادب سے روزہ رکھتے اور ان ایام
کی گرسنگی و تشنگی سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اور بشرط یقین روزہ جلد افطار کیا کرتے
تھے۔ البتہ روز ابر و غبار میں تاخیر فرمایا کرتے اور ہمیشہ اہل شہر خاص و عام کی دعوت افطار
کیا کرتے خدام و مخلصین کو کمال تاکید استقامت شریعت و محبت مشائخ کی فرماتے۔ اور
اہل وحدۃ الوجود کی تقلید سے منع فرماتے۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی کو بزرگ جانتے
اور ان کی خطاء کشفی کو معذور رکھتے اور شطحیات شیخ کی توجیہ تاویل فرماتے۔ اور کسی مسلمان
کی غیبت نہ فرماتے۔ اور طالبان خدا کی نہایت خاطر کرتے۔ اور جس وقت وہ بہ مراتب
ولایت عظمیٰ مشرف ہوتے خلافت و قطبیت عطا فرماکر رخصت کرتے طریق صوفیہ میں

طریقہ نقشبندیہ کو اکمل و افضل جانتے۔ اگرچہ طریقہ چشتیہ وقادریہ میں بھی مرید کرتے تھے۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا جائز رکھتے۔ دعوات خاصہ میں تشریف لیجاتے اور دعوات عامہ میں نہ جاتے شادی یا عرس میں اگر بدعت نہ ہوتی۔ تو تشریف لیجایا کرتے۔ اور خود بھی سال میں دو عرس کیا کرتے۔ ایک عرس حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اِن عرسوں میں حفاظ قرآن پڑھتے۔ اور قسم قسم کا طعام وشیرینی ومیوہ آدمیوں کو تقسیم ہوا کرتے۔ ایام بیض کے روزے متصل رکھا کرتے عشرہ ذی الحجہ کے سوا روز عید و ایام تشریق روزہ رکھتے یوم عاشورہ کا دو ایک روز پہلے سے روزہ رکھتے۔ اور کبھی تمام عشرہ کا روزہ رکھتے یتیم کے کنوے سے پانی نہ پیتے تھے اپنے برادر کلاں حضرت خازن الرحمۃ کا نہایت ادب کرتے چنانچہ ایام گرما میں جب حضرت کوٹھے پر تلاوت قرآن کیا کرتے۔ تو شام کے وقت حضرت خازن الرحمۃ پالکی میں سوار ہو کر ایک تیر کے فاصلہ سے اپنی محلسرے کو تشریف لے جاتے گذرتے تو حضرت باوجود اِس قدر بُعد کے جس وقت اُن کی پالکی پر نظر پڑتی اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جب تک نظروں سے نہ غائب ہوتے۔ کھڑے رہتے۔ ایک مرتبہ کسی خادم نے عرض بھی کی کہ حضرت وہ تو دور ہوتے ہیں۔ اِس طرف دیکھتے ہی نہیں۔ آپ کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اُن کو دکھانا مقصود نہیں ہے۔ آپ کے مکان میں ایک بیری کا درخت کھڑا تھا۔ اُس کے بیر پہلے جب تک حضرت خازن الرحمۃ کو نہ بھیجتے خود تناول نہ فرمایا کرتے۔ حضرت کے تین مکتوبات بہ تحقیق غوامض و دقائق ومغلقات حضرت مجدد الف ثانی و پند نصائح ہیں۔ ایک جگہ تحریر فرمایا ہے[1]:-

اما بعد ایں تذکاریست ازیں خستہ دل فگار برائے احیاء ہوشیار فاعتبروا یا اولی الابصار بدانکہ مقصود از آفرینش انسان تحصیل معرفت حق است جل وعلا و در معرفت اقدام متفاوت است باعتبار استعداد بعضہا فوق بعض ہر کس در معرفت بقدر عرفان خود سخن کردہ است اما آنچہ مجمع علیہ ایں طائفہ علیہ است وقدر مشترک است ولابد است در مدارج قرب آنست کہ معرفت بے فنا در معروف صورت نمی بندد ؎

ہیچکس را تا نگردد او فنا | نیست رہ در بارگاہ کبریا
از تست حجاب تو یقین است | شرط ہمہ رہ رواں ہمینست

پس بر یاران ہوشمند ناگزیر است کہ در حاصل کار و نقد روزگار خود نیک تامل فرمایند ہر گرا

[1] دیکھو مکتوبات ایک سو چھیا لیسواں جلد ثالث مکتوبات معصومیہ ۱۲

معرفت مسطورہ حاصل است فطوبیٰ لہ و بُشریٰ باید کہ ایں حاصل را صرف امور غیر حاصلہ نہ نماید ہمت برآں گمارد کہ اصل را در رنگ ظل واگزارد و ہر کرا راہ بمعرفت نکشودند و درد طلب ولقد ایں دولت نیز ندادند فالویل لہ کل الویل آنچہ مقصود از خلقت او بود ادا ننمود و امرے را کہ دریں نشاء ازوی طلب داشتند بجانیاورد و بامور دیگر پرداخت و تعمیر چیزیکہ تخریب او خواستند نمود و سرمایۂ عمر گرامی را در ہوا و لایعنی مصروف ساخت و زمین استعداد خود را باوجود حصول اسباب معطّل گذاشت کمال انفعال است کہ مطلوب را دریں مہلت قلیلہ باوجود دعوت بآں در آغوش ناکشیدہ ازیں دعوت گاہ رخت بر بندد و فردا بکدام رو در حضرت صمدیتش در آید و بکدام حیلت زبان عذر بکشاید کہ عذاب بُعدؐ حرمان بدتر از عذاب جحیم است چنانچہ لذت قرب وصال زیادہ از لذت جنات نعیم است فیا ویلتا علی من اعرض عن اللہِ ویا حسرتا علی من فی جنب اللّٰہِ دوبارہ در دنیا آمدنی نیست۔ من کان فی ھٰذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ ؎

ترسم کہ یار بانا آشنا بماند تا دامن قیامت ایں غم بما ماند

ایضاً مخدوما اشرف عمر کہ ایام جوانیست و ہنگام درستی قوی و جوارح گذشت و میرود و ارزل عمر رسیدہ می آید افسوس کہ اشرف اشیا را کہ معرفت الٰہیہ است بارذل عمر کہ موہوم محض است حوالہ نمودہ آید و اشرف عمر در ہوا و ہوس کہ ارذل اشیا ست صرف یابید ھلک المسوفون مقصود از خلقت ثقلین تحصیل ایں معرفت است دریں نشاء فانیہ و کسب رضاے مولےٰ حقیقی است دریں مہلت یسیرہ و امثال ما ابوالہوساں درپے آرزوہاے بیہودہ تا کے ازیں دولت مطلوبہ محجوب باشیم و تا چند با رضاے نفس و شیطان از رضاے خداوندی جلشانہ دور و مہجور گردیم الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ وما نزل من الحق ما ججین مانع قوی از معرفت کام اداے ہوا پرستیست و آرزوہاے لاطائل و امانی بیہودہ ہرچہ مقصود تست معبود تست شنیدہ باشند افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ نص قرآنی است ؎

عشوۂ ابلیس از تلبیس تست در تو یک آرزو ابلیس تست

چوں کنی یک آرزوی خود تمام در تو صد ابلیس زاید والسلام

ایضاً ای برادر از صحبت ناجنس و مخالف احتراز نما۔ و از مجالست مبتدعہ بگریز یحیی معاذ رازی قدس سرہ میگوید اجتنب من صحبۃ ثلثۃ اصناف العلماء الغافلین و الفقراء المداھنین و المتصوفۃ الجاھلین و کسیکہ خود را بسنت سنّی گرفتہ است و عمل او بر وفق

سُنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبحلیہ شریعت متحلّی نیست زنہار ازو دور باش بلکہ در
آں شہر کہ اوست مباش مبادا کہ بمرور ایّام دل را باو میلانے پیدا آید و خلل عظیم در کارخانہ
اندازد واقتدار انشاید او وزدیست پنہان ودامی است ازبرائے شیطاں ہر چند از انواع
خوارق عادت بینی واز دنیا بظاہر بے تعلقش یابی مزمن صحبۃ اکثر ماتقر من الا سلہ
سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ میفرماید الطریق کلہا مسدودۃ الا علی من
اقتفی اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز فرمودہ من لم یحفظ القرآن ولم یکتب
الحدیث لا یقتدی بہ فی ھذا الشان لان علمنا مقید بالکتاب والسنۃ وہم او
گفتہ ان طریق السادات للمقربین الصادقین السابقین مقید بالکتاب والسنۃ فہم الصوفیہ
علی الحقیقۃ والعلماء العاملون بالشریعۃ والطریقۃ وھم ورثۃ النبی علیہ وآلہ
الصلوٰۃ والسلام والمتبعون فی اقوالہ واخلاقہ وافعالہ وافاض اللہ سبحانہ علینا
من برکاتھم۔ مکرر می نویسد کہ متہاون آداب نبوی وتارک سنن مصطفوی را علی مصدرہا
الصلوٰۃ والسلام زنہار عارف خیال نہ کنید وفریفتہ تبتل وانقطاع خوارق عادات او نشوید
وشیفتہ زہد وتوکل ومعارف توحید او نگردید کہ فرق مبطلہ مثل جہود ونصاریٰ وجوگیہ وبراہمہ
دریں امور با فرق محقہ شرکت دارند ابو عمر نجید رح گفتہ است کل حال لا تکون
عن نتیجۃ علم وان جل فان ضررہ علی صاحبہ اکثر من نفعہ
سئل عنہ بالتصوف قال الصبر تحت الامر والنہی مدار کار بر اتباع شریعت است ومعاملہ نجات
مربوط باقتضائے اثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زہد وتوکل وتبتل بلا تبعیت او علیہ السلام
نامقبول است واذکار واشواق واذواق بے توسل او علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر معمول مدار
خوارق عادات بر جوع وریاضت است بمعرفت کارے ندارد وعبد اللہ بن مبارک
رضی اللہ تعالے عنہ فرمودہ من تہاون بالآداب عوقبت بحرمان السنن ومن تہاون بالسنن
عوقبت بحرمان الفرائض ومن تہاون بالفرائض عوقبت بحرمان المعرفۃ
ولہذا قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم المعاصی تذید الکفر۔
سلطان وقت شیخ ابو سعید ابو الخیر را گفتند فلاں کس بر روئے آب میرود گفت
سہل است خسے بر آب میرود گفتند فلاں کس بر ہوا می پرد گفت زغن ومگس در ہوا می پرد گفتند فلاں
کس دریک لحظہ از شہرے بشہرے میرود گفت شیطان دریک نفس از مشرق بمغرب
میرود واین چنین چیزہا را بس قیمت نیست مرد آں بود کہ درمیان خلق بہ نشیند وداد وستد
کند وزن خواہد وباخلق در آمیزد ویک لحظہ از خدا عز وجل غافل نباشد از قدوۃ اہل اللہ ابی علی

روہاری رح پرسیدند از کسی کہ ملاہی مے شنود و میگوید کہ این مرا حلال است چو اکنون بدرجہ رسیدہ ام کہ اختلاف احوال در من تاثیر نمی کند او جواب داد آری بتحقیق رسیدہ است ولیکن بجہنم رسیدہ ابو سلیمان دارانی قدس سرہ میگوید ربما وقعت فی قلبی نکتۃ من نکت ایاما فلا اقبل منہ الا بشاھدین عادلین الکتاب والسنۃ و در حدیث آمدہ است اصحب ادب البدعۃ کلاب النار و نیز آمدہ است من عمل ببدعۃ خلاہ الشیطان فی العبادۃ والقی علیہ الخشوع والبکاء واگر گناہی بوقوع آید زود تدارک آن بتوبہ استغفار نمائی گناہ پوشیدہ را توبہ پوشیدہ و گناہ آشکارا را توبہ آشکارا و توبہ را بوقت دیگر نینداز زیرا منقول است کہ کرام الکاتبین تا سہ ساعت در نوشتن گناہ توقف می کنند اگر صاحب گناہ دریں میان توبہ کرد آنرا نمی نویسند والا در دیوان اعمال او را ثبت می نمایند و جعفر بن شبان قدس سرہ گوید غفلۃ عن توبتہ ذنب و مکثہ من ارتکابہ واگر باین زودی توبہ میسر نشود ہر گاہ توبہ نماید پیش از انکہ معاملہ بغرغرہ رسد مقبول است و در حدیث آمدہ است کہ ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیئ النہار و یبسط یدہ بالنہار لیتوب مسیئ اللیل باید کہ ورع و تقوی را شعار خود کند و در منہیات و شبہات قدم نہ نہد کہ دریں راہ انتہا از نواہی پیش از اتیان وامتثال اوامر ترقی بخش و سودمند است و در ہر امریکہ دل تو بایستد آنرا بگذار و مرتکب آن مشو بر فتوی نفس مرو در امر مترددہ دل را مفتی ساز در حدیث آمدہ است الحلال بین والحرام بین فدع ما یریبک الی ما لا یریبک حدیث مفہوم میشود کہ جائیکہ شک آمدہ و دل ایستادہ آنرا باید گذاشت واگر شک ناپایدار تکاب معفو است فارق دیگر برائے کسی کہ بامور مشتبہ مبتلا گردد آنست کہ دست خود را بر سینہ یا بر دل گذارد اگر ساکن باید در آن اقدام نماید و اگر مضطرب یابد خود را یکسو کشد جمیع طاعات و عبادات خود را متہم دار و خود را از اداے حق آن مقصر داند و دیگر از برائے قوت خود و عیال خود کسی اختیار کند مثل تجارت و مانند آن مانع نیست بلکہ مستحسن است کہ سلف اختیار آن کردہ اند و در حدیث فضائل کسب بسیار است و اگر بر قدم توکل بنشیند ہم زیبا است لیکن بشرطیکہ از کسی طمع نداشتہ باشد از محمد بن سالم پرسیدند انحن متعبدون بالکسب ام بالتوکل فقال التوکل حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والکسب سنۃ رسول اللہ صلعم وانما سن الکسب لمن ضعف عن حال التوکل وسقط عن درجۃ الکمال التی ھی حالہ علیہ الصلوۃ والسلام فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح لہ الا کسب معاونۃ لا کسب اعتماد ومن ضعف عن حال التوکل التی ھی حال رسول اللہ

صلعم ابیح لہ طلب المعاش والکسب مثلا یسقط عن درجتہ حال علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ابو محمد بن منازل قدس سرہ گوید التفویض مع الکسب خیر من خلوۃ عنہ و در خوردن طعام اعتدال نماید نہ آنقدر خورد کہ کسل در طاعت پیدا آید و بے مزہ سازد و نہ آنقدر قلت نماید کہ از اذکار و طاعت باز ماند حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند لقمہ را چرب بخور و کارِ خوب بکن بالجملہ مدار کار طاعت است ہر قدر کہ مد آنست مبارک است و آنچہ کہ مخل این کارخانہ است ممنوع است و در جمیع افعال و حرکات قصد کند کہ نیت را مرعی دارد و در ہیچ عمل تا نیتِ صالح دست ندہد مہما امکن اقدام او ننماید و بعزلت و خاموشی راغب بود در حدیث آمدہ است الحکمۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ فیہا فی العزلۃ و احد منہا فی الصحبۃ و اختلاط با مردم بقدر ضرورت بکند و سائر اوقات را بمراقبہ و اذکار بسر برد وقت کار است ہنگام صحبت داشتن درپیش است مگر صحبت کہ برائے افادہ و استفادہ بود محمود بلکہ لابد است و ہمچنین صحبت داشتن با اہل الطریق بشرط فانی بودن بایکدیگر و سخن لایعنی درمیان نیاوردن نیز مستحسن بلکہ در بعض اوقات از عزلت راجح است و بمخالف طریق خود صحبت نباید داشت و بہر نیک و بد کشادہ پیشانی باید پیش آمد باطن خواہ منبسط بود خواہ منقبض و ہر کہ بعذر پیش آید عذر او را قبول نماید و خلق نیکو داشتہ باشد و اعتراض بر کسے کم کند و سخن نرم و ملایم گوید ہیچکس را بعنف پیش نیاید مگر از برائے خدا عزوجل شیخ عبداللہ قدس سرہ گفتہ است درویشی نہ نماز و روزہ است و نہ احیائے شب است این جملہ اسباب بندگی است درویشی نہ رنجیدن است و نرنجانیدن اگر این حاصل کنی واصل گردی از محمد بن سالم پرسیدند بما ذا یعرف الاولیاء فی الخلق بلطف لسانہم و حسن اخلاقہم و بشاشۃ وجوہہم و سخاوۃ انفسہم و قلۃ الاعتراض و قبول عذر من اعتذر الیہ و تمام الشفقۃ علی جمیع الخلق و در سخن گفتن رعایت قلت باید کرد و خواب بسیار نباید نمود کہ دل را میراند و جمیع امور خود را بحق تعالے بسپارد و خود در خدمت چست باش تا از تدابیر امور فارغ باشی و چون دل تو یک جانب باشد جمیع امور ترا کفایت خواہد کرد و نیز بندہائے خود را بر تو آسان سازد کہ بامور تو قیام نمایند بالجملہ او را باش و الا مباش بتدبیر نفس خود مشغول مشو و بر ہیچکس اعتماد جز بر فضل پروردگار منمائے با عیال و فرزندان سلوک نیک باید کرد و اختلاط بقدر ضرورت باید نمود کہ حق اینہا بر ذمہ واجب است و موافقت نام با اینہا نباید پیدا کرد تا سبب اعراض از جناب مقدس نشود احوال باطن بہ نااہل نباید وا نمود و با اہل غنا صحبت نباید داشت و در جمیع احوال سُنت را باید گزید و از بدعت مہما امکن احتراز باید نمود و در زمان بسط حدود شرعیہ را نیک رعایت باید کرد و از جا نباید رفت و ہنگام قبض امیدوار باید بود

دل تنگ و مایوس نباید شد فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا در شدت و رخا قصد کند کہ یکساں
باشد و در وجود و عدم بر یک نمط بود بلکہ در عدم مستریح باشد و در وجود مضطرب از ابو سعید
اعرابی قدس سرہ از اخلاق فقرا پرسیدند گفت اخلاق فقراء سکون است نزد فقد و اضطراب نزد
وجود و انس بہ ہموم و وحشت نزد فرجہا و در حوادث مذبذب نشود و بر عیوب مردم نظر نکند
و محبوب خود را ہموارہ در نظر دارد و خود را بر ہیچ مسلمانے فضل ندہد و ہمہ را از خود افضل انگارد
و ہر کدام از مسلماناں چناں اعتقاد داشتہ باشد کہ کشایش کار من از برکت نفس و دعائے او
تواند کہ شود و اسیر اہل حقوق بود و پیر سلف را ہمہ وقت ملحوظ داشتہ باشد و بصحبت اہل غربت
و فقر و مسکنت راغب بود و غیبت ہیچکس نکند بلکہ غیبت کنندہ را ہما امکن مانع آید و امر معروف
و نہی منکر را شیوہ گیرد و بر انفاق مال حریص بود و از اتیان حسنات خوش وقت بود و از ارتکاب
سیئات دور باشد و از فقر ترسیدہ تنگ دل نماید و از قلت معیشت در بار نبود کہ ہنگام
عیش در پیش است ان العیش عیش الاخرۃ تنگی اینجا منتج وسعتِ آنجا است و در خدمت فقراء
و اخوان دینی خود را معاف نباید داشت ابو عبداللہ خفیف رض گوید یارے از یاران مہمان من
شد اتفاقاً او را علت شکم در گرفت و من خدمت او را بخود گرفتم و خدمت او را میکردم و تمام
شب طشت از پیش بر میداشتم یک بار مرا پینکی ربود مرا گفت نمت لعنک اللہ یعنی بخواب رفتی
لعنت کناد ترا خدا تعالےٰ از من پرسیدند کہ نفس خود را چگونہ یافتی ہنگامیکہ او ترا لعنک اللہ
گفت گفتم چناں یافتم کہ مرا رحمک اللہ گفت و بجائیکہ نرسیدہ بے تقریب در آن تکلم مکن
و خدمت صوفیہ را بآداب کن تا از برکات شاں بہرہ ور گردی الطریقۃ کلہ ادب ہیچ بے ادبے
بخدا نرسیدہ شنیدہ باشند بالجملہ خاک بوجود شدہ بخدمت اینہا بالکل اقدام نمائید و الا ہوس
مصاحبت این بزرگواراں نکند کہ دریں صورت احتمال ضرر غالب است نفع موقوف ابو بکر
بن سعدان رح گفتہ است ہر کہ صحبت صوفیہ را گزیند پس صحبت بآنہا دارد بے نفس و بے
دل و بے ملک و ہر گاہ بچیزے از اشیاء خود نظر کند او را از رسیدن بمطلوب باز دارد و در
طلب حق جل و علا خود را آرام مدہ و مضطرب باش ابو بکر طمستانی گوید تصوف اضطراب است
چوں سکون آمد تصوف نماند محب را بے محبوب آرام نیست و بما سواء او انس و الفت نہ ہموارہ
از سرا دایں ندا سر میزند ؎

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام دل ترا می طلبد دیدہ ترا میخواہد

مرید را بدیں صفت باید شد کہ دریں آیت کریمہ است حتی اذا ضاقت علیہم
الارض الی الا الیہ چوں تعطش او بدیں مرتبہ رسد و تمام روے زمین باین فراخی

بروے تنگ و تاریک شود بحیل کہ بحر رحمت در جوش آید و آن شیفتہ خانمان برداده را از دے بستاند و برد در خلوت خانۂ وحدتش جا بد ہد بیت

دادیم ترا گنج مقصود نشاں گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

التماس این مسکین از امثال شما دوستاں آنست کہ این مہجور عاصی را از دعائے مرجوعہ خویش فراموش نہ کنند و از کرم عمیم او تعالے درخواہند کہ این گنہگار تباہ کار فردائے قیامت در قفائے عاصیان مرحوم داخل باشد شعر

کجا ماؤ کجا زنجیر زلفش عجب دیوانگیہا در سر افتاد

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العالمین +

حالات حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہ

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں بمقام سرہند ہوئی حضرت مجدد رح نے فرمایا کہ اِس لڑکے سے چونکہ بوے اصالت آتی ہے۔ اِس سبب سے اِس کا نام صبغۃ اللہ رکھنا چاہیئے +

نقل ہے۔ کہ صغر سنی میں ایک مرتبہ آپ ایسے علیل ہوگئے۔ کہ اُمید حیات باقی نہ رہی حضرت مجدد رح نے فرمایا۔ کہ کچھ فکر نہ کرو۔ اِس لڑکے کی بہت عمر ہوگی۔ اور بڑا صاحب کمال وارشاد ہوگا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ ایک معمر عصا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اور خلق اُس کے گرد حلقہ باندھے استفادہ کے واسطے کھڑی ہے الحق کہ ایسا ہی واقع ہوا۔ کہ آپ کی عمر نوّے سال کی ہوئی۔ اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مرجع ومآب خلائق ہوئے +

نقل ہے۔ کہ چالیس ۴۰ روز میں آپ نے کلام مجید حفظ کیا تھا۔ بعد تحصیل علوم معقول ومنقول وفروع واصول اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں استفادہ علم باطن وجمیع کمالات ومقامات احمدیہ کیا۔ اور ہر مقام میں قدم راسخ اور عبادت اور ورع اور تقوےٰ میں استقامت کامل رکھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آپ کے حال پر نہایت شفقت تھی۔ اور فرمایا کرتے۔ کہ اگر باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنی ہوا کرتی تو میں اپنے لڑکے صبغۃ اللہ کی کیا کرتا حضرت نے آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرما کر کابل روانہ فرمایا۔ اور وہاں کی قطبیت بھی آپ کے سپرد کی وہاں آپ کو قبولیت عظیم پیدا ہوئی۔ اور طالبان خدا کو مقامات عالیہ پر پہنچایا

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے کچھ سوال کیا۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ دل نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ سائل محروم جائے۔ ایک مٹی کے ڈلے پر نگاہ کی وہ فوراً سونا ہو گیا۔ آپ نے وہ سونا اس کو عطا فرمایا۔ آپ کی وفات بروز جمعہ بتاریخ آٹھویں ربیع الآخر ۱۱۲۲ہ ہجری کو ہوئی۔ اپنے والد کے مقبرہ میں دفن ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون *

حالات حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہ فرزند ثانی و خلیفۂ اجل حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بماہ ذی قعدہ ۱۰۳۴ہ ہجری بعد وصال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بلدہ سرہند میں ہوئی۔ حضرت مجدد رح نے اپنی حیات میں جبکہ حضرت حجۃ اللہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رح سے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا کہ حمل میں ہے۔ عجائب روزگار و صاحب معارف و اسرار ہوگا۔ اور خلقت کو اس سے فیض پہونچیگا۔ آپ نے تھوڑی مدت میں قرآن شریف یاد کر کے تحصیل علم ظاہر کی جانب مشغول ہوئے۔ اکثر کتابیں آپ نے اپنے عم مکرم حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں۔ اور ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھا کرتے تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد سعید رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے۔ بلکہ پڑھانے آتے ہیں۔ غرضکہ آپ نے فقہ و حدیث و جمیع علوم متداولہ نہایت کوشش سے پڑھے علم قال ہی کے ساتھ علم حال بھی آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اور بوجہ علو استعداد چند مدت میں ایسے حالات و مقامات پر پہنچے کہ عقل و فکر سے باہر ہے۔ چنانچہ اپنے حال کا ایک خط اپنے والد بزرگوار کو اس طرح لکھا ہے۔ قبلہ عالم و عالمیان سلامت دریں دو سہ روز آنقدر شمول عنایات و مواہب عطیات الٰہی عز شانہ دربارہ خود احساس نمود کہ شمہ ازاں بیان را برنتابد علی الخصوص دریں نزدیکی آنقدر بدقائق و اسرار خلعت نواختند و بآں سربلند ساختند کہ تفصیل آن از حیطہ بیان خارج است و موافق آن بالقاب بزرگ سرفراز گردیدہ دیروز بعد از نماز عصر کہ فی الجملہ در آزار خفتے داشتہ متوجہ حال خود گشت ہمان اسرار واجب الاستار بقوت و غلبہ ظاہر شدن گرفت و عجائب غنج و دلال درمیان آوردند دریں اثنا ملہم ساختند کہ خدا یتعالےٰ پیش تو آمدہ است احساس نمود کہ در ہماں بالاخانہ باخیر و برکت گویا نزول بلاکیف با عظمت و کبریا واقع شد و خصوصیات کہ باین بندہ عاجز درمیان آمد

نتوان گفت لا عین رائت ولا اذن سمعت یضیق صدری ولا ینطلق لسانی زیادہ بریں جرأت نمی تواند اطلاق ایں قسم الفاظ برآں حضرت جل سلطانہ از تنگی میدان عبارت است ومصروف از ظاہر والا فہو سبحانہ منزہ عن الزمان والمکان والنقائص کلہا سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین انتہی اس مکتوب کے جواب میں حضرت کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی آنچہ از اذواق علیہ مواجید سینہ وشمول عنایات ومواہب کہ در مادہ خود احساس نمودہ اند وسرفرازی یافتن باسرار خلت وملقب شدن بالقاب بزرگ ومشاہدہ نمودن غنج ودلال وملہم شدن بنزول بے کیف بعد ازاں احساس ایں نزول ودرمیان آمدن اموریکہ لا عین رائت ولا اذن سمعت کہ نگاشتہ بودند بوضوح پیوست وسبب لذت معنویہ گردید علو رتبہ ایں اسرار چہ بیان نماید کہ از حیطہ درک عقل وتصویر خیال بیرون ست من لم یذق لم یدر فقیر نزدیک بایں چیزہا در مادہ شما معلوم می کند والغیب عند اللہ ہرچہ نوشتہ اند باجمال نوشتہ ظاہراً تفصیل را بمشافہ حوالہ نمودہ آمد بلے ایں امور بنوشتن درست نمی آید بلکہ بہ بیان ہم نمی درآید ہمان قضیہ است کہ نوشتہ اند یضیق صدری ولا ینطلق لسانی انتہی ایک اور خط میں اپنے والد بزرگوار کو لکھتے ہیں۔ امشب برہمان بالاخانہ باخیر وبرکت نشستہ بود کہ از در صورت مبارک حضرت ظاہر شد آمدہ بمن ملحق ومتحقق گردید دریں اثنا ندا در دادند کہ امروز ترا با پدر تو متحد ویکی ساختند ایں معاملہ مکرر روے دادہ بود ایں الہام گویا موقوف ہمیں نوبت بود انتہی یہ خط پورا نہیں ملا جس قدر دستیاب ہوا۔ اس جگہ لکھ دیا۔ مگر اس کا جواب جو حضرت کے والد نے تحریر فرمایا ہے۔ اس سے مضمون خط کا پورا پورا پتہ لگتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی چہ نویسد از مطالعہ رقعہ شریفہ کہ مشتمل بر الہامات عجیبہ والقاب غریبہ وخطابات علیہ وتشریفات وتکریمات سنیہ کہ بآن ممتاز وسربلند شدہ آید چہ قدر خوش وقت وملتذ گردید وآنچہ از اسرار خلت ومحبت وتحقق بآن از اسرار لازم الاستتار است باجمال مرقوم نمودہ بودید واز مشاہدہ انوار وبرکات ایں شہر مبارک ومعاینہ نمودن فتح ابواب آسمانہا وابواب جناں بوضوح پیوست اموریست کہ کہ دیدہ عقل وفکر در درک آن خیرہ ودر مراہت جز بانوار الٰہی وتائیدات نامتناہی پے نتوان برد احتیاج بتصدیق ایں حقیر ندارد ومع ذلک تصدیق در تصدیق است واقعہ کہ دیدہ اید وتعبیر آن خواستہ محتاج بہ تعبیر نیست از کمال مناسبت معنوی خبر میدہد تا بجاے رسیدہ است

کہ باتحاد و کثید و شرکت در معاملات پیدا شد و بجہت تاکید بہ رویا کفایت نا نمودہ الہام باین معنی فرمودہ والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدی انتہی ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت نے بعض حقائق و معارف اپنے والد کے سامنے بیان کئے اُنہوں نے فرمایا۔ کہ یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ اللہ تعالٰے نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر کئے تھے۔ تم کو بھی آگاہی بخشی ✣

نقل ہے۔ کہ حضرت عُروۃ الوثقیٰ رح نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ الحمد للہ کہ وہ خلعت تم کو بھی عطا ہوا مُبارک ہو الحق کہ حضرت حجۃ اللہ کی شان نہایت عالی تھی۔ اور آپ کی علو شان کا اسی سے اندازہ کرنا چاہیئے کہ جب ابتدائی معاملات کی نسبت خود حضرت عروۃ الوثقیٰ ان کی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ علو رتبہ ایں اسرار چہ بیاں نماید کہ از حیطہ درک عقل و تصویر خیال بیرون رست۔ تو پھر انتہا میں کیا کچھ ہوا ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو اسرار واجب الاستار حضرت والد بزرگوار (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں وارد ہوا کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں عرض کر کے سینہ کا بخار نکال لیا کرتا تھا۔ اِن کے انتقال کے بعد حالات مثل بارش شدید کے برستے رہتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا محرم نہیں۔ کہ اُس سے کہکر سینہ کی عقدہ کشائی کرلیا کروں۔ چنانچہ ایسے ہی حالات کی جانب اشارہ کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر شمہ از حقیقت معاملہ ایں اکابر درمیان آرد نزدیک کہ نزدیکاں دوری جوئید و واصلاں راہ ہجر پوئید مستمع از ہوش رود و متکلم را تاب نماند ؎

فریاد حافظ اینہمہ آخر بہرزہ نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

فرمایا کہ ایک روز زنانی حویلی میں ایک کوٹھری میں بیٹھا تھا۔ کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھری کے اندر آیا۔ اور کہا کہ خدا تعالٰے تجھ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے یہ سُن کر تواضع سے سر جھکا دیا۔ جس وقت سر اُٹھایا دیکھا کہ وہ فرشتہ واپس جاتا تھا۔ آپ کی وفات شب جمعہ نویں محرم الحرام ۱۱۱۵ہجری کو اکیاسی سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت سرہند میں آپ اپنے والد کے مقبرہ کے شمال کی جانب علٰحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ✣

حالات حضرت خواجہ محمد زُبیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد زُبیر رحمۃ اللہ نبیرہ و خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ

کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۵ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ فرزند اکبر و خلف الصدق
حضرت شیخ ابوالعلی فرزند حضرت حجۃ اللہ کے ہیں۔ آپ کا تیرہ سال کا سن تھا۔ کہ حضرت شیخ
ابوالعلی قدس سرہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ اُسی وقت سے آپ اپنے جد بزرگوار کی صحبت کے
ملتزم ہوئے۔ بچپن ہی سے آثار ہدایت و انوار ولایت چہرہ مبارک سے آشکارا تھے۔ اور
اسی کم سنی میں آپ پر اس قدر استغراق غالب تھا۔ کہ سبق پڑھنے میں آپ کو غیبت ہو جایا کرتی
تھی۔ اور انوار حضور و آگاہی ظاہر ہو جاتی تھی۔ سلوک باطنی تمام و کمال اپنے جد بزرگوار
سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر اپنے وقت کے قیوم تھے اور نہایت کثیر العبادت
تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے۔ تہجد سے چاشت تک مراقبہ
فرماتے۔ بعد ازاں توجہ کرتے۔ بعد ازاں قدرے قیلولہ فرماتے اور پھر نماز فی الزوال بطول
قرات پڑھتے۔ بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف کرتے۔ بعد ازاں قدرے طعام تناول فرماتے
اور آپ کے کھانے کا یہی وقت تھا۔ بعدہ نماز عصر پڑھتے۔ اور بعد نماز مشکوۃ شریف یا مکتوب
شریف درس فرماتے۔ بعد نماز مغرب اوابین میں دس پارہ پڑھتے۔ بعد ازاں حلقہ فرماتے
اور پھر نماز عشا پڑھ کر محلسرا ے میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں حلقہ نساء ہوتا قریب
نصف شب چند گھڑی کے واسطے استراحت فرماتے +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ تمام نسبت خاندان مجددیہ
مجھ کو ایک توجہ میں عطا فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ معمول نہیں ہے۔ اور دفعۃً اگر نسبت آجائے
تو اُس کا تحمل بھی حوصلہ بشریت سے باہر ہے۔ مگر سائل نے اپنے سوال میں بہت الحاح
کی ناچار آپ نے ایک ہی توجہ میں اُس کو تمام نسبت القاء فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لایا اور مرگیا

نقل ہے۔ کہ ایک آپ کا مرید نہایت کثیر العیال تھا۔ ایک دفعہ وہ ایسا سخت علیل
ہوا۔ کہ حالت نزع شروع ہوگئی۔ آپ کو اُس کے حال پر رحم آیا۔ اور براہ شفقت اُس کو
اپنے ضمن میں لے لیا۔ اُس کو شفا ہوگئی۔ اور مدت تک زندہ رہا۔ جس وقت آپ کا انتقال
ہوا۔ اُسی وقت وہ شخص بھی مرگیا۔ کہ آپ کی روح مبارک جو اُس کی حیات کی قیم تھی اُس کا اِس
جہان سے قطع تعلق ہوگیا۔ جس وقت آپ بغرض عیادت یا کسی اور تقریب سے باہر تشریف
لیجایا کرتے تھے۔ تو آپ کی سواری میں خلقت کا ازدحام ہوا کرتا تھا +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی تقریب سے جامع مسجد کے قریب سے گذرے
آپ کی سواری میں اس قدر ہجوم خلایق تھا۔ کہ جس کی حد نہیں۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ
علیہ نے جامع مسجد میں سے آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے پرانی کلی اُتار

کر پھینکدی اور کہا اس کو جلادو۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو کہا کہ اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے۔ کہ میں نے اُس کا شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں۔ کسی نے اُس وقت کہا۔ کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں فرمایا کہ الحمدللہ کہ ہمارے پیرزادہ ہیں۔ اور ہماری آبرو باقی رہ گئی۔ آپ نے اُنسٹھ سال کی عمر میں بتاریخ ۴ ذی قعدہ ۱۱۵۲؁ ہجری کو انتقال فرمایا۔ اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ◆

حالات حضرت خواجہ محمد عُبید اللہ المعروف بمروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت یکم شعبان ۱۰۳۷؁ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی جس روز آپ پیدا ہوئے اُس روز عروۃ الوثقیٰ کو الہام ہوا سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا ایام طفولیت ہی سے آثار ولایت وہدایت ناصیہ مُبارک سے ظاہر تھے۔ مقاماتِ[1] معصومیہ میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی سات سال کی عمر تھی۔ کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا گذر حضرت سرہند میں ہوا۔ اُنہوں نے سوال کیا۔ کہ دل ایک پارچہ گوشت ہے۔ وہ کس طرح ذکر کرتا ہے۔ گویائی صفت زبان کی ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا۔ کہ زبان بھی ایک پارچہ گوشت ہے۔ جس قادر مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی ہے۔ کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ مولانا کی یہ جواب سُن کر تشفی ہوگئی۔ آپ اپنے والدین کے سب اولاد سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کو میاں حضرت کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں مکرم خان کو لکھتے ہیں۔ جواب آنرا میاں حضرت باستصواب ایں فقیر نوشتہ است انتہیٰ علم و عمل اور تقویٰ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ سلوک باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ اور جمیع خصائص مجددیہ سے مشرف ہوئے اور منصب قطبیت پر سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد فرمایا کرتے تھے۔ کہ عروج و نزول میرا اور تمہارا برابر ہے۔ انگشت سبابہ اور وسطیٰ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم میرے ساتھ اس طرح جاتے ہو۔ آپ کی صحبت نہایت کثیر البرکت تھی۔ اور آپ کے حلقہ میں خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا۔ کہ بعض کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی حضرت عروۃ الوثقیٰ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ تیرے لڑکے مثل میری ہونگے

---

[1] مقامات معصومیہ خواجہ صغیر احمد ہمشیرہ زادہ خواجہ محمد عبید اللہ کی تصنیف سے ہے ۱۲

اُن سے محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ مراد ہیں رحمہم اللہ تعالےٰ ؂

نقل ہے کہ ایک مہینہ میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ یعنی رمضان شریف میں دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے۔ اور رات کو سُنا دیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳؁ہجری یوم جمعہ کو بمقام سنہالکہ دہلی سے سرہند کو آتے ہوئے ہوئی اور نعش مُبارک سرہند میں آپ کے والد کے گنبد میں دفن کی ؂

نقل ہے کہ انتقال سے قبل آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ نماز کا وقت ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ ہے آپ نے تیمم کیا۔ اور بعد تیمم پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ اور نماز کی نیت باندھی اور سجدے میں جان بحق تسلیم کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؂

حالات حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد اشرف فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت ۱۰۴۳؁ہجری میں ہوئی علوم معقول و منقول و کلام و تفسیر و حدیث بکمال کوشش حاصل کئے تھے۔ اور ہر ایک کتاب پر شرح و حاشیہ لکھا تھا حضرت عروۃ الوثقیٰ اُن سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگرچہ مدت عمر تھوڑی باقی رہی ہے۔ لیکن بعنایت الٰہی تمہارا کام ایک توجہ میں کر دونگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ کہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ یعنی ولایت ثلٰثہ و کمالات ثلٰثہ و حقائق سبعہ القاء فرماویں۔ اور نسبت عالیہ باجمیع احوال و اسرار باطن میں متحقق ہو گئی۔ یہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے کمال تصرف اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے کمال استعداد و قابلیت سے ہے۔ اس سے زیادہ کوئی تصرف اور کرامت نہیں ہو سکتی مردہ کو زندہ کرنا اُس کے سامنے ہیچ ہے۔ آپ باستقامت طریقت و شریعت و ورع و تقوی موصوف تھے۔ طالبان خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے۔ آپ کی وفات ۱۱۱۱؁ھ کو ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون آخری کلام آپ کا حسبی اللہ ونعم الوکیل تھا ؂

حالات حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد صدیق فرزند ششم اور سب سے چھوٹے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۸؁ہجری میں بمقام سرہند ہوئی ؂

نقل ہے کہ آپ کی ولادت سے سال دو سال قبل حضرت عروۃ الوثقیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بے اختیار دل چاہتا ہے۔ کہ ایک فرزند اور بلا واسطہ پیدا ہو چنانچہ ایک روز آپ نے اِس بات کو حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے روبرو بھی فرمایا۔ آپ محجوب ہو کر فرمانی لگیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بیٹے پوتے نواسے دیئے ہیں۔ اب بجائے فرزند بلا واسطہ کے فرزند باواسطہ کی آرزو کیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ دل بے اختیار اِسی طرح چاہتا ہے چنانچہ اِس کے بعد حضرت شیخ محمد صدیق پیدا ہوئے۔ حضرت کو بوجہ اکبر سِن اِن کی تربیت کا نہایت فکر و خیال تھا۔ کہ مبادا معاملہ خام و ناتمام رہ جائے۔ اور بھائیوں کے محتاج ہوں جب آپ سِن تعلیم کو پہنچے تھوڑی مدت میں قرآن شریف ختم کر کے کتب متداولہ کے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ مگر معاملہ حال کو مقدم رکھا۔ اور گیارہ سال کی عمر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور بشارت ولایت احمدی سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ آپ نے یہ خواب اپنے والد ماجد سے بیان کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم کو یہ ولایت نصیب ہوگی حتیٰ کہ اٹھارویں سال کی عمر میں حضرت نے آپ کو بشارت ولایت احمدی عطا فرمائی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات و خصوصیات طریقہ سے مثل اپنے بڑے بھائیوں کی سرفراز ہوئے اور اِسی اثناء میں آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ اور دوسرے بھائیوں کی طرح اشاعت طریقہ احمدیہ میں مصروف ہوئے۔ آپ حرمین شریفین کی زیارت سے فائز ہوئے اور وہاں آپ کو قبولیت عام ہوئی اور مدت تک وہاں مقیم رہے بعدہ ہندوستان واپس تشریف لائے۔ اِس زمانہ میں فرخ سیر بادشاہ تھا۔ وہ آپ کا مرید ہوا۔ اور امراء و اعیان سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے۔ آپ اکثر مریض رہا کرتے تھے اور اِس سبب سے غذا مرغوبہ کا پرہیز رہتا تھا۔ فرمایا کہ دہی مجھ کو نہایت مرغوب الطبع ہے۔ مگر تیرہ سال سے نہیں کھایا۔ آپ بکمال علم و عمل و فضل و ورع و تقویٰ و حسن خلق و کسر نفس آراستہ تھے۔ بتاریخ ۹ جمادالثانی ۱۱۳۰ھ ہجری بمقام دہلی آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرہند میں آپ کی نعش مبارک علیحدہ مقبرہ میں متصل مقبرہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہا دفن کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے صاحبزادگان کے علاوہ صدہا خلفاء صاحب ارشاد مثل محمد باقر لاہوری و محمد حنیف کابلی و محمد صدیق پشاوری و مرزا امان اللہ برہانپوری و شیخ ابوالمظفر و شیخ محمد حلیم اللہ جلال آبادی و مرزا عبید اللہ بیگ و ملا حسن علی پشاوری و ملا موسیٰ بھٹی و ملا بدرالدین سلطانپوری و حکیم حافظ عبدالحکیم نوہانی و شیخ بایزید سہارنپوری و حاجی حبیب اللہ حصاری و شیخ محمد مراد و شیخ آدم ٹھٹی

و سید یوسف کردیزی و میر شرف الدین حسین لاہوری و شیخ انور نو سرائی و شیخ حسین منصور جالندھری
و اخوند سجاول مترجم شرح وقایہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم گذرے ہیں +

حالات حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ پانچویں صاحبزادہ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رح
کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ھ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی +

نقل ہے۔ کہ آپ کے عم مکرم حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے
واقعہ میں دیکھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت کوئی فرشتہ یہ آیت شریف پڑھتا ہے۔ سلام
علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث جب سن تعلیم کو پہنچے آپ کو مکتب میں داخل
کیا تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور اس کے بعد عرصہ قلیل میں
کتب متداولہ پڑھ لیں۔ ایام طفولیت ہی سے کمالات باطنی حاصل کرنے شروع کر دے
گیارہ سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فناء
قلب کی بشارت عطا فرمائی۔ اور آپ کی علو استعداد دیکھ کر ہر دم و ہر لحظہ آپ کی ترقی کا
خیال تھا۔ آپ کے ظرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔ غرضکہ عین ایام شباب میں
واصل جملہ کمالات ہو کر مقبول مولائے ذوالجلال ہوئے۔ چنانچہ ایک خط میں اپنے والد کو
اپنے معاملہ باطنی سے اس طرح اطلاع دیتے ہیں۔ عرضداشت کمترین درویشان محمد
سیف الدین بعرض احوال پراگندہ جرأت نمودہ گستاخی می نماید و بامید عفو از حد تجاوز کردہ
دراز نفسی می کند قبلہ گاہا چندانکہ خواست و می خواہد کہ از دائرہ مباحات قدم بیروں نہ نہد صورت
پذیر نمی شود عمل بعزیمت خود در حق او عنقاء مغرب است و از اتیان اولیٰ و احوط بنہایت بعید
افتادہ الحمد للہ سبحانہ کہ باوجود ایں ہمہ خرابی و تباہ کاری در محبت سگاں آں درگاہ قدم راسخ
دارد و در اعتقاد فدویت آن عتبہ علیہ ممتاز است متاعے ازیں بہتر در بساط خود ندارد و نظر
بہمیں اندوختہ بعضے حالات سابقہ و لاحقہ را معروض میدارد۔ بیت

تو مرا دل دہ و دلیری ہیں ۔۔۔ روبہ خویش خوان و شیری ہیں

حضرت سلامت پیش ازیں بچند سال از غایت ذرہ پروری بالحاق حقیقت الحقائق
وحصول بہرہ از نسبت ملاحت ایں دور از کار را مستعد ساختہ بودند و ایں ضعیف نیز
آنچہ از دولت عظمیٰ درک میکرد بعرض آن مصدع میگشت احیاناً آنقدر ایں نسبت بملیہ زیبایاں
میکرد کہ اتحاد جسدی بلکہ معاملہ کمون و بروز متخیل میگردد و ثقلی در بدن خود احساس نمود و الحال

نیز در بحار اسرار آن حقیقت اجو بہ منش غواصی می نماید وچند انکہ دور دور میرود گویا ہیچ نرفتہ است وبانواع مختلفہ ظہور می فرماید وہر بار فنا وبقا جدید متوہم میشود ؎

نہ حسنش غایتی دارو نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی ودریا ہمچناں باقی

ماوا وسکن خود را تعین حبی معلوم می کند وخود را محاط ایں تعین کہ فوق آن تعینی نیست می یابد وعجائب وغرائب چیزہا از راہ ہمیں تعین در خود میفہمد ومثل ابر نیسان انوار وبرکات می ریزند واسرار لازم الاستتار بادے درمیان می آرند ودر بعضی اوقات چناں متخیل گشتہ است کہ مروارید وزیور را بر وے نثار می کنند وآنقدر مشغوف ایں نسبت است کہ نسبتہائے دیگر گویا مستور شدہ اند وایضاً ایں درویش را آن اعلے حضرت بارہا بارتفاع واسطہ اخذ فیوض وبرکات از مرتبہ مقدسہ بے حیلولۃ بشری بشر فرمودہ اند چہ کمال اتحاد با حقیقت او صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رفع واسطہ است وایں قسم اتحاد نصیب اقل قلیل است چنانچہ از مکتوبات قدسی آیات ظاہر میگردد واما بہرہ از اصالت درحق ایں قسم شخص لازم ہست یا نیست امیدوار است کہ بجواب ایں سرفراز گردد۔ آپ کے مزاج میں امر معروف ونہی منکر بدرجہ غایت تھا۔ ہمگی مصروف اجرار احکام شریعت ورفع بدعت تھی۔ سلطان وقت شاہ اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت اور توجہ کے واسطے روانہ فرمائیں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے انہیں صاحبزادہ کو وہاں بھیجا۔

سلطان اورنگ زیب کی توجہ کے واسطے دہلی جانا

نقل ہے کہ جب آپ دہلی میں پہنچے اور قلعہ میں داخل ہونے لگے۔ قلعہ کے دروازہ پر دو ہاتھیوں کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ جس پر فیلبان بھی سوار تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں اس قلعہ میں داخل نہیں ہونگا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا ہے۔ چنانچہ وہ ہاتھی اور فیلبان بالکل توڑ ڈالے گئے۔ جب آپ قلعہ میں داخل ہوئے +

نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ نے آپ کو حیات بخش باغ کی سیر کی تکلیف دی۔ وہاں سونے کی مچھلیاں تھیں۔ کہ جن کی آنکھوں وغیرہ میں جواہرات جڑے ہوئے تھے حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ جبتک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائینگی۔ میں اس جگہ نہ بیٹھونگا محافظان باغ نے بخیال نقصان شاہی اُن کے توڑنے میں تامل کیا۔ لیکن بادشاہ نے فی الفور تڑوا دیں۔ اور کہا کہ خاطر شیخ میں زیادہ نفع ہے۔ غرضکہ آپ نے حسب عادات وہاں ایسا امر معروف ونہی منکر فرمایا۔ کہ بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اسکی

شکرگذاری میں ایک خط لکھا۔ جس کے جواب میں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔
الحمد للہ والمنۃ کہ فقیرزادہ منظور نظر و قبول گشتہ واثر صحبت بحصول انجامیدہ واز امر معروف ونہی منکر کہ شیوہ فقیرزادہ است اظہار شکر و رضامندی نمودہ بودند شکر خداوندی جل شانہ بریں عطیہ بجاآوردہ وسبب ازدیاد دعاگوئی نمودہ آمد چہ نعمتے است کہ باانیہمہ طمطراق بادشاہی ودبدبہ سلطانی کلمہ حق بسمع قبول افتد وگفتہ نامرادے مؤثر شود انتہی بادشاہ اورنگ زیب آپ سے توجہ لیا کرتا اور عجیب وغریب حالات کہ جو شاہوں کے واسطے عنقاء روزگار ہیں۔ وارد ہوتے آپ اکثر اُس کے حالات اپنے والد کو تحریر فرماتے۔ چنانچہ بعض مکاتیب میں جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اِس کے جواب تحریر فرمائے ہیں۔ وہ مندرج جلد ثالث ہیں۔
مکتوب دوسو بیس[۲۲۰] جلد ثالث میں تحریر فرماتے ہیں۔ آنچہ در احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند از سرایت ذکر در لطائف وحصول سلطان ذکر ورابطہ وقلت خطرات وقبول کلمہ حق ورفع بعضے منکرات وظہور لوازم طلب ہمہ بوضوح پیوست شکر خداوندی جل شانہ بجاآوردہ در طبقہ سلاطین ایں نوع امور حکم عنقاء مغرب دارد در حدیث آمدہ است من احیی سنتی بعد ما امیتت فلہ اجر مائۃ شہید اللھم زدہ توفیقا وطلبا وشوقا وترقیا فی مراتب قربك ایں درویش ازانچہ وظیفہ فقرا است از دعا وتوجہ فارغ نیست وصلاح ظاہر وباطن شان را دریوزہ گر باطن ایشاں را بہ نسبت اکابر معمور می یابد وامیدوار است کہ درین نزدیکی بفنائے قلب مشرف شوند کہ درجہ اولیٰ است از ولایت وایں معنی را در حق ایشان قریب الحصول می یابد۔ باکریمان کارہا دشوار نیست۔ والسلام اولاً وآخراً آگے اِس سے اِسی جلد کے مکتوب دوسو بتیس[۲۳۲] میں تحریر فرماتے ہیں در احوال حضرت برنگاشتہ بودند کہ از وسعت لطیفہ اخفیٰ ومناسبت تام بآں خبر می دہند از مطالعہ آں ذوقہا نمود لطیفہ اخفیٰ اعلائے لطائف است وولایت آں فوق سائر ولایات وایں لطیفہ را خصوصیتے است خاص بسرور کائنات ومفخر موجودات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات فقیر نیز ایشاں را مناسبتے بلطیفہ اخفیٰ در یابد والغیب عند اللہ سبحانہ والسلام۔ اِس سے آگے مکتوب دوسو بیالیس[۲۴۲] میں تحریر فرماتے ہیں بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التحیات میرساند مکتوب مرغوب رسیدہ خوش وقت ساخت آنچہ از احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند ہمہ بوضوح انجامید در طبقہ سلاطین ظہور این نوع امور از غرائب روزگار است اللھم زد سالک چوں صفات خود را پرتو صفات حق یابد جل شانہ تجلی صفات بود وکمال این تجلی آنست کہ ایں صفات ملحق باصل یابد خود را کہ مرائت ایں کمال بود خالی محض یابد وعدم صرف بیند ایں زمان نہ ذکرے یابد نہ توجہے ونہ حضوری

حالاتِ باطنی سلطان اورنگ زیب

چہ بعد از لحوق کمالات باصل آں امور نیز عائد آنجناب مقدس میشوند بعد ازاں اگر ذکر است خود بخود است واگر توجہ وحضور است ہم خود بخود است عارف دریں ہنگام رخت بصحراء عدم کشیدہ است واز ہمہ منتسبات تہی گشتہ ایں حالت معبر بفناء نفس است خوش گفت ؎

معشوق اگرچہ گشت ہم خانۂ ما ویران تر از اول است ویرانۂ ما

دار الخلافت میں آپ کے ارشاد کی نہایت وسعت ہوئی بادشاہ وشہزادہ ومحلات شاہی وجملہ امیر ووزیر آپ سے داخل سلسلہ مجددیہ ہوئے اور حلقہ ومجالس میں اس قدر اژدحام خلائق ہوتا کہ بیان سے باہر ہے ⁂

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم جو کہ آپ کا مرید تھا مجلس عالی میں حاضر ہوا اس قدر انبوہ خلائق تھا۔ کہ اُس کی پگڑی گر پڑی اس کثرت ارشاد وبعض دیگر اپنے حالات کی حضرت نے اپنے والد کو بذریعہ مکتوب اطلاع دی بجواب اس کے وہ تحریر فرماتے ہیں بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التحیات میرساند مکتوب مرغوب کہ متضمن اذواق عالیہ واحوال سنیہ بود خوش وقت ساخت وسبب فرحت دل وراحت جاں گردید نوشتہ بودند باوجود نسبت محبوبیت واسرار متعلقہ آں جانب تکمیل وارشاد روز افزون است چرا روز افزوں نبود کہ افضل محبوباں سرور دین ودنیا است وجانب ارشاد وتکمیل دروی علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات از ہمہ زیادہ تر بود مرقوم نمودہ بودند کہ بعض اوقات بمباشرت امور مباحہ نزول واقع میشود تا بہ آں امور تشبث نہ نماید معاملہ تکمیل زبوں می افتد بلے ارتکاب رخص ومباحات تقویت جانب بشریت کہ ممد تکمیل است میکند وارتکاب عزیمت ومستحب پرورش جانب ملکیت می نماید کہ بارشاد کار ندارد ولکل وجھۃ اولیا غیر مرجوعین در تکمیل جانب ملکیت کوشش مے نمایند واز کمالات بشریت ودعوت حظے ندارند واولیاء مرجوعین تکمیل ہر دو جانب می کنند وملکیت بابشریت جمع ساختہ اند ایں اکابر بمراد حق جل وعلیٰ قائم اند شعر

لانی فی الوصال عبد نفسی وفی الھجران مولیٰ للموالی

ہجر یکہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار خوش تر

مضمون حدیث است ان اللہ کما یحب ان یؤتی بالعزیمۃ یحب ان یؤتی برخصۃ باید دانست کہ مباح کہ مقرون بنیت صالح شود داخل مستحبات میگردد ورخصت عزیمت می شود نوم العلماء عبادۃ شنیدہ باشند علی الخصوص مباح کہ بامر اد تعالےٰ بوقوع آید داخل فرائض وواجب میگردد چنانچہ انیمعنی تفصیل از مکتوبات جلد ثانی حضرت ایشاں واضح ولائح است نوشتہ بودند کہ در مجالس سلطانی طرفہ اسرار لازم الاستتار جلوہ میدہد ومحرود خول

باآن محافل بعروج ونزول خاص ممتاز می سازند بلے اہل کمال از ہر بقعہ فیوض واسرار مناسبہ آں بقعہ اخذ می نمایند واز ہر زمین کمال مناسب آں زمین میگیرند زمینی را مناسبت بمعالات فناست وزمینے راموافقت بکمالات بقابقعہ بعروج مناسبت دارد وبقعہ بنزول حرم مکہ رامعاملات جدا ست وحرم مدینہ را فیوض وکاربار جدا مصرع

ہر خوش پسرے راہ کاتے دگر است

غرضکہ چند مدت تک آپ دار الخلافت میں مصروف امر معروف ونہی منکر وارشاد خلق میں رہے۔ بعدازاں پھر حضرت سرہند واپس آ گئے۔ اور اپنے والد کی خدمت میں اقتباس انوار وبرکات کرتے رہے۔ اُن کے انتقال کے بعد بہمہ اطوار وافعال اُن کی جانشینی کی +

نقل ہے کہ اکثر آخر کی نصف شب کو آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی روضہ مُبارک پر جاتے اور گرد پھرا کرتے تھے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے شعر

من کیستم کہ باتو دم دوستی زنم　　چندین سگان کوے تو یک کمترین منم

فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں مجدد الف ثانی رح کی درگاہ کا کتا ہوں۔ اور کبھی فرماتے کہ بندگی شیخ احمد کابلی سرہندی کی درگاہ کا کتا ہوں +

نقل ہے۔ کہ آپ کی خانقاہ میں چارسو آدمی جمع رہتے تھے۔ اور جو شخص جو فرمایش کرتا اُس کے واسطے وہی کھانا طیار ہوتا اور باوجود اس قدر تنعم کے سالک بمقامات بلند وکرامات ارجمند پہنچتے تھے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تقلیل غذا کرنا چاہا۔ حضرت نے فرمایا کہ حاجت تقلیل غذا نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بناء کار دوام وقوف قلبی وصحبت شیخ پر رکھا ہے ثمرہ زہد ومجاہدہ شاقہ خرق عادات وتصرفات ہے۔ اور ہمارے یہاں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہاں دوام ذکر وتوجہ الی اللہ واتباع سنت ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت کے خادموں میں سے کابل سے کہ اُس کا وطن مالوف تھا۔ ایران کو جاتا تھا۔ راستہ میں ایک رافضی گھوڑے پر چڑھا ہوا آگے آگے جاتا تھا۔ ناگاہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اُس نے چند کلمے بے ادبی کے کہے اس نے اُسی وقت تلوار سے اُس کا سر کاٹ ڈالا بعدازاں اُس کو خوف ہوا کہ کہیں اس کے رفیق مجھ کو ایذا نہ پہنچائیں۔ ناگاہ ایک سوار نقاب پوش پہنچا۔ اور ایک عصا اُس مقتول کے مارا اور مجھ سے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں نے اُس کو گدھا کر دیا ہے۔ اس شخص نے

حضرت مجدد الف ثانی رح سے خصوصیت

جو غور کیا تو وہ گدھے کی لاش ہو گئی تھی۔ اس نے سوار سے عرض کی کہ مجھ کو اپنی زیارت سے مشرف کرائے انہوں نے نقاب اُٹھا دیکھا تو حضرت شیخ سیف الدین تھے۔ فرمایا کہ اگر اس کی صورت نہ تبدیل کر دیتا۔ تو اس کے رفیق تجھ کو تکلیف دیتے۔ کہ اسی اثنار میں اس کے رفیق بھی آ گئے۔ اس کا گھوڑا خالی پایا۔ اور لاش گدھے کی پڑی تھی۔ شرمندہ ہوئے اور نہ پوچھا گھوڑا ایک چپکے سے چلے گئے +

نقل ہے کہ ایک شخص کو مرض جذام ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا آپ نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ فی الحال شفا ہو گئی +

نقل ہے کہ خواجہ زبیر رحمۃ اللہ علیہ ایام طفلی میں ایک مرتبہ نہایت علیل ہوئے آپ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ان کی خالہ نے آپ سے دعا رصحت کے واسطے عرض کیا۔ آپ واسطے دفع مرض کے متوجہ ہوئے۔ اور بعدہ فرمایا کہ اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ حافظ و معین ہے۔ مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لڑکا شیخ عظیم ہو گا۔ اور ہزاراں ہزار آدمی اس کے حلقہ میں حاضر ہوں گے +

نقل ہے۔ کہ آپ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ اللہ نقشبند قدس سرہ سفر حجاز کو جاتے تھے۔ بوقت رخصت آپ سے کہا کہ عمر آخر ہو گئی ہے لڑکوں کے حال پر مہربانی رکھنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کی عمر بہت ہو۔ البتہ مجھ کو اپنی عمر کی بالکل امید نہیں ہے۔ آپ میرے بچوں پر نظر عنایت رکھئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر دونوں بھائیوں کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رح انیس سال کے بعد فوت ہوئے +

نقل ہے۔ کہ آپ کا معمول تھا۔ کہ بین الظہر والعصر مستورات کو جمع کر کے حدیث سنایا کرتے تھے۔ ایک روز خلاف معمول جلد وعظ ختم کر دیا۔ مستورات نے عرض کیا۔ کہ ابھی بہت وقت ہے۔ کچھ اور پڑھئے فرمایا اور محمد اعظم سے پڑھوانا محمد اعظم آپ کے بڑے صاحبزادہ کا نام تھا۔ بعد ازاں آپ علیل ہو گئے۔ اور پھر حدیث سنانے کا اتفاق نہ ہوا۔ اور بعد ازاں محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے سنایا ہو گا۔ آپ نے سینتالیس ۴۷ سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا +

نقل ہے۔ کہ جب آپ کا جنازہ دفن کرنے لے چلے ہوا پر جاتا تھا۔ ہر چند لوگ چاہتے تھے کہ کاندھے پر رکھیں ممکن نہ ہوا اور قبر کے پاس خود بخود جا کر رکھا گیا +

حالات حضرت سید نور محمد بدیوانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نور محمد بدیوانی رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر میں فقیہ کامل تھے۔ آپ نے کسب مقامات سلوک حضرت شیخ سیف الدین فرزند و خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح سے کئے اور سالہا سال تک اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر مشرف بحالات بلند و مقامات ارجمند ہوئے نیز حضرت حافظ محمد محسن اولاد شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ ابتدا میں پندرہ سال تک ہر وقت مستغرق رہتے تھے صرف نماز کے وقت افاقہ ہوجاتا تھا۔ اور پھر مغلوب الحال ہوجاتے تھے۔ آخر میں افاقہ ہوگیا تھا۔ کثرت مراقبہ سے پشت مبارک میں خم ہوگیا تھا۔ اتباع سنت کا نہایت التزام و اہتمام تھا۔ ہر وقت کتب سیر و اخلاق پیش نظر رہتی تھیں۔ اور اُس کے موافق عمل کیا کرتے تھے۔ ادنیٰ ادب کا ترک نہ ہوتا تھا۔ اور اگر بمقتضائے بشریت ہوجاتا متنبہ ہوجاتے تھے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ خلاف سُنت پہلے داہنا پاؤں بروقت داخل ہونے بیت الخلا میں رکھا گیا۔ تین روز تک احوال باطنی میں قبض ہوگیا۔ جب نہایت التجا و تضرع کی تب کھُلا لقمہ میں اِس قدر احتیاط کرتے تھے۔ کہ اپنے ہاتھ سے چند روز کا کھانا پکا لیا کرتے۔ اور اُسی کو شدت بھوک میں کھالیکرتے فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیس ۳۰ سال سے طبیعت کا تعلق کیفیت غذا سے نہیں رہا۔ اور بھوک میں جو کچھ مل گیا وہی کھالیا دو سالن جمع نہ کیا کرتے تھے۔ دو صاحبزادے تھے۔ ایک کو گھی اور ایک کو شکر دیا کرتے تھے۔ اغنیا کا کھانا کبھی نہیں کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ یہ شبہہ سے خالی نہیں ہوتا +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی دنیا دار کے گھر سے کھانا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ظلمت معلوم ہوتی ہے۔ اپنے خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم بھی غور کرو اُنہوں نے متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ کھانا وجہ حلال سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بوجہ نیت ریا ایک قسم کی عفونت اس میں پیدا ہوگئی ہے۔ اگر کسی دنیا دار کے گھر سے کتاب منگاتے تو تین روز تک اُس کا مطالعہ نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اِن کی صحبت سے ظلمت مثل غلاف کے اس پر لپٹ گئی ہے۔ جب ببرکت صحبت مبارک ظلمت زائل ہوجاتی مطالعہ کرتے نور فراست اور کشف اِس قدر صحیح تھا۔ کہ جیسا اُن کو چشم دل سے معلوم ہوتا۔ اوروں کو چشم ظاہر سے نہ معلوم ہوتا۔ اور نہایت قوی التصرف تھے

اور مریدوں کو اُن کی زلّات پر متنبہ فرما دیتے تھے +

نقل ہے۔ کہ روز ایک مرید حضرت سید کی خدمت میں حاضری۔ کے واسطے گھر سے چلا راستہ میں ایک نامحرم پر نظر پڑ گئی۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ تم میں ظلمت زنا معلوم ہوتی ہے شاید کہ نامحرم پر نظر پڑ گئی ہے۔ پھر براہ کرم توجہ فرما کر اُس ظلمت کا ازالہ فرمایا۔ اس طرح ایک روز ایک خادم کو راستہ میں شرابی مل گیا تھا۔ جس وقت خدمت میں حاضر ہوا دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج تمہارے باطن میں ظلمت شراب معلوم ہوتی ہے شاید کہ شراب خوار سے ملاقات ہوئی ہے۔ فرمایا کہ فساق کی ملاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں ذکر تہلیل کر کے جاتا تھا۔ آپ فرما دیتے تھے۔ کہ آج ذکر تہلیل کر کے آئے ہو اور اگر کوئی درود شریف پڑھ کر جاتا۔ اُس کو فرما دیتے تھے۔ کہ درود پڑھ کر آیا ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میری لڑکی کو جن اُٹھالے گئے ہیں۔ جس قدر عمل و عزایم کئے سب بیکار ہو گئے۔ آپ اِس معاملہ میں ہمت فرمائے۔ یہ سُن کر آپ تا دیر مراقب رہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جا فلاں وقت تیری لڑکی حاضر ہو گی۔ چنانچہ اُسی وقت آگئی۔ لڑکی سے جو ماجرا دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ میں ایک صحرا میں بیٹھی تھی۔ وہاں سے ایک بزرگ میرا ہاتھ پکڑ کر اِس جگہ لے آئے۔ آپ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے اِس قدر تامل کے بعد کیوں فرمایا۔ کہ تیری لڑکی فلاں وقت آئیگی۔ فی الفور کیوں نہ فرمادیا فرمایا کہ میں نے پہلے اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں التجا کی کہ اگر میری ہمت میں اثر ہو مصروف ہوں۔ جب الہام ہو گیا کہ تیری ہمت میں اثر ہے تب میں نے ہمت کی اور کہا کہ فلاں وقت تیری لڑکی آجائے گی +

نقل ہے کہ دو عورتیں امتحاناً حضرت سے اخذ طریقہ کے واسطے حاضر ہوئیں اور در اصل وہ رافضی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے عقائد بد سے توبہ کر لو پھر اخذ طریقہ کرنا۔ چنانچہ ایک آپ کے کمال کی قائل ہو کر داخل طریق ہو گئی۔ اور دوسری کو توفیق نہ ہوئی +

نقل ہے۔ کہ ایک آپ کا مخلص ہوائے نسانی سے چاہتا تھا۔ کہ مرتکب زنا ہو کہ اِسی اثناء میں آپ کی صورت مثالی حاضر ہوئی۔ اور عورت خائف ہو کر ایک گوشہ میں چھپ گئی۔ اور وہ شخص تائب ہو گیا +

نقل ہے۔ کہ آپ کے پڑوس میں بنگ فروش کی دوکان تھی۔ ایک روز فرمایا کہ

ظلمت بنگ سے نسبت باطن مکدر ہوتی ہے۔ کسی مخلص نے جا کر اُس کو بزور ہٹا دیا آپ نے یہ سُن کر فرمایا کہ اب پہلے سے بھی زیادہ مکدر ہوگئی۔ کہ احتساب خلاف شرع واقع ہوا۔ اول اُس کو بہ نرمی توبہ کرانی چاہئیے تھی۔ پھر شدت کرنی تھی۔ غرضکہ اُس کو تلاش کر کے بلوایا۔ اور مردود کی جانب سے معذرت کی اور کچھ روپے اُس کو دیئے۔ اور فرمایا کہ خلاف شرع پیشہ اچھا نہیں ہوتا کوئی مباح پیشہ اختیار کر و چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے واسطے گئے۔ مراقبہ میں معلوم ہوا کہ تمام جسم وکفن درست ہے۔ مگر پاؤں کے پوست اور کفن میں مٹی کا اثر پہنچ گیا ہے۔ اس کی وجہ دریافت کی تو صاحب مزار نے فرمایا۔ کہ ایک غیر شخص کا پتھر اُس کی بلا اجازت وضو کی جگہ رکھ لیا تھا۔ کہ جس وقت آئیگا۔ واپس دے دونگا ایک مرتبہ اُس پر قدم رکھا گیا تھا۔ اُس کی وجہ سے مٹی نے پاؤں وکفن میں اثر کیا۔ الحق کہ جس کا قدم تقویٰ میں زیادہ اُسی کو قرب ولایت زیادہ۔ آپ کی وفات ۱۱ ذیقعد ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا مدفن خاص دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے قریب آبادی سے باہر ہے۔

حالات حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ بتاریخ گیارھویں رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ ہجری بروز جمعہ بوقت صبح بعہد شاہ اورنگ زیب تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار امراء شاہی سے تھے۔ اور اسم شریف مرزا جان تھا۔ اور اِسی مناسبت سے شاہ اورنگ زیب نے آپ کا نام جانجان رکھا کہ بیٹا باپ کی جان ہوا کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بنتے بنتے جانجانان ہوگیا۔ آپ کا نسب بواسطہ محمدؒ ابن حنفیہ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ آثار رشد وہدایت ناصیہ مُبارک سے ظاہر تھے۔ عشق آپ کی خمیر طینت میں تھا۔

نقل ہے۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھ کو یاد ہے کہ میری چھ ماہ کی عمر تھی۔ کہ ایک حسین عورت نے مجھ کو دایہ کی گود سے اپنی گود میں لے لیا اُس کے جلوۂ جمال سے میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور اُس کے ساتھ ایک محبت پیدا ہوگئی۔ اور اُس کے بلا دیدار قرار نہ آتا تھا۔ اور اُس کے فراق میں رویا کرتا تھا۔ پانچ سال کی عمر میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی۔ کہ یہ لڑکا عاشق مزاج ہے۔ فرمایا کہ میری عمر ۹ سال کی تھی۔ کہ میں نے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی بنینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ بکمال عنایت پیش آئے اور انہیں ایام میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر آتا اُن کی صورت مبارک حاضر ہو جاتی فرمایا کہ میں نے بارہا بچشم ظاہر حضرت صدیق اکبر کو دیکھا ہے۔ اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا ؂

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھے تھے کسی شخص نے ذکر کیا کہ قدماء صوفیہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ مگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سب کے خلاف وحدت شہود کو ترجیح دیتے ہیں۔ کہ اسی اثناء میں ایک نور مثل آفتاب کے چمکا اور اُس میں حضرت مجدد نے ظہور فرمایا۔ اور آپ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں سے اُٹھ جاؤ۔ اس واقعہ کو آپ نے اپنے والد سے بیان کیا اُنھوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تم کو اُن کے طریقہ سے فیض حاصل ہوگا صغر سنی سے ہی آپ کے والد نے آپ کی تربیت میں نہایت اہتمام فرمایا۔ اور تمام اوقات منضبط فرما دیئے اور نہایت تاکید کی کہ وقت عزیز رائگان نہ ہو چنانچہ عرصہ قلیل میں آپ نے ہر فن میں کمال پیدا کیا علاوہ علم قرات وفقہ وحدیث کے دیگر فنون میں بھی آپ کو ید بیضا حاصل تھا

نقل ہے کہ تقطیع سراویل آپ کو پچاس طرح سے آتی تھی۔ فن سپاہ گری میں آپ کو اس قدر مہارت تھی۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر بیس۲۰ آدمی تلوار کھینچکر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک لاٹھی ہی ہو انشاء اللہ تعالےٰ ایک شخص بھی زخم نہیں پہونچا سکتا ؂

نقل ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مغرب کی نماز میں انصراف سلام کے وقت میرے خنجر مارنا چاہا میں نے فی الفور اُس سے چھین لیا۔ اور پھر واپس دے دیا۔ اُس نے پھر حملہ کیا۔ اور پھر میں نے چھین لیا۔ پھر واپس دیا۔ اسی طرح اُس نے سات مرتبہ حملہ کیا۔ اور ساتوں مرتبہ میں نے چھین چھین لیا۔ آخر کار اُس نے معذرت کی اور پاؤں پر گر پڑا فرمایا کہ ایک مرتبہ مست ہاتھی راہ میں آتا تھا۔ اور میں سامنے سے گھوڑے پر سوار جاتا تھا۔ فیلبان نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ مجھ کو شرم آئی کہ حیوان سے بھاگنا بڑی نامردی ہے اتنے میں ہاتھی نے مجھ کو سونڈ میں لپیٹ لیا اُسی وقت میں نے خنجر نکال کر اُس کی سونڈ میں مارا ہاتھی نے چیخ مار کر مجھ کو چھوڑ دیا فرمایا کہ ایک مرتبہ جہاد باشرائط پیش آیا میں اور ایک سردار ایک ہاتھی پر بیٹھے ہوئے تھے عین شدت حرب میں میرے رولیف کو خیال آیا کہ یہ ڈر گیا فی الفور اُسی

حالت میں ایک غزل تازہ تصنیف کی کہ وہ حیران رہ گیا۔ غرضکہ جس فن کا آدمی آپ کے پاس آتا اس فن میں آپکی اُستادی کا اقرار کرتا فرمایا کہ میرے مزاج میں رغبت اتباع سنت کمال تھی۔ ایک روز میرے والد مجھ کو اپنے پیر کی خدمت میں لے گئے اتفاقاً اُس روز سکر و سماع میں ان کی نماز عصر و مغرب فوت ہو گئی اُس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر والد نے مجھ کو اُن سے بیعت ہونے کے واسطے کہا۔ تو میں انکار کردوں گا۔ چنانچہ ایک روز میں نے والد سے عرض کیا کہ حضرت نماز میں کیوں تساہل کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اُن پر سکر غالب ہے معذور ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نماز میں سکر غالب ہو جاتا ہے۔ اور کام میں ہوشیار رہتے ہیں۔ اِس بات سے وہ ناراض ہوئے مگر میرے دل سے بیعت کرانے کا کھٹکا نکل گیا۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تھی۔ کہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ اوقات اِسی طرح منضبط رکھنا۔ اور عمر اشغال لاطائل میں نہ صرف کرنا فرمایا کہ میں نے اوقات اِسی طرح جس طرح کہ والد نے مقرر کر دیئے تھے۔ منقسم رکھے فرمایا کہ بعد انتقال والد خیر خواہان دنیا دو سال تک اِس کوشش میں رہے کہ منصب موروثی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ایک روز فرخ سیر بادشاہ کی ملاقات کو لے گئے۔ بادشاہ کو اُس روز زکام تھا۔ اور دربار میں نہ آیا اِس سبب سے ملاقات نہ ہوئی اسی روز رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بزرگ نے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ میرے سر پر رکھدی ہے۔ شاید کہ وہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے۔ اِس خواب کے دیکھنے سے منصب وجاہ کی رغبت میرے دل میں باقی نہ رہی اور بزرگوں سے ملنے کا شوق دل میں پیدا ہو گیا۔ اور جس جگہ صاحب کمال سُنتا۔ اُن کی زیارت کے واسطے حاضر ہوتا۔ چنانچہ شیخ کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور میر ہاشم جالیسری و شاہ مظفر قادری کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ شاہ مظفر قادری سے جس وقت میں اُن کی ملاقات کو گیا کسی نے دریافت کیا کہ اس وقت بھی اوتاد و ابدال ہوں گے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ زمانہ دوستان خدا سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کو اوتاد و ابدال دیکھنا ہو میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جوان کو دیکھے یا اُنھوں نے اپنی نور فراست سے معلوم کیا۔ ورنہ اُس وقت تک میں نے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کے گھر مجمع احباب و سامان طرب موجود تھا۔ کہ اِسی اثناء میں کسی شخص نے حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف بیان کئے

یہ سنتے ہی آپ بے اختیار ہو گئے اور باوجود ممانعت حضار جلسہ اُسی دم متوجہ زیارت حضرت سید ہوئے چونکہ مکان پر تمام احباب کو چھوڑ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد چاہا کہ جلد وہاں سے اٹھیں اور عرض کیا کہ انشاءاللہ تعالےٰ پھر کسی وقت حاضر ہوں گا اگرچہ حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ بعد دریافت صلاحیت واستعداد واستخارہ مسنونہ ذکر طریقہ طالب کو تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کو بلا آپ کی درخواست کے فرمایا کہ آنکھیں بند کر کے متوجہ قلب ہو جاؤ اور خود توجہ شروع کی چنانچہ اُسی توجہ میں لطائف خمسہ جاری ہو گئے اور بعدازاں رخصت کر دیا۔ اور آپ پر نسبت باطنی نے اس قدر غلبہ کیا کہ اگلے دن صبح کو جب حضرت سید کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا اور معمول کے موافق چلتے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو بعینہ حضرت سید کی صورت پائی اس سے محبت اور عقیدہ اور زیادہ ہو گیا۔ تھوڑی مدت میں حالات وکیفیات طریقہ سے باطن معمور ہو گیا۔ دل محبت ماسوا سے بالکل خالی ہو گیا۔ چار سال تک آپ نے ان کی خدمت میں استفادہ کیا اور معاملہ تا ولایت کبرےٰ پہنچ گیا۔ اُس وقت حضرت سید نے آپ کو اجازت طریقہ مع تبرک پیرہن عطا فرمائی اور وصیت ملازمت عقیدہ اہل سُنت وجماعت واجتناب از بدعت فرمائی اس کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھ سال تک اُن کی قبر پر جاتے رہے اور اس عرصہ میں سیر الباطن تک ترقی ہو گئی۔ لیکن حضرت سید بار بار واقعہ میں فرماتے تھے۔ کہ کمالات الٰہی بے نہایت ہیں عمر متناہی کو طلب خدا میں صرف کرنا چاہیئے۔ قبور سے استفادہ معمول نہیں ہے۔ کسی زندہ بزرگ سے تحصیل مقامات کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرزا صاحب نے بزرگان وقت کی خدمت میں رجوع کیا۔ پہلے حضرت شاہ گلشن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اظہار طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم کو شیخ روزگار ہونا ہے اور میں چنداں پابند آداب طریقت کا نہیں ہوں کبھی سماع سن لیتا ہوں۔ اور کبھی نماز بے جماعت پڑھ لیتا ہوں۔ تم کسی اور جگہ جاؤ چنانچہ اُس کے بعد وہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند نبیرہ حضرت مجدد علیہم الرحمۃ کے کہ وہ اپنی وقت کے قیوم تھے گئے نہایت مہربانی سے پیش آئے اور اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ ایسے شخصوں کی ملاقات کہ باآداب ظاہر و انوار باطن سے آراستہ ہوں۔ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ سن کر حضرت مرزا صاحب اُن سے قدم بوس ہوئے۔ حضرت خواجہ زبیر نے فرمایا کہ تم تو ہمارے ہی ہو۔ لیکن اس طریقہ میں صحبت شرط

ہے اور تمہارا مکان یہاں سے بہت دور ہے ہر روز آنہیں سکتے اور جو نسبت تم کو حضرت سید سے پُہنچی ہے۔ وہ بہت اصیل ہے۔ اِس کی نہایت محافظت کرنا چاہیئے۔ اور یہی کافی ہے بعد ازاں حضرت حاجی محمدؐ افضل رحمۃ اللہ علیہ سے التماس توجہ کی یہ بزرگ بھی حضرت حجۃ اللہ نقشبند کے خلیفہ تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ تم نے سلوک علی البصیرۃ حاصل کیا ہے اور تم کو کشف مقامات ہے اور مجھ کو چنداں کشف و علم مقامات نہیں ہے۔ استفادہ بوجہ احسن نہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کا قول ہے کہ اگرچہ اُن سے استفادہ ظاہراً نہیں ہوا۔ لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں اُن کے باطن سے فیض فائض ہوتا تھا۔ اور نسبت کے عرض میں خوب قوت پیدا ہو گئی۔ پھر حضرت حافظ سعد اللہ خلیفہ حضرت محمدؐ صدیق فرزند اصغر حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے استخارہ کو حکم فرمایا استخارہ فہو المراد آیا ان کی خدمت میں بارہ ۱۲ سال رہنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی۔ بسبب کبر سنی توجہ نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ صبح کے وقت ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھتے تھے۔ اُس وقت طالبین حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے تھے اور قرآن سنتے تھے۔ اُس سے ترقیات باطن ہوتی تھیں اُن کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ اگر کوئی بلا اجازت کسی مزار پر بھی چلا جاتا تھا۔ تو اُس کی نسبت میں فتور آجاتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مرزا صاحب نے اُن سے عرض کیا کہ اِس طریقہ میں مدار ترقی توجہ پیر پر ہے۔ اور اس قدر مدت میں فقیر کو صرف ایک ہی مرتبہ توجہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور فقیر کو ہمیشہ اِس سعادت کی آرزو رہتی ہے اس جرائت سے نہایت ناراض ہوئے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ظاہر و باطن میں تغیر عظیم پیدا ہوا حتیٰ کہ علیل ہو گئے اور تین مہینے تک بیمار رہے جب ایک روز جناب حافظ صاحب عیادت کو تشریف لائے تب صحت ہوئی اور نسبت باطن بحال ہوئی۔ لیکن چونکہ وہ طالبوں کے حال پر بوجہ ضعف خیال فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ ناچار حضرت مرزا صاحب نے حضرت خواجہ محمدؐ عابد سنامی خلیفہ حضرت شیخ عبد الاحد نبیرہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہم کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ اِس کی جب خبر حضرت حافظ صاحب کو پہنچی تو حضرت مرزا صاحب سے فرمانے لگے کہ تم نے یہاں کیا فیض میں کوتاہی دیکھی کہ اور جگہ جانا اختیار کیا۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ میرا مقصود صرف اللہ اور نسبت علیہ ہے اور اُس کا حاصل ہونا توجہات پر موقوف ہے اور یہ بات بوجہ ضعف و ناتوانی حضرت کے ہو نہیں

سکتی اس سبب سے ایک آپ کے بھائی کے پاس رجوع کیا ہے۔ اور خادمان والای
ویسی ہی اخلاص و بندگی راسخ ہے۔ مگر اس عذر سے اُن کی صفائی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بعد انتقال
جب کبھی ان کے مزار پر جاتے تو وہ حضرت مرزا صاحب سے منہ پھیر لیا کرتے بعد
موت اُن کے خلیفہ نے حضرت مرزا صاحب سے کہا کہ مجھ کو واقع میں حضرت حافظ
صاحب نے بشارت دی ہے کہ ہم مرزا صاحب سے راضی ہیں۔ اُنہوں نے جو کچھ
کیا وہ حکم اور مرضی الٰہی سے کیا تھا۔ یہ سُن کر مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور سجدات
شکر بجالائے کہ رضائے اہل حقوق اللہ تعالےٰ کی نعمت سے ہے حضرت خواجہ محمد
عابد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کمالات سے کام شروع ہوا۔ اور سات سال میں حقائق
سبعہ وغیرہ ختم ہوئے فرمایا۔ ولایات میں جو ذوق و شوق وظہور توحیدی تھا وہ سب
زائل ہو گیا اور بجائے اس کے بردیقین واتصال بے کیف واحوال بیرنگ ولطافت
نسبت مقامات عالیہ مجددیہ میں حاصل ہوئی مقامات سافلہ میں فیض مثل بڑے بڑے
قطرہ والی بارش کے آتا تھا یہاں مثل شبنم کے ہو گیا بعد ختم مقامات حضرت شیخ نے پھر
ایک سال میں سیر مرادی تمام مقامات کی کرائی اُس سے ہر مقام کے حالات وکیفیات
میں نہایت قوت پیدا ہو گئی اور لطافت نسبت اس درجہ کو پہنچ گئی۔ کہ حضرت شیخ کی توجہات
بھی ادراک میں نہ آتی تھیں۔ بلکہ آخر کار اُن کی صحبت میں صرف ایک قسم کی صفائی پیدا
ہوتی تھی۔ اور بس چنانچہ اِس کی شکایت بھی اُن سے کی گئی۔ فرمایا کہ اِس کا کچھ اندیشہ
نہیں ہے۔ فیضان الٰہی برابر آتا ہے۔ اگرچہ غایت بیرنگی سے ادراک میں نہ آئے
جس وقت تک حوض بھر نہیں جاتی پرنالہ سے پانی کے گرنے کی آواز آیا کرتی ہے
اور جب لبریز ہو جاتی ہے پانی اُس میں آتا رہتا ہے۔ مگر آواز نہیں پیدا ہوتی۔ فرمایا
کہ حضرت شیخ کی توجہات سے نسبت باطنی میں اس قدر طول و عرض پیدا ہوا کہ نظر کشفی
بھی کام نہ کرتی تھی۔ اور تسلیک مقامات طریقہ میں نہایت قوت حاصل ہوئی چنانچہ حضرت
شیخ نے اپنے چند اصحاب تربیت کے واسطے سپرد کئے۔ بعد ختم مقامات جب اُن کے
پاس لے گیا اُنہوں نے جمیع بشارات مسلم رکھے فرمایا کہ حضرت شیخ کے اصحاب
میں جو خصوصیت کہ فقیر کو تھی وہ کسی کو نہ تھی +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا کہ رات اللہ تعالےٰ نے ایسے کمالات
جدیدہ عطا فرمائے کہ بمقابلہ اُن کے کمالات سابقہ کچھ نہ تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے
عرض کیا کہ اُس وقت اس قدر شب باقی رہی تھی۔ کہ بہ برکت حضور مجھ پر بھی احوال عجیبہ و اسرار

غریبہ وارد ہوئے تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا درست ہے۔ تم کو ہمارا ضمنی کیا ہے اور جو کچھ مجھ کو بخشش وکرامت ہوتی ہے اُس میں تم کو حصہ ملتا ہے ؎

نقل ہے۔ کہ فرمایا ایک روز حضرت شیخ سے میں نے قادریہ خاندان کی اجازت کے واسطے عرض کیا اُنہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سرفراز کرائیں۔ چنانچہ خود بھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو بیٹھے اور مجھ کو بھی متوجہ ہونے کو فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کرام واولیاء عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک بارگاہ عالی میں رونق افروز ہیں۔ اور حضرت غوث الثقلین حضور پرنور میں کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ نے جاکر عرض کیا کہ مرزا جانجاناں اجازت خاندان قادریہ کے اُمیدوار ہیں۔ فرمایا کہ اس معاملہ میں سید عبدالقادر سے کہو چنانچہ اُن سے عرض کیا۔ اُنہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرماکر بعطاے خرقہ تبرک۔ اجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا۔ اور مجھ کو اپنے سینہ میں حالات وبرکات طریقہ قادریہ کا بخوبی احساس ہوا فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ میں اضمحلال وربودگی بہت ہے اور طریقہ قادریہ میں لمعان انوار ہے۔ فرمایا کہ حضرت شیخ نے مجھ کو اجازت خاندان سہروردیہ وچشتیہ بھی عطا فرمائی ہے۔ اور نسبت چشتیہ اویسیہ طور سے بھی مجھ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی ہے۔ فرمایا بعض اوقات کہ نسبت چشتیہ کا ظہور ہوتا ہے سماع اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور سوز وگداز وعشق ومحبت کہ لازم نسبت چشتیہ ہے باطن کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ فرمایا کہ جب حضرت شیخ نے مجھ کو بشارت حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائی۔ اور مجھ کو اُس کے انوار میں فنا حاصل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ جناب سرور عالم صلعم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بجاے بندہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور بندہ اُن کی جگہ پر بیٹھا ہے پھر دیکھا کہ دونوں جگہ حضرت محبوب رب العالمین بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ دونوں جگہ میں بیٹھا ہوں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمتوں سے میرے حال پر یہ ہے کہ مجھ کو پیران کبار سے خصوصاً حضرت سید اور حضرت شیخ سے کمال محبت اور رسوخ ہے اور اگرچہ بشرف زیارت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مشرف نہیں ہوا۔ مگر الحمد للہ کہ اُن کے ایسے نائبوں کی سعادت صحبت سے محروم نہیں رہا اور اسی طرح یہ بزرگوار بھی میرے حال پر کمال بندہ نوازی فرمایا کرتے تھے۔ اور میری توقیر میری قدر سے زیادہ فرمایا کرتے

تھے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت سید نے میری جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں۔ اور فرمایا کہ تم کو اللہ تعالےٰ کی جناب میں قبولیت تمام ہے۔ حضرت حاجی محمد افضل صاحب میری تعظیم کو سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ تمہارے کمالات کی تعظیم کرتا ہوں۔ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نہایت تکریم کرتے اور فرمایا کرتے کہ تم میرے قبلہ گاہ کی جگہ ہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نہایت تواضع سے میرے زانو بوس ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری مانند میرے مریدوں میں کوئی نہیں ہے۔ ایک روز اور فرمایا کہ تم کو جو خدا اور رسول سے محبت ہے تمہاری توجہات سے ترویج طریقہ ہوگی۔ اور فرمایا کہ جناب الٰہی سے تم کو لقب شمس الدین حبیب اللہ عطا ہوا ہے فرمایا کہ ایک روز میں حضرت شیخ کے حضور میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ دو آفتاب مقابل بیٹھے ہیں کہ شعشان انوار سے ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ایک روز ایک سرہندی صاحب زادہ سرہند کو جاتے تھے اُن کی زبانی میں نے اپنا سلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا۔ جب اُنہوں نے مزار پر پہنچ کر میرا سلام کہا حضرت مجدد رح نے سینہ تک اپنا سر مبارک اُٹھا دیا۔ اور فرمایا کون مرزا پھر آپ ہی فرمایا وہ ہمارا شیفتہ اور دیوانہ علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا کہ وہ مجددی صاحبزادہ میرے بہت مشکور ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری وجہ سے مجھ کو زیارت نصیب ہو گئی۔ اور اِس کے بعد سے میری بہت تعظیم کرنے لگے۔ غرضکہ بعد انتقال حضرت شیخ حضرت مرزا صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے طالبان خدا ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ کے اجل اصحاب اور اور مشائخ عصر و علماء و صلحاء استفاضہ کے واسطے حاضر ہوئے اور حسب استعداد فیض یاب ہوئے۔ تہذیب نفوس طالبان جیسے کہ آپ کی خدمت میں ہوتی تھی۔ بزرگان سلف ہی کے وقت میں کبھی ہوتی ہوگی مشائخ وقت کہا کرتے تھے کہ جس قدر فیض صرف تمہاری صحبت میں ہوتا ہے اُس قدر اوروں کی توجہ و ہمت سے نہیں پہنچتا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں رسمی طور سے آیا اور وہاں سے پھر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اُنہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کیا تم مرزا صاحب کے مرید ہو گئے کہ تمہارا باطن اُن کے طریقہ کے انوار سے معمور ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں میں تو صرف اُن کی خدمت میں حاضر ہی ہوا تھا۔ فرمایا

آہن کہ بپارس آشنا شد ۔۔۔ فی الفور بصورت طلا شد

آپ کی توجہات سے لوگ دور دراز ملکوں میں ترقیات حاصل کرتے تھے ؂
نقل ہے۔ کہ حضرت شاہ بھیک نبیرہ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کابل میں تھے
حضرت نے دہلی سے غائبانہ توجہ فرماکر مقامات عالیہ پر پہنچادیا۔ حضرت مولوی احمد اللہ فرزند
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم کو دہلی سے پانی پت میں توجہات غائبانہ فرمایا
کرتے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں اُن کو تحریر فرماتے ہیں۔ توجہ بشما تا امروز ناغہ نشدہ و نخواہد
شد ترقیات شما روز افزوں ست تجلیات کمالات رسالت گاہ گاہ ظہور میکند انتہی اور
ایک جگہ اُن کے والد کو تحریر فرماتے ہیں۔ احمد اللہ را در حقیقت کعبہ توجہ میشود و در دو سہ
روز در حقیقت قرآن داخل میگردد انتہی ہزارہا آدمیوں نے آپ سے طریق حاصل کیا۔
اور دوام ذکر میں مشغول ہوئے قریب دوسو آدمیوں کے اجازت تعلیم طریقہ عطا فرمائی
اور قریب پچاس آدمیوں کو نہایت مقامات مجددیہ احمدیہ پر پہنچایا بمقتضائے عموم الطاف
حضرت کی عادت شریف اس طرح تھی۔ کہ سالک ابھی ایک مقام اچھی طرح سرانجام کرنے
نہیں پاتا تھا۔ کہ بطور طفرہ مقام عالی پر واصل فرماکر ادنےٰ التفات سے وہاں کے حالات وکیفیات
اُس پر القاء فرمادیتے تھے۔ تاکہ ہر مقام سے مناسبت پیدا کرکے پھر بطور خود کثرت ذکر و
مراقبہ سے مقامات عالیہ میں تحقق پیدا کرلے اور ہمہ تن ہمت عالی اسی پر مصروف تھی۔ کہ
طریقہ احمدیہ عالم میں رواج پذیر ہو اور طریقہ جدیدہ مجددیہ سے جہان منور ہوجائے ؂
نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ بعض افغانوں نے حضرت کی بشارات مقامات پر دل میں
انکار کیا۔ حضرت نے یہ بات اپنے نور فراست سے دریافت کرکے فرمایا۔ اگر تم کو اعتبار
نہیں ہے۔ تو کسی کو اکابر دین میں سے مقرر کرلو کہ اُس کی روح مبارک ظہور فرماکر
بشارات کی شہادت دے سب نے عرض کی کہ اگر جناب رسول اللہ صلعم کی روح مبارک
آکر تصدیق فرمائے نہایت تصدیق ہے۔ اُس پر جناب رسول اللہ صلعم کی روح مبارک
پر فاتحہ پڑھ کر مع اصحاب متوجہ جناب مقدس ہوگئے کہ اسی اثناء میں سب کو غیبت ہوگئی۔
اور دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور سب کو زجر فرماکر ارشاد کیا کہ مرزا
صاحب کی بشارات سب صحیح ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے اسی قسم کا شبہ بذریعہ
تحریر بھی کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ تحریر فرمایا۔ مخدوما دو شنبہ نوشتہ اند کہ
آنکہ خلفاء حضرات سرہند دعوئے مقامات بلند میکنند و آثار آن مثل اولیاء متقدمین
از انہا بظہور نمیرسد دیگر آنکہ مریدان خود را بشارتہائے عالی میدہند و حالات آنہا دلالت
برآن بشارتہا نمی کنند و مساوات آں درویشان با کابر سابقین بلکہ فضل برآنہا لازم می آید

جواب اعتراض اضافات

واین معنی مستبعد می نماید جواب شبہ اول بدانند کہ بزرگان پیشین باوجود تحقق فنائے دعوئے کمالات علیا کردہ اند و کتب قوم ازیں مقالات مملوست غایۃ مافی الباب جماعۃ ازان طائفہ باظہار ایں امور مامور بودہ اند و فرقہ بحکم غلبۂ سکر معذور پس در شان ایشاں نیز ازیں ہر دو احتمال یکے را تجویز میتواں نمود و ہیچ کمالے غیر از نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ و در مبدء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست پس در حق ایں بزرگان حسن ظن راچہ مانع است آخر از صلحاء مسلمین اند و مراد از ظہور آثار کمال اگر استقامت است کہ فوق کرامت است پس ایں معنی خود از اقویاء ایں طریقہ بقوہ ظاہر میگردد و ضعفاء را اعتبارے نہ و اگر مقصود از آثار صدور خرق عادات و مکاشفات است کہ منظور عوام است پس ایں مقدمات باجماع صوفیہ نہ از شرط ولایت اند و نہ از لوازم آن و مخفی نیست کہ صحابہ کرام کہ افضل جمیع امت مرحومہ بودہ اند کمتر مصدر ایں امور گشتہ و چون مجاہدات و ریاضات ایں طریقہ بطور صحابہ و تابعین اتباع کتاب و سنت است اذواق و مواجید اہل ایں طریقہ نیز مشابہ اذواق ہماں جماعت است فلا تکن من الممترین جواب شبہ دوم آنکہ دریافتن آثار باطنی اہل کمال امر آسان نیست علی الخصوص ادراک نسبت بے کیف ایں طریقہ کار ہر عمرو و زیدے نے اما از ارباب فراست صحیحہ مخفی نمیماند و آثار ظاہری کہ کثرت طاعت و ریاضت و افراط ذوق و شوق و تجرد و انقطاع باشد اہل اخلاص و ریا و ارباب حق و باطل شریک اند و از صدور معاصی احیاناً غیر معصومین ہیچ کس محفوظ نیست و حق انیست کہ بنا بر بعد زمان نبوت و قرب قیامت ضعف در احوال ظاہری و باطنی راہ یافتہ است لیکن ایں بشارتہا بے حقیقی نیست و مقصود ایں مشائخ از بشارت آنست کہ مرید ازان مقام نصیبے یافتہ نہ مثل اولیاء مشہور قوت و رفعت در آں مقام رسانیدہ تا مساوات بآنہا لازم آید و اگر مردے خوش استعدادے عمرے دریں کار جد و جہد بکار برد و شریک دولت آں بزرگاں شود استحالہ ندارد بیت

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید — دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

و بدانند کہ نسبت ایں حضرات انعکاسی است مثل انطباع نور شمس در مرات و فصحی می باید کہ انوار پیر لازم مرات مرید گردد و انعکاس مبدل بہ تحقق شود و مرید بمرتبہ کمال و تکمیل برسد پس در بعض اوقات عکس مقام در آئینۂ باطن مرید می افتد و ہنوز آں مقام بتحقق نرسیدہ و پیر کشف دقیق و نظر تحقیق را کار نفرمودہ آں مرید را بشارت آں مقام میفرماید و بعد مفارقت آن نسبت کہ بشرط محاذات ظاہر شدہ بود رویہ استتار می آرد پس آثار اگر ظہور نماید بجا است و ایں اغلاط دریں جزو زمان بسیار رواج یافتہ است کہ

درپیران نسبت کشفی کمیاب است و مریدان بنابر ضعف ہمت التماس بشارت مقام واجازت ارشاد در اضطراب اند انتہی حضرت مرزا صاحب بکمال زہد و توکل موصوف تھے دنیا اور اہل دنیا سے نہایت استغنا تھا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا ہدیہ بھی قبول نہیں فرمایا کرتے تھے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اپنے وزیر قمر الدین کی زبانی حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو ملک عطا فرمایا ہے۔ اِس میں سے جو کچھ مرضی ہو بطریق ہدیہ قبول فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ تمام دنیا کی متاع کو قلیل فرماتا ہے۔ پھر اُس قلیل میں سے بھی تمہارے پاس قلیل ہے۔ اس میں سے میں کیا قبول کروں ؂

نقل ہے کہ ایک امیر نے ایک خانقاہ اور ایک حویلی اور وجہ معاش فقراء کی مقرر کر کے حضرت کی نظر کی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور جواب دیا کہ گذارہ کرنے کو اپنے اور بیگانہ کا مکان کافی ہے۔ اور ہر شخص کی روزی جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے۔ وقت پر پہنچ جاتی ہے۔ فقیروں کا خزانہ صبر و قناعت ہے ؂

نقل ہے کہ ایک روز موسم سرما میں آپ پھٹی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔ نواب خان فیروز جنگ اُس جگہ حاضر تھا۔ یہ حال دیکھ کر ایک اپنے مصاحب سے کہنے لگا کہ یہ ہماری بدبختی ہے۔ کہ جن بزرگوں کی خدمت میں ہم کو ارادت و بندگی ہے وہ ہمارا ہدیہ بھی قبول نہیں فرماتے آپ نے یہ سن کر یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

ہزار حیف کہ گل کرد بینوائی ما بچشم آبلہ آمد برہنہ پائی ما

فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا ہے۔ کہ امیروں سے نیاز نہ قبول کرونگا۔ اب کہ آفتاب قریب غروب کے ہے۔ اگر اپنا روزہ توڑوں دس لاکھ روپیہ چاہیئے۔ کہ ہمسایہ کی عورتوں کا چولھا گرم ہو ؂

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ نظام الملک تیس ہزار روپیہ نیاز لائے قبول نہ فرمایا اُس نے عرض کیا۔ کہ آپ راہ خدا میں ارباب حاجت کو تقسیم کر دیجئیگا۔ فرمایا میں تمہارا خانساماں نہیں ہوں یہاں سے تقسیم کرنا شروع کرو گھر تک سب تقسیم ہو جائینگے ؂

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تین سو اشرفیاں بھیجیں آپ نے فرمایا اگرچہ رد ہدیہ کو منع فرمایا ہے۔ لیکن اِس کے قبول کرنے کو واجب بھی نہیں فرمایا۔ جو مال کہ یقینی حلال ہو اُس کے لینے میں برکت ہے۔ فقیر اپنے اصحاب سے کہ باخلاص

واحتیاط ہدیہ لاتے ہیں۔ قبول کر لیتا ہے۔ اور امراء کا مال اکثر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور حق العباد اُس میں شامل ہوتا ہے۔ قیامت کے روز ایسے مال کے حساب دینے میں دقت ہوگی ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ قیامت کے دن جبتک آدمی سے پانچ سوال نہیں ہولیں گے وہ ہٹنے کا نہیں۔ عمر کس چیز میں صرف کی۔ جوانی کس چیز میں صرف کی۔ مال کہاں سے حاصل کیا۔ اور کہاں خرچ کیا۔ اور کیا عمل کیا۔ اُس چیز میں کہ جانا۔ فرمایا پس ہدیہ کے قبول کرنے میں تامل ضرور ہے ؀

نقل ہے۔ کہ ایک امیر نے آموں کا ہدیہ آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے واپس کر دیئے۔ اُس نے بہت منت کر کے پھر بھیجے تب آپ نے اُن میں سے صرف دو آم لئے باقی واپس کر دیئے اور فرمایا کہ فقیر کا دل اس ہدیہ کے قبول کرنے میں انکار کرتا ہے۔ کہ اسی اثناء میں باغبان چلاتا ہوا آیا کہ فلاں امیر نے میرے آم ظلماً لئے ہیں اور اُن میں سے تھوڑے سے آپ کے پاس بھی بھیجیں ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ ناعاقبت اندیش مغصوبہ ہدیہ سے ہمارا باطن تیرہ و تاریک کرنا چاہتے ہیں۔ امیروں کے گھر کا آپ کھانا بھی نہ کھایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ اِن لوگوں کے کھانیکی ظلمت سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے کہ شر الطعام طعام الاغنیاء یعنی بدترین طعام طعام اغنیا ہے۔ بلکہ غرباء کی دعوت قبول کرنے میں بھی مضایقہ فرماتے اور فرماتے یہ لوگ بوجہ بے سامانی سودی قرض لیکر دعوت کیا کرتے ہیں ؀

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ روزہ کے افطار کے وقت طعام بیگانہ سے تھوڑا تھوڑا روٹی کا ٹکڑا سب خدام کو تقسیم کیا۔ اور قدرے خود بھی تناول فرمایا بعد تراویح سب سے کہا کہ یارو اپنے اپنے باطن کا حال کہو کہ نسبت میں کیا اثر کیا ہے۔ ایک نے عرض کیا کہ پہلے حضور اپنا حال بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ میرا باطن تو سیاہ و تباہ ہو گیا تھا۔ ببرکت نماز و استماع قرآن شریف پھر بحال ہوا۔ خادم نے عرض کیا۔ کہ جب کدورت لقمہ شبہ سے حضور کے دریاء انوار میں تغیر ہو گیا۔ تو ہم تنگ باطنوں کا کیا پوچھنا ہے فرمایا لقمہ ہی سے توفیق رفیق ہوتی اور نور طاعت بڑھتا ہے۔ حضرت نے غناء پر فقر کو اختیار کیا تھا۔ اور صبر و قناعت کو پسند فرمایا تھا۔ تسلیم و رضا آپ کا شیوہ تھا۔ ملایم و ناملایم قضا سے موافقت فرماتے اور ضروری ضروری احتیاج بشری پر قناعت فرمایا کرتے۔ اپنے اصحاب کی نسبت بھی یہی دعا تھی۔ کہ نہ اس قدر غنا ہو کہ اسراف میں مبتلا ہوں۔ اور نہ اس قدر غریب ہوں کہ قرض لینے کی نوبت پہنچے نہایت بے سامانی

روٹی کے ٹکڑے سے کدورت

سے بسر کرتے اور منتظر مرگ رہتے۔ فرماتے کہ بعد ادائے رواتب بندگی وحلقہ ذکر موت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہوں۔ اور فرماتے کہ کوئی آرزو دل میں باقی نہیں رہی اور نہ کوئی تعلق خاطر ہے۔ مرگ تحفہ آلہی ہے۔ کہ اس کی وجہ سے لقاء پرور دگار و دیدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنی اوقات واعمال موافق حدیث وفقہ درست کئے ہیں۔ اگر کوئی عمل خلاف شرع مجھ سے سرزد ہو اس پر مجھے آگاہ کردیں لوگوں کو جھک کر سلام کرنے اور سر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرماتے بلکہ موافق سنت سلام کرنے کی تاکید کرتے محبت مشائخ خصوصاً حضرت مجدد علیہ الرحمۃ میں سرشار تھے۔ اور فرماتے کہ مجھ کو جو کچھ ملا ہے غلبہ محبت پیران کبار سے ملا ہے۔ آدمی کے اعمال کی کیا ہستی ہے۔ کہ اس کے قریب بارگاہ آلہی نصیب ہو بلکہ محبت مقبولان ومقربان اقوی ذریعہ قبولیت خدا ہے۔ آپ نہایت کریم الاخلاق تھے۔ تواضع اور خندہ پیشانی سے ہر شخص سے پیش آتے اہل فضل وتقویٰ کی نہایت تعظیم فرماتے اور کافر کی تعظیم کے واسطے خواہ غریب ہو یا امیر کبھی نہیں اٹھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سردار مرہٹہ حضرت کی ملاقات کے واسطے حاضر ہوا جس وقت آپ نے اس کے آنے کی خبر سنی کسی ضرورت سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور جب وہ آکر بیٹھ گیا۔ تب برآمد ہوئے اور جب وہ اٹھنے کو ہوا تب بھی حجرہ میں چلے گئے۔ کیونکہ اگر اس کی تعظیم نہ کرتے وہ آزردہ ہوتا اور اگر کرتے تو دین کا نقصان تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ببرکت طریقہ دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سبب سے عبادت میں حضور دل ہوتا ہے اور جو عبادت حضور دل سے ہوتی ہے اس کی قبولیت کی امید ہے۔ نماز بخطر انوار طریقہ کی برکت سے ہوتی ہے۔ خدام میں سے جو شخص دنیاداروں سے اختلاط رکھتا یا کیمیا وغیرہ کی تلاش کرتا بہت ناخوش ہوتے اور فرماتے کہ ان لوگوں کو کیا بلا ہوگئی۔ کہ توکل اور استغنا چھوڑ کر مزخرفات فانیہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اس خادم کی جانب سے حصول برکات صحبت و انوار طریقہ سے ناامید ہوجاتے۔

نقل ہے کہ حضرت کو کوئی شخص اجازت اعمال حب وبغض وطے ارض و دست غیب وتسخیر سلاطین بے شرط ادا، زکوٰۃ اور ایک آثار اکسیر زر خالص دیتا تھا۔ مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ کہ اس میں احتمال تلوث نسبت باطن بریا اور تشبث باسباب دنیا ہے۔ فرمایا کہ دنیا مغضوبہ خدا ہے۔ فرمایا کہ سالک کے دل میں طلب خدا و طلب دنیا

جمع نہیں ہوتی ہے۔ ترک ماسواء و اعراض از اغراض کرنا چاہیئے کہ در قبولیت کھلے ؎

آرزو بگذار تا رحم آیدش — آزمودم من چنیں مے آیدش

مئے حرف وحدت کسے نوش کرد — کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

فرمایا کہ محبت ائمہ اہل بیت اطہار و تعظیم اصحاب کبار رضی اللہ تعالےٰ عنہم برابر ضروری ہے اور یہی راہ مستقیم ہے۔ کہ جو قیامت کے روز بصورت پل صراط ظاہر ہوگی۔ جس میں کہ یہاں کجی نہ ہوگی وہ صراط مستقیم سے باستقامت گذریگا۔ اور جس میں کجی ہوگی۔ اُس کو وہاں مصیبت ہوگی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کسی رافضی بے ادب نے حضرت عمر فاروق رضہ کی شان میں کچھ کلمات گستاخی منہ سے نکالے۔ آپ نے فی الفور خنجر اُس کے مارنیکو نکالا وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ واسطہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مجھے معاف کر دو بمجرد حضرت امام کے نام سننے کے آپ کا غصہ فرو ہو گیا۔ اور اُس کو معاف کیا۔ فرمایا کہ تعظیم جمیع اولیاء اللہ و محبت عامہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم لازم ہے اور اپنے پیر کے حق میں اگر بوجہ نفع و استفادہ فرط محبت عقیدہ افضلیت رکھتا ہو۔ بیجا نہیں۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں عزیمت پر عمل کرنا و تقویٰ اختیار کرنا سخت دشوار ہے۔ کہ معاملات تباہ ہو گئے۔ اور شرع پر عمل گویا موقوف ہو گیا۔ اگر روایت فقہ اور ظاہر فتویٰ پر کوئی عمل کرے اور محدثات امور و بدعت سے بچتا رہے بہت غنیمت ہے۔ فرمایا کہ سماع سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے۔ اور رقت رحمت کو کھینچتا ہے۔ پس جو چیز کہ موجب رحمت ہو وہ کیوں حرام ہونے لگی اور مزامیر کی حرمت میں کسی کو اختلاف نہیں۔ وہاں دف نکاح میں مباح اور نَے مکروہ ہے۔ فرمایا ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستہ میں جلتے تھے۔ آپ کے گوش مبارک میں نَے کی آواز پہنچی۔ آپ نے اپنے کان بند کر لئے مگر عبداللہ بن عمر ہمراہ تھے۔ اُن کو منع نہ کیا۔ پس کمال تقویٰ اس قسم کی آواز سننے سے احتراز کرنے میں ہے۔ فرمایا کہ بزرگان نقشبند یہ کہ عمل بعزیمت و اجتناب از رخصت رکھتے ہیں۔ سماع سے پرہیز کرتے ہیں۔ کہ غنا کے جواز میں علماء کو اختلاف ہے۔ اور ترک مختلف فیہ اَولےٰ۔ اور ایسے ہی کمال تقویٰ سے ذکر خفی اختیار کیا۔ اور ذکر جہر سے پرہیز کیا فرمایا کہ مسئلہ توحید وجودی ضروریات دین سے نہیں ہے۔ لسان شرع اِس سے ساکت ہے صوفیہ علیہ نے اپنے کشف و وجدان سے اس کو بیان کیا ہے۔ جس شخص کو بوجہ غلبہ احوال و محبت وارد ہو معذور ہے۔ باقی رسائل توحید کی ممارست اور معنی لاموجود الا اللہ کے تخیل

توحید وجودی

سے توحید حاصل کرنا ارباب معرفت کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایک عالم نے
ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ علماء اور صوفیہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں حاضر ہیں۔ علماء نے صوفیہ کی شکایت شروع کی کہ ان لوگوں نے مسئلہ وحدت وجود
شائع کیا۔ اور اُس سے شرع میں خلل پیدا کیا کہ جس سے بیباک لوگوں نے مداہنت اختیار
کی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صوفیہ کو بوجہ غلبہ محبت معذور سمجھ کر سکوت فرمایا
فرمایا اِس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت و شجرہ کلاہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم ذکر قلبی
وحصول جمعیت و توجہ الی اللہ صحبت مرشد میں ہونا ضروری ہے۔ فرمایا طریقہ کے اشغال
واسطے حصول محبت آلہی اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور گاہ گاہ فرط محبت محض موہبت آلہی
سے ہوتی ہے وگرنہ دوام ذکر بشرائطہا دوستان خدا کے طریقہ کا فرض ہے چاہیئے کہ جمیع
مرادات ترک کرکے کثرت ذکر کرے کہ دل بلا ذکر کثیر نہیں کھلتا۔ جس وقت ذکر میں کوئی
کیفیت اور بیخودی حاصل ہو جائے اُس کی حفاظت میں مشغول ہو۔ اور اگر وہ مخفی ہو جائے تو پھر
بکمال عجز و انکسار ذکر کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کیفیت پھر پیدا ہو جائے۔ اور دوام پذیر ہو فرمایا کہ اوقات
ذکر و عبادت سے معمور کرکے مدرکہ کو التفات ماسوا سے پاک رکھنا چاہیئے۔ اور توجہ و ہمت
سوا مفہوم اللہ تعالےٰ کے کہ اُس پر ایمان لائے ہیں۔ اور کسی طرف نہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ ملکہ راسخ
ہو اور دین کامل جس کو کہ ایمان و اسلام و احسان کہتے ہیں۔ حاصل ہو۔ اور جس وقت دل کی طرف
متوجہ ہو دل کو اللہ تعالےٰ کی طرف جمع پاوے اس میں اگر ذوق و شوق و کیفیت حاصل ہو اللہ
تعالےٰ کی مزید عنایت ہے۔ ورنہ اصل چیز مرتبہ حضور و آگاہی کا حاصل کرنا ہے۔ فرمایا کہ دل
خیال و توجہ غیر سے سلیم پیدا کرنا چاہیئے۔ خواب و واقعات کا کچھ اعتبار نہیں اس میں اکثر
اشتباہ ہو جاتا ہے۔ کبھی نور اتباع سنت کبھی نور ذکر کبھی نسبت مرشد کبھی کثرت درود
کبھی خدمت سادات کبھی تصدیق و اخلاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر
ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح جس اولیاء اللہ سے رابطہ و مناسبت ہوتی ہے کبھی کبھی وہ رابطہ
اور مناسبت اُن بزرگ کی شکل ہو کر خواب میں نظر آتا ہے۔ ایسی ایسی باتوں سے دل
خوش ہوتا ہے۔ لیکن در اصل یہ چیزیں کچھ نہیں ہوتیں۔ البتہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اور اولیاء اللہ کی زیارت سے انوار باطن اور توفیق طاعت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیدار الہٰی کا نظر آنا کہ اُس کو تجلی صوری کہتے ہیں۔ جس طرح
سے ہو نعمت عظمیٰ سے ہے۔ اور بشارت مناسبت راسخہ ہے۔ فرمایا بوقت غلبہ خاطر
صورت مرشد کو نصب العین رکھ کر التجا و تضرع جناب آلہی میں کرنا چاہیئے کہ ازالہ مرض باطنی

ہو فرمایا عجز و انکسار کی صفت پیدا کرنا چاہیئے۔ اور خلق کی جفا و قفا پر صبر و تحمل کی عادت ڈالنا چاہیئے ؎

چیست معراج فنا ایں نیستی عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

فرمایا کہ نظر بلند رکھنی چاہیئے۔ اور مجاری امور کو تقدیر سے سمجھ کر چون و چرا نہیں کرنا چاہیئے حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اگر کسی کام میں ان سے خطا ہو جاتی۔ اور اہل بیت ان کو ملامت فرماتے۔ تو آپ فرماتے کہ کچھ مت کہو اگر تقدیر میں ہوتا تو ایسا ہی ہوتا فرمایا کہ حاصل اس تمام تکلفات کا تہذیب اخلاق موافق مکارم صفات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ فانہ لعلے خلق عظیم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی بھیجا گیا ہوں میں تاکہ پورا کروں عادات نیک کو فرمایا کہ ذکر نفی و اثبات سے صفات بشریت کم ہوتی ہیں۔ اور اس کا یہ طریقہ ہے۔ کہ ہر ذمیمہ کو جدا جدا چند روز کلمہ طیبہ کے تکرار سے نفی کرنا چاہیئے۔ اور اس کی جگہ حب خدا ثابت کرنی چاہیئے۔ یہانتک کہ وہ ذمیمہ زائل ہو جائے۔ فرمایا برخلاف ہوائے نفس مقامات سلوک حاصل کرنا چاہیئے۔ غالب ہے کہ اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے مبدل ہو جائیں۔ فرمایا حق یہ ہے۔ کہ صفات رزائل بعد تصفیہ و تزکیہ منکسر ہو جاتے ہیں۔ لیکن استیصال ذمایم ممکن نہیں ہے حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے۔ اس کا یقین کرلو۔ اور اگر یہ سنو کہ کوئی اپنی عادت جبلی سے لوٹ گیا ہے اس کا یقین نہ کرنا لاتبدیل لخلق اللہ امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرا غصہ گیا نہیں ہے۔ پہلے کفر میں صرف ہوتا تھا۔ اب حمایت اسلام میں ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا بعد فنا اور اطمینان نفس تسلیم و رضا سالک کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور فنا قلب میں بوجہ غلبہ محبت نسبت افعال عباد سے مسلوب ہو جاتے اور سوائے فاعل حقیقی کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ فرمایا کہ توسط و اعتدال کھانے پینے سونے جگنے اعمال و عبادت میں بہت مشکل ہے۔ کوشش کرنا چاہیئے کہ اوقات موافق سنت خیر البشر صلعم ضبط ہو جائیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کا اتباع توسط و اعتدال حاصل کرنے کے واسطے ہوتا ہے لیقوم الناس بالقسط اس پر نص قاطع ہے۔ فرمایا کہ مبدء فیاض کی جانب ہر وقت متوجہ رہنے سے اس قدر فیض و برکات نازل ہوتی ہیں۔ کہ باطن انوار و کیفیت سے لبریز ہو کر چھلکنے لگتا ہے فرمایا کہ قصور اعمال پیش نظر رکھنا اور سابقہ عنایت بے علت دیکھنا سالکان راہ کے اطوار سے ہے۔ ہر چند کہ عمل بہت کرے۔ لیکن

صفت استغنا اور کبریائی الٰہی سے خائف رہنا چاہیئے۔ اور عذر تقصیر اور اُمید واثق کو وسیلہ
قبولیت کرنا چاہیئے۔ تھوڑے گناہ کو بہت جانے اور تھوڑی نعمت کو بہت سمجھے اور ہمیشہ
شکر و رضا کو اختیار رکھے فرمایا کثرت درود ہزار بار اور استغفار لازم حال روندگان راہ ہے
مکتوبات حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ جامع مسائل شریعت و طریقت و معارف حقیقت
و نکات سلوک و دقائق تصوف و انوار نسبت مع اللہ ہیں۔ بعد عصر مداومت رکھنا چاہیئے
کہ اس میں کشایش ابواب سعادت ہے۔ اور دعا حزب البحر صبح و شام و ختم خواجگان ہر
روز حل مشکلات کے واسطے پڑھنا چاہیئے۔ نماز تہجد دس یا بارہ رکعت سورہ اخلاص یا سورہ
یٰسین پڑھنا چاہیئے۔ اور نماز اشراق چار رکعت اور چاشت چار رکعت یا چھ رکعت اور
فَی زوال ایک سلام سے چار رکعت نماز اوابین چھ رکعت یا بیس رکعت بعد سنت مغرب
اور چار رکعت بعد سنت عشاء اور سنت عصر و تحیۂ وضو کے پابند رہنا چاہیئے۔ تلاوت قرآن
مجید ایک پارہ یا دو پارہ کلمہ تمجید و توحید سو سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ وقت صبح و وقت خواب
سو مرتبہ اور دیگر ادعیہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوئی ہیں۔ مقرر کرنا چاہیئے۔ لیکن ان اعمال
میں حضور قلبی ضرور ہے۔ فرمایا کہ فنائے قلبی یعنی بے شعوری از ماسواء و دوام توجہ الی اللہ اگرچہ
اس طریقہ میں جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اُس سے تحقیق کہ نسیان ماسوا و قطع علاقہ
علمی وجی ہے۔ مدت دراز میں حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تیس برس میں نے مشائخ رضی اللہ
عنہم سے کسب مقامات طریقہ کئے ہیں۔ اور تیس سال سے زیادہ ہوئے کہ طالبان خدا
کو تلقین طریقہ کرتا ہوں۔ ساٹھ سال گذرے ہونگے کہ بتوجہات حضرت سید رضی اللہ عنہ
فنائے قلبی سے مشرف ہوا ہوں۔ اور اس عرصہ میں شغل باطن بہت کوشش سے کرتا رہا ہوں
لیکن کما حقہ آثار فنائے قلبی اب ظاہر ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ بوقت ظہور کمال نسبت فنائیہ بارہا
یقین ہوتا ہے۔ کہ میں اس جہان سے انتقال کر گیا ہوں۔ اور اُس وقت اگر کوئی سلام کرتا
ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ میں زندوں میں ہوں۔ بروقت ظہور فناء اس قدر دید قصور
غالب آتی ہے۔ کہ خدمت اور تعظیم آدمیوں کی موجب تعجب معلوم ہوتی ہے فرمایا کہ ایک
روز فقیر حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو چوہری ہلاتا تھا۔ بخشونت تمام منع کیا دوسرے
روز خود فرمایا کہ اٹھو اور چوہری ہلاؤ اور فرمایا کہ کل نسبت فنائیہ کا ظہور تھا۔ میں نے
خیال کیا کہ تم ہنسی کرتے ہو۔ اس سبب سے بخشونت منع کیا اس وقت نسبت بقائیہ کا ظہور
ہے۔ اور تجلی عظمت و کبریائے الٰہی باطن پر جلوہ گر ہے۔ اگر تمام عالم تعظیم کو اُٹھے اس مرتبہ
کا حق ادا نہ ہو سکے۔ فرمایا کہ شناخت تجلیات الٰہی کہ ارباب محبت و معرفت کے باطن پر وارد

ہوتی ہے۔ نہایت دشوار ہے۔ نظر بصیرت نہایت تیز درکار ہے۔ کہ کیفیات و تجلیات کا جُدا جُدا تمیز کرے۔ فرمایا کہ بعد حصول مقامات طریقہ احوال سالک مثل مرقع تصوراتِ مختلف کے ہو جاتا ہے۔ کہ کبھی کسی مقام کی نسبت ظہور کرتی ہے اور کبھی کسی مقام کی لیکن نسبت خاندان احمدیہ جب کمالات اور اُس سے فوق پر پہنچ جاتی ہے بوجہ لطافت و بیرنگی تجلیات ذاتی ادراک مشکل ہو جاتا ہے۔ اور وہی لطافت و صفائی جمیع مقامات سافلہ میں بھی مؤثر ہو جاتی ہے۔ اور کیفیات کو مستور کر دیتی ہے۔ خواب و واقعات کہ جس سے اطفال طریقہ خوش ہوتے ہیں۔ کم ہو جاتی ہیں۔ آگے پھر جہالت اور نکارت محض ہوتی ہے فرمایا کہ خلوت میں بیٹھ کر حفاظت نسبت باطنی اور ہمیشہ مبدء فیاض کی جانب متوجہ ہو کر مشغول رہنا چاہیئے اور اوقات ادائے اعمال ظاہری میں معمور کرنا چاہیئے کہ انوار اعمال سبب جمعیت و صفائے نسبت و حضور و آگاہی ہیں۔ فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے اور کثرتِ ذکر تہلیل سے فنا بشریت ہوتی ہے۔ اور کثرت درود سے واقعات نیک نظر آتے ہیں۔ اور کثرت نوافل سے انکسار و شکست دلی حاصل ہوتی ہے۔ اور کثرت تلاوت سے نور و صفائی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی مفید طریقہ ہے اور محض تکرار الفاظ سرمایۂ ثواب و مکفر سیئات ہے فرمایا ذکر نفی اثبات حبس نفس سے تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا۔ اور زیادہ جس قدر ہو مفید ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حبس نفس کو شرط ذکر نہیں فرماتے تھے۔ البتہ مفید فرماتے تھے۔ لیکن دوام ذکر اور وقوف قلبی اور توجہ جانب مبدء فیاض کو رکن طریقہ فرماتے تھے۔ فرمایا کہ ہوش در دم اصل ذکر میں ضرور ہے اور جب ذکر قوت پکڑ جائے اور آواز اسم ذات سمع خیال میں پہنچے پھر ہر سانس میں توجہ و آگاہی ذات الٰہی کی حفظ خواطر کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ اور جس وقت خطرہ دل پر گذرے وہیں اُس کو پکڑ لینا چاہیئے تاکہ وسوسہ اور حدیث ہنگامہ برپا نہ کرے کہ ہجوم خواطر مانع ورود فیض ہوتا ہے۔ فرمایا کہ کثرت اسم ذات سے جذب الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ اور نفی و اثبات واسطے سلوک اور قطع راہ کے مفید ہے۔ فرمایا کہ ادراک کیفیات حالات باطنی مرتبہ ولایت میں محفوظ کرتا ہے۔ اور کمالات نبوت میں سوا نکارت اور جہالت کے وصف باطن اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن مقامات فوق میں اگرچہ لطافت و بیرنگی لازم ہے۔ مگر فی الجملہ کچھ ادراک میں آتا ہے۔ فرمایا لطافت و بیرنگی نسبت مجددیہ کے لوگوں کے انکار کا سبب ہوتی ہے اور اسی سبب سے جب سیر سالک کمالات پر پہنچ جاتی ہے۔ مجھ کو تردد ہو جاتا ہے۔ کہ کہیں ترک طریقہ نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اگر عمر نے وفا کی سالکوں کو مقامات سافلہ سے عالیہ

خلوت

ثمرات مراقبہ و ذکر تہلیل و کثرت درود شریف وغیرہ

ثمرہ اسم ذات

پر پہنچاؤنگا۔ اصل مقصود اللہ تعالےٰ کا ہو رہنا اور اتباع سُنت ہے۔ اور یہ بات ہر مقام میں حاصل ہے۔ فرمایا برد یقین و طمانیت از پیش طلب کہ مقامات مجددیہ میں حاصل ہوتی ہے اُس سے ایک اتصال بے کیف مقصود سے پیدا ہوتا ہے ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را باجان ناس

اور کوئی ذوق شوق اور حضوری اس کو نہیں پہنچتی۔ فرمایا کہ طریقہ ورع و تقوی و متابعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اختیار کرنا چاہیئے۔ اپنا احوال باطنی کتاب و سُنت پر پیش کرنا چاہیئے اگر موافق ہے۔ تو قابل قبولیت ہے۔ اور اگر مخالف ہے۔ مردود جاننا چاہیئے۔ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیئے۔ اور صحبت علماء میں ثواب آخرت حاصل کرنا چاہیئے عمل بہ نیت اتباع حبیب خدا یا محض رضاء مولےٰ کے واسطے اختیار کرنا چاہیئے۔ اور دل کو اغراض دوجہانی سے بیزار کرنا چاہیئے۔ کسی کا عمل ہی کیا ہے کہ اس کو بیچ کریں استطاعت کس سے ہے۔ کہ تو اُس کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بالتزام خلوت صفائی وقت کہ سرمایہ درویشی ہے۔ حاصل کر اسباب دنیا سے جو کچھ اختیار کرے: مختصر اختیار کر کہ اس کے واسطے حساب دینا ہوگا۔ عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم رہ آج کا عمل کل پر مت ٹال محبت مشائخ میں رسوخ عقیدت بڑھا کہ دوستان خدا کی دوستی موجب قرب خدا ہوتی ہے۔ پیر کے روبرو غیر کی جانب التفات نہ کر اور اُس کی صحبت میں نوافل نہ پڑھ جہانتک ممکن ہو سکے صبر و توکل سے اوقات بسر کر اور غیر سے التجا کا اندیشہ سر سے دُور کر اپنے کام اللہ تعالےٰ کی سپرد کر اور صدق وعدوں کو سرمایہ خلوت خیال کر اگر تیرے دل میں کسی طرح کا تردد نہیں ہے۔ تو عزلت اختیار کر کہ رزق اپنے وقت پر پہونچیگا۔ اور اگر اندیشہ عیال سے تشویش ہو تو کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ یہی سُنت انبیا علیہم السلام ہے۔ وجہ معین کہ دل کو اُس پر اعتماد نہ ہو منافی توکل نہیں ہے فقراء کا راُس المال فراغ بال اور جمعیت دلی ہے۔ اور ایسا نہ ہو کہ فکر معاش سے جمعیت مبدّل بتفرقہ ہو جائے اور یکسوئی خاطر میں خلل ہو قناعت کی عادت اختیار کر حرص اور طمع دل سے دُور کر یار اور اغیار سے نا اُمید ہو اُن کا ہونا نہ ہونا برابر سمجھ کسی کو چشم حقارت سے مت دیکھ اور اپنے تئیں سب سے کمتر اور قاصر شمار کر راہ مولےٰ میں کبر اور غرور سر سے دُور کر اور اسی وجہ سے کہا ہے۔ کہ درویشی یہ ہے۔ کہ جو کچھ سر میں ہو دھر رکھدے (یعنی غرور ترک کرے) اور جو کچھ سر پر آئے اُس سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے (یعنی جو کچھ بلا و مصیبت ہو اُس پر صبر کرے) اور کل کے اندیشہ و فکر سے اپنے تئیں رہا کر اپنی عادت اور طاعت پر

نا زمت کرد ید قصور اور نیستی کو اپنا سرمایہ کر مخالفت نفسی جس قدر ہو سکے زیبا ہے۔ لیکن اس قدر بھی نہیں کہ نفس تنگ آجائے اور نشاط و شوق طاعت میں نہ رہے کبھی کبھی اُس سے موافقت بھی کرنا چاہیئے۔ کہ رضا نفس مومن موجب ثواب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز فقیر کا نفس متمثل ہو کر سامنے آیا اور کہا کہ اِس وقت جو کوئی مجھ کو اِس قسم کا کھانا کھلائے۔ جو مقصود اُس کا ہو وہ پورا ہو اتفاقاً اُس وقت کوئی موجود نہ تھا۔ کہ اُس سے کہا جاتا پھر اُس سے بہت دنوں کے بعد ایک روز متشکل ہو کر ایک قسم کے کھانے کی آرزو کی اتفاق سے اُس وقت ایک شخص موجود تھا۔ اُس نے میرے کہنے سے وہ کھانا موجود کیا۔ بفضلہ اُس کی ایک مراد جو مدت سے کسی تدبیر سے حاصل نہ ہوتی تھی۔ اِس عمل سے حاصل ہو گئی۔ فرمایا اگر بہ نیت ادا و حسن شکر مزہ دار کھانا کھائے احسن معلوم ہوتا ہے۔ کہ درصورت بے مزگی شکر دل سے نہیں نکلتا طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم طعام مرغوب تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور اگر رغبت نہ ہوتی تھی۔ ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ ہمارے نفس مثل نفوس جنید و شبلی رحمۃ اللہ علیہما نہیں ہیں۔ کہ تلخی کو شکر جانیں اولیاء کے مزارات کی زیارت سے دریوزہ فیض و جمعیت کرو ارواح طیبہ مشائخ کو بار سال تحائف ثواب فاتحہ و درود جناب الٰہی میں وسیلہ کر کہ سعادت ظاہر و باطن اُس سے حاصل ہوتی ہے لیکن مبتدیوں کو بلا تصفیہ قلب قبور اولیاء اللہ سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے۔ اور اِسی وجہ سے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا مجاور ہونا۔ قبور کے مجاور ہونے سے اولیٰ ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب پیغمبر خدا صلعم کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہاتھی پر سوار ہیں۔ نیچے اُتر کر فرمایا آؤ کہ ہم اور تم اپنے شانے آپس میں ملائیں فرمایا کہ اِس کی تعبیر سمجھ میں نہیں آتی فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں لیٹا ہوا ہوں اور آپ کے نفس مبارک سے راحت مجھکو پہنچتی ہے۔ اِسی اثناء میں مجھ کو پیاس لگی وہاں پیرزادگان سرہندی موجود تھے آنحضرت صلعم نے ایک کو پانی لانے کے واسطے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ہمارے پیرزادہ ہیں۔ فرمایا میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پس وہ اِس عرصہ میں پانی لائے اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اِن کی مانند میری اُمت میں اور کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اُن کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گذرے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر یاد ہوں۔ تو پڑھو میں نے ایک مکتوب کا یہ مضمون انہ تعالےٰ وراء الوراء

ثم دس ۱۶ الوس ۱۶ ثم دس ۱۶ الوس ۱۶ پڑھا آپ سُن کر بہت محظوظ ہوئے اور چند مرتبہ پڑھوایا فرمایا کہ جس وقت باطن پر فنا و نیستی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور سالک میں بیخودی و استغراق پیدا ہوجاتا ہے۔ واقعات میں اپنے تیئں مردہ دیکھتا ہے۔ نسیان اور بے شعوری لازم حال ہوجاتی ہے۔ فرمایا کہ جس زمانہ میں بتوجہات سید رضی اللہ عنہ مجھکو فناء قلبی حاصل ہوئی۔ اور قطع علائق اور زوال ہواول سے ہوگیا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر تن سے جدا ہوگیا ہے۔ لیکن کلمہ طیبہ زبان سے جاری ہے۔ اور ایک مرتبہ دیکھا کہ گویا میں مرگیا ہوں۔ اور لوگ میری تجہیز و تکفین کر رہے ہیں۔ اور پھر جنازہ اُٹھا کر حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف دفن کرنے کو لیچلے ہیں۔ اور میری روح جنازہ کے ہمراہ ہے۔ حتیٰ کہ جنازہ اتارا اور مجھ کو قبر میں رکھا۔ اور خاک سے قبر کو برابر کردیا اس اثناء میں منکر نکیر جس طرح سے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ زمین میں ڈانٹ مار کر قبر میں آئے ہیں اور میری جان کو نعش سے ایک تعلق پیدا ہوگیا ہے۔ اور بعد سوال و جواب چلے گئے۔ اور میں قبر میں بہ آرام تمام سوگیا ہوں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مرگیا ہوں۔ اور لوگوں نے بعد تجہیز و تکفین چاہا کہ میرا جنازہ اُٹھائیں کہ اتنے میں جنازہ خود بخود ہوا میں اڑ کر روانہ ہوا لوگ جنازہ کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ اور میری روح بھی یہ میری اپنی رباعی پڑھتی ہوئی اُن کے ہمراہ ہے۔ رباعی

مظہر تشویش چشم و گوشے نشوی	سرمایہ خوشی و خروشے نشوی
باید کہ بپائے خود روی تا سر گور	ای جوہر پاک بار دوشے نشوی

فرمایا کہ بوجہ فرط محبت کہ مجھ کو حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی سے منشاء نسبت علیہ نقشبند سے ہے۔ اگر بمقتضائے بشریت نسبت باطن پر کسی قسم کی غشاوۃ عارض ہوتی ہے۔ خود بخود طبیعت اُس طرف رجوع ہوجاتی ہے۔ اور اُن کے ادنیٰ التفات سے رفع کدورت ہوجاتی ہے۔ اور اگر کوئی عارضہ جسمانی پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف طبیعت متوجہ ہوجاتی ہے۔ کہ وہ فقیر کے اجداد سے ہیں۔ اور فی الفور مرض دفع ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر کی شان میں ایک قصیدہ کہا تھا۔ فقیر کے حال پر کمال عنایت فرمائی اور براہ تواضع فرمایا کہ میں اس تعریف کے لائق نہیں تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک قصیدہ حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ کی شان میں کہا تھا نہایت نوازش سے پیش آئے فرمایا کہ محبت ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالےٰ عنہم موجب ایمان و سرمایہ تصدیق و ایقان ہے میرے پاس کوئی عمل بجز آں حضرت کی محبت کے نہیں ہے اور یہ شعر فرمایا ؎

نکرد مظہر با طاعتے ورفت بخاک نجات خود بتولائے بو تراب گذاشت ۔

فرمایا عوالم غیب کا دیکھنا شرط طریقہ نہیں ہے۔ اصل چیز دوام توجہ بخدا اور اتباع مصطفےٰ صلعم ہے۔ ہمارا ارجی اعمال سوا توجہ بمبدء فیاض اور محبت مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نہیں ہے۔ فرمایا ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے۔ اور جامع کیفیات نماز ہے۔ کہ متضمن انوار اذکار تلاوت تسبیح و درود و استغفار ہے۔ اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کیجائے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید موجب صفائے باطن و رفع فیض قلبی ہے۔ بترتیل پڑھنا چاہیئے۔ اور اگر جہر متوسط سے پڑھا جائے۔ نہایت ذوق حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ رمضان شریف میں نسبت باطن میں نہایت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ کی احتیاط کرنا چاہیئے۔ غیبت اور کذب سے بچنا چاہیئے والا روزہ فاقہ ہوتا ہے کوشش کرنا چاہیئے۔ کہ اس مہینہ کی رضا اور ادائے حق صوم حاصل ہو فرمایا کہ ایک شخص نے ماہ صیام کو پارسا آدمی کی صورت میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ آپ روزہ داروں سے راضی جاتے ہیں۔ یا نہیں جواب دیا کہ نہیں۔ اُنہوں نے حق روزہ کا ادا نہیں کیا۔ اور اِس سبب سے میں اُن سے ناخوش ہوں مگر حجۃ اللہ نقشبند رح سے کہ بوجہ عذر مرض روزہ نہ رکھ سکے۔ اور اِس سبب سے اُن کو کمال انفعال ہوا اُن کا انفعال اور لوگوں کے روزہ رکھنے سے مجھ کو پسند آیا۔ فرمایا کہ اِس مہینہ کے انوار و برکات غرہ شعبان ہی سے ظہور کرتے ہیں۔ گویا ہلال فیوض ماہ رمضان جب ہی سے طلوع ہو جاتا ہے۔ اور نصف شعبان سے اِس طرح معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ ہلال ماہ کامل ہو گیا اور جہان کو اِس مہینہ کے انوار نے منور کر دیا اور شب غرہ رمضان سے اِس طرح معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ آفتاب فیوض ابھی بادل سے نکل آیا اور اِسی وجہ سے آپ کے پاس رمضان مبارک میں عزیز یعنی مرید ہر طرف سے جمع ہوتے تھے۔ اور عجیب و غریب صحبت منعقد ہوتی تھی۔ استماع قرآن و تراویح میں کچھ اور ہی حالات وارد ہوتے تھے کبھی کبھی بعد تراویح مع اصحاب مراقبہ کرتے تھے۔ فرمایا کہ اِس ماہ مبارک میں جو جمعیت و حضور ہوتا ہے۔ وہ سال بھر کے واسطے ذخیرہ ہوتا ہے۔ اور اگر اُس میں فتور آجاتا ہے تمام سال اُس کا اثر رہتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے حدیث کے استاد کی زبانی سُنا ہے کہ فرماتے تھے۔ کہ یہ بات حدیث شریف سے مستفاد ہوتی ہے۔ کہ اگر یہ مہینہ بجمعیت گذرے تو تمام سال توفیق و جمعیت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اخیر عشرہ ماہ رمضان کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اور جو شخص مقام اجازت پر پہنچ جاتے

تھے۔ اُن کو بتبرک خرقہ عطا فرماتے۔ اور تاکید فرمایا کرتے۔ کہ اِن دنوں میں لوگ حضور حلقہ مراقبہ میں حاضر ہوں کہ ترقی باطنی سے بہرہ یاب ہوں اور بعد انقضا ے ماہ رمضان فرماتے کہ ببرکت رمضان شریف نسبت عزیزاں میں نہایت نورانیت ولمعان پیدا ہوگیا ہے۔ افسوس کہ تمام سال رمضان کیوں نہ ہوا۔ اگرچہ جب کبھی روزہ رکھو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن کیفیات رمضان علیحدہ ہوتے ہیں۔ حضرت کا کشف خصوصاً کشف مقامات الٰہیہ نہایت صحیح موافق نفس الامر ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ اپنے پیران کبار کے مطابق تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اجل نعم سے کہ فقیر کے حال پر ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ کشف مقامات آلٰہیہ مطابق نفس الامر وقوت تسلیک سالکان تا غایت مقامات طریقہ عطا فرمائی ہے +

کشف مقامات

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کو مکرر طور سے از دیاد قوت کے واسطے مقامات پر توجہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک روز وہ امتحاناً دوسرے مقام پر متوجہ ہوکر بیٹھ گیا۔ آپ نے بزجر فرمایا۔ کہ میں نے کہا تو قلب پر متوجہ رہ تو دوسرے مقام پر کیوں متوجہ ہوتا ہے +

نقل ہے۔ ایک امیر شخص آپ کی خدمت میں اپنے تصحیح مقامات کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تیری نسبت فلاں مقام تک پہنچی۔ اور تیرے پیر نے فلان مقام کی بشارت دی ہے +

نقل ہے۔ کہ ایک صالحہ حضرت سے اپنے مکان پر روز نمائباً نہ توجہ لیا کرتی تھی۔ اُس کا معمول تھا۔ کہ جس وقت متوجہ ہوکر بیٹھا کرتی۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں اطلاع کو بھیجدیتی آپ توجہ فرما دیا کرتے۔ ایک روز وہ شخص بطور خود آگیا۔ اور عرض کیا کہ بیوی صاحبہ متوجہ بیٹھی ہیں۔ آپ نے قدرے سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ تو سوتی ہیں۔ اور تو اُن کے حکم سے نہیں آیا۔ وہ اپنے قصور کا معترف ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت سے آکر عرض کیا۔ کہ میرا بھائی فلاں مقام پر قید ہوگیا ہے۔ آپ ہمت اور توجہ فرمائیے کہ اُس کی رہائی ہو جاوے آپ ذرا سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ قید نہیں ہوا۔ دلالوں سے کچھ جھگڑ ہوگیا تھا۔ خیریت گذری اس نے اپنے حال کا خط بھیجا ہے۔ کل پرسوں وہ خط آجائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو نے کفار کی پرستش کا کھانا کھایا ہے۔ کہ تجھ میں ظلمت کفر معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک ہندو کے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے۔ اُس کی یہ کدورت باطن معلوم ہوتی ہے +

نقل ہے۔ کہ آپ نے ایک اپنے خلیفہ مولوی غلام محی الدین کو وقت رخصت فرمایا کہ انکے

آگے ایک دیوار نظر آئی ہے۔ شاید راہ سے واپس آجائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بعد چند ماہ واپس آگئے ✣

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی خدمت میں اُس کا نام رکھنے کے واسطے عرض کی۔ مگر ساتھ ہی دل میں یہ بھی خیال آیا کہ محمد حسن رکھیں تو اچھا ہے۔ بمجرد اِس خیال کے آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے لڑکے کا نام محمد حسن رکھا ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک فاحشہ عورت کی قبر پر اتفاقاً گذر ہوا۔ قبر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ اِس قبر میں آتش دوزخ شعلہ زن ہے۔ ثواب ختم تہلیل اِس کی روح پر کیا فی الفور اُس کی نجات ہوگئی ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک قبر پر لے گیا۔ اور عرض کی۔ کہ یہ میرے ایک دوست کی قبر ہے۔ اُس کا حال دریافت فرمائے آپ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے۔ تیرے دوست کی قبر نہیں ہے۔ یہ ایک عورت کی قبر ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ درست ہے۔ میں نے امتحاناً آپ سے دریافت کیا تھا ✣

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا ایک قرابت دار مر گیا ہے۔ اُس کا حال تباہ معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی بخشش کی دعا فرمائے۔ آپ نے بعد تضرع بجناب الٰہی فرمایا کہ الحمدللہ اِس کی مغفرت ہوگئی۔ رات کو میت نے بھی آکر خواب میں بیان کیا کہ حضرت کی دعا سے میری بخشش ہوگئی ✣

نقل ہے کہ حضرت کا ایک ہمسایہ شدت مرض سے جاں بلب ہوگیا۔ آپ نے اُس کے واسطے دعا کی اور کہا کہ الٰہی مجھ کو اِس کے موت کی غم کی تاب نہیں ہے۔ اُس کو شفا عطا فرما۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور اُس کی صحت ہوگئی ✣

نقل ہے۔ کہ ایک روز ایک عورت نے حضرت کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جبتک میری لڑکی کے حق میں آپ فرزند کی بشارت نہ دیدینگے۔ دامن نہیں چھوڑونگی۔ آپ نے بعد قدرے سکوت کے فرمایا۔ کہ انشاءاللہ تعالےٰ تیرے لڑکی کے بیٹا ہوگا۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ ایسا ہی ہوا ✣

نقل ہے۔ کہ جب یہ لڑکا جوان ہوا اُس نے طریقہ چشتیہ میں داخل ہونا چاہا۔ رات کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ بیٹا ہمارے گھر سے کہاں جاتے ہو۔ اور اُس پر توجہ فرمائی کہ اُس کا دل ذاکر ہوگیا۔ حضرت کی خدمت میں آکر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت نے بلا زادو راحلہ سفر اختیار کیا۔ ہر منزل پر اللہ تعالےٰ غیروں کے ہاتھ سے سامان ضروری پہنچا دیتا تھا۔ راہ میں باران شدید نازل ہوئی ہوا سرد سے ہمراہیوں کو تکلیف پہنچنے لگی۔ آپ نے دعا کی کہ یا اللہ بارش ہمارے آس پاس ہوا ور ہم خشک منزل پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بارش آپ کے اردگرد ہوتی رہی۔ اور آپ خشک منزل پر پہنچ گئے +

نقل ہے۔ کہ آپ نے ابتدا میں مریدوں کو منع کر رکھا تھا۔ کہ کسی کے سامنے آپ کا نام نہ لیں کہ اُن کے مرید ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص سے حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نے کہ آپ کے پیر صحبت تھے۔ دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو۔ اُس نے کہا کہ میں اپنے بزرگوں سے طریقہ حاصل کیا ہے۔ حالانکہ وہاں آپ کا نام لینا ضرور تھا۔ اِس سبب سے آپ کو سخت غیرت آئی اور نہایت ناخوش ہوئے معلوم ہوا کہ جملہ پیران طریقت تا حضرت ابوبکر صدیق رض اُس سے برہم ہو گئے۔ اور دو تین دن میں وہ ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کہ فقیر کا مزاج نہایت نازک اور غصہ نہایت تیزی پر ہے۔ اور یہ بات ارشاد کے شایان نہیں ہے۔ فرمایا کہ سالہا دعا کی ہے تب کہیں جا کر اللہ تعالےٰ نے میری تیغ غضب کو کند فرمایا ہے۔ مگر تاہم کما حقہ حدت غضب نہیں گئی۔ اور مغضوب علیہ پر ضرور اثر پڑتا ہے اور اُس کی نسبت باطنی تباہ و خراب ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ بمجرد غصہ اِس کی نسبت مثل شہاب ثاقب اُتر آتی ہے اور تھوڑی ہی رضامندی سے مثل ہوائے آتشیں پھر اپنے مقام فوق پر چلی جاتی ہے۔ غرضکہ آپ کے کشف و کرامت زائد از وصف ہیں۔ اِس جگہ مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دیئے ہیں۔ عمدہ کرامت استقامت اتباع مصطفٰے صلعم و طالبان خدا کو مراتب قرب پر پہنچانا ہے۔ اور یہ جیسے آپ سے ظہور میں آئیں۔ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہیں۔ جب حضرت کا سن شریف اسّی سے متجاوز ہوا۔ آپ کے دل میں شوق رفیق اعلیٰ از حد غالب ہوا۔ اور ایک روز اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے اظہار میں فرمایا کہ کوئی آرزو فقیر کے دل میں باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام حقیقی سے مشرف فرمایا۔ علم سے حظ وافر نصیب کیا عمل نیک پر استقامت بخشی لوازم کشف و کرامت و تصرف جو کچھ کہ چاہیئے سب عطا فرمائے صلحاء کو کسب فیض کے واسطے فقیر کے پاس بھیجا۔ اور مقامات طریقہ پر پہنچا کر اپنے راستہ کی ہدایت پر مقرر کیا۔ دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ رکھا۔ اور دل میں ماسوا کی جگہ نہ رہی۔ اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی البتہ شہادت ظاہری کی کہ اُس کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ اور فقیر کے اکثر بزرگ شہید ہوئے ہیں۔ لیکن چونکہ فقیر نہایت ناتوان اور ضعیف اور قوت جہاد باقی نہیں ہے

بظاہر یہ آرزو متعسّر معلوم ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے۔ جو موت کو دوست نہیں رکھتا۔ حالانکہ موت موجب القاء آلٰہی و زیارت رسالت پناہی صلعم و دیدار اولیاء کبار و عزیزان ہے۔ فرمایا کہ فقیر کو نہایت اشتیاق زیارت ارواح طیبہ کبراء دین ہے۔ اور سخت آرزومند دیدار مصطفےٰ صلعم و خلیل خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام و زیارت امیر المومنین صدیق اکبرؓ و امام حسنؓ و سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہے۔ اور فقیر کو ان اکابر سے محبت خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی یہ آرزو بھی پوری کی اور شہادت ظاہری اور شہادت باطنی سے۔ کہ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فنافی اللہ کہتے ہیں۔ جمع ہو کر قرب الٰہی میں بمرتبہ اعلیٰ علیین پہنچے یعنی شب چارشنبہ ساتویں محرم ۱۱۹۵ھ ہجری کو کچھ رات گئے چند آدمیوں نے آکر دروازہ پر دستک دی خادم نے عرض کیا کہ کئی آدمی آپ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئیں تین آدمی اندر آگئے اُن میں سے ایک ولایت زاد مغل تھا۔ حضرت بھی خوابگاہ سے اُٹھ کر اُن کی برابر کھڑے ہو گئے۔ مغل نے پوچھا کہ مرزا جانجاناں تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دونوں ہمراہیوں نے بھی کہا مرزا جانجاناں یہی ہیں۔ یہ سُن کر اُس بدبخت نے طمنچہ سے گولی ماری کہ وہ دل کے قریب پڑی۔ اور آپ زمین پر گر پڑے نواب نجف خاں نے کہ اُس وقت وزیر شاہی تھا۔ ایک انگریز ڈاکٹر بھیجا۔ اور یہ کہا کہ قاتل معلوم نہیں۔ اگر معلوم ہو گیا قصاص جاری کیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ارادہ الٰہی میں شفا ہے۔ بہرصورت ہو جائیگی۔ ڈاکٹر کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے میں نے بھی اُس کو معاف کیا۔ تم بھی معاف کرنا۔ اِس کے بعد تین روز تک آپ زندہ رہے اِس حالت میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

۱۱۹۵ھ ہجری دسویں شب محرم کو کہ اُس کو شب شہادت بھی کہتے ہیں تین بار زور سے سانس لیکر روح مبارک عالم جاودانی کو راہی ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات کی بہت تاریخیں کہی گئیں۔ منجملہ ازاں دو نہایت برجستہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی اولٰئک مع الذین انعم اللہ اور ایک الفاظ حدیث عاش حمیداً مات شہیداً آپ کا مزار دہلی میں متصل چتلی قبر واقع ہے۔ چار دیواری کے دروازہ کی محراب کے اوپر یہ شعر کندہ ہے

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے کہ این مقتول را جز بےگناہی نیست تقصیرے

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت نہایت موزون تھی۔ اور آپ کا کلام نہایت

پر اثر ہے۔ چند اشعار اِس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں

غزل

ازاں پہلوئے خود جا میدہم این رنج و محنت را   کہ غیر از من پناہے نیست در عالم مصیبت را

قضا از مشہد ما مشت خونے وام میگیرد   کہ تا رنگیں کند ہنگامۂ روز قیامت را

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نگیرد باطن اہل صفا رنگ از نظر بازی   تصرف نیست ہرگز در دل آئینہ صورت را

دماغ دل درینجا گاہ گاہے چاق می گردد   خدا آباد تر سازد خراباتِ محبت را

تلف کردست این دل حق صحبتہای دیرینم   ببزم خود نخواہی داد جا ایں بیمروت را

بجائے سنگ طفلاں پارہہائے شیشہ باید زد   چو مظہر میرزا دیوانۂ نازک طبیعت را

غزل

ہر دم از یاراں دیریں یاد می آید مرا   کوہکن از آب شیریں یاد می آید مرا

لالۂ واژوں چو می بینم گریباں میدرم   دورِ آں دامن رنگیں یاد می آید مرا

گردنِ مینا چو گیرم آب میگیرد دلم   ساعد و ساق بلوریں یاد می آید مرا

سرو چو آہستہ می جنبد بہ تحریک نسیم   آں خرام ناز و تمکیں یاد می آید مرا

وا شدہ گلہائے باغ از رشک داغم میکند   جوشش یاران رنگیں یاد می آید مرا

نام برگ گل ببر مظہر کہ دل خوں میشود   ناخن پائے نگاریں یاد می آید مرا

متفرق

مظہر زمار مید و دگر یاد ما نہ کرد   دیوانہ خوش نبود ز وضع کرخت ما

تا ز ریخ خود پرستیہا دمے آسودمے   ہمچو مظہر کاش راہی با خدا بودے مرا

اگرچہ بگینم میکشد خوشم مظہر   کہ میکند بوفا یار امتحان مرا

ز تاثیر محبت در روش کردیم جا مظہر   بجا باشد اگر خوانند یاراں جانجان ما را

کردی نظر بگفتۂ غیرے بحال ما   خند و شب فراق بروز وصال ما

در حیرتم کہ ہر چہ بردی ز دست من   آں دل کہ ہیچ پیش تواش اعتبار نیست

ہزار شکر خدائے مرے کہ من از شوق   بخاک و خوں طپیم و گوئی از برائے منست

با جفا و جور و با مہر و وفایم نیست کار   ہیچ جز درد و الم از عاشقی مقصود نیست

مکن باین خنکی اے رقیب دعویِ عشق   کہ ایں تپے ست کہ مخصوص استخوان منست

که گفته است که تنها و بیکسم مظهر — که غم رفیق من و درد مهربان منست
یک خرام ناز شاں صد بارم از جا میبرد — جلوهٔ این خانه آباداں خرابم کرده است
هوس عشق تمن لے دل بے صبر و قرار — عاشقی فن شریف ست مگر کار تو نیست
حیف درد ے که بخود ننگ مداوا برداشت — بهر جانے نتواں ناز مسیحا برداشت
ساقی بده آں مے که زمستی نشناسم — پیمانه کدام و لب جاناں کدام است
مظهر طلبی گر بجهان منزل راحت — بگذر تو ز خود در پس ایں پرده مقام است
زوحنا را پشت پا سرمه را بر خاک ریخت — از پئے آزار ما ناحق در آزار خود ست
چوں دل مظهر کشیدی سوئے خود در عش تمن — خاطر مجذوب را آزرده کردن خوب نیست
ارباب صفا دوست ز دشمن نشناسند — بر روئے بد و نیک در آئینه باز ست
مهتاب و شراب و انتظار ست — ایں روز قیامت ست شب نیست
آه مظهر چوں تواں راز محبت را نهفت — از همه قطع نظر کن تا به بینی روئے دوست
بر اہل استقامت فیض نازل میشود مظهر — نمی دانی تجلی گرد کوه طور میگردد
مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کرد ست — بطبع من بکس کم ساختن بسیار میسازد
نیاید کارے از من تا نگیرم جام مے مظهر — همیں مستی و بیهوشی مرا هشیار میسازد
از همه قطع نظر کن تا به بینی روئے دوست — چشم بستن از جهاں چشم دگر وا میکند
از ینجا میتواں بالا بلندی باش فهمیدن — مرا تا گردن آب تیغ او را تا کمر باشد
بر نماز و روزهٔ و بر سوز و ساز خود مناز — یارب بے پرواست هرگز بر نیاز خود مناز
انفعال جرم بهتر از غرور طاعت ست — مظهر اے دور از حقیقت بر نماز خود مناز
آں هنر بر پیشهٔ فقرم که وقت انتخاب — از نیستان دو عالم بوریائے خوش کنم
از دوا هرگز نخواهد رفت آزار دلم — دلدهی باشد علاج من که بیمار دلم
از پے کسب فنا جمله به بود آمده ایم — بهر معدوم شدن نها بوجود آمده ایم
رونق فقر فزوں کرد پریشانی من — سخت زیبد بمن ایں جامهٔ عریانی من
ز شغل عشق غیر از بیقراری نیست مقصودے — نگهدارد خدا از تهمت صبر و شکیبائی
به لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے — که ایں مقتول را جز بیگناهی نیست تقصیرے

حالات حضرت قاضی ثناء الله پانی پتی رحمة الله علیه

حضرت قاضی ثناء الله پانی پتی قدس سره کا نسب بواسطه حضرت شیخ جلال کبیر پانی پتی رح

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ علماء ربانی اور مقرب بارگاہ یزدانی سے تھے۔ علوم عقلی ونقلی میں آپ کو کمال تجربہ تھا۔ فقہ واصول میں اجتہاد کے رتبہ کو پہنچے تھے۔ اور علم فقہ میں ایک کتاب بہت مبسوط مع بیان ماخذ ودلائل ومختار مجتہدان مذاہب اربعہ تالیف فرمائی ہے۔ اور جو کچھ کہ اُن کے نزدیک اقوی ثابت ہوا ہے۔ اُس کا ایک علیحدہ رسالہ مسمّی بماخذ الاقویٰ تحریر کیا ہے۔ اِسی طرح ایک تفسیر بھی جامع قول قدماء مفسرین وتاویلات جدیدہ ارقام فرمائی تصوف میں بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کی تحقیق میں رسالہ لکھے ہیں۔ غرضکہ ان کی صفائی ذہن اور جودت طبع زائد الوصف ہے لڑکپن کے ایام میں اپنے جد شریف حضرت شیخ جلال پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔ اِسی طرح ایک بار حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ گویا کہ حضرت نے خرما تر آپ کو عطا فرمایا ہے۔ ابتداء میں آپ نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد سنامی قدس سرہ سے اخذ طریقہ کیا اور اُن کی توجہات سے تا بفنا قلبی پہنچے۔ بعد ازاں ان کے ایماء سے حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسب فیوض شروع کیا۔ اور بکمال سرعت تمام سلوک طریقہ احمدیہ بچاس توجہ میں حاصل کیا غرضکہ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری وباطنی سے فارغ ہوئے۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ نے آپ کو علم الہدیٰ کا خطاب دیا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اِن کی نسبت علو میں فقیر کی نسبت کے برابر ہے۔ البتہ عرض اور قوت میں فرق ہے۔ اور یہ میرے ضمنی ہیں۔ اور جو فیض کہ مجھ کو پہنچتا ہے۔ اِس میں یہ شریک ہیں۔ اور اُن کا نیک وبد میرا نیک وبد ہے اور بوجہ اجتماع کمالات ظاہری وباطنی یہ عزیز ترین موجودات ہیں۔ اور فقیر کے دل میں ان کی ہیبت آتی ہے۔ اور از روے صلاح وتقویٰ ودیانت روح مجسم ہیں۔ مروج شریعت ومنور طریقت ہیں۔ حضرت شہید فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر خدائے تعالےٰ نے مجھے قیامت کے روز دریافت کیا۔ کہ میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا۔ تو قاضی ثناء اللہ کو پیش کروں گا +

نقل ہے۔ کہ جس وقت حضرت قاضی صاحب حضرت مرزا صاحب کی مجلس میں آنے کو ہوتے تھے۔ تو مرزا صاحب پہلے ہی سے اُن کے واسطے اپنے قریب جگہ خالی کرا دیا کرتے تھے۔ کہ اِسی اثناء میں یہ آجاتے۔ اور اُس جگہ بیٹھ جاتے۔ ایک روز کسی نے حضرت مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو از روئے کشف ان کے آنے کی خبر معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ آپ اِن کے واسطے جگہ خالی کرا رکھتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ جب میں دیکھتا ہوں

کہ فرشتے تعظیماً کھڑے ہونے لگتے ہیں۔ میں سمجھ جاتا ہوں۔ کہ قاضی صاحب آنے ہیں۔ اور میں اُن کے واسطے جگہ خالی کرا دیتا ہوں۔ غرضکہ آپ کی عظمت اور بزرگی کی تعریف نہیں ہو سکتی افسوس کہ اِس زمانہ کے علماء اِن کو علماء ظاہر سے شمار کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا فرمایا۔ انت منی بمنزلۃ ھرون من موسےٰ علیہما السلام حضرت مرزا صاحب نے اِس خواب کو سُن کر یہ تعبیر دی کہ فقیر کی صورت مثالی نے بشکل جد بزرگوار یعنی حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ متمثل ہو کر یہ بشارت دی اور ممکن ہے۔ کہ بعد فقیر خلافت طریقہ تمہاری جانب منتقل ہو۔ فرمایا کہ جب حضرت مرزا صاحب قدس سرہ کی شہادت ہوئی۔ اور مجھ کو نہایت افسوس ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ اور کلمات تعزیت فرماتے ہیں۔ بالجملہ آپ کی ذات بابرکات ایک آیت آیات الٰہی سے تھی۔ آپ کی وفات غرہ رجب ۱۲۲۵ھ ہجری کو ہوئی مدفن شہر پانی پت میں ہے ❊

حالات حضرت مولوی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولوی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کے بڑے بھائی تھے۔ علم ظاہر میں بہرہ کامل رکھتے تھے۔ اخذ طریقہ حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد علیہ الرحمۃ سے کیا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے مقامات طریقہ پر پُہنچے تھے۔ کثیر الذکر اور ہمیشہ متوجہ الیٰ رہتے تھے۔ ان کے انتقال سے حضرت قاضی صاحب کو نہایت الم ہوا۔ ایک شب خواب میں آکر فرمایا کہ اے برادر اِس قدر رنج و غم کیوں کرتے ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ٥ اِس عالم میں مجھ کو اللہ تعالےٰ نے اِس قدر رحمت اور نعمت عطا فرمائی ہے کہ حساب سے باہر ہے ❊

حالات حضرت مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولوی احمد اللہ فرزند کلان حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما علم ظاہر اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے حاصل کیا۔ تحصیل علم کے وقت تمام تمام شب مطالعہ کتب میں گذار دیتے تھے۔ کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ سے اخذ طریقہ و مقامات مجددیہ حاصل کئے تھے۔ نہایت کثیر الذکر

والعبادت تھے۔ صبح سے تا بچاشت بلند مراقبہ کیا کرتے تھے۔ پینتیس ہزار مرتبہ ہر روز ذکر تہلیل کیا کرتے تھے۔ اور اکیس پارہ قرآن شریف کے پڑھا کرتے تھے۔ جوان ہی سالہ تھے۔ کہ جہان سے انتقال فرمایا۔ انّا للہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون ٥+

حالات حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی نعیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن بہرائچ حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ کے خلفاء نامدار سے ہیں۔ آپ جامع معقول و منقول تھے۔ چار سال تک حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہے۔ حضرت مرزا صاحب فرمایا کرتے کہ تمہاری چار سال کی صحبت اوروں کی بارہ سال کی صحبت کے برابر ہے۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے اور فرماتے کہ تمہارے نور نسبت اور فیض صحبت سے عالم منور ہوگا۔ پس ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے بروقت عطاء اجازت و خلافت ہر سہ جلد مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو عطا فرمائی تھیں۔ اور فرمایا کہ یہ دولت یعنی مکتوبات شریف جو میں نے تم کو دیئے کسی مرید کو نہیں دیئے۔ فرمایا کہ مشائخ طریقت جو اپنے مریدوں کو خلعت خلافت دیا کرتے ہیں۔ جو میں نے تم کو دیا ہے۔ یہ سب میں بہتر ہے اس نعمت کا شکر اور قدر کرنا یہ تمہارے واسطے ظاہر اور باطن کا ایک خزانہ ہے۔ اور اگر طالب جمع ہوا کریں۔ اور فرصت ہوا کرے تو بعد عصر کے سب کے سامنے پڑھا کرنا اور یہ بجائے مرشد اور مزلی کے ہے۔ آپ بکمال اخلاق حسنہ آراستہ تھے۔ اور گوشہ میں نہایت صبر و توکل سے اوقات یاد خدا میں بسر کرتے۔ آپ کی کتاب معمولات مظہریہ آداب طریقت میں نہایت مقبول و مفید ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۵ صفر ۱۲۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔ بہرائچ میں آپ کا مدفن ہے۔ راقم الحروف نے بھی زیارت کی +

حالات حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اعظم خلفاء سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما علم ظاہر حاصل کرکے علم حدیث و قرآن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہاء مقامات حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے حاصل کرکے اپنے وطن سنبھل میں باشاعت علم ظاہر و باطن مشغول ہوئے بکمال استقامت و اخلاق حمیدہ موصوف تھے۔ فرمایا کہ حدیث کے شغل سے صفا و نورانیت و نسبت احمدیہ میں

تقویت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک امیر کے گھر کا کھانا کھالیا تھا۔ اُس حلاوت باطن زائل ہوگئی۔ ہر چند کہ توبہ و استغفار کی مگر واپس نہ ہوئی۔ اگر کیفیات نسبت ہمیشہ شامل حال ہے۔ مگر وہ بات کجا حضرت مولوی صاحب نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روپیہ یومیہ بھی آپ کا مقرر فرمایا بعد اِس خواب کے ایک شخص نے آپ کی رفع ضروریات کیواسطے ایک روپیہ مقرر کردیا۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ نے ایک خط میں آپ کو لکھا ہے اللہ معکم اینما کنتم شما در آنجا رفتہ جائے فقیر گرم سازید کہ در آں ضلع علمائے فہمیدہ و درویشے صاحب نسبت نیست بخاطر جمع بکار خود مشغول باید بود و تشویش را بخاطر راہ نباید داد و اوقات را در ایصال منافع دینی ظاہراً و باطناً مصروف دارند او سبحانہ شما را دولتے دادہ است شکر آں ہمیں است قال الجنید الشکر صرف النعم فی مرغیات المنعم زود است کہ ضیق بوسعت بدل می شود۔ فرد

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود

اگر از غیب چیزے معین گردد بے مضایقہ آنرا قبول باید نمود کہ وجہ معین طلب و سوال منافی توکل نیست اگر اعتماد برآں نباشد خصوصاً دریں زمانہ باعث رفع تفرقہ خاطر است و توکل صرف موجب بے جمعیت و راس المال صوفیہ ہمیں جمعیت است اللہ تعالے متبعان سنت نبویہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ و درویشان خانقاہ مجددیہ را ضائع نخواہد گذاشت انتہی

حالات حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رحمۃ اللہ حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اجل خلفاء سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما ابتداء میں اور اور درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخر میں حضرت مرزا صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلوک طریقہ تا بقریب انتہا مقامات تک پہنچایا۔ اجازت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ کو معاملات جلالی کہ ظاہراً ایذاء نفس اور باطناً راحت روح ہوتے ہیں۔ بہت پسند تھے۔ ایک گوشہ میں ترک ماسوا کرکے بکمال استقامت و صبر و قناعت بسر کرتے امراء وقت نے ہر چند کچھ روزینہ مقرر کرنا چاہا۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمایا آپ کے گھر میں رات کو سوائے نور ذکر کے نور چراغ نہ ہوتا تھا۔ اور دن کو سوائے قوت اتباع مصطفےٰ صلعم کوئی قوت نہ ہوتا تھا۔ سالہا سال قباء عریانی در بر و کلاہ مو بر سر و لنگی در کمر سے گذارے جم غفیر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے و بجمعیت تمام انعقاد حلقہ ہوتا۔

حالات حضرت محمد حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد حسن عرب حضرت مرزا صاحب قبلہ کے قدیم اصحاب سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما بڑے ریاضت کش تھے۔ ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ لسانا کیا کرتے تھے۔ اور دس ہزار نفی اثبات حبس نفس دم اور ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص اور ہزار مرتبہ استغفار اور ہزار مرتبہ درود شریف کا معمول تھا۔ معہذا صائم الدہر بھی تھے۔ رات عبادت میں گذارا کرتے تھے اور دن کو حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گاری کیا کرتے تھے۔ تین سال میں مقامات مجددیہ تا انتہا حاصل کئے تھے۔ ببرکت صیام و ذکر کثیر کشف صحیح و وجدان سلیم رکھتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے کہ تمام عمر میں ایک آدمی طالب مولےٰ و مجاہد راہ خدا میرے پاس آیا۔ اور وہ محمد حسن عرب تھے۔ اِن کے وصف میں یہی چند الفاظ کافی ہیں۔ اِن کے سوائے حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اور بہت سے خلفاء مثل مولوی غلام یحیٰی صاحب حاشیہ و مولوی غلام محی الدین و شیخ محمد مراد و میر علیم اللہ گنگوہی و شیخ مراد اللہ و شیخ محمد احسان و شیخ غلام حسن و شیخ محمد منیر و مولوی قلندر بخش و میر نعیم اللہ و خلیفہ محمد جمیل و حضرت شاہ بھیک و مولوی عبد الحق و شاہ محمد سالم و میر مبین خانصاحب و میر معین خان و میر علی اصغر و محمد قائم کشمیری و حافظ محمد رحمت اللہ و مولوی قطب الدین و مولوی کلیم اللہ بنگالی و میر روح الامین و محمد شفیع و محمد واصل و محمد حسین و شیخ غلام حسین تھانیسری و مولوی عبد الکریم و مولوی عبد الحکیم و نواب ارشاد خان و غلام مصطفٰے خان و اخوند نور محمد قندھاری و ملا نسیم و ملا عبد الرزاق و ملا جلیل و ملا عبد اللہ و ملا تیمور ہر اک صاحب ارشاد و جامع کمالات تھے گذرے ہیں رحمۃ اللہ علیہم +

حضرت شاہ عبد اللہ معروف بہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شاہ عبد اللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی ولادت ۱۱۵۸ھ ہجری میں بمقام بٹالہ علاقہ پنجاب میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد شریف شاہ عبد اللطیف رح نہایت مرتاض و مجاہد تھے۔ کریلہ جوش دے کر کھایا کرتے اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے۔ اور حضرت شاہ ناصر الدین قادری سے بیعت تھے۔ حضرت کی ولادت کے قبل آپ کے والد نے حضرت علی رض کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا۔ چنانچہ بعد تولد آپ کا نام آپ کے والد نے

علی ہی رکھا۔ لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے آپ نے تاؤ باً اپنا نام غلام علی مشہور کیا آپ کی والدہ شریفہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ اس لڑکے کا نام عبد القادر رکھنا یہ بزرگ شاید غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے عم شریف نے کہ نہایت مرد بزرگ تھے۔ اور ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم رسول خدا صلعم عبد اللہ نام رکھا۔ آپ کے والد شریف دہلی میں رہا کرتے تھے۔ وہاں آپ کو اپنے پیر سے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ بعیت کرانے کے واسطے بلایا مگر قضاء الہی سے وہ بزرگ جس شب کہ آپ وہاں پہنچے انتقال کر گئے۔ آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے پیر سے بعیت کرانے کے واسطے بلایا تھا۔ لیکن تقدیر میں نہ تھا۔ اب جس جگہ تمہاری اطمینان قلبی ہو وہاں اخذ طریقہ کرلو آپ اس وقت کے بزرگان دہلی مثل حضرت شاہ ضیاء اللہ و شاہ عبد العدل و خواجہ میر درد و فرزند حضرت خواجہ محمد ناصر خلفاء زبیریہ و مولانا فخر الدین و شاہ نانو و شاہ غلام سادات حسینی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آخر کار ۱۱۸۰ ہجری میں کہ اس وقت آپ کا سن بائیس سال کا تھا۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض بعیت کی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ جس جگہ ذوق شوق ہو وہاں بعیت کرو یہاں تو سنگ بے نمک لیسیدن کا مضمون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہی منظور ہے۔ تب حضرت مرزا صاحب نے قادریہ خاندان میں آپ کو بعیت کیا اور تلقین طریقہ مجددیہ فرمایا پندرہ سال تک حاضر حلقہ و مراقبہ رہے اور با جازت مطلقہ مع بشارت ضمنیت مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اول اول مجھ کو تردد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں کہیں حضرت غوث پاک کے ناراض ہونے کا باعث نہ ہو اسی اثناء میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظم تشریف رکھتے ہیں۔ اور اس کے محاذ میں ایک اور مکان ہے وہاں خواجہ نقشبند رح رونق افروز ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا مقصود خدا تعالٰے ہے۔ جاؤ کوئی مضایقہ نہیں ہے اس کے بعد سے آپ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت شروع کی اور آخر کار اس قدر فیض آپ کے حین حیات میں آپ سے جاری ہوا کہ شاید ہی کسی مشائخ سے ان کی زندگی میں جاری ہوا ہو ہندوستان۔ کابل۔ بلخ۔ بخارا۔ بغداد۔ عرب۔ روم۔ سب جگہ آپ کے خلیفہ پہنچ گئے تھے۔ اور طریقہ ان سے جاری ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری

حضرت مرزا صاحب سے بعیت ہونے کی کیفیت

اختیار اشاعت طریقہ نقشبندیہ

اشاعت فیض

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز بعد عصر میں حاضر تھا۔ حضرت
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا فیض دور دور پہنچ گیا ہے حضرت مکہ معظمہ
میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے۔ حضرت مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ ہوتا ہے۔ بغداد شریف روم
و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور بطریق ہنسی کے فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر
ہی ہے۔ بعض بحکم آں سرور صلعم و بعض بدلالت دیگر بزرگان و بعض خود آپ کو خواب میں
دیکھ کر حاضر حضور ہوئے۔ حضرت مولانا خالد رومی باشارہ جناب رسول اللہ صلعم مدینہ
شریف سے دہلی آئے اور آٹھ نو مہینہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر اپنے وطن
کروستان واقع ملک روم کو واپس گئے وہاں اُن کو اس قدر قبولیت ہوئی کہ جس کی حد نہیں چنانچہ
ایک خط میں حضرت شاہ ابو سعید مجددی رح حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ کے نام اس
طرح تحریر کیا۔ مرکز دائرہ غربت و مہجوری خالد کردی شہرزوری بعرض مقدس عالی مخدومی جناب
ابی سعید مجددی معصومی میرساند اگرچہ بیمن ہمت حضرت قبلہ عالم روحی فداہ فیوض خاندان
عالیہ آبا و اجداد کرام آں مخدوم عالی مقام کہ ایں مقصر گمنام رسیدہ جاست بروں از حیز تحریر
و خارج از حوصلہ تقریر است اما بفحوائے مالایدرک کلہ لایترک کلہ بمقام شکر گذاری برآمدہ
عرض حضور می نماید کہ یک قلم تمامی مملکت روم و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از
ممالک قلمرو عجم و جمیع کردستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار و ذکر و محامد حضرت
امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی آناء اللیل والنہار در محافل و مجالس
و مساجد و مدارس زبان زد صغار و کبار است بنحویکہ ہرگز در ہیچ قرنے از قرون و در ہیچ
اقلیمے از اقالیم مظنہ نیست کہ گوئی زمانہ نظیر ایں زمزمہ را شنیدہ یا دیدہ فلک و تواز
رغبت و اجتماع را دیدہ باشد ازانجا کہ شدت رغبت حضرت صاحب قبلہ و آں قبلہ معلوم
خاطر حزیں ایں مہجور مسکین بود بمقام گستاخی برآمدہ فرح افزائے خاطر آنجناب و سائر احباب شد
ہر چند اظہار ایں گونہ امور صورت گستاخی و خود بینی دارد و ایں فقیر را شرمندہ می دارد اما رعایت
جانب دوستان را مقدم داشتہ بمقام بے ادبی آمدہ و گرنہ نوشتن ایں امور ازیں نالائق
محض دور بود و از جوانیکہ مشافہتہً یا مراسلتہً چنانکہ مقتضائے شیمہ کریمہ است از ذکر جمیل
ایں مسکین ذلیل در حضور حضرت بافر و سعادت حضرت صاحب قبلہ کونین کوتاہی نفرمایند و
باقی تقریب کان ما را در آں آستان کہ موقف بختیاران و راستان ست یاد نمایند و خود
نیز گاہے گاہے بہ نیم نگاہے زنگ قساوت از دل ما بینوایاں دور نمایند دیگر چہ نویسد
در پناہ حصین منعام و ضمن ہمت پیران کرام باشند فرمایا کہ اوائل میں مجھ کو معاش کی نہایت

سختی ہوئی کچھ قدر سے وجہ معاش تھی۔ اُس کو چھوڑ کر بالکل توکل اختیار کیا ایک ٹوٹے بوریہ کا بچھونا اور اینٹ سرہانے ہوتی تھی ایک مرتبہ شدت ضعف بھوک میں مَیں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور دل میں عہد کر لیا کہ بس یہی میری قبر ہے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا دروازہ کھولو میں نے نہ کھولا پھر اُس نے کہا کہ دروازہ کھولو مجھ کو تم سے کچھ کام ہے۔ پھر بھی میں نے نہ کھولا آخر کار وہ کواڑوں کی شگاف کی راہ سے پانچ روپیہ ڈال گیا اس کے بعد سے فتوح جاری ہوگئی دو سو کے قریب علماء و صلحاء آپ کی خانقاہ میں ممالک دور و دراز سے آکر قیام کرتے اور کفاف بوجہ احسن پہنچتا باوجود ایں ہمہ آپکے مزاج میں انکسار اس حد کا تھا۔ کہ ایک روز فرمایا کہ اگر کتا میرے گھر میں آتا ہے میں جناب الٰہی میں عرض کرتا ہوں کہ بار خدایا میرا کیا منہ ہے۔ کہ تیرے دوستوں کا وسیلہ پکڑوں مجھ پر اس اپنی مخلوق کے واسطے رحم فرما۔ آپ کا عمل اکثر حدیث پر تھا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے اور نیز اپنے مرشد سے حدیث کی سند حاصل تھی۔ آپ حافظ کلام الٰہی تھے۔ لیکن کسی کو خبر نہ تھی۔ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ تہجد کے وقت لوگوں کو جگا دیا کرتے تھے۔ اور خود نماز پڑھ کے مراقبہ یا تلاوت کلام اللہ شریف میں مشغول ہوتے تھے اور بقدر دس پارہ پڑھا کرتے تھے۔ ایام ضعف میں کم پڑھتے تھے۔ نماز صبح اول وقت پڑھ کر حلقہ مراقبہ میں اشراق تک مصروف رہتے بوجہ ہجوم چند بار حلقہ فرمایا کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب آدمی اُٹھ جاتے تھے۔ اُن کی جگہ اور آجاتے تھے۔ اس کے بعد تفسیر و حدیث کا درس طلبہ کو فرماتے اگرچہ کوئی ملاقات کے واسطے آتا تھوڑی دیر کے بعد رخصت کر دیتے اور عذر کرتے کہ فقیر اپنی گور و موت کی فکر میں مشغول ہے۔ اور چلتے وقت اُس کو کچھ تبرک شیرینی بھی دیتے ✦

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نواب امیر خاں حضرت غوث الاعظم کی اولاد اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما کے نواسوں میں سے تھے آپ کی ملاقات کو آئے بوجہ بزرگ زادگی آپ نے اُن کی بہت تعظیم کی اور کچھ دیر کے بعد آپ نے حسب معمول اُن کو رخصت کر دیا۔ لیکن اُن کا دل بوجہ غلبہ محبت اُٹھنے کو نہ چاہا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ مکان کا قبالہ نواب صاحب کے نذر کر دو یہ تو اُٹھتے نہیں ہم ہی مکان نذر کر کے رخصت ہوئے جاتے ہیں۔ یہ سُن کر وہ فی الفور اُٹھ کر چلے گئے۔ زوال کے قریب کچھ تھوڑا سا کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ امیر لوگ آپ کے واسطے عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بھیجا کرتے تھے۔ لیکن اُس کو نہ خود کھاتے اور نہ طالبوں کے واسطے اُسکا

اختیار توکل

انکسار

طعام اغنیاء نہ کھانے

کھانا پسند فرماتے ہمسایہ میں بھیجدیا کرتے تھے۔ یا اگر کوئی حاضر ہوتا اُس کو دیدیتے۔ ہاں
اگر کوئی روپیہ بھیجتا تو اُس کا چالیسواں حصہ اُسی وقت علیحدہ کر کے زکوۃ دیدیتے اور پھر حلوا
وغیرہ پکا کر نیاز پیران کبار خصوصاً حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دیتے یا وجہ مصرف
فقرا خانقاہ اگر قرض ہو جاتا وہ ادا کر دیتے اور گاہ گاہ کوئی بے اطلاع ہی لیجاتا اور آپ
دانستہ اُس کی جانب سے منہ پھیر لیتے بارہا لوگ آپ کی کتابیں لیجایا کرتے اور پھر آپ
ہی کے پاس فروخت کرنے کو لاتے اور آپ قیمت دے کر خرید لیتے اور اگر کوئی عرض
کرتا کہ حضور یہ تو آپ ہی کی کتاب ہے یہ نشانی موجود ہے۔ آپ ناراض ہو کر منع کرتے
اور فرماتے کیا ایک کاتب چند نسخہ نہیں لکھ سکتا بعد تناول طعام تھوڑا سا قیلولہ فرما کر
کتب دینیہ مثل نفحات، وآداب المریدین وغیرہما اور تحریرات ضروری میں مشغول ہوتے
پھر نماز پڑھ کر کچھ حدیث وتفسیر کا درس فرماتے اور پھر نماز عصر پڑھ کر کتب حدیث و
تصوف مثل مکتوبات امام ربانی وعوارف ورسالہ قشیریہ وغیرہ کا وعظ فرما کر شام تک
ذکر وتوجہ کے حلقہ میں مشغول رہتے۔ بعد نماز مغرب خاص خاص مریدوں کو توجہ فرماتے
اور پھر کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر اکثر شب ذکر ومراقبہ میں بیٹھ کر بسر کرتے اگر نیند کا بہت
غلبہ ہوتا مصلے ہی پر داہنی کروٹ کچھ لیٹ جاتے۔ بہت کم چارپائی پر سوئے ہیں۔ لیکن
پاؤں کبھی نہ پھیلائے اکثر بطور احتبا، کے کہ مراقبہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے یہ ہیئت منقول ہے۔ اور اولیاء کرام مثل غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے
بیٹھا کرتے اور بوجہ کمال حیا پاؤں بہت کم پھیلاتے حتیٰ کہ وفات بھی آپ کی اسی طرح ہوئی
لباس موٹا پہنا کرتے اگر کوئی عمدہ نفیس کپڑا بنوا کر بھیجتا اُس کو فروخت کر کے اور چند کپڑے
خرید کر اللہ کے نام دیدیتے اور فرماتے کہ ایک آدمی پہنے تو اچھا ہے یا چند پہنیں وہ
بہتر ہے۔ اور اکثر یہ عادت جناب رسول اللہ صلعم کے بھی یہی تھی۔ کہ موٹا کپڑا پہنا کرتے
تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ کہ
تہبند لنگ کی چادر موٹی نکال کر فرمایا کہ اسی میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم
کی روح مبارک قبض ہوئی حضرت شاہ صاحبؒ نہایت سخی تھے۔ اور اخفا کی بہت رعایت
تھی حتیٰ کہ حلقہ میں اکثر لوگوں کو دیدیا کرتے تھے۔ حیادار بھی ایسے تھے۔ کہ اور کے
منہ دیکھنے کا تو کیا ذکر ہے۔ اپنی شکل بھی آئینہ میں نہیں دیکھی تھی۔ مسلمانوں پر شفیق ایسے
تھے کہ اکثر راتوں کو اُن کے واسطے دعا مانگا کرتے تھے۔ ایک حکیم آپ کے ہمسایہ
میں تھا۔ اُن کا اکثر وقت آپ کی غیبت میں گذرتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ وہ مجبوس ہو گئی

فائدہ نیاز پیران

فائدہ پاؤں کبھی نہ پھیلانا

فائدہ اپنی شکل آئینہ میں نہیں دیکھی

آپ نے اُن کی خلاصی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ دنیا کا ذکر آپ کی مجلس میں بالکل نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا۔ تو اُس کو منع فرما دیتے اور فرماتے کہ غیبت کے لائق میں ہوں ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی نے بادشاہ وقت کی غیبت کی آپ کا روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ افسوس روزہ جاتا رہا کسی نے عرض کیا کہ حضرت نے کسی کا ذکر بد نہیں کیا آپ نے فرمایا۔ اگر کیا نہیں سُنا تو ہے۔ غیبت میں ذاکر اور سامع دونوں برابر ہیں ✣

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ لعن یزید کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں قابل لعن ہے یا نہیں فرمایا کہ میں مستحق لعن ہوں جس قدر تیرا دل چاہے۔ دوسرے کا حال معلوم نہیں زیادہ تحقیق منظور ہو تو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے کر لو وہ اِس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف ہیں امر معروف اور نہیِ منکر آپ کا شیوہ تھا۔ ایک شخص سید اسماعیل مدنی مدینہ منورہ سے بحکم آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں کسب نسبت کے واسطے آئے تھے آپ کے حکم سے ایک روز وہ جامع مسجد میں آثار نبویہ کے زیارت کو گئے وہاں سے واپس آکر اُنہوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہاں برکات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ لیکن ظلمت کفر بھی معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ بعض اکابر دین کی وہاں تصویریں رکھی ہیں۔ آپ نے اُسی وقت بادشاہ کو ایک نہایت پُر زور خط لکھ کر وہ تصویریں نکلوا دیں خط یہ ہے۔ حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحان اللہ از عجائب قدرت او سبحانہ چہ نوشتہ شود ایں سید محمد اسماعیل مدنی کہ از مدینہ منورہ برائے کسب نسبت مجددیہ رضی اللہ عنہم نزد ایں لاشئے تشریف آوردہ امشب شب جمعہ در مسجد جامع در آثار شریف رفت گفت کہ اینجا ظلمت اصنام معلوم میشود و ایں گفتن او محض از نور ایمانست او چہ داند کہ دریں آثار چیست تحقیق شد کہ تصویرہا درینجا نہادہ اند تصویر پیغمبر خدا علیہ السلام و ائمہ اہل بیت و اولیا رضی اللہ عنہم ساختن و پیش خود داشتن در شرع محمدی جائز نیست تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بدست مبارک شکستہ اند تصویر پیر رضہ خود و تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیر المومنین علیہم السلام بت اند ترک تعظیم آن بہ کنند کہ صنم پرستی است تاب اللہ علیہ و سنگے بر آن نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر ست صلے اللہ علیہ وسلم بت است ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اِسلام کجا شد پیروی نمایند و ایں بت پرستی موقوف نمایند

چہ نالم وچہ گریہ کنم بر خرابی مسلمانی و مداہنت و سستی مسلمانان غلبہ کفر از آنست بہ بتاں کافراں محتاج اند اللہ تعالے ہدایت فرماید در مسجد جامع و قلعہ بادشاہی کہ ہر دو جائے مسلمانان است اصنام داشتن چہ معنی واللہ اگر مرا قوتے عود نماید از شہر بت پرستان ہجرت نمایم ؛

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ رئیس بندیل کھنڈ انگریزی ٹوپی پہن کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی اُس کو سخت جھڑکا وہ واپس ہوگیا اور کہا کہ ایسا ہی احتساب ہے پھر نہیں آؤں گا۔ آپ نے فرمایا خدا تم کو میرے گھر میں نہ لائے۔ لیکن چبوترہ کے زینہ پر جاکر وہ ٹوپی خدمتگار کو دی۔ اور پہن کر حاضر ہوا۔ اور بیعت کی اور کسی کو بسہولیت بھی امر معروف فرمایا کرتے ؛

نقل ہے۔ کہ ایک سید آپ کے پاس آئے وہ ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھ کر نرمی سے فرمایا تعجب ہے۔ کہ ابھی میر صاحب کے ڈاڑھی نہیں نکلی بعدہ با انبساط تمام فرمایا کہ سب آپ ہی کے خاندان سے ہے ہم لوگ تو آپ کے گماشتہ ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور اُس کے بعد پھر کبھی اُنہوں نے ڈاڑھی نہ منڈوائی ترک و تجرید آپ کے مزاج میں اس قدر تھی۔ کہ بادشاہ وقت و امراء دربار اکثر اس بات کے خواہشمند رہے۔ کہ خرچ خانقاہ کے واسطے کچھ مقرر فرمالیں۔ مگر کبھی منظور نہیں فرمایا۔ آپ اکثر یہ قطعہ پڑھا کرتے تھے ؛

خاک نشینی ست سلیمانیم تنگ بود افسر سامانیم

ہست چہل سال کہ می پوشمش کہنہ نہ شد چادر عریانیم

نقل ہے۔ کہ نواب امیر خان نے بھی یہی آرزو کی تھی۔ کہ خرچ خانقاہ کیواسطے کچھ قبول فرمالیں۔ آپ نے بجواب اس کے تحریر فرمایا کہ ؎

ما آبروے فقر و قناعت نمی بریم با میر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہماری جاگیر مواعید الٰہی ہیں۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون فرمایا کہ اس طریقہ میں چار چیزیں بہت ضروری ہیں۔ دست شکستہ پاشکستہ دین درست و یقین درست آخر عمر میں آپ کو ضعف نہایت غالب ہوگیا تھا۔ لیکن جس وقت یہ شعر پڑھتے تھے :۔

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم ہر گہ کہ یاد روے تو کردم جواں شدم

اُٹھ بیٹھتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا۔ کہ نام شریف لیکر بیتاب ہوجایا کرتے تھے۔ اور آہ آہ کہکر ہاتھ اوپر کو

اُٹھا دیا کرتے تھے۔ اور کبھی دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طرح سمیٹ لیا کرتے تھے۔ جیسے کہ کسی کو آغوش میں لیتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند سوختہ جان و رواناں دیگر اند

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ خادم قدم شریف تبرک آب آپ کے واسطے لایا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ آپ کے سر پر ہے۔ اِس کو سُنتے ہی بیتاب ہو گئے اور اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ میری کیا حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ میرے اوپر ہو گا۔ اور اُس خادم کی نہایت مدارات کی مرض موت میں ترمذی شریف سینہ مبارک پر ہوتی تھی اگر کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل نکل آتا تھا۔ اُس پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ بکری کے شانہ کا گوشت پکوا کر کھایا کرتے تھے۔ کہ مسنون ہے

تعظیم و محبت رسول اللہ صلعم

قرآن کا نہایت شوق تھا۔ نماز اوابین میں حضرت شاہ ابو سعید مجددی سے کہ آپ کے خلیفہ اور نہایت خوش الحان تھے۔ سُنا کرتے تھے۔ اور اگر کبھی غلبۂ شوق میں زیادہ سُنتے تھے تو بیتاب ہو کر فرمانے لگتے تھے۔ کہ بس کرو زیادہ سُننے کی طاقت نہیں ہے۔ اکثر اشعار پُر درد سُنا کرتے اور محفوظ ہوتے۔ لیکن چونکہ کوہ استقامت تھی۔ ضبط فرماتے تھے مزاج

شوق اتباع سنت

میں نفاست اِس قدر تھی۔ کہ افغان لوگ جو وہاں ناس سونگتے اُس کی بُو بھی ناگوار گذرتی اور لوبان وغیرہ وہاں سلگوایا کرتے۔ اور فرماتے کہ افغانوں نے میری مسجد کو ہلاس دانی بنا رکھا ہے ؛

نفاست مزاج

نقل ہے کہ گاہ گاہ خود بخود خوشبو آپ کے مکان میں آنے لگتی اُس وقت لوگوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیتے شاید کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و یا دیگر پیران کبار کی ارواح مبارک کا ظہور ہوتا تھا۔ فرماتے کہ میں حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت مجدد علیہما الرحمۃ کی شکل بظاہر دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا پہلو شل ہو گیا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے استمداد کی فی الفور اُن کی صورت مبارک ہوا میں معلق دیکھی اور وہ مرض سلب کر دیا فرمایا کہ گزک اکابر چشتیہ کہ سرمست ذوق محبت ہیں سرود و سماع ہے۔ کہ دل پر طرح طرح کا شوق لاتا ہے۔ اور چہرہ یار سے پردہ اُٹھاتا ہے اور گزک متوسلان نقشبندیہ کہ بادہ نوش جام مودت ہیں حدیث اور درود ہے۔ کہ اِس سے قلب کو اذواق گوناگون پہنچتے ہیں ع

آن ایشانند من چنینم یارب

فرمایا فقیر کے ف سے مراد فاقہ وق سے قناعت وی سے یاد الٰہی ور سے

ریاضت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور بجالائے توفّ سے فضلِ خداقؔ سے قرب مولےٰ ئیؔ سے یاری اور رؔ سے رحمت حاصل ہو ورنہ فؔ سے فضیحت قؔ سے قہر یؔ سے یاس اور رؔ سے رسوائی ہو۔ فرمایا طالب ذوق شوق وکشف وکرامت طالب خدا نہیں فرمایا کمالات میں وصل عریانی ہوتا ہے۔ اِس مقام سے سالک کو سوائے یاس اور محرومی کی کچھ حاصل نہیں ہے۔ فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ ہر وقت عبادت سے علٰحدہ علٰحدہ کیفیات کا امتیاز کرتا رہے اور خیال رکھے کہ نماز سے کیا کیفیت حاصل ہوتی ہے اور تلاوت سے کیسی نسبت کا ظہور ہوتا ہے۔ اور درس حدیث اور شغل تہلیل زبانی سے کیسا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے اِسی طرح یہ بھی خیال رکھے کہ لقمۂ شک سے کیسی ظلمت ہوتی ہے اور اور گناہوں سے کس قسم کی کدورت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ولایات میں خطرات مضر ہیں لیکن کمالات نبوت میں مضر نہیں ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامان لشکر نماز میں کر لیتے تھے فرمایا کہ کھانے میں ایک رضائے نفس ہے۔ اور ایک حق نفس رضائے نفس غذا بہت اور لطیف اور حق نفس بمقدار توانائی اداے فرض وسنت فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ چار چیز سے مراد ہے۔ بیخطرگی۔ دوامِ حضور جذباتِ وارداتِ فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات تھے۔ لیکن ہر وقت مناسب استعداد ہر قرن افراد امت میں ظہور کمال ہوا۔ فرمایا کہ جو کمال مثل جہاد و بھوک وعبادت وغیرہ کے آپ کے جسم مبارک سے ناشی تھا۔ وہ صحابہ کرام میں ظہور ہو۔ اور جو قلب سے مثل استغراق و بیخودی وذوق وشوق وآہ ونعرہ ناشی تھا۔ وجنید بغدادی رح سے اولیاء امت میں ظاہر ہوا اور جو کمال کہ لطیفہ نفس سے مثل اضمحلال واستہلاک ناشی تھا۔ وہ خواجہ نقشبند رح کے وقت کے وقت سے ظاہر ہوا۔ اور جو کمال کہ اسمِ شریف محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ناشی ہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے دورہ سے مکشوف ہے۔ فرمایا جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے۔ اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے۔ فرمایا کہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہے۔ فرمایا صوفی دنیا وآخرت کو پس پشت ڈال کر متوجہ مولےٰ ہوتے ہیں للمولوی

ملت عاشق ز ملتہا جدا است　　عاشقاں را مذہب وملت خدا است

فرمایا دعا کرتے وقت انوار فائض ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کا فرق کرنا کہ یہ انوار دعا ہیں اور یہ انوار اجابت دعا مشکل ہے۔ بعضے کہتے ہیں۔ کہ اگر دونوں ہاتھوں میں ثقالت معلوم ہو علامت قبولیت دعا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اگر انشراح صدر حاصل ہو علامت اجابت

دعا ہے۔ فرمایا بیعت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک پیروں سے توسل حاصل کرنے کی نیت سے دوسرے معاصی سے توبہ کے واسطے تیسرے نسبت حاصل کرنے کے واسطے فرمایا مرد چار قسم کے ہوتے ہیں۔ نامرد۔ مرد۔ جواں مرد۔ اور فرد۔ طالب دنیا نامرد۔ طالب عقبیٰ مرد۔ طالب عقبیٰ و مولےٰ جوان۔ مرد طالب مولےٰ فرد۔ فرمایا خطری کی چار قسمیں ہیں۔ شیطانی۔ نفسانی۔ ملکی۔ حقانی شیطانی بائیں جانب سے آتا ہے۔ نفسانی اوپر سے یعنی دماغ سے ملکی داہنی جانب سے حقانی فوق الفوق سے فرمایا کہ جو کمال سوا نبوت انسان میں ممکن ہے۔ سب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ میں ظاہر ہوئے فرمایا ؎

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردۂ غیب ہمہ در صورت خوب تو عیاں ساختہ اند

ہر چہ بر صفحۂ اندیشہ کشد کلک خیال شکل مطبوع تو زیبا تر ازاں ساختہ اند

فرمایا جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت بطور اویسیت حاصل کرنا چاہے چاہیئے کہ بعد نماز عشا جناب رسول اللہ صلعم کے دست مبارک خیال میں اپنے ہاتھ میں لے اور یہ کہے کہ بیعت کی میں نے آپ سے اوپر گواہی پانچ چیز کے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور قائم رکھنے نماز اور ادا کرنے زکوٰۃ اور روزہ ماہ رمضان اور حج خانہ کعبہ بشرط استطاعت کے اور چند شب اسی طرح کرے اور اگر کسی بزرگ سے اویسیت چاہے خلوت میں بیٹھ کر دوگانہ کا ثواب اُس کی روح پر پہنچا کر اُس کی جانب متوجہ ہو۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو ایسا ادراک عطا کیا ہے۔ کہ تمام بدن نے حکم قلب پیدا کیا ہے۔ جو شخص جس طرف سے آئے اُس کی نسبت معلوم کر لیتا ہوں فرمایا کہ تین کتابوں کا نظیر نہیں ہے۔ قرآن شریف صحیح بخاری اور مثنوی مولانا روم کا فرمایا کہ اولیا تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ارباب کشف اور ارباب ادراک اور ارباب جہل فرمایا کہ اولیاء میں بہت کم حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کمال کو پہنچے ہیں۔ اگر تمام اولیاء وجودیہ کو توجہ فرمائیں تو تمام شاہ راہ شہود پر آجائیں۔ فرمایا حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردیہ طریقہ میں بڑے سمجھ دار آدمی تھے۔ دو باتوں میں تصوف تمام کر دیا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خودبیں مباش دوم آنکہ بر غیر بدبیں مباش

فرمایا جو شخص ہم سے ملاقات رکھے۔ چاہئے کہ ہمارا سا ہی لباس پہنے ہمارا سا ہی طور اختیار کرے رباعی

یا مرو با یار ازرق پیرہن یا بکش بر خانماں انگشت نیل

یا مکن با پیلباناں دوستی　　یا بنا کن خانۂ درخور پیل

فرمایا کہ بعض مومنوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں۔ اور اخص خواص کی روح پر فرشتہ کو بھی دخل نہیں ہے ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند　　کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و قل یتوفکم ملک الموت اسی کی جانب اشارہ ہو گا۔ فرمایا کہ درویشوں کی معاش ایسی چاہئے جیسا کہ شیخ ابن یمین کردی نے کہا ہے ؎

نان جویں و خرقۂ پشمین و آب شور　　سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخہ دو چار ز علمے کہ نافع است　　در دین نہ لغو بوعلی و ترّاہٗ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنیِ آن　　بیہودہ ہمتے نہ برد شمع خاوری
بایک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو　　در پیش چشم ہمت شاں ملک سنجری
ایں آن سعادتیست کہ حسرت برد برآں　　جویائے تخت قیصر و ملک سکندری

اور اکثر اشعار جمالی پڑھا کرتے تھے ؎

لنگکے زیر و لنگکے بالا　　نے غم وزد و نے غم کالا
گز کے بوریا و پوستکے　　دلکے پر ز درد و دوستکے
این قدر بس بود جمالی را　　عاشق رند لا ابالی را

فرمایا کہ عقل نورانی کی شناخت یہ ہے۔ کہ بلا واسطے جانب مقصود دلالت کرے اور عقل ظلمانی اُس کو کہتے ہیں۔ کہ چراغ ہدایت مرشد سے راہ پر آوے فرمایا طالب کو چاہیئے کہ ایک لمحہ یاد مطلوب سے غافل نہ ہو ؎

ایں شربت عاشقی است خسرو　　بے خون جگر چشید نتوان

فرمایا دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے اور گناہوں کا سر کفر ہے ؎

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند　　روز و شب در بق بق و در زق زق اند

فرمایا زوال انا کے یہ معنی ہیں۔ کہ سالک انا نہ کہہ سکے جیسے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ کہ انا کہنا آسان ہے۔ اور انا زائل کرنا مشکل ہے۔ فرمایا ابتدا اغلب میں سالک نوافل سے رہ جاتا ہے اور فرض اور سُنت پر اکتفا کرتا ہے فرمایا طریقہ مجددیہ میں چار دریا فیض کے ہیں۔ نقشبندی۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی لیکن اول غالب ہے فرمایا کہ کفر طریقت اس کو کہتے ہیں۔ کہ امتیاز نہ رہے۔ اور سوا ذات حق کے کوئی چیز نظر میں نہ ہے

فرمایا کہ جو مخدوم ہوا چاہے اُس کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت کرے ع
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

فرمایا کہ اب ضعیف ہوگیا ہوں کچھ ہو نہیں سکتا۔ پہلے شاہ جہان آباد کی جامع مسجد میں رہا کرتا تھا۔ حوض کا تلخ پانی پیا کرتا تھا۔ دس پارے قرآن شریف کے پڑھا کرتا تھا۔ اور دس ہزار نفی اثبات کیا کرتا تھا۔ نسبت ایسی قوی ہوگئی تھی۔ کہ تمام مسجد انوار سے پُر تھی۔ جس کوچہ میں گذر ہوتا تھا۔ وہ بھی نورانی ہو جاتا تھا۔ اگر کسی بزرگ کے مزار پر جاتا تھا۔ اُس کی نسبت پست ہو جاتی تھی۔ تب میں از راہ تواضع اپنے تئیں پست کیا کرتا تھا فرمایا ؎

زناتوانیِ خود این قدر خبر دارم | کہ از زخش نتوانم کہ دیدہ بردارم

فرمایا کہ بلا میں مبتلا کرنا امتحان معشوق نازنین ہے۔ شعر

نیست بے موجب پئے آزار ما | امتحان مے خواہد از ما یار ما

فرمایا کہ آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہئے۔ دین درست اور یقین درست وست شکستہ اور پا شکستہ چاہئے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ دین درست سے یہ مطلب کہ قولاً وفعلاً عملاً واعتقاداً موافق شریعت ہو یقین درست کے یہ معنی کہ مواعید آلہی پر پورا پورا یقین ہو دست شکستہ سے یہ مراد کہ اشارۃً وصریحاً کسی سے کسی شے کا طالب نہ ہو۔ پا شکستہ سے یہ غرض کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے فرمایا کہ فقر وفاقہ کمال طریقہ ہے۔ درویشوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طور اختیار کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا۔ کہ کمال گرسنگی سے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور توکل پر بیٹھتے اور بلا پر صبر فرماتے اور عطا پر شکر کرتے۔ فرمایا کہ بعض اکابر کا مقولہ ہے کہ درویش اگر بعد تین روز کے طعام طلب کرے صوفی نہیں ہے۔ اُس کو خانقاہ سے خارج کرنا چاہیئے

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے میری نسبت یہ بیان کیا کہ وہ طالب ذوق وشوق وکشف وکرامت ہے۔ اُنہوں نے یہ سُن کر فرمایا کہ جو شخص ایسے شعبدوں کا طالب ہو اُس کو کہو کہ ہماری خانقاہ سے باہر جائے اور ہمارے پاس نہ آئے جب یہ خبر مجھ کو پہنچی میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں میں نے عرض کیا کہ پھر کیا مرضی ہے فرمایا کہ یہاں سنگ بے نمک لیسیدن ہے اگر یہ بے مزگی منظور ہو ٹھیرے رہو میں نے عرض کیا کہ مجھ کو یہی منظور ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم | نے پئے کشف وکرامت آمدیم

فرمایا کہ اِس طریقہ میں مجاہدہ نہیں ہے۔ مگر وقوف قلبی کہ عبارت دل طرف ذات آلہی

کے ہے اور نگہداشت خطرات گذشتہ و آئندہ ہے اور یہ اِس طرح چاہیئے۔ کہ جب خطرہ دل میں پیدا ہو کہ فلاں کام گذشتہ زمانہ میں کس طرح ہوا تھا۔ اسی وقت دل سے دفع کرے کہ تمام قصہ دل میں نہ آئے یا دل میں خیال آئے کہ فلاں جگہ جاکر یہ کام کروں اور اِس کام میں منفعت ہو اس کو معاً دفع کرے۔ غرضکہ جو خطرہ غیر خدا کا دل میں آئے اُس کو فی الفور دفع کرے۔ فرمایا کہ احوال قلب سالک پر مثل باران شدید ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب قلب سے عروج ہو کر لطیفہ نفس کی سیر ہوتی ہے۔ مثل بارش خفیف جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور جب لطیفہ نفس سے سیر جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے۔ نسبت سمجھ میں نہیں آتی استہلاک و اضمحلال زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور نسبت مثل شبنم کے باریک ہوتی جاتی ہے۔ فرمایا صوفی کو نکاح نہیں کرنا چاہیئے صوفی کو ترک و تجرید و دنیا سے روگردانی ماسوائے سے انحراف خلوت صحبت اغنیا سے دوری لازم ہے۔ اور نکاح مانع اِن امور کا ہے۔ کہ عورتوں میں صبر و توکل نہیں ہوتا الا ماشاء اللہ بعض عورتیں صاحب توکل ہوتی ہیں۔ اور نسبت باطنی رکھتی ہیں فرمایا کہ حضور جمعیت و توحید وجودی لطیفہ قلب میں ہوتی ہے۔ لیکن فناء انا و اضمحلال و استہلاک و شکستگی و نابودگی اور نیستی لطیفہ نفس کی سیر میں واقع ہوتی ہے۔ فرمایا کہ لایق پیری وہ شخص ہے۔ کہ ضروری مسایل کا علم رکھتا ہو۔ مقامات عشرہ صوفیہ مثل توکل و قناعت و زہد و صبر وغیرہ حاصل ہوں ارباب دنیا کی صحبت سے اجتناب رکھتا ہو مشائخ کرام کی صحبت سے فیض یافتہ ہو صاحب کشف یا صاحب ادراک ہو خطرہ ماسوا سے دل پاک ہو ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت سے پیراستہ ہو پھر فرمایا کہ میں اپنا حال کیا بیان کروں ؎

بزمین چو سجدہ کردم ززمین ندا بر آمد — کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند — کہ بروں در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

فرمایا کشف میں احتمال خطا و صواب دونوں ہیں۔ اور وجدان میں احتمال خطا نہیں ہے مثلاً کوئی شخص اگر دُور سے چار پایہ کی صورت دیکھے اور سمجھے کہ شیر ہے اور فی الحقیقت شیر نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اور چار پایہ ہے۔ یا پانی دیکھا اور اُس کو سراب سمجھا یہ کشف کی مثال ہے۔ اور وجدان یہ ہے۔ مثلاً ہوا نظر نہیں آتی۔ لیکن اُس کی حرارت اور برودت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے ادراک میں احتمال غلطی کا نہیں ہے فرمایا کہ جو معارف حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے بیان کئے ایسے تمام امت میں کسی شخص نے نہیں بیان کئے۔ فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے۔ کہ حق سُبحانہ تعالٰے کے صدق مواعید پر نظر رکھے۔ اور اسباب وہمیہ ظنیہ پر خیال نہ کرے۔ اور یہ یقین جانے کہ اللہ تعالٰے روزی پہنچانے والا ہے جس کو پیدا کیا ہے

اُس کو روزی مہیا کرے گا ع

رزق را روزی رساں پرمی دہد

فرمایا اکابران طریقت کے تالیفات میں توحید وجودی و ذوق و شوق و بیان مقامات عشرہ توبہ و انابت وصبر و قناعت و زہد و توکل و رضا و تسلیم وغیرہ درج ہیں۔ مگر جو مقامات کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں۔ کسی عارف نے یہ معارف بیان نہیں کئے۔ عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی تمام روے زمین پر نہیں ہے۔ فرمایا کہ سالک کو لطیفہ قلب و نفس کی سیر میں ذکر خفی و نفی اثبات و تہلیل لسانی سے ترقی ہوتی ہے۔ اور سیر عناصر ثلثہ میں کثرت نوافل یا طول قرائت سے اور کمالات ثلثہ میں تلاوت کلام اللہ شریف اور حقائق سبعیہ میں درود شریف کے پڑھنے سے ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا بعض اولیاء کو اللہ کے جناب میں کمال زہد و ریاضت و ترک و تجرید سے رسوخیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض کو قرب الٰہی کثرت عبادت سے میسر ہوتا ہے۔ لیکن مقام اہل عبادت صاحب زہد و ریاضت سے عالی ہے۔ فرمایا جس کو یقین زیادہ اُسی کا مقام اعلےٰ نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے واسطے کچھ تحریر فرمائے آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی قل اللّٰہ ثم ذرھم اور اُس کی تفسیر بھی اس کے نیچے اس طرح لکھی کہ امور جزئی و کلی اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اور فکر معاش وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہیئے اور تعلقات ماسواء اللہ کو چھوڑنا چاہیئے اور اپنے جمیع امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنا چاہیئے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔۔۔ تو دانی حساب کم و بیش را

فرمایا ؎ بنشین بگدایاں در دوست کہ ہر کس ۔۔۔ بنشست بایں طائفہ شاہی شد و برخاست

فرمایا تبدیل اخلاق رذیلہ و صفات بشریت و رفع انانیت کے واسطے تکرار کلمہ طیبہ اور کثرت ذکر کرنا چاہیئے۔ جس وقت انوار الٰہی غالب ہو جائینگے۔ سالک کے اخلاق و اوصاف میں شکستگی ہو جائیگی۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ فرمایا کہ تجرید انقطاع علائق ظاہری کو کہتے ہیں۔ اور تفرید انقطاع علائق باطنی کو فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محی الدین ابن العربی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کلام میں تطبیق دی ہے۔ اور توحید وجودی اور توحید شہودی کو نزاع لفظی قرار دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ آدمی تھے۔ اور اُنہوں نے نیا طریقہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس مقام میں خطا کی ہے۔ اور حال

قال میں لائے ہیں۔ اور معارف کشفیہ کو بحث علمی میں لاکر تطبیق دی ہے۔ ورنہ اِن ہر دو مقام یعنی توحید وجودی اور توحید شہودی میں فرق بین ہے۔ جس شخص کو معارف مجددیہ سے مناسبت حاصل ہوئی ہے۔ اُس نے عیاناً معلوم کیا ہے۔ کہ توحید وجودی ابتدا احوال سیر لطیفہ قلب میں ہوتی ہے۔ اور توحید شہودی سیر لطیفہ نفس میں حضرت مجدد الف ثانی کے معارف اِن ہر دو مقامات کے وراء ہیں۔ معارف محی الدین ابن العربی قطرہ ہیں۔ اور معارف حضرت مجدد دریائے محیط ع

چہ نسبت است بکوہ آسمان عالی را

اگر محی الدین ابن العربی حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں زندہ ہوتے اور اُن کی معارف سنتے سمجھتے اور اُن سے استفادہ کرتے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بے نہایت ہے اُسکی حد نہیں ہے۔ کہ کوئی اُس کی انتہا کو پہنچے او سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء شعر

دوربینان بارگاہ الست　　غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

فرمایا چشتیہ خاندان میں بیعت کا بہت لحاظ ہے یہاں تک کہ بعض کا مقولہ ہے کہ جب تک بیعت نہ کرے مرشد کا فیض نہیں پہنچتا اور ہمارے نزدیک بیعت ضروری نہیں ہماری بیعت ہماری توجہ ہے۔ جس کو بہت توجہ کریں البتہ اُس کو فیض پہنچیگا۔ فرمایا کہ میں اپنے پیروں کے طریقہ سے خوش بھی ہوں۔ اور ناخوش بھی ہوں۔ خوشی کی یہ وجہ ہے۔ کہ ان کے طفیل سے ہم کو توفیق متابعت سنت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی اور ناخوشی کی یہ وجہ کہ یہ طریقہ انتہا پذیر نہیں ہے۔ جس جگہ پہنچتا ہوں۔ یہی آواز آتی ہے کہ یہاں مت ٹھیر و مقصود آگے ہے۔ ساٹھ سال گذرے کہ ہوا کی طرح دوڑ رہا ہوں اور منتہا کو نہیں پہنچا سعدی نے خوب کہا ہے ؎

نہ حسنش غایتے دارو نہ سعدی را سخن پایاں　　بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

بخلاف اور طریقوں کے کہ جس وقت مرید کو کچھ اسرار توحید وجودی منکشف ہوا تھوڑا بہت ذوق وشوق ورقص و وجد بمقتضائے قلب حاصل ہوگیا پھر کہتے ہیں۔ کہ واصل ذات و عارف منتہی ہوگیا ع

آں ایشانند من چنینم یارب

نقل ہے کہ ایک درویش کو آپ نے توجہ دینے کے واسطے یاد فرمایا کسی نے عرض کیا کہ وہ جامع مسجد کی طرف سیر کو گئے ہیں۔ فرمایا کہ یہ کیا فقیری ہے۔ فقیری میں صبر لازم ہے اور صبر حبس نفس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جس وقت ہم مجاہدہ میں مشغول تھے پچیس برس

تک اپنے تئیں ایک حجرہ میں بند رکھا تھا۔ کہ نہ جاڑوں میں باہر آتا تھا۔ اور نہ گرمیوں میں فرمایا
میری سترہ برس کی عمر تھی۔ کہ دہلی میں آیا تھا۔ اور اب مجھ کو دہلی میں ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ اور
ایک روز بلا ذکر و فکر و مراقبہ نہیں گذرا مع ہذا خوف خاتمہ ہر وقت دامن گیر ہے۔ اور اطمینان
اُس وقت ہو گا۔ جب بہشت میں داخل ہو جاؤں گا۔ اور اپنے کانوں سے ندائے رب العالمین
سُن لونگا کہ اے بندے میں تجھ سے راضی ہوں۔ فرمایا کہ ہمارے اکابر طریقت نے فرمایا
ہے۔ کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے۔ اِس کے معنی بہت لوگوں نے کہے
ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ نہایت ہدایت میں پیدا ہونے سے توجہ دائمی وحضور مع اللہ
ہے۔ و کم خطرگی یا بے خطرگی مراد ہے۔ کہ یہ اور طریقوں میں نہایت خیال کی جاتی ہے اور
ہمارے طریقہ میں شروع ہی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ نہایت ہمارے ہاں کچھ اور ہی ہے۔
اور وہ توجہ وحضور کا گم ہونا ہے۔ فرمایا ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع
پذیر نہیں ہے۔ اور لسانی مراد نہیں ہے۔ کہ وہ انقطاع پذیر ہے۔ اور اُس پر دلیل آیت کریمہ
رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله یعنی باز نہیں رکھتے ۔ اُن کو تجارت اور
نہ بیع ذکر اللہ سے کیونکہ تجارت میں ذکر زبانی موقوف ہو جاتا ہے قلبی موقوف نہیں ہوتا
فرمایا کہ اکثر آدمی ذکر قلبی کو ذکر خفیہ کہتے ہیں۔ اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے
ہیں۔ ذکر قلبی اگرچہ غیر سے پوشیدہ ہے۔ لیکن ملائک اور شیطان سے پوشیدہ نہیں ہے
پس خفا حقیقی اُس میں نہ پایا گیا۔ در اصل ذکر خفیہ ذاکر کے مذکور میں گم ہونے کو کہتے ہیں۔ کہ
اُس کو کوئی خبر اپنی اور ذکر کی نہ ہو۔ فرمایا کہ میرا حال ایسا ہے۔ کہ ہر چند متوجہ قلب ہوتا
ہوں۔ کوئی اثر توجہ اور ذکر کا نہیں پاتا البتہ کسی وقت اگر غیب ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا
ہے۔ کہ روئیں روئیں میں ذکر ہے۔ فرمایا شب قدر عجب بابرکت رات ہے اس میں
دعا و عبادت مقبول ہوتی ہے۔ اہل قرب کو اُس رات اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے فرمایا
کہ ایکبار میں جامع مسجد میں معتکف تھا۔ رات کو سوتا تھا۔ ایک شخص نے مجھ کو آکر جگا دیا اور کہا
کہ اُٹھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ کے واسطے دعا کر میں اُٹھا دیکھا
تو تمام نور سے چراغان نورانی روشن ہو رہے ہیں۔ میں جان گیا کہ یہ شب قدر کا نور ہے
فرمایا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے۔ کہ اُس شب درخت اور تمام مخلوقات سجدہ کرتی ہے۔ ایسا
شاید ہوتا ہو گا۔ مگر کبھی کسی کتاب میں نظر نہیں آیا +

نقل ہے۔ کہ ایک روز ایک بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے تبرک
کی شیرینی آپ کے پاس لائے آپ نے اُس کو چوم کر سر اور آنکھ پر رکھا اور فرمایا کہ میں چشتیوں

کا نہایت معتقد ہوں۔ سلطان جی کی برابر کوئی محدث نہ تھا۔ اور فرمایا کہ حضرت فرید الحق والدین میرے حال پر نہایت مہربان ہیں۔ ایک روز مراقبہ میں میں نے دیکھا کہ وہ میرے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ تمام گھر اُن کے نور سے منور ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو شغل تعلیم کروں میں اپنے پیر کی غیرت سے ڈرا اور عرض کیا۔ کہ شغل تو جو میرے پیر نے تعلیم کیا ہے۔ وہی کافی ہے۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم بمنزلہ خاکروب اور کناس کے ہیں۔ دستور ہے کہ حاکم د... اپنے خاکروب یا کناس کو قافلے کے ہمراہ کر دیا کرتا ہے۔ تاکہ چوروں اور راہ زنوں سے سلامت گذار دے ایسے ہی ہم مثل خاکروب اور کناس غوث الثقلینؓ اور خواجہ نقشبند رح کے ہیں۔ فرمایا کہ رضائے پیر سبب قبول خلق و خالق ہے۔ اور آزردگی پیر سبب نفرت حق و خلق ہے۔ فرمایا کہ پیر کی رضا سے وہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ کسی مجاہدہ اور ریاضت سے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص دائرہ قلب میں داخل ہو اور اُس میں اُس نے وسعت پیدا کی اور دوسرا شخص بلا وسعت پیدا کئے دائرہ فوق پر ترقی کر گیا۔ اِن دونوں میں اول شخص افضل ہے۔ فرمایا کہ اور مصائب کا ایک دو روز رونا ہوتا ہے۔ لیکن فقیری کا دائمی رونا ہے۔ ہرگز انقطاع پذیر نہیں ہے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب مولویت کو چھوڑ دو اور آہ سیکھو فرمایا کہ جس کسی کو ہماری توجہ سے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس ہو جائے۔ وہ ہماری جانب سے مجاز مطلق ہے۔ اگرچہ ہم نے اُس کو زبانی اجازت نہ دی ہو فرمایا کہ اجازت کے واسطے چند چیزیں ضرور ہیں۔ اول علم دوم عقل سوم تجرید و تبتل و انقطاع ورنہ اجازت عبث ہے۔ فرمایا کہ رسالہ اداب المریدین مصنفہ حضرت نجیب الدین سہروردی طریقہ نقشبندیہ سے بے خبر ہے۔ اِس طریقہ نقشبندیہ میں مجاہدات شدیدہ و ریاضات شاقہ کہ صوفیوں نے بیان کی ہیں نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں بنائے کار انکسار و افتقار بجناب الٰہی اور پیر سے اخلاص پر ہے۔ حضرت خواجہ نے بارہ روز سجدہ میں پڑ کر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ مجھ کو طریقہ تو عطا کر کہ سہل الطرق و اقرب الطرق الی اللہ ہو اور البتہ موصل ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور یہ طریقہ عطا فرمایا فرمایا کہ اور طریقوں میں مجاہدہ رکن ہے اور طریقہ نقشبندیہ میں بجائے مجاہدہ توجہ پیر رکن ہے اور ذکر ہر طریقہ میں شرط ہے۔ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس طریقہ میں چنداں ریاضت و مجاہدہ نہیں ہے۔ اور میں مرزا نازک مزاج تھا۔ مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہو سکتے۔ فرمایا کہ اہل

محبت کو حاجت اعمال کی نہیں ہے۔ اُن کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے۔ بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی
فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علماء پسند ہے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ نقشبند رح کا شہرہ کمال منتشر
ہوا۔ ایک زاہد آپ کے اوقات اور اعمال دیکھنے کے واسطے آیا اُس نے آپ کو کوئی مجاہدہ
یا ریاضت کرتے نہ دیکھا۔ سیدھی سیدھی نمازوں کو پڑھ لیا رات کو بعد عشا پلاؤ کھا کر سو رہے
ثلث شب سے تہجد پڑھ لیا وہ زاہد حیران ہو گیا۔ اور عرض کی کہ میں تمام رات نہیں سویا۔ اور
ذکر کرتا رہا اور تم نے شام کو پلاؤ کھایا۔ اور اکثر شب سوتے رہے۔ لیکن جو نور تم میں ہے
وہ مجھ میں نہیں ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اُسی پلاؤ کا نور ہے۔ فرمایا دل کو ماسواء سے
خالی کرنے اور ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنے سے ظہور نور حضور ہوتا ہے۔ فرمایا کہ
خدا کے نام کو تاثیر ہے۔ اگرچہ ذاکر ہندو ہو اور جس لفظ سے ذکر کرے توجہ الی اللہ پیدا
ہوتی ہے۔ لیکن اسماء حسنے کہ شرع میں وارد ہیں۔ اُن سے ذکر کرنے کا اور اثر ہے۔
اور اُن سے ظہور انوار و جذبات و واردات و قرب الٰہی اور وصول ذات ہوتا ہے فرمایا کہ
ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ مجھ کو یاد رب کی سکھا دیں میں نے کہا کہ
اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کرو اُس نے کہا کہ اس لفظ سے تو نہیں
یاد کروں گا میں نے کہا اچھا قلب کی جانب متوجہ ہو کر دل سے توہی توہی کیا کرو اس پر وہ
راضی ہو گیا۔ چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہو گئی اور مشرف باسلام
ہوا۔ فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ اپنے طور سے پچاس ہزار مرتبہ خدا کا نام لیتا
ہوں۔ اس کی برکت سے مجھ کو ماسواء سے اعراض ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنی ان آنکھوں
سے اُس کے دل میں کیفیت دیکھی ہے۔ لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدرہ تھی۔ کیفیت
نورانی سواء ذکر ایمانی کے نہیں پیدا ہوتی۔ فرمایا کہ اُس ہندو سے مجھ کو نہایت شرم آئی کہ
باوجود ظلمت کفر ایک دم ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔ اور میں باوجود نور ایمان غافل ہوں۔ فرمایا کہ
طالب کیفیت خدا پرست نہیں ہے۔ ذکر کرنا چاہیئے۔ کیفیت خواہ پیدا ہو یا نہ ہو ذکر فی نفسہ
عبادت ہے ؎

گر نباشد از شکر جز نام بہر　　　زاں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار اسم ذات کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جمعیت باطنی کی یہ تعریف
ہے۔ کہ تشویش آیندہ و گذشتہ دل میں نہ آئے۔ فرمایا کہ فقیری دل کی مراد سے خالی ہونے
کو کہتے ہیں۔ نہ ہاتھ کے خالی ہونے کو فرمایا کہ فنا و بقا میں صوفیہ کے اقوال مختلف ہیں۔ امام
غزالی فرماتے ہیں۔ کہ فنا اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا اور اخلاق حمیدہ سے متحقق ہونے کو کہتے ہیں

اور قدما نقشبندی فنا بے شعوری کو کہتے ہیں۔ اور جب بے شعوری کا بھی علم نہ رہے۔ اُس کو فنا الفنا کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فنا نسیان ماسواء کو کہتے ہیں۔ اور یہ نہایت مشکل ہے۔ اللہ تعالے جسے دے اور حضرت غوث الثقلین نے فنا کی چار قسمیں فرمائی ہیں۔ فنا خلق فنا ہوا فنا ارادہ فنا فعل فرمایا کہ ارادہ اصل ہوا ہے اور ہوا اُس کی فرع ہے۔ فرمایا کہ علم صرف اِس قدر کہ صیغہ معلوم کرلے ضروری ہے اور نحو شرع ملا اور دو ایک کتابیں علم معانی کی بھی پڑھنا چاہیئے۔ کہ اُس سے فصاحت و بلاغت کلام معلوم کرے۔ بعد ازاں تفسیر و حدیث میں توغل کرنا چاہیئے۔ کہ اُس سے انوار قلبی پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی علم دینی ہے۔ باقی تضیع اوقات فرمایا۔ کہ علم فقہ میں کتاب الصلوٰۃ تک انوار ادراک میں آتے ہیں۔ اور معاملات فقہ میں ادراک میں نہیں آتے۔ لیکن موجود ہیں ÷

نقل ہے۔ کہ ایک روز رمضان میں آپ کو اِس قدر تشنگی غالب ہوئی کہ طاقت بیٹھنے اور کلام کرنے کی نہ رہی۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اِس روزہ کا ثواب جناب آلہی سے اُمت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تمام روزوں کا جب سے کہ روزے فرض ہوئے ہیں۔ چاہوں گا۔ فرمایا کہ لقمہ شب کی تاثیر تا تحلیل رہتی ہے۔ اور لقمہ حرام کی تاثیر تین روز تک رہتی ہے۔ فرمایا کہ آج طعام بیگانہ سے چار لقمہ کھائے تھے۔ اِس قدر باطن متکدر ہو گیا ہے۔ کہ چند استغفار و اذکار و تلاوت قرآن شریف کی رفع کدورت نہ ہوئی بعد تحلیل رفع ہوئی۔ فرمایا کہ لوگ عمدہ عمدہ کھانے پکا کر لاتے ہیں۔ اور کھانے کے واسطے اصرار کرتے ہیں۔ اگر نہ کھاؤں اُن کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اور کھاتا ہوں۔ تو اپنی بدمزگی ہوتی ہے کیا کروں۔ فرمایا کہ ہمارا کھانا یعنی جنس بازار سے خرید کر آتی ہے۔ مگر چونکہ سامنے پکتی ہے توجہ کی تاثیر سے ظلمت دور ہو جاتی ہے۔ اور دوسری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ معتقدان وحدت الوجود دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کا اجماع اِسی مذہب پر ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ متقدمین سے علاء الدولہ سمنانی اِس کے مخالف ہی تھے۔ متاخرین میں حضرت مجدد الف ثانی رح بھی خلاف ہی ہیں۔ اور اِن ہر دو بزرگ کے ہزار ہا اولیاء کبار تابع ہوئے ہیں۔ پس اجماع کجا اِس کے علاوہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی اِس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ منصور نے لغزش کی اور زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا۔ کہ اُس کی دستگیری کرتا۔ اگر میرے زمانہ میں ہوتا میں بیشک اُس کی مدد کرتا۔ یعنی اِس حال سے حالت فوق پر لیجاتا۔ فرمایا کہ تربیت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تربیت جمالی اور ایک جلالی تربیت جمالی سے سب راضی رہتے ہیں۔ کہ موافق نفس ہے۔ لیکن

تربیت جلالی پر قائم رہنا نہایت دشوار اور مردان دیندار کا کام ہے۔ فرمایا حقیقت رضا بجز فناء کامل حاصل نہیں ہوتی۔ اور اسی وجہ سے اتفاق اس پر ہے۔ کہ رضا آخر مقامات سے ہے فرمایا کہ اس زمانہ فلانی میں کوئی عمل تصفیہ قلب کے واسطے اولیاء اللہ کے اذکار کی کتاب مطالعہ کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے پیر نے مجھ کو دو نصیحتیں کیں ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کے عیب کی نیکی کی طرف تاویل کرنا۔ اور اپنی نیکی کی عیب کی طرف تاویل کرنا میں نے عرض کیا۔ کہ اس سے تو امر معروف موقوف ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی میں عیب ہی نہیں معلوم ہوتا۔ ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خودبیں مباش — دوم آنکہ بر غیر بدبیں مباش

فرمایا کہ ایک بار قدم مبارک حضرت حق سبحانہ کا ظاہر ہوا غایت شوق سے اُس کو بوسہ دیا اور غائب ہو گیا۔ پھر موجود ہوا۔ اور پھر غائب ہو گیا۔ اور اس طرح چند مرتبہ ہوا۔ راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ قدم ظاہر ہونے سے کوئی استعجاب نہیں ہے۔ بہت سے اولیاء اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھ پر بیعت کے واسطے دست قدرت ظاہر ہوا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے۔ کہ قیامت کے روز جب دوزخ ہل من مزید کہے جائیگی۔ اور اُس کی کسی طرح تسکین نہ ہوگی۔ تب اللہ تعالے اپنا قدم اُس پر رکھ دے گا۔ اور وہ بس بس کرنے لگے گی۔ فرمایا کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فراق میں بیتاب ہو کر خاک اڑائی چونکہ یہ امر شرع میں اچھا نہیں ہے۔ ظلمت بھی پیدا ہوئی فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے منتظر بیٹھے ہیں بکمال شوق حاضر حضور ہوا۔ آپ نے معانقہ فرمایا تا وقت معانقہ آپ کی شکل اپنی تھی۔ بعد ازاں حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی شکل پر ہوگئی۔ فرمایا کہ ایک بار قبل از نماز عشاء سو گیا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے منع فرمایا اور وعید بیان کی فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ من رانی فقد رای الحق آپ کے حدیث ہے۔ فرمایا ہاں فرمایا کہ ہر روز تحمید و تسبیح پڑھکر اور اُس کا ثواب جناب رسول اللہ صلعم کی روح مُبارک پر بھیج کر سویا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ترک ہو گیا خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسی حلیہ سے کہ جو شمائل ترمذی میں لکھا ہے۔ تشریف لائے اور اور شکایت

فرمائی فرمایا کہ ایک مرتبہ خوف آتش دوزخ کا نہایت غلبہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ دوزخ میں نہیں جائیگا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا تیرا نام عبداللہ اور عبدالمہیمن ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مجددؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ تو میرا خلیفہ ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند تشریف لائے اور میرے پیرہن میں داخل ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس آکر بیٹھ گئے میں نے دریافت کیا کہ کون ہیں۔ فرمایا کہ بہاءالدین فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص ایک خلعت لایا اور کہا کہ یہ حضرت غوث الاعظم نے تجھ کو عنایت کیا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار پر گیا۔ اور عرض توجہ کی کی مزار سے باہر آکر توجہ فرمائی۔ لیکن وقت ہنواد تھا۔ جلد اُٹھ کھڑا ہوا حسرت ہوتی ہے کہ کیوں ایسی جلد اُٹھا کیفیت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ ایک روز خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا اور کہا شیئاً للہ شیئاً للہ دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہے۔ کہ اُس کے کناروں سے پانی چھلکتا ہے القا ہوا کہ تیرا سینہ نسبت مجددیہ سے بھرا ہوا ہے۔ دوسرے کی گنجایش نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ کے مزار پر گیا۔ اور عرض توجہ کی۔ فرمایا کہ تم کو کمالات حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اپنی نسبت بھی عطا فرمائے آپ نے توجہ فرمائی میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ مثل اُن کے چہرہ کے ہو گیا۔ اور اُن کا چہرہ میرے چہرہ کی مانند ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا وہ تشریف لائے اور فرمایا عبادت بکثرت کرو کہ اِس راہ میں تعبد درکار ہے۔ مینے عرض کیا کہ آپ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہو فرمایا کثرت عبادت سے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا مکان معطر ہو گیا۔ اوپر کو جو دیکھا میرے سر پر روح معطر جلوہ نما ہے اور اُس کے گرد شعشان آفتاب کی طرح روشنی ہو رہی ہے۔ حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہے پھر دل میں خیال آیا کہ شاید روح مبارک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم یا روح حضرت غوث الاعظم بایں تجمل تشریف فرما ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع لفظی ہوئی۔ حضرت مجددؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ جو نزاع کرے اُس کو خانقاہ سے نکال دو فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لائیں اور فرمایا کہ میں تیرے واسطے زندہ ہوئی ہوں اور آئی ہوں۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ منصب قومیت تجھ کو عطا ہوا۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ تجھ سے طریقہ جدیدہ نکلا فرمایا کہ ایک روز وسعت مکان کے واسطے عرض کی الہام ہوا کہ تیرے اہل عیال نہیں کیا حاجت ہے۔ فرمایا ایک روز مکان

ہمسایہ کا طلب کیا۔ الہام ہوا۔ کیوں ہمسایہ کو تکلیف دیتے ہو۔ اور باہر نکالتے ہو۔ فرمایا ایک روز بقصد زیارت حرمین شریفین نیم قدم اٹھ کھڑا ہوا۔ الہام ہوا کہ تیرا اسی جگہ رہنا بہتر ہے فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خلفاء دکن بھیجے ہیں۔ تم کابل اور بخارا کو بھیجو فرمایا کہ کلام ربانی کہ مبرا از صوت ولحن ہے۔ تین بار میں نے سنا ہے۔ فرمایا کہ ایک شب میں نے کہا یا رسول اللہ آواز آئی لبیک اور میرا نام عبد صالح فرمایا۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے کہا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ الہام ہوا کہو یا ارحم الرحمن شیئاً للہ راقم الحروف کہتا ہے اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یا شیخ الخ سے منع کیا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ اب تم کو وسیلہ کی حاجت نہیں ہے بلکہ براہ راست ہم سے طلب کرو کیونکہ وسیلہ کی ابتدا میں ضرورت ہوتی ہے۔ انتہا میں نہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۱۲۹ جلد اول میں تحریر فرمایا ہے مخدوما مقصد اقصے ومطلب اسنیٰ وصول بجناب قدس خداوند یست جل سلطانہ لیکن چوں طالب در ابتدا بواسطہ تعلقات در کمال تدنس وتنزل است وجناب قدس او تعالے در نہایت تنزہ وترفع ومناسبتے کہ سبب افادہ واستفادہ است درمیان طالب ومطلوب مسلوب است لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نبود کہ برزخ بود واز ہر دو طرف خظ وافر وارد تا واسطہ وصول طالب بمطلوب گردد وہر قدر کہ طالب را بمطلوب مناسبت پیدا می گردد ہمان قدر پیر خود را از میان مے کشد وچوں طالب را بمطلوب مناسبت تام پیدا شد پیر بہ تمام خود را از میان برکشید وطالب را بمطلوب بے توسط خود واصل گردانید پس در ابتدا ودر توسط مطلوب را بے آئینہ پیر نمیتوان دید ودر انتہا بے توسط آئینہ پیر جمال مطلوب جلوہ گر میگردد ووصل عریاں حاصل می شود۔ حضرت کے کرامات و تصرفات واخبار مغیبات بے شمار ہیں۔ سب سے اعظم کرامت طالبان خدا کے باطن میں القاء فیض برکات ہے اور یہ آپ سے اس قدر ظاہر ہوا کہ اس کے لکھنے کو دفتر چاہیئے بہت سے آدمیوں نے آپ سے خواب میں اخذ طریقہ کیا اور شرفیاب حضور ہو کر مقامات عالیہ پر پہنچے اکثر فساق وفجار آپ کے توجہات سے تائب ہوئے بعض کفار اندک التفات سے مشرف باسلام ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک ہندو بچہ برہمن زادہ اچھی شکل کا مجلس شریف میں اتفاقاً آگیا۔ سب اُس کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ کی نظر عنایت اُس پر ہو گئی۔ فی الفور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا نقل ہے کہ آپ کے ایک خادم تجارت کے واسطے ہمراہ قافلہ جاتے تھے۔ راہ میں ایک صحرا میں دیکھا کہ حضرت تشریف رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جلد یہاں سے دوڑ کر آگے چلے جاؤ

چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ پچھلے قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص آپ سے بیعت ہونے کو دہلی آتے تھے۔ جنگل میں راہ بھول گئے۔ ایک بزرگ دفعۃً آموجود ہوئے اور اُن کو سیدھا راستہ بتا دیا۔ اُن سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں وہی ہوں جس سے تم بیعت ہونے جاتے ہو +

نقل ہے۔ کہ ایک صالحہ ضعیفہ کے جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ اُس کی تعزیت کے واسطے گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے تم کو فرزند نعم البدل عطا فرمائے اِس عورت نے عرض کیا حضرت میں بھی اب ضعیف ہو گئی ہوں۔ میرا خاوند بھی ضعیف ہو گیا۔ اب کیا اولاد پیدا ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا قادر ہے۔ بعد ازاں آپ سے اُٹھ کر ایک مسجد میں آئے وہاں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور اِس عورت کے فرزند ہونے کے واسطے دعا مانگی۔ بعد دعا آپ نے ہمراہی سے فرمایا کہ اُس عورت کے اولاد کے واسطے دعا مانگی تھی اثر اجابت پایا گیا۔ انشاء اللہ تعالے لڑکا ہوگا۔ بعد ازاں حضرت کی بشارت کے موافق اللہ تعالیٰ نے اُس کو فرزند عطا فرمایا۔ اور وہ جوان ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کو بادشاہ نے روپیہ کے واسطے حبس کر لیا۔ اِس کے کسی عزیز نے آکر حضرت سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ چند آدمی جمع ہو کر قلعہ سے چھڑا لاؤ اُنہوں نے عرض کیا کس طرح چھڑا لائیں وہاں تو پہرہ اور سپاہی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اِس سے تم کو کیا مطلب تم ہمارے کہنے سے جاؤ اور لے آؤ چنانچہ چند آدمی گئے۔ اور لے آئے اور کوئی اُن کا متعرض نہ ہوا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی میرا لڑکا دو مہینے سے گم ہے توجہ فرمائیے کہ آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو تیرے گھر ہے۔ وہ اس بات سے نہایت حیران ہوا کہ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں۔ اتنے میں گھر کہاں سے آگیا۔ خیر بموجب فرمودہ گھر گیا۔ جا کر دیکھا تو وہ موجود تھا +

نقل ہے۔ کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لائی اور عرض کیا کہ یہ نوکر تھا۔ نوکری چھوڑ ملنگ فقیروں میں داخل ہو گیا۔ شریعت سے منحرف ہو گیا بھنگ پیا کرتا ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی راہِ راست پر آگیا +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ کشتی رواں پر توجہ کی فی الفور کشتی ٹھہر گئی۔ غرض کہ آپ کی کرامات ہزاروں ہیں مشتے نمونہ از خروارے تبرکاً لکھے گئے۔ اور دراصل راقم الحروف کی چونکہ اپنی طبیعت اِس کی طرف چنداں مائل نہیں ہے۔ حسب دستور لکھے دیتا ہوں۔ ورنہ

جس وقت یہ مضمون میرے سامنے آتا ہے۔ طبیعت کو ایک قسم کی ماندگی ہو جاتی ہے۔ اور لکھنے کو دل نہیں کرتا۔ بخلاف ملفوظات کے کہ اس کے لکھنے سے دل نہیں بھرتا۔ اور بخوف طوالت ہی بس کرتا ہوں۔ ورنہ شوق تو یہی چاہتا رہتا ہے۔ کہ اور لکھ اور لکھ حضرت کو شوق شہادت ازبس تھا۔ مگر فرمایا کرتے تھے۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی شہادت سے آدمیوں پر سخت تکلیف پہنچی۔ اور اس کے بعد قحط قتال عظیم ہوا۔ اس سبب سے شہادت سے ڈرتا ہوں۔ غرضکہ آخر مرض موت آپ کو شروع ہوا۔ اور اس میں بواسیر اور خارش نے غلبہ کیا۔ آپ کی اکثر عادت تھی۔ کہ وقت مرض اکثر وصیت نامہ تحریر فرماتے اور زبانی نصائح دوام ذکر و پرداخت نسبت و اخلاق حسنہ و معاشرت اور مجاری قضا پر عدم چون چرا و اتحاد مابین برادران طریقت اور فقر و قناعت و توکل و تسلیم و رضا کی فرماتے۔ اور فرمایا کہ میرا جنازہ آثار نبویہ جامع مسجد میں رکھنا۔ اور عرض شفاعت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کرنا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ میرے جنازہ کے آگے فاتحہ یا کوئی آیت شریف یا کلمہ طیبہ پڑھنا بے ادبی ہے بلکہ یہ دوبیت پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو | شیئاً للہ از جمال روے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما | آفرین بردست و بربازوے تو

بس میرے جنازہ کے آگے بھی یہی شعر پڑھنا بلکہ یہ دو شعر عربی بھی پڑھنا ؎

وفدت علی الکریم بغیر زاد | من الحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شیء | اذا کان الوفود علے الکریم

بتاریخ ۲۲ صفر یوم شنبہ ۱۲۴۰ھ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ جامع مسجد میں حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں حسب وصیت جنازہ کو آثار شریفہ میں لے گئے۔ اور وہاں سے لاکر حضرت شہید کے پہلو میں دفن کیا اِنّا لِلہِ وانا الیہ راجعون حضرت شاہ رؤف احمد صاحب رافت رح آپ کے خلیفہ اعظم نے آپ کی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے *

چوں جناب شاہ عبداللہ قیوم زماں | زیں جہاں فرمود رحلت سوے جنات کریم
سال او باحال او جستم چو اے رافت ز دل | گفت فی روح و ریحان و جنات نعیم

حالات حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوسعید معصومی مجددی قدس سرہ کی ولادت بتاریخ ۲ ر ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ ہجری کو بمقام رام پور ہوئی۔ آپ کا نسب انسب بواسطہ حضرت شیخ سیف الدین و حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے ملتا ہے۔ ابتداء عمر ہی سے صلاحیت مزاج میں تھی۔ فرمایا کہ اوائل عمر میں ایک مرتبہ میرا اتفاق لکھنؤ جانے کا ہوا۔ محلہ کی مسجد میں جب نماز کو جایا کرتا۔ تو راستہ میں ایک مجذوب برہنہ بیٹھا ہوتا مجھ کو دیکھ کر ستر عورت چھپا لیا کرتا۔ کسی نے اُس سے دریافت کیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ جب تو ان کو دیکھتا ہے۔ اپنا ستر عورت پوشیدہ کر لیتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک وقت آئیگا کہ ان کو ایسا منصب حاصل ہوگا۔ کہ مرجع اقارب ہونگے +

فوقع کما قال۔ تقریباً دس سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ فرما کر اُس کی ایک جید قاری سے تجوید کی اور ایسی ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ کہ جو سُنتا تھا۔ محو ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ حرمین شریفین کو گئے۔ تو اہل عرب نے بھی سُن کر بہت تعریف کی بعد حفظ قرآن شریف علوم عقلیہ و نقلیہ اس وقت کے علماء کبار مثل حضرت مولانا رفیع الدین صاحب و لد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کئے۔ عین تحصیل علم میں ارادہ خدا طلبی پیدا ہوا۔ اول اپنے والد ماجد سے کہ اپنے طریقۂ آبائی پر مستقیم تھے۔ اور مزاج میں ترک دنیا و انقطاع غالب تھا۔ ارادت کی مگر تھوڑی ہی مدت بعد ان کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب کا سلسلہ دو واسطہ سے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ سے ملحق ہوتا ہے آپ کو یعنی حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استغراق رہتا تھا۔ کہ نماز کے وقت اُن کو آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اور توجہ میں اس قدر گرمی تھی۔ کہ اگر سو آدمیوں کی جانب متوجہ ہوتے تھے۔ تو سب بیہوش ہو جاتے تھے۔ ایک بار نماز میں شوق الٰہی سے قدرے بدن کو حرکت ہو گئی۔ تو اول امام پھر تمام جماعت پھر تمام محلہ کو وجد آ گیا۔ الغرض کہ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر بہت مہربانی فرماتے۔ اور چند روز میں آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی آپ کے بھی بہت سے مرید ہو گئے۔ اور حلقہ میں بیہوشی و وجد و صیحہ و نعرہ ہوا کرتا تھا۔ چونکہ نسبت مجددیہ میں یہ جملہ امور مرتفع ہو جاتے ہیں۔ اور مثل صحابہ کرام کمال افسردگی و آسودگی سے عمر بسر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت مرزا جان جاناں صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے

حالات بھی بچشم خود اسی انداز کے پائے۔ خود حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی تھی۔ غرضکہ اِن جملہ امور پر غور کر کے آپ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خداطلبی میں خط لکھا۔ انہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا اور تحریر فرمایا۔ کہ اِس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے کوئی بہتر نہیں ہے +

پس حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقبول درگاہ ہوئے +

نقل ہے۔ کہ جس وقت حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ آئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باوب پیرزادگی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنی مسند خالی کر دی۔ اور کہا کہ آپ کی جگہ یہاں ہے۔ فقیر آپ کے خاندان کے ایک کمترین منتسبان سے ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میں بجہت استفادہ و کفش برداری حاضر ہوا ہوں +

حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمایا۔ اور ابھی شاہ درگاہی صاحب قدس سرہٗ زندہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر مرید اپنا مرشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے تو چاہیئے کہ بلا انکار پیر اول اُس کی خدمت میں حاضر ہو۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت توجہ فرماتے۔ اور آپ نے اُن سے از ابتدا تا انتہا جملہ سلوک مجددیہ بکمال تفصیل حاصل کیا۔ چنانچہ اِس کے بیان میں ایک رسالہ بھی تحریر فرما کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرت شاہ صاحب نے اُس کو نہایت پسند فرما کر چند سطریں اُس کی تعریف میں تحریر فرمائیں +

حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور فرماتے کہ ارادت ایسی ہی چاہیئے۔ کہ جیسی شاہ ابو سعید صاحب رح کی ہے۔ کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔ اکثر مریدوں کو آپ کی سپرد کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا خالد رومی و سید اسمعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہما آپ سے توجہ کیا کرتے تھے۔ جب آپ سفر سے تشریف لاتے حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کا استقبال کیا کرتے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب قبلہ علیل تھے۔ جو آپ سفر سے تشریف لائے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو چارپائی پر لے چلو تاکہ استقبال فوت نہ ہو غرضکہ پندرہ سال تک حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحبت سے استفادہ کیا اور بشارات جلیلہ مثل ضمنیت و قیومیت سے مشرف ہوئے چنانچہ ایک مکتوب میں حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اپنے مرض موت میں حضرت شاہ ابو سعید صاحب کو اِس طرح تحریر فرمایا کہ از غیب القاء میشود کہ ابو سعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہ بریں باعث است و دیدہ ام

کہ شمارا بر ران راست خود نشاندہ ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عائد بشما شود مفوض شدہ خانقاہ شمارا مبارکباد۔ بعد انتقال حضرت شاہ صاحب قبلہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ اور طالبان حق مثل مور و ملخ جمع ہوکر مستفیض ہوئے۔ اور آپ مثل آبائے کرام و مشائخ عظام نمنزترویج شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و طریقہ احمدی انار اللہ برکات صاحبہا میں سرگرم ہوئے۔ چونکہ آپ کے مزاج میں ایثار بدرجہ غایت تھا۔ اِس سبب سے تلخی و سختی فقر و فاقہ کہ حسن درویشی ہیں۔ بہت جھلیں۔ تحمل و بردباری و شکست و مسکنت آپ کے مزاج میں اس قدر تھی۔ کہ جو شاہ صاحب قبلہ کے منکر تھے وہ بھی آپ کے معتقد ہو گئے آپ کے تصرف و کرامات زائد الوصف ہیں +

نقل ہے۔ کہ ایک آپ کے خادم نے عرض کیا۔ کہ تہجد کے واسطے میری آنکھ کبھی کھلتی ہے۔ کبھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہدو کہ تہجد کے وقت ہم کو یاد دلادیا کرے اُٹھاکر بٹھادینا ہمارا کام ہے۔ آیندہ تم کو اختیار ہے۔ چنانچہ ہر روز ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ آپ اُس کو اُٹھاکر بٹھادیا کرتے تھے +

نقل ہے۔ کہ آپ کے ایک مرید پر بعد اخذ طریقہ ایسا استغراق غالب ہوا۔ کہ خلوت میں بوقت نماز معرفت قبلہ نہ ہو۔ ناچار ہوکر اُس نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بوقت تحریمہ میری طرف متوجہ ہو میں تجھ کو متوجہ قبلہ کردیا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔ کہ جب بوقت تحریمہ وہ آپ کی جانب متوجہ ہوتا۔ آپ ظاہر ہوکر قبلہ کی طرف اشارہ کردیتے۔ اور یہ اتفاق مدتوں تک رہا۔ اُسی شخص کا بیان ہے۔ کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع ہوا۔ اور بہت شور شغب ہوا۔ رات کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم خانقاہ میں تشریف لائے ہیں۔ اور بغضب تمام فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو خانقاہ سے نکال دو۔ اس شخص کی اس خوف سے کہ کہیں میرا نام بھی آپ نہ لے دیں۔ آنکھ کھُل گئی۔ یہ حیران و پریشان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت تہجد کے واسطے وضو کرتے تھے۔ اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کیوں ایسے گھبراتے ہو۔ تمہارا نام تو نہیں لیا۔ اور بعد نماز صبح آپ نے جن شخصوں کا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تھا۔ خانقاہ سے نکال دیا۔ آپ زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام مشائخ و مفتی آپ سے بکمال تعظیم پیش آئے۔ اور تین مہینے تک آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اور اکثر شرفا و سادات داخل طریق ہوئے۔ جب آپ حرمین شریفین سے واپس آئے۔ اور ٹونک میں پہنچے آپ کو مرض موت لاحق ہوا۔ نواب ہر روز آپ کے پاس آتا تھا۔ عید کے روز سکرات موت شروع ہوئیں آپ نے

فرمایا کہ آج نواب نہ آئے۔ کہ دنیاداروں کے آنے سے ظلمت وکدورت ہوتی ہے۔ اور حافظ کو سورہ یٰسین پڑھنے کو فرمایا جب حافظ تین مرتبہ پڑھ چکا۔ آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ فرصت کم ہے۔ آپ کی انگشت سبابہ متحرک تھی۔ کہ بین الظہر والعصر بروز عید الفطر ۱۲۵۰ھ ہجری انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تابوت شریف وہاں سے نقل کرکے دہلی میں لائے اور حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی مغرب کی جانب دفن کیا ✤

نقل ہے۔ کہ جب صندوق سے نعش مبارک نکال کر لحد میں رکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی غسل دیا ہے ✤

حالات حضرت شاہ عبد الغنی صاحب قدس سرہٗ

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب فرزند دوم حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے ہیں۔ قدس سرہما آپ کی ولادت شریف شب شنبہ بتاریخ ۲۵ شعبان ۱۲۳۵ھ ہجری میں موضع مغلپورہ قریب سبزی منڈی بیرون شہر دہلی ہوئی زمانہ طفولیت ہی سے آثار صلاح وتقوے آپ میں پائے جاتے تھے۔ اسی وقت شیرینی وتلخی میں فرق نہ کرتے تھے۔ آپ کی چار سال کی عمر شریف تھی۔ کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں لیجاکر توجہ کرائی۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ توجہ مجھ کو خوب یاد ہے اور اُس کا اثر آج تک اپنے میں پاتا ہوں۔ اسی عمر میں طالبین آپ کے گرد بیٹھ کر عرض کرتے کہ ہم کو توجہ دیجئے۔ آپ کی توجہ سے ان کو تاثیر ہوتی تھی۔ بعد حفظ قرآن شریف دینیات کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین کو گئے۔ وہاں آپ نے علامہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی سے کہ بڑے محدث وفقیہ تھے۔ سند علم حدیث کی حاصل کی اور بعد مراجعت حضرت مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ سے اس فن شریف کی تکمیل کی جب آپ کے والد شریف حج سے واپس آئے۔ اور ٹونک میں انتقال کیا۔ تو آپ کو وصیت اتباع سنت واجتناب از دنیا واہل دنیا کی کی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ اگر اہل دنیا کے دروازے پر جاؤگے۔ ذلیل ہوگے والا وہ تمہارے دروازہ پر مثل سگاں حاضر ہوں گے۔ اور فرمایا کہ تمام اوراد اور اشغال کی تم کو بلکہ تمہارے چھوٹے بھائی عبد المغنی کو بھی اجازت دیتا ہوں۔ اور فرمایا کہ سلوک طریقہ شریفہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے خلفاء سے حاصل کرنا صغر سنی ہی سے میں نے بیعت اپنے والد ماجد سے کی تھی۔ استفادہ سلوک باطن تا ولایت کبرے حضرت شاہ احمد سعید اپنے

اُن کے بعد حضرت شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد علیہما الرحمۃ کی صحبت میں حاضر رہے اور وہ ان کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے۔ آپ کے مزاج میں تواضع و شکست و شفقت و نفع رسانی بدرجہ غایت تھی۔ بعد زمانہ غدر حرمین شریفین کو مع اہل و عیال ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حق جل وعلا کو خواب میں دیکھا۔ بکمال تمنا عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں سکونت اور موت کا نہایت اشتیاق ہے۔ ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ اثر قبولیت ظاہر ہوا۔ کہ خود مع اہل و عیال تا آخر حیات شرف جوار روضہ مقدسہ سے بہرہ یاب رہے اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ ہجری انتقال فرمایا۔ اور قریب قبہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ پائیں مزار حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مدفون ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حالات حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید فرزند اکبر حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہما کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۱۷ ہجری میں بمقام رام پور ہوئی۔ آپ کی دس سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے اخذ طریقہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت الطاف و مہربانی فرماتے اور جب آپ سبق پڑھ کر آتے اور حضرت شاہ صاحب کا حلقہ ہوتا۔ آپ وہاں جاتے اگر بوجہ کثرت آدمیوں کے جگہ بیٹھنے کی نہ ہوتی۔ اور حضرت شاہ صاحب آپ کو دیکھ لیتے تو بلا کر اپنی مسند کے قریب بٹھاتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے۔ فرمایا۔ کہ میں نے اکثر کتب تصوف مثل رسالہ قشیری و عوارف المعارف و احیاء العلوم و مکتوبات شریف و مثنوی مولانا روم حضرت شاہ صاحب سے پڑھی ہیں یا سنی ہیں۔ اور بعض کتب حدیث بھی پڑھی ہیں۔ اور کتب معقول و منقول دیگر علماء وقت مثل مولوی فضل امام و مولوی رشید الدین خان سے استفادہ کی ہیں۔ نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب و مولانا رفیع الدین صاحب و شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور حدیث کی سند مجھ کو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ سے حاصل ہے۔ فرمایا کہ جن ایام میں میں علم پڑھا کرتا تھا تو اکثر شب مطالعہ میں گذر جاتی تھی۔ اور اسی طرح ذکر و فکر اور شاہ صاحب کے حلقہ و مراقبہ کا بھی التزام رکھا تھا۔ اور اگر حضرت شاہ صاحب سے مفارقت ہوتی تو اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ لیا کرتا تھا۔ بلکہ حضرت شاہ صاحب کی موجودگی میں بھی اُن سے توجہ لیتا تھا۔ فرمایا کہ میں نے جمیع مقامات پر اپنے والد سے بھی توجہ لی ہے اور

اسی سبب سے سلسلہ میں اُن کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا ہے۔ ورنہ کسب نسب و اجازت
وخلافت حضرت شاہ صاحب رح سے حاصل ہے۔ فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ بوجہ وفور عنایت
فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم پر کبھی توجہ ناغہ نہیں ہوئی خواہ تم یہاں رہے یا نہیں۔ اور اس سبب سے
مدت صحبت و خدمت پندرہ سال ہوتی ہے۔ جب آپ کا سن شریف قریب بیس سال کے تھا۔ اُس
وقت حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ اس میں بعد ذکر آپ کے والد کے آپ
کی نسبت اِس طرح تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابو سعید بعلم و عمل و حفظ قرآن
مجید و احوال نسبت شریفہ قریب ست۔ بوالد ماجد خود +

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ حضرت شاہ صاحب کے روبرو بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کرینگے۔ فرمایا کہ مجھ کو بہ نظر کشفی اِس طرح معلوم ہوتا ہے (آپ
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) کہ اِس لڑکے کی اولاد سے کرینگے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ اور آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ ابو سعید صاحب قدس سرہٗ
حضرت شاہ صاحب قبلہ کے روبرو بیٹھے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے حاضرین سے فرمایا
کہ اِن دونوں میں کونسا اعلےٰ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر خود ہی فرمایا۔ کہ میری
نگاہ میں بیٹا باپ سے بہتر ہے۔ غرضکہ حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ پر کمال مہربانی فرمایا کرتے +

نقل ہے۔ کہ جب حضرت شاہ صاحب قبلہ سخت مریض ہوئے اور حضرت شاہ ابو سعید
صاحب کو اپنی جگہ مسند نشینی کے واسطے طلب فرمایا۔ تو تحریر فرمایا کہ برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے
خود گذارند۔ چنانچہ آپ حسب الارشاد اپنے والد بزرگوار کی جگہ بافادہ طالبان خدا مشغول رہے۔ اور
بعد مدت دہلی تشریف لائے۔ جب آپ کے والد بزرگوار حج کو تشریف لے گئے۔ تو اپنی جگہ آپ
کو مقرر کر گئے۔ اور آپ بہمت تمام اشاعت شریعت و طریقت میں مصروف ہوئے۔ اور طالبان
خدا کو انوار نسبت احمدیہ سے مالامال کر دیا۔ تاثیر صحبت شریف سے طالبان کا دنیا اور اہل دنیا سے
دل سرد ہوتا تھا۔ اور محبت الٰہی سے گرم ہوتا تھا۔ غلبہ شوق سے خواب و خور و آرام جاتا رہتا۔ شب و روز
میں تین مرتبہ حلقہ فرمایا کرتے۔ بعد نماز صبح و بعد نماز ظہر و بعد نماز مغرب اور جب تک کہ مرید کا
رشد ظاہر و باطنی نہ دیکھ لیتے۔ اُس کو رخصت نہ فرماتے۔ بلکہ اگر وہ بمبالغہ و الحاح طلب رخصت
کرتا اجازت نہ دیتے۔ اور فرماتے کہ مرید نارسیدہ بمنزلہ طفل شیرخوار کے ہوتا ہے۔ کہ اپنے
نفع و نقصان سے واقف نہیں ہوتا۔ اگر بچہ قبل از مدت مقررہ رضاعت اپنی دودھ پلائی
سے علٰحدہ ہوتا ہے۔ تو اُس کے نشو و نما میں نقصان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرید قبل از استعداد

جدا ہو جائے ناقص اور ابتر ہو جاتا ہے۔ اگر طالب میں میل دنیا اور رغبت اغنیا دیکھے۔ تو اُس سے مایوس ہو جاتے۔ اور اسی طرح نکاح پر مائل دیکھتے۔ اس سے بھی نااُمید ہو جاتے۔ اور کلمہ استرجاع پڑھتے۔ فرماتے کہ مبتدی کے واسطے کوئی چیز مثل عورت کے مضر نہیں ہے۔ جس وقت اس بلا میں مبتلا ہوا دنیا دار ہو گیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طلب اُس کے دل سے جاتی رہی۔ اور اکثر یہ شعر پڑھتے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں این خیال است و محال است و جنوں

فرمایا کہ صحبت اغنیا دارباب تنعّم طالب خدا کے واسطے سم قاتل و سد سکندری ہے۔ اور اس سے مجاری فیض بند ہو جاتا ہے۔ اور قلب پر ظلمات کثیفہ پڑتے ہیں۔ خیال کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو وصیت فرمائی ایاك و مجالسة الاغنیاء و احبی المساکین و قربتهم بلکہ فقرا اور برادران طریقت کی بھی آپس میں زیادہ صحبت پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا کہ مرید حق کسی کی طرف التفات نہیں کرتا۔ بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے۔ طالبین سے جو شخص کہ حجرہ بند کر کے ملتزم ذکر و فکر ہوتا۔ اُس کو بہت پسند فرماتے۔ فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ تعالےٰ کا مرید ہوتا ہے۔ کہ اپنے سینہ سے جمیع مقاصد اور مرادات دفع کرے۔ اور سواء رضاء حق سبحانہ کوئی مراد اُس کی نہ ہو۔ اور مردہ بدست زندہ ہو رہے۔ اور بارگاہ آلہی میں ہر وقت بتضرع وزاری دعا کرتا رہے۔ کہ آلہی جو کچھ تیری رضا ہو مجھ کو اس پر قائم رکھ اور ایک لحظہ مجھ کو اپنے سے دور مت کر۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ کہ اس کی تمنائے قلبی پر اس کو پہنچائے۔ فرمایا کہ آرزوے فقیر یہی ہے۔ کہ انفاس مستعار حیات اللہ تعالےٰ کی مرضی میں گذریں۔ اور گوشہ نامردی میں بیٹھ کر زبان بتکرار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تازہ رہے۔ فرمایا کہ دوام ذکر اور دوام توجہ الی اللہ بانکسار تمام اسباب قبولیت بجناب آلہی ہیں۔ اس میں غفلت نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس راہ میں طالبان حق جل وعلا کیواسطے بہت ضروری ہیں اور چاہیئے۔ کہ دل کو وعدہ ہائے آلہی پر قوی رکھے کہ یہی خلاصہ زندگی ہے۔ فرمایا کہ طالبان خدا کو چاہیئے۔ کہ ایک لمحہ جناب آلہی سے غافل نہ ہوں۔ تاکہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار کہ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں۔ ملکہ دل ہو جائے اور انقطاع تعلق ماسوے بالکل ہو جائے۔ اور کوئی مراد اور مقصود سوائے اللہ تعالےٰ کے دل میں نہ رہے۔ اور تعمیر اوقات بوظائف وطاعات کرے۔ اس طرح سے ہر روز کم از کم قلب سے پانچ ہزار ذکر اسم ذات و تمام لطائف سے اقل ایک ایک ہزار اسم ذات اور گیارہ سو مرتبہ ذکر نفی و اثبات اور پانچہزار مرتبہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی

کرے وکم از کم ایک ایک پارہ قرآن شریف باتدبیر معنی۔ اور بارہ رکعت نماز تہجد وچار چار رکعت
اشراق وچاشت وفئ زوال اور بیس رکعت اوابین اگر ممکن ہوسکیں۔ ورنہ چھ ہی پر اکتفا کرے باکمال
خضوع وخشوع ادا کرے اور آدمیوں سے بقدر ضرورت اختلاط رکھے کہ ادائے حقوق ہو جائے
فرمایا کہ امور دین و دنیا کو بواسطہ پیران کبار جناب الٰہی میں تفویض کرے۔ اور مجاری احوال کو تقدیر
سے جانے اور وقائع پر چون وچرا نہ کرے اور ماسوا سے ناامید رہے۔ وصبر وتوکل وقناعت
ورضا وافتقار وانکسار وخاکساری وتواضع کو اپنی عادت ڈالے۔ کتب صوفیہ میں مکتوبات شریف کو
مطالعہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ایک ظرف میں کھانا کھاتا ہوں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا۔ کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ مجھ کو کھانا بھیجا ہے
اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سرور عالم نے یہ کھانا خاص تمہارے واسطے بھیجا
ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ شریف میں ایام صیام میں بوقت تراویح مشاہدہ ہوا کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ تعالےٰ عنہم گویا اس احقر کا قرآن شریف
سننے کو تشریف لائے ہیں۔ اور بعد استماع تحسین قرأت فرمائی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا۔ راہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ تشریف لاتے ہیں۔ اور
فقیر سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے ؎

عشق آں خانماں خرابے ہست ۔۔۔ کہ ترا آورد بخانۂ ما

اور نہایت مہربانی اور انبساط سے پیش آئے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت ایک اپنے مرید کے بچہ کی عیادت کو تشریف لے گئے
جا کر دیکھا تو اُس کی نزع کی حالت تھی۔ اور غرغرہ شروع ہو گیا تھا۔ اور سوائے سینہ کے اور کسی
عضو میں جان نہ تھی۔ اور اُس کی ماں روئی سے اس کے مُنہ میں پانی ٹپکاتی تھی۔ اِس نے بچہ
کو حضرت کے قدموں پر ڈال دیا۔ اور ایسا رو کر اِس کی صحت کی دعا کی خواستگار ہوئی۔ کہ حضرت
کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے۔ اور آپ بجمیع ہمت اِس کے دفع مرض کیلئے متوجہ ہو گئے
حتی کہ آپ کا تمام جسم مبارک کانپنے لگا۔ اور بعد ازاں درگاہ الٰہی میں اُس کی صحت کیواسطے دعا مانگی۔
چنانچہ بفضلہ تعالےٰ اس نے فی الفور آنکھیں کھولدیں اور کھانے کو مانگا۔ حضرت نے اپنے
دست مبارک سے چند لقمہ اِس کو کھلائے۔ اور اِس کو اسی وقت سے تخفیف شروع ہو گئی
اور بالکل صحت ہو گئی +

نقل ہے۔ کہ حضرت کے صاحبزادہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ جہاز پر سوار تھے

کہ یکایک طوفان عظیم آیا۔ اور پردے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور نوبت بہ یاس پہنچی وہ اسی وقت حضرت کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ حضرت نے جہاز کو اپنی پشت پر رکھ لیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت طوفان ٹھہر گیا۔ انہیں صاحب زادے صاحب سے منقول ہے۔ کہ بعد وقوف عرفہ جب میں متوجہ مزدلفہ ہوا تو بسبب اتباع سنت اونٹ سے اتر لیا۔ مگر بوجہ ازدحام خلائق ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ اور ہر چند کوشش وتلاش کی نہ ملا۔ حتی کہ ثلث شب گذر گئی۔ نہایت حیران ہوا کہ اتنے میں حضرت کی آواز آئی کہ ادھر آؤ۔ میں فی الفور اسی طرف کو چلا۔ جب تھوڑی دور چل لیتا تھا۔ وہ آواز پھر آجاتی تھی۔ یہاں تک رفتہ رفتہ میں ساتھیوں سے جا ملا۔ حضرت کی کشف وکرامات بیحد ہیں اس جگہ چند تبرکاً لکھے ہیں۔ حضرت نے ایام غدر میں دہلی سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی۔ وہاں بانواع انعامات وتشریفات حضرت محبوب رب العالمین مشرف ہوئے۔ دو سال کے قیام کے بعد آپ کا بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ہجری میں انتقال ہوا۔ بقیع میں قریب روضہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نہایت کریم النفس رفیق القلب ودائم الذکر والفکر وحلیم وصاحب رحمت وشفقت تھے مریدوں میں اگر کسی سے لغزش ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتے اور فرماتے کہ قصور میرا ہے۔ اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات وقوع میں نہ آتی بلکہ میرے عکس سے میرے اوصاف رذیلہ تم میں ظاہر ہوئے۔ شکست ومسکنت ودید قصور آپ میں بدرجہ غایت پائی جاتی تھیں +

حالات حضرت شاہ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبد الرشید فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۷ھ ہجری میں بمقام لکھنؤ ہوئی پانچ سال کی عمر تھی۔ کہ اپنے جد امجد قیوم زمان حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ کی صحبت میں اکثر حاضر باش رہا کرتے بلکہ شب کو آپ ہی کے پاس سویا کرتے تھے۔ اور جس وقت کہ حضرت نماز تہجد کے واسطے اُٹھتے آپ بھی اُٹھتے اور شریک نماز ہوتے۔ اس وقت حضرت بعض بعض اصحاب کو توجہ فرماتے۔ اس میں آپ بھی شریک ہوتے۔ اور فیوضات سے بہرہ یاب ہوتے۔ بعد حفظ کلام مجید مصروف تحصیل علوم متداولہ ہوئے۔ اور اس کے ساتھ ہی کسب سلوک بھی شروع کر دیا۔ یعنی آپ کی سات سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کے جد امجد قدس سرہ نے آپ کو اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کو کہ دونوں قریب قریب ہم عمر تھے۔ بتاریخ ۲۷ رماہ رمضان بعد نماز تراویح کہ وہ شب شب قدر تھی۔ طلب فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ توجہ کے وقت ضرور حاضر ہو اکرو آپ پہلے ہی سے حاضر رہا کرتے تھے۔ اب زیادہ

التزام حضوری توجہات فرمایا۔ جب تک کہ حضرت کے جد امجد دہلی میں رہے اِن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جب وہ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے اپنے والد بزرگوار کے حلقہ میں بیٹھنا شروع کیا اور نسبت مقامات احمدیہ بکمال کوشش حاصل کی آپ کا قریب بیس سال کے سن شریف ہوگا۔ کہ جو علم ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کر کے جامع النورین ہو گئے۔ اِسی زمانہ میں آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور اپنے والد بزرگوار کی اجازت حاصل کر کے راہیِ حرمین شریفین ہوئے۔ حضرت کے والد ماجد آپ کو تا دروازہ شہر وداع کے واسطے تشریف لے گئے۔ اور عمامہ وکلاہ و قمیض جو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے آپ کو بتبرک پہنچا تھا۔ وہ صاحبزادے صاحب کو مع اجازت عامہ و خلافت مطلقہ عطا فرمایا۔ یہ خلعت خاص آپ کے حصہ میں آیا ہے۔ اور مخلصین ومحبین کو بایں الفاظ خطوط تحریر فرمادیئے کہ فرزند اعزی اعظمی نسخہ معارف فقیر ہے۔ جس کو شوق دخول طریقت و ذوق استفادہ علوم معارف ہو اِن سے حاصل کرے کہ در حقیقت اِن کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ غرض کہ آپ حرمین شریفین پہنچے اور وہاں بانواع انعامات خداوندی جل شانہ وعنایات حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم مشرف ہو کر دہلی واپس آئے۔ بعد مراجعت آپ درس علوم ظاہری و آمادہ معارف باطنی توجہ مریدین وتسلیک طالبیں میں مصروف ہوئے۔ آپ کی نسبت نہایت قوی اور توجہ بہت پر اثر تھی۔ اِس سبب سے حضرت کے والد ماجد اپنے مریدوں کو ظہور تاثیر کے واسطے آپ کی سپرد کر دیتے تھے۔ اور آپ کی قوت توجہات سے وہ لوگ جلد متاثر ہو جاتے تھے۔ حضرت کے والد بزرگوار نے آپ کو حسب طلب ولی عہد رام پور نواب کلب علی خاں مرحوم وہاں بھیجدیا۔ نواب صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تین وقت حلقہ توجہ میں حاضر ہوتے۔ اور برکات وفیوض طریقہ سے فیض یاب ہوتے۔ اور اِن چند روزہ توجہات کا اثر اُن پر تا دم مرگ رہا۔

نقل ہے۔ کہ نواب کلب علی خاں کے والد کا مذہب شیعہ تھا اور وہ چاہتے تھے۔ کہ کلب علی خاں بھی شیعہ ہو جائیں۔ مگر اُنھوں نے قبول نہ کیا۔ اور نوبت بانجا رسید کہ اِن کے والد نے کہا کہ اگر تبدیل مذہب نہ کرینگے۔ تو ریاست سے محروم کر دیئے جائینگے۔ مگر حضرت کی توجہات کی برکت سے اُنھوں نے اِس کی بھی پرواہ نہ کی اور صراط مستقیم پر قائم رہے آخر کار ببرکت پیران کبار بحکم الحق یعلو ولا یعلے نواب کلب علی خاں ہی کو ریاست ملی۔ حضرت کو مدینہ منورہ کی سکونت کا کمال شوق تھا۔ اور اکثر بکمال حسرت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیئے کہ وہ کونسا دن آئیگا۔ جو حرمین شریفین میں چل کر سکونت اختیار کریں گے۔ آخر کار پردۂ غیب سے ایک یہ سامان

پیدا ہوا کہ دہلی میں غدر ہوگیا۔ اور خلقت پریشان ہوگئی۔ جس کا جس طرف مُنہ اُٹھا چل دیا۔ اور حضرت کے والد ماجد نے مع اہل وعیال حرمین شریفین کا رُخ کیا اور وہاں جاکر سکونت اختیار کی۔ اور مراد دلی برآئی۔ وبانواع کمالات وجمالات مثل تحقیق نسبت محبوبیت وحصول فناء اتم وبقاء اکمل مرتبہ مقدسہ حقیقۃ الحقائق مشرف ہوئے وہاں قریب دوسال بعد حضرت کے والد بزرگوار کو مرض موت لاحق ہوا۔ اور بسبب شدت مرض وکثرت ضعف حلقات توجہ میں نشست وشوار ہوگئی۔ آپ کو اپنا قائمقام مقرر کیا۔ اور آپ بجائے اپنے باپ کے حلقہ کیا کرتے۔ اور اس میں اُن کے جمیع خلفا اور مرید بھی حاضر ہوتے۔ اِن کے انتقال کے بعد سب نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بعیت کی اور استفادہ کے واسطے حاضر ہوتے۔ مردم اطراف وجوانب جہاں مثل حجاز وروم وشام وبخارا وخراسان وہندوستان جوق جوق آکر داخل طریق ہوتے۔ علماء ومشائخ زمان ترک تدریس ومنصب شیخی کرکے خاکروبی آستانہ کو اپنا فخر سمجھتے۔ اور آپ بھی ہمہ تن مصروف اشاعت طریقت وشریعت ہوگئے اور قریب دس سال تک مسند ارشاد کو زینت فرماکر بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ کو مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ اور پائیں جانب قریب روضۂ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دفن کیا۔ آپ نہایت مجمع اخلاق حسنہ تھے۔ اپنے تئیں ادنےٰ خادم سے بھی کمتر جانتے تھے۔ اگر کہیں محفل یگانہ یا بیگانہ میں تشریف لیجاتے تھے۔ ایسی جگہ بیٹھتے تھے۔ کہ جہاں کسی قسم کا امتیاز نہ پایا جائے۔ بلکہ اکثر قریب صف نعال بیٹھ جاتے تھے۔ اور جب کوئی نہایت مجبور کرتا تھا۔ تب وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھتے تھے۔ فرش بچھانے وجاروب میں خدام کی اعانت کیا کرتے تھے۔ بڑے ذاکر وشاغل تھے۔ ہمیشہ اذکار واوراد ومراقبات وکثرت تلاوت قرآن شریف واستغفار درود میں مشغول رہتے تھے۔ بلا اشد ضرورت کسی سے مجالست ومکالمت نہ کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ *

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو فرمایا۔ کہ شیخ الخطباء سید محمدؐ مدنی کے پاس جاؤ۔ جب حرم نبوی میں داخل ہوکر قریب روضہ مطہرہ پہنچے۔ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ظاہر ہوئے۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ کہاں جاتے ہو آپ نے عرض کیا کہ سید محمدؐ مدنی کے پاس جاتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ سید محمدؐ مدنی تو میں ہی ہوں۔ پس پھر آپ آگے نہ گئے اور وہیں سے واپس آگئے۔

حالات حضرت محمدؐ معصوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

حضرت شاہ محمدؐ معصوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فرزند وخلیفہ حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ

کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۰ رشعبان ۱۲۶۳ہجری بمقام دہلی اندرون خانقاہ شریف ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے حفظ قرآن شریف شروع کیا۔ آپ کے جدامجد آپ پر نہایت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کی تربیت ظاہری و باطنی کا نہایت خیال تھا۔ جب حفظ قرآن شریف سے فارغ ہوئے اور اپنے جدامجد کو تراویح میں سُنایا آپ بہت خوش ہوئے۔ تادیر اپنے سینہ معارف گنجینہ سے لگائے رہے۔ اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اور ایک خلعت جبہ عطا فرمایا۔ بعد ختم قرآن شریف علوم معقول و منقول اپنے والدماجد اور کچھ اپنے چچا حضرت شاہ محمد مظہر اور کچھ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھے۔ آپ کی بیعت اپنے جدامجد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ سے ہے۔ اِن کی رحلت کے بعد حسب وصیت اپنے والدماجد سے تمام مقامات مجددیہ اجمالاً و تفصیلاً حاصل کئے۔ اور خلافت خاصہ اور اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے۔ بلکہ ایک مرتبہ آپ کے والدماجد جب حج کو تشریف لے گئے۔ تو اس وقت آپ ہی کو اپنا قائمقام و جانشین حلقہ فرما گئے تھے۔ ایام غدر میں آپ بھی اپنے جدامجد کے ہمراہ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ سترہ اٹھارہ سال تک خاص مدینہ طیبہ میں رہ کر مورد عنایات حضرت سرور کائنات ہوئے اِس عرصہ میں آپ نے گیارہ حج کئے اِس کے بعد نواب کلب علی خاں مرحوم کی التجا و آرزو سے آپ ہندوستان میں رام پور تشریف لے آئے اشاعت طریقت و شریعت میں بہت مصروف رہتے ہیں۔ تواضع و مسکنت و بردباری آپ کا شیوہ ہے۔ اگر کوئی شخص آپ سے مسئلہ دریافت کرنے آتا ہے تو فرما دیتے ہیں۔ کہ علماء سے دریافت کرو۔ میں تو کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اور اسی طرح سے اگر کوئی مرید ہونے آتا ہے۔ تو اس سے بھی بہ تواضع پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ذات عالی کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ نہایت غنیمت ہے۔ آپ کے چار صاحب زادے بڑے مولوی ابو طاہر محمد سیف الدین صاحب۔ دوسرے مولوی حافظ ابوشرف محمد عبدالقادر۔ تیسرے مولوی حافظ ابوالفیض محمد عبدالرحمٰن اور چوتھے میاں ابو سعید ہیں سلمہم اللہ تعالےٰ۔ بڑے تین صاحبزادے سن شعور کو پہنچے ہیں۔ اور اپنے والد کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اور ملتزم حلقہ و توجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ مثل اپنے آباواجدا کے ظاہر و باطن میں کامل مکمل کرے آمین۔ چوتھے ابھی صغیر سن ہیں اللہ تعالےٰ معمر و صالح مثل بزرگان کبار کرے ⁂

حالات حضرت شاہ محمد عمر صاحب قدس سرہ

حضرت شاہ محمد عمر صاحب فرزند ثالی حضرت شاہ احمد سعید کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی

ولادت باسعادت بماہ شوال ۱۲۴۴ ہجری اندرون خانقاہ واقع ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں اپنے جدامجد
حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہ کی زیارت کی تھی۔ اور اِن کے ملحوظ عنایت رہے۔ بہ کمال تربیت
والد ماجد قرآن شریف یاد کر کے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اوایل علوم مولوی حبیب اللہ صاحب
مرحوم سے اور حدیث شریف اپنے بڑے چچا حضرت شاہ عبدالغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل
کی اکثر علوم دینیہ و تصوف اپنے والد ماجد سے بقرات و سماعت پڑھے۔ بعیت طریقت بھی
اپنے والد ماجد سے کی حضرت اپنے تمام فرزندوں میں اِن کی بہت رعایت فرمایا کرتے تھے۔
اور انہوں نے بکمال صرف ہمت علیہ و توجہات تو یہ آپ کو تا انتہا مدارج احمدیہ و مقامات عالیہ
پُہنچایا اور اجازت و خلافت مطلقہ سے مشرف فرمایا +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے حال کی خبر اپنے والد بزرگوار سے کی انہوں نے
فرمایا کہ جو میرے کرنے کا کام تھا۔ مَیں نے کر دیا۔ اب تمہاری استقامت درکار ہے۔ اگر
میرے قدم بقدم چلو گے۔ میری مانند ہو جاؤ گے۔ ایام غدر میں آپ نے بھی بہ ہمراہی والد
ماجد خود ہجرت حرمین شریفین فرمائی۔ اور تا وقت انتقال والد ماجد مدینہ طیبہ میں رہے۔ اور
انظار قدسیہ و الطاف عالیہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ترقیات بے
پایاں حاصل کیں۔ بعد رحلت اپنے والد بزرگوار کے توطن حرم محترم مکہ معظمہ اختیار فرمایا و
مشرف بہ تجلیات الٰہیہ و فیوضات ذاتیہ و سرادقات عظمت و کبریائی ہوئے۔ اور مسند ارشاد
پر جلوس فرمایا التزام ریاضات و مجاہدات چنانچہ باید و شاید کیا مرجع خلایق طالبین حق جل و علا
ہوئے۔ حسب حوصلہ و استعداد بہت طالبین نے آپ کی توجہات عالیہ سے ترقیات مقامات
سامیہ کر کے اجازت و خلافت سے ممتاز ہو کر اشاعت طریقت طریقۂ شریفہ کیا۔ استقامت شریعت
و طریقت آپ کی ذات والاصفات میں کما حقہ موجود تھے۔ درجات زہد و ورع و تقویٰ و
توکل پر کہ لازم مقام شیخی ہیں۔ بہت ثابت قدم تھے۔ دنیا و اہل دنیا سے متنفر اتباع سُنت
سنیہ و اجتناب بدعت سیئہ پر راغب اخلاق حسنہ آپ کی عادت شریفہ تھی۔ اِس درجہ متواضع
تھے۔ کہ اپنے تئیں ادنی آدمی سے بھی کمتر جانتے تھے +

نقل ہے۔ کہ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد بوجہ غلبہ تواضع طالبین کے مرید
کرنے میں آپ کو تردد ہوا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور اپنی کلاہ شریف آپ کو پہنائی۔ ستر کمالات واجب سمجھتے تھے۔ شہرت
ناپسند تھی۔ خمول وانزوا مرغوب تھا۔ صفات بشری کا وجود نہ تھا۔ کمالات ملکی جلوہ گر تھے۔ نرم
کلام شیرین گفتار جو سنتا تھا۔ شیفتہ ہو جاتا تھا۔ شب و روز سوا اذکار و اشغال و طاعت و

عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کوئی کام نہ تھا - باوجود سخت عوارض کے کہ نشست و برخاست بہت کم ہوگئی تھی - اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ معمولات روزمرہ میں ہرگز فرق نہ آتا تھا اور اسی کو صوفیہ استقامت فوق الکرامت کہتے ہیں - آخر عمر میں بہ تقریب نکاح اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب ہندوستان میں رام پور تشریف لانے کا اتفاق ہوا - یہاں آپ کے وجود کو لوگوں نے بہت غنیمت سمجھا - مگر افسوس صد ہزار افسوس چند ماہ بقید حیات رہ کر بتاریخ دوسری محرم الحرام ۱۲۹۸ھ ہجری سفر آخرت اختیار کیا - انا للہ و انا الیہ راجعون +

نقل ہے - کہ جب حضرت کے والد ماجد مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضر ہوئے اور آپ کو جناب سرور کائنات کی بارگاہ سے خلعت حال عطا ہوا - اس وقت حضرت یعنی حضرت شاہ محمد عمر صاحب اور آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہما بھی موجود تھے - اُن کو بھی ایک ایک تاج شاہانہ عطا ہوا +

حالات حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فرزند شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں - آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول ۱۲۷۲ھ ہجری کو اندرون خانقاہ شریف ہوئی - آپ کے جد امجد آپ کو نبائر میں سب سے زیادہ پیار رکھتے تھے - کیونکہ آپ کے والد کو ایک ایسا مرض تھا - کہ جس سے اولاد کے ہونے کی اُمید منقطع ہوگئی تھی - اور آپ کی ولادت محض حضرت کے زور کرامت سے ہوئی ہے - آپ کے والد ماجد نے بعمر چار سالگی آپ کو بحضور جد امجد لیجا کر عرض کیا کہ اس فرزند کو بیعت سے مشرف فرمائیے - چنانچہ آپ نے الفاظ بیعت اُن کو پڑھائے - حفظ قرآن شریف کر کے تحصیل علوم مروجہ مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن صاحب مہاجر و سید احمد مکی وغیرہ سے کی ہے - سلوک طریقہ آبائے کرام اپنے والد ماجد سے حاصل کیا - اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے - بعد اُن کے انتقال کے ان کے قائمقام ہوئے فی الحال دہلی خانقاہ شریف میں مقیم ہیں - نہایت انزوا و انقطاع اختیار کر رکھا ہے - دنیا و اہل دنیا کا وہاں گذر نہیں - ورع و تقویٰ میں قدم راسخ رکھتے ہیں - آداب طریقت و شریعت کے نہایت پابند ہیں - اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت کرے +

حالات حضرت شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد مظہر صاحب فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے - رحمۃ اللہ علیہما - آپ کی

ولادت باسعادت بتاریخ ۲ر جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ ہجری بمقام خانقاہ شریف ہوئی۔ فرمایا کہ جب میں اپنی والدۂ معظمہ رحمۃ اللہ علیہا کے شکم میں تھا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ گویا چاند گود میں آگیا ہے۔ جب اِس خواب کو جد امجد قدس سرہ سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا چاند کی مانند منور ہوگا۔

نقل ہے۔ کہ آپ کی ایک سال کی عمر تھی۔ کہ ایک روز آپ کے جد امجد آپ کو گود میں لئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو چوم کر اور سونگھ کر فرمایا کہ اس لڑکے میں اولوالعزمیۃ کی بو آتی ہے۔ ابھی آپ بچہ ہی تھے۔ کہ آپ نے حضرت حق سُبحانہٗ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا۔ اور ایک مرتبہ انہیں ایام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام و حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نو سال کی عمر تھی۔ کہ حفظ قرآن شریف سے فارغ ہوکر کتب درسیہ دینیہ کی تحصیل کی جانب مصروف ہوئے۔ صغر سنی ہی میں ایک وقت خاص میں حضرت کے والد ماجد نے آپ کو طلب فرماکر بعیت کیا اور مراقبہ احدیت تعلیم کیا۔ بائیس سال کی عمر میں علوم ظاہر و سلوک باطن سے فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کو شوق زیارت بیت اللہ و روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوا اور اپنے والد ماجد سے طلب اجازت کی اگرچہ آپ کے والد بزرگوار کو آپ کی جدائی نہایت شاق تھی۔ مگر آپ کے بوجہ اصرار کے روک نہ سکے اور فرمایا بستی کمر خویش وشکستی کمر ما غرضکہ مع رفقا آپ روانہ حرمین شریفین ہوئے۔ اور طواف بیت اللہ و روضہ مقدسہ نبویہ سے اعزاز حاصل کرکے مورد تجلیات ذاتیہ والطاف نبویہ ہوکر بحفظ و سلامتی مراجعت وطن کی کی۔ اور بکمال استقامت ظاہر و باطن مشغول افادہ بعض مریدین و درس طالبین ہوئے اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ اور اِن کے انتقال کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور اشاعت طریقت و شریعت میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ شب و روز سوا افادہ طالبین و حلقہ مریدین اور کام نہ تھا۔ مرتبہ زہد و ورع آپ کو بہ کمال حاصل تھا۔ سخاوت و اعانت محتاجاں آپ کی جبلت ذاتی تھی۔ مکارم اخلاق و مراحم اشفاق خارج از حد تحریر ہیں۔ آپ نے ایک خانقاہ بکمال اہتمام و انتظام بہت بڑے کئے۔ طبقات کے مدینہ شریفہ میں بجانب باب الجمعہ بنوائی ہے۔ جس میں زائرین اور مقیمین رہ کر راحت پاتے ہیں۔ بسبب کمال محبت حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم و شوق دفن بقیع شریف سالہا سال سے مدینہ منورہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا۔ حتیٰ کہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۰۱ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بقیع شریف میں متصل دیوار جانب قبلہ قبہ مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد ماجد کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

حضرت نے مقامات سعیدیہ کے آخر میں بمقتضائے واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے والد ماجد کی زبانی اپنے خصائص بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا کہ فرزندوں میں ارادت صادقہ اس کے حصہ میں ہے۔ اور وہ طالب صادق ہے۔ اور خدا کی طلب اس طرح چاہیئے۔ فرمایا کہ مجھ کو تم سے محبت ذاتی ہے۔ اور تم فرزندوں میں مثل یوسف کے ہو۔ فرمایا کہ جیسی مجھ کو محبت اس کے ساتھ ہے۔ ایسی کسی کے ساتھ نہیں ہے۔ اور ایسے ہی جیسی اس کو میرے ساتھ ہے دوسرے سے نہیں ہے۔ اور یہ کہ امور باطن میں مجھ کو اپنا راز دار کیا تھا۔ اور مجھ سے اسرار بیان کرتے تھے۔ اس میں دوسرا شریک نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ معاملات خاصہ و راز ہائے غامضہ میں مخصوص کیا تھا۔ اور اپنے نامی نامی مریدوں کی اجازت و خلافت کے بارہ میں مجھ سے مشورہ لیتے تھے اور جو کچھ میں عرض کرتا تھا۔ اُس کے موافق عمل فرماتے تھے۔ اور جو کچھ میں اپنے مکشوفات اور ادراکات عرض کرتا اس کی تصدیق فرماتے۔ حتیٰ کہ بانکشاف اسرار قرآنی و مقطعات فرقانی میں نے جو عرض کیا۔ اُس کو قبول فرمایا۔ اور مرض موت میں مجھ کو امام نماز مفروضہ کا مقرر فرمایا تھا۔ اور فرمایا کہ دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہیں ہوتا۔ اور حقیقت صلوٰۃ کا فیض نہیں آتا۔ اور اگرچہ بڑے بھائی موجود ہوتے تھی۔ تاہم مجھ ہی کو امام کرتے اور یہ کہ مجھ کو بشارت فناء اتم و بقاء اکمل فرمائی۔ اور باوراخلاق نبویہ اوصاف مرضیہ متخلق ہونے کی بشارت فرمائی اور میرے مرتبہ اجتہاد پہنچنے اور رفع توسط کے قائل ہوئے۔ اور دوسرے کے بارہ میں مجھکو معلوم نہیں کہ ایسا فرمایا ہو۔ بلکہ اکثر کمال خلفاء کی نسبت فرمایا کہ ہنوز حقیقت فنا حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ مجھ کو ولایت محمدی ولحوق بحقیقۃ الحقائق کہ حقیقت محمدی ہے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اُس سے فوق بھی ترقی کی بشارت دی ہے۔ اور میری نسبت فرمایا کہ جو قرب اور خصوصیت اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ہے وہ مجھ کو نہیں۔ اور یہ کہ میری نسبت اصالت اور محبوبیت ذاتی سے بہرہ ور ہونے کو تسلیم فرمایا ہے اور یہ کہ مرض موت میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہماری جگہ بیٹھ کر طالبین کو توجہ کر دینے عرض کیا۔ کہ جب تک بڑے بھائیوں میں سے کوئی موجود ہو گا۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر آپ نے سکوت فرمایا۔ اور میری نسبت فرمایا کہ اس کی نسبت عرض وطول وعروج و نزول میں میری برابر ہے رحمۃ اللہ علیہما۔

حالات حضرت مولینا محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب اکابر اصحاب واجل خلفاء حضرت شاہ احمد سعید سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما آپ کا نسب انسب بواسطہ حضرت محمد یحییٰ حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے قدس سرہما۔ آپ عالم و فاضل جید تھے بعد تحصیل علم ظاہری حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ کی خدمت میں

حاضر ہوکر بارادت صادقہ ملتزم ذکر وفکر ہوئے حضرت آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اِس قدر عنایت اور نظر خاص رکھتے تھے۔ کہ حضرت کے صاحبزادوں کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک مجددیہ تمام وکمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی۔ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے۔ عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی وکوہ استقامت ومتخلق باخلاق نبویہ تھے۔ چونکہ آپ کے اخلاق وعادات اکثر حضرت سیدنا ومرشدنا رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مشابہ تھے۔ احقر کو ان سے ایک تعلق خاص ہے اور وہ بھی اِس معدن عصیان کے حال پر نظر عنایت فرماتے تھے حسن خلق آپ کا حصہ تھا۔ ایک مرتبہ کمترین کو نماز عید آپ کے پیچھے پڑھنے کا اتفاق ہوا تمام مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ بعد نماز ہر شخص آپ سے بغلگیر ہوا۔ اور آپ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور ایک بات بھی اُس سے کر لیتے تھے۔ علاوہ تبحر علم ظاہری و باطنی فن سپاہ گری میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک سپاہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت میں نے سُنا ہے کہ آپ کو شمشیر زنی میں خوب مشق ہے میں بھی دیکھا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کل کو آنا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ حاضر ہوا آپ نے بہنیہ کے پیر کی چاروں نلیاں منگوائیں اور اُن کو ایک جگہ باندھ کر اِس سپاہی سے کہا کہ پہلے تم اِس پر تلوار لگاؤ۔ چنانچہ اُس نے لگائی تو ایک نلی بھی نہ کٹی اِس کے بعد حضرت نے لگائی تو تین کٹ گئیں فرمایا کہ بہت دنوں میں آج اتفاق ہؤا ہے۔ یعنے مشق جاتی رہی ہے ورنہ چاروں کٹ جاتیں۔ وعظ اِس روانی سے فرماتے اور اِس میں ایسی ایسی شریعت و طریقت کے نکات بیان کرتے کہ سکتہ کا عالم ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس نہایت پر فیض وبا برکت تھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا انتقال بتاریخ ۱۵ ر جمادی الثانیہ ۱۳۱۱ھ ہجری بمقام رامپور ہوا۔

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ مگر اِس کے بعد اِس کی مدت العمر نماز صبح قضا نہیں ہوئی عین وقت پر کوئی آکر اُٹھا دیتا تھا۔ حضرت حافظ عنایت اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ رام پوری خلیفہ اجل حضرت مولینا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ سلوک مجددیہ تمام وکمال حضرت سے حاصل کیا ہے۔ بوجہ کمال اتحاد معنوی حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ کہ صاحب فراست وادراک قویہ تھے آپ کو دیکھ کر فرمایا کرتے کہ اُو مولوی صاحب کے بیٹے بعد حضرت کی وفات کے تمام مریدین نے آپ ہی کی جانب رجوع کیا اور کسب سلوک باطنی کیا عجب نسخہ اخلاق ہیں ستر احوال جیسا کہ آپ نے کر رکھا ہے ایسا بھی کم دیکھا ہے راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت کرے۔ اِن کے سوا اور بھی حضرت کے خلفاء مثل مولینا ریاست علی خاں صاحب و مولینا

عبدالقیوم خاں صاحب، و مولینا عبدالغفار خاں صاحب وغیرہم ہیں۔ اللہ تعالےٰ زندہ رکھے اور کمالات مشائخ طریقہ رحمۃ اللہ علیہم سے حظ وافر نصیب کرے۔

حالات حضرت مولینا ولی النبی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

حضرت مولینا ولی النبی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء جلیل القدر سے ہیں۔ آپ کا نسب انسب بواسطہ حضرت خازن الرحمۃ محمد سعید قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا ہے آپ بڑے عالم فاضل و صالح و متقی وقت ہیں حسن اخلاق و تواضع و شکست و مسکنت و قناعت و صبر آپ کا حصہ ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ پر کمال عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ یہ اسم بامسمی ہیں۔ راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے۔ نہایت متبرک و متخلق باخلاق نبویہ ہیں۔ شہر رام پور میں باشاعت طریقت و شریعت مقیم ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت کرے۔

حالات حضرت حاجی محمد دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی دوست محمد صاحب اعظم و اکمل خلفا حضرت شاہ احمد سعید سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما ابتداء طالب علمی ہی سے آپ کو فقراء کی زیارت کا شوق تھا۔ اور جب کسی کی تعریف سنا کرتے اور اس کی ملاقات کو جایا کرتے۔ جس وقت کہ صرف نحو و کچھ منطق پڑھلی تحصیل علم ظاہری سے دل سرد ہوگیا۔ اور تلاش اہل اللہ میں سفر اختیار کیا۔ اور اکثروں کے حلقہ و صحبت میں بیٹھے مگر کہیں تسکین نہ ہوئی آخر بصلاح بعض دہلی کا ارادہ کیا اور بمبئی میں حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ کی زیارت سے جب وہ حرمین شریفین جاتے تھے۔ مشرف ہوئے۔ اور بیعت بھی کی۔ مگر تسکین قلبی اُن سے بھی نہ ہوئی آخر کار اِن کے اشارہ سے دہلی میں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہاں آپ کا جمال مبارک دیکھتے ہی دل کو تسکین ہوگئی آپ سے تجدید بیعت کی ایک سال دو مہینہ اور پانچ روز آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور تمام و کمال سلوک مجددیہ حاصل کیا۔ حضرت حاجی صاحب کو اپنے پیر سے اِس قدر محبت و عشق تھا۔ کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اکثر آپ کی نعلیں کو منہ پر رکھ کر رویا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے بیت الخلا صاف کیا کرتے تھے۔ ایسی ہی حضرت بھی آپ کے حال پر کمال عنایت فرماتے۔ چنانچہ ایک روز حضرت حاجی صاحب سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اپنے عطر دان سے تمہارے عطر لگا ہے۔ نیز ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں اور تم اور تینوں فرزند ایک خوان سے طعام تناول کرتے غرضکہ حضرت کی آپ کے حال پر نہایت مہربانی

تھی۔ حتیٰ کہ اپنی ضمینت سے آپ کو مشرف فرمایا اس سے ہی سب کچھ قیاس کر لینا چاہیئے حضرت نے آپ کو اجازت طریقہ نقشبندیہ وقادریہ چشتیہ و دستار وکلاہ عطا فرما کر خراسان کو رخصت فرمایا۔ وہاں آپ کو قبولیت عام پیدا ہوئی۔ اور اس قدر اشاعت طریقہ ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتا کشف وکرامت کی کوئی شمار نہیں۔ صدہا خلیفہ وہزاروں بلکہ لاکھوں مرید ہوئے ؎

حالات حضرت حاجی عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی محمد عثمان صاحب خلیفہ وجانشین حضرت حاجی دوست محمد صاحب کے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداءً آپ کی انابت اس طرح ہوئی۔ کہ ایک مرتبہ ایام طالب علمی میں کسی شخص کی جانب سے کچھ پیغام رسانی کے واسطے حضرت حاجی دوست محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت حاجی صاحب طالب علموں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ جس وقت آپ نے پیغام پہنچایا آپ کی طرف ایک نگاہ کی اور بات کا جواب دیدیا اور آپ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے کئی ماہ کے بعد اس نگاہ نے اپنا اثر ظاہر کیا۔ اور آپ ترک تحصیل علم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملتزم حلقہ ومراقبہ ہوئے اور سلوک مجددیہ بہ تمام وکمال حاصل کیا۔ آپ کو اپنے پیر کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ چنانچہ وہ خود تحریر فرماتے ہیں۔ میاں ملا محمد عثمان اخوند صاحب فقیہ لونی والہ سلمہ اللہ تعالےٰ اکثر امور فقیر از تدریس وامامت نماز وکتابت مکاتیب باطراف وبعض امور دیگر منوط باد شانست بردست فقیر بیعت نمودہ کسب طریقت تا کمالات رسالت کردہ (اُس وقت تک یعنے تا وقت تحریر آپ نے اس قدر حاصل کیا تھا) نہایت ارادتمند ومحب فقیر اند شرف اجازت یافتہ باذ کار وافکار وامور مذکورہ اشتغال دارند۔ بروقت انتقال حضرت حاجی دوست محمد صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور الحق کہ آپ نے نہایت استقامت سے جانشینی کی صدہا کو نسبت مجددیہ سے بقدر استعداد سیراب کیا۔ آپ صاحب کشف وکرامات وتصرفات تھے۔ چند سال ہوئے کہ آپ کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

حالات حضرت مولوی سراج الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

حضرت مولوی سراج الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فرزند اور جانشین اپنے والد حضرت حاجی عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن شریف باتجوید حفظ کیا اور سولہ سترہ برس کی عمر میں کتب متداولہ پر عبور کر کے اپنے والد سے نسبت مجددیہ حاصل کی اور بعد اپنے والد کے انتقال کے اُن کے جانشین ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ طریقہ مشائخ عظام پر قائم ہیں اللہ تعالےٰ حالات پیران

کبار سے حظ وافر نصیب کرے اور عمر طویل عطا فرمائے آمین ؞

حالات حضرت شاہ رؤف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رؤف احمد اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما آپکا نسب شریف بواسطہ حضرت شاہ محمد یحیٰ حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے۔ علیہما الرحمۃ آپ کی ولادت با سعادت بتاریخ ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۱ھ ہجری بمقام رام پور ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے اور شوق راہ خدا پیدا ہوا۔ اولاً حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پندرہ سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہے۔ ذوق و شوق و آہ و بیتابی و استغراق و بیخودی و اسرار توحید وجودی و دیگر حالات ولایت صغریٰ حاصل ہوئے۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تجھ کو سینہ میں رکھ لوں ایک بار اپنی کفنی کہ یہی آپ کی پوشش تھی۔ اپنے بدن مبارک سے اُتار کر آپ کے گلے میں ڈالدی اُس وقت کمال فیض نازل ہوا۔ مگر آپ کو اتمام نسبت مجددیہ کا نہایت شوق تھا۔ آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے نسبت وہاں حاصل کی ہے۔ تم میں موجود ہے لیکن ہر شیخ کا عنوان سیر و سلوک علیحدہ ہوتا ہے۔ میں ابتداء قلب سے تمہارا کام شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ ابتداء سے لیکر تمام و کمال نسبت مجددیہ القاء فرمائی حضرت شاہ صاحب قدس سرہ آپ کے حال پر نہایت مہربان تھے۔ بعد حصول خلافت بھوپال تشریف لے گئے۔ وہاں آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی امراء و فقراء آپ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ فرمایا کہ مجھ کو اسم اعظم کہ جس کی شان میں حدیث صحیح وارد ہے کہ الذی اذا دعی بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی وارد ہے کے دریافت شوق ہوا۔ ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ اُنہوں نے مجھ کو تلقین فرمایا بھوپال سے آپ بقصد حرمین شریفین روانہ ہوئے راہ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور قریب مقام پیر علی کہ اس کو یلملم بھی کہتے ہیں۔ دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالات حضرت شاہ خطیب احمد قدس سرہ

حضرت شاہ خطیب احمد فرزند اکبر حضرت شاہ رؤف احمد کے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کے ولادت باسعادت بتاریخ ۹ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ ہجری میں ہوئی طفولیت ہی میں آثار سعادت جبیں مبارک سے ہویدا تھے۔ کبھی لڑکوں میں نہیں کھیلتے تھے۔ جو کچھ سامنے آتا کھا لیتے۔ اور کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر دسترخوان پر نفیس اور غیر نفیس کھانا موجود تھا۔ تو غیر نفیس ہی کھاتے

اور یہی حال لباس میں تھا۔ کہ موٹا پہنتے اپنے والد سے تمام وکمال نسبت مجددیہ حاصل کی تھی اور ان کی ضمنی تھی۔ اور نہایت قوی النسبت تھے +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے والد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں بہت سے مشائخ کی خدمت میں ہوا۔ الا کہیں فتح یاب نہیں ہوا۔ آپ نے حضرت شاہ خطیب احمد کو توجہ کے واسطے فرمایا۔ آپ نے ایک حجرے میں لیجا کر اُس کو توجہ فرمائی وہاں سے جس وقت وہ باہر آیا سرشار نسبت تھا۔ اور کہا کہ ایسی تاثیر میں نے کہیں نہیں دیکھی +

نقل ہے۔ کہ ایک درویش خانقاہ سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ توجہ وہمت سے اُس کو کھینچو چنانچہ ایک حجرہ میں جا کر جس وقت آپ نے ہمت فرمائی فی الفور دوڑا ہوا آیا۔ بعد اپنے والد کے رونق بخش مسند ارشاد ہوئے عجب نسخہ اخلاق حمیدہ تھے۔ علم وسخاوتحمل جفا آپ کا شیوہ تھا ۱۲۶۲ھ ہجری میں بمقام بھوپال وفات پائی +

نقل ہے۔ کہ جس وقت آپ کو قبر میں رکھا آنکھیں کھولدیں +

حالات حضرت مولٰینا بشارت اللہ صاحب بہرائچی قدس سرہ

حضرت مولٰینا بشارت اللہ قدس سرہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء سے تھے۔ آپ کا نسب حضرت شیخ بڈھن بہرایچی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اول اپنے خسر حضرت مولٰینا نعیم اللہ خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ بعدہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام وکمال نسبت مجددیہ حاصل کی حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ جب کبھی آپ حاضر ہوتے۔ تو حضرت شاہ صاحب آپ کا استقبال کرتے تھے آپ کی علو منزلت کا اِس سے ہی۔ قیاس کرنا چاہئے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشین کے واسطے دو شخصوں کو تجویز فرمایا تھا۔ ایک شاہ حضرت ابو سعید صاحب اور دوسرے حضرت مولٰینا بشارت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کہ ان میں سے کوئی ایک مقیم ہو کر اشاعت طریقہ کرے چنانچہ حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی وصیت نامہ میں اس کا ذکر ہے۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی جانب سے کچھ گمان ناخوشی ہوا۔ تو آپ نے اِس کا اظہار حضرت شاہ صاحب سے کیا بجواب اس کے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اِس طرح تحریر فرمایا وہم ناخوشی بندہ در دل نیارند بندہ ہرگز از شما ناخوش نیست وجہ ناخوشی چیست این وہم از دل بردارند اکثر میگویم کہ سہ چہار کس در یاران من ممتاز اند شما و میاں ابو سعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا شدہ است انتہیٰ غرضکہ آپ حضرت شاہ صاحب

کے نہایت ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ بہرائچ کی طرف آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی۔ علم ظاہر میں بھی آپ کمال رکھتے تھے۔ بہرائچ میں آپ کی قبر خام بنی ہوئی ہے۔ جس وقت آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ انہوں نے نسبت باطنی حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں حاصل کی تھی۔ اس وقت اُن کے صاحب زادہ حضرت مولینا ابو محمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ بہرائچ میں موجود ہیں۔ چالیس سال کے قریب اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فیضیاب رہے۔ راقم الحروف نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔ نہایت نامرادی اور گمنامی سے سربسر کرتے ہیں۔ کمال خلیق اور منکسر مزاج بزرگ ہیں۔ ان کے پاس پیران طریقت کے اکثر تبرکات موجود ہیں منجملہ ازاں اس روسیہ کو بھی ایک خط خاص دستخطی حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کا مرحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ذات حمیدہ صفات کو تا دیر گاہ سلامت رکھے آمین ‎۞

حالات حضرت مولینا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولینا خالد کردی خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے تھے بڑے عالم نام دار تھے ہر فن میں استعداد عجیب رکھتے تھے۔ پچاس کتب احادیث کی سند حاصل کی تھی۔ علماء ہندوستان میں فی الجملہ مدح حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے تھے بعد تحصیل علم کسی مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ کہ یکایک داعیہ خدا طلبی دل میں پیدا ہوا۔ اور ایک روز مسجد مدینہ میں مجمع صلحاء میں بیٹھے تھے۔ کسی شخص نے ذکر کیا کہ جس شخص کا عقیدہ اہل سُنت وجماعت کا ہو اور علم حدیث کی سند ہو اور نقشبندیہ طریقہ میں استفادہ کیا ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے مولینا نے کہا کہ میرا عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے اور سند حدیث حاصل کی ہے۔ رب دعا کرو کہ بواسطہ روح مبارک حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو سب نے دعا کی شب کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ اتفاقاً اسی زمانہ میں حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کا وہاں گذر ہوا۔ ان کی رہنمائی سے روانہ ہندوستان ہوئے اور دہلی میں پہنچے۔ نو مہینے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ کرلی تھی۔ حجرہ بند کر کے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ بجز حاجت ضروری باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ ایک مرتبہ بہت سے علماء آپ سے ملنے کے واسطے آئے۔ اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ سے سفارش چاہی کہ تم چل کر ملاقات کرادو۔ چنانچہ حضرت نے جاکر کہا کہ

دروازہ کھول دیجئے یہ علماء آپ کی ملاقات کو آئے ہیں۔ حضرت مولینا خالد نے جواب دیا کہ صاحبزادہ صاحب مجھ کو معذور رکھئے میں یہاں کسی کی ملاقات کو نہیں آیا۔ اور دروازہ نہ کھولا حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں سب سے پیچھے صف نعال میں گردن جھکائے بیٹھے رہتے۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے۔ اور نو مہینے کے بعد عطاء خلافت فرما کر جس وقت رخصت فرمایا۔ تو اس ملک کی قطبیت کی بشارت عطا فرمائی بغداد شریف میں پہنچ کر حضرت مولینا نے گوشۂ انزوا اختیار کیا اور ریاضات شدیدہ و مجاہدات قویہ میں مشغول ہوئے تین روز کے بعد کچھ کھالیا کرتے تھے۔ تاثیرات عجیبہ و خوارق عادات بکثرات آپ سے ظاہر ہونے لگے اور اس قدر ہجوم خلائق ہوا کہ گویا وہاں کی سلطنت ہی آپ کے متعلق ہو گئی اِن کے خلفاء بلکہ خلفائے کے خلفاء ہزارہا ہو گئے۔ جس وقت کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روح مطہر پر متوجہ ہوتے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو دیکھتے کہ فرماتے کہ میری طرف متوجہ رہو کسی سے نقل ہے کہ آپ کا جانور بھی شبہ کا چارہ نہ کھاتا تھا۔ الغرض کہ کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئیں۔ وہاں کے رئیسوں اور امیروں کی اِن کے سامنے کچھ قدر نہ تھی۔ ایک مرتبہ حاکم بغداد کو ناراض ہو کر اپنی مجلس سے نکلوا دیا۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے نام مولینا نے ایک خط لکھا تھا۔ اُس میں اپنی کثرت ارشاد کا حسب الارشاد اِس طرح ذکر کیا تھا۔ کہ یکقلم تمامی مملکت روم و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از ممالک قلمرو عجم و جمیع کردستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ شعار و ذکر محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی آناء اللیل والنہار در محافل و مجالس و مساجد و مدارس زبان زد صغار و کبار است بنحویکہ ہرگز در ہیچ قرنے از قرون و ہیچ اقلیمے از اقالیم مظنہ نیست کہ گوئی زمانہ نظیر ایں زمزمہ را شنیدہ یا دیدہ فلک دوّار ایں رغبت و اجتماع را دیدہ باشد۔ انتہی حضرت شاہ صاحب قبلہ کے انتقال کے ایک یا دو سال بعد مرض طاعون میں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون +

حالات حضرت سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اسمٰعیل مدنی قدس سرہ نے اول مولینا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضوری نقشبندی حاصل کرنے کے بعد اجازت پاکر با بقاء حضور و جمعیت سرگرم تھے کہ ایک شب واقعہ میں جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ دہلی جاؤ اور شاہ غلام علی سے نسبت باطن اخذ کرو چنانچہ حسب الارشاد دہلی حاضر ہو کر کسب سلوک مجددیہ کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن کو واپس گئے۔ آپ کو کشف مقامات و وجدان

حالات وملاقات ارواح وکشف قلوب وکشف گذشتہ وآیندہ خوب تھا۔ حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر علویہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز میرے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں آثار شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں مجھ سے کہنے لگے کہ اس جگہ مجھ کو ظلمت بتاں بھی معلوم ہوتی ہے بعد تفحص معلوم ہوا کہ بعض اکابر کی وہاں تصویریں تھیں +

حالات حضرت سید احمد کردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد کردی علیہ الرحمۃ نے اولاً حضرت مولینا خالد رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ طریقہ کیا بعدازاں حسب الارشاد آں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دہلی میں حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے کسب فیوض طریقہ مجددیہ کیا اور اپنے وطن کو واپس گئے۔ اور مرجع طلاب ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ راہ میں میں سخت بیمار ہوگیا۔ خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وظیفہ مجھ کو تعلیم فرمایا۔ اُس کے پڑھنے سے مجھ کو شفا ہوگئی +

حالات حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے تھے۔ قدس سرہما عنفوان شباب ہی سے آپ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر اور مورد عنایت بیکراں رہے سلب امراض میں آپ کی توجہ حکم اکسیر رکھتی تھی۔ اکثر حضرت شاہ صاحب قبلہ مریضوں کو آپ کی خدمت میں سلب مرض کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ اور آپ ایک ہی توجہ میں اس کا مرض سلب فرما لیتے تھے۔ اور ایسی ہی آپ کی توجہ القاء ذکر میں قوی الاثر تھی +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص داخل طریق ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا عبدالغفور بیگ کے پاس لیجاؤ وہ اس کے لطائف جاری کردیں۔ ایک توجہ میں تمام لطائف جاری کرکے حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس بھیجدیا۔ حضرت شاہ صاحب نے دیکھتے ہی معلوم کرلیا۔ آپ کے مریدوں کو کشف ہوجاتا تھا۔ عجیب وغریب باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ آپ کی صاحبزادی مال مسروقہ بتادیا کرتی تھیں کہ فلاں جگہ ہے آپ کے خلفاء نے ترکستان کی طرف شہرت حاصل کی تھی +

حالات حضرت مولینا عبدالرحمٰن صاحب شاہجہانپوری قدس سرہٗ

حضرت مولینا عبدالرحمٰن شاہجہانپوری اعظم خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے تھے رحمۃ اللہ علیہما ابتداء میں آپ اور اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر کسی جگہ مقصود حاصل

نہ ہوا۔ آخرکار حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دنیا اور اہل دنیا سے نہایت خلوت و انقطاع رکھتے تھے۔ اور ان کی جانب کچھ التفات نہ فرماتے تھے۔ نواب فرخ آباد آپ کا نہایت آرزومند تھا۔ اور حاضر خدمت ہوتا تھا۔ لیکن کبھی آپ اُس کی جانب التفات نہ فرماتے۔ آپ کے مجاز اکثر قوی النسبۃ اور صاحب کشف صحیح ہوتے تھے۔ آپ کے نواسہ اور خلیفہ حضرت مولٰنا عبدالغفور خاں صاحب شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے (راقم الحروف نے بھی زیارت کی ہے) ایک نور مجسم معلوم ہوتے تھے ؞

حالات حضرت شاہ سعداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسب سلوک کر کے مشرف باجازت و خلافت ہوئے بعد ازاں حرمین شریفین گئے اور وہاں سے شرف اندوز ہو کر حیدر آباد دکن آئے وہاں آپ کا نہایت ارشاد ہوا۔ صغیر و کبیر اس ملک کے باخلاص و عقیدت آپ سے پیش آئے۔ ایک خانقاہ اور مسجد عالی بنا فرمائی سو آدمی سے زیادہ آپ کی خانقاہ میں وظیفہ خوار رہتے تھے۔ بکمال استقامت شریعت و طریقت تسلیک طالبان حق جل و علا فرماتے اہل دنیا سے نہایت انقطاع رکھتے تھے اور سخاوت پیشہ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ ؞

حالات حضرت مولٰنا محمد جان شیخ الحرم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد جان علیہ الرحمۃ بعد تحصیل علم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور ریاضات شاقہ کیں ہر روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے اور شب کو اُس جگہ عبادت میں مشغول رہتے۔ صبح کے وقت ایک گھڑا پانی کا بھر کر کہ وہاں کا پانی بہت گوارا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے واسطے لاتے ؞

نقل ہے۔ کہ ایک وہاں کے خادم کا لڑکا قریب الموت تھا۔ شب کے وقت وہ درگاہ میں آیا۔ تو آپ مراقب بیٹھے ہوئے تھے۔ بچہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا اور عرض دعا اور سلب مرض کی اُسی وقت آپ نے سلب مرض کیا۔ اور وہ بچہ بفضلہ تعالےٰ تندرست ہو گیا ؞

نقل ہے کہ ایک شخص ایک عورت کی محبت میں گرفتار تھا۔ اس نے آپ سے اپنا ماجرا آکر عرض کیا۔ کہ حضرت میری مدت فرمائے کہ اب سوا زنا کے اور کچھ باقی نہیں رہا اگر مجھ سے گناہ

سرزد ہوگیا۔ تو قیامت کے دن میں اللہ تعالٰے کے سامنے آپ کا نام لونگا کہ انہوں نے میرے حال پر عنایت نہ فرمائی انہوں نے اس کو عمل لا حول و لا قوۃ الا باللہ تعلیم فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ یہ تو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ اب ہمارے کہنے سے پڑھو۔ چنانچہ اُس نے پڑھا اس کے پڑھنے سے ایک سدِ سکندری اُس مرد عورت کے درمیان میں حائل ہوگئی۔ اور دو سال تک اُس کی قوت شہویہ زائل ہوگئی۔ حضرت شاہ صاحب سے اجازت و خلافت حاصل کر کے حرم محترم چلے گئے۔ ابتداء میں وہاں بہت تکلیف اور صعوبت کھینچی بعدہٗ آپ پر فتوح کھل گئے اور سلطانیوں کا آپ کی جانب رجوع ہوگیا۔ حتیٰ کہ والدہ سلطان بھی آپ کی معتقدین میں سے ہوگئیں استنبول و دیگر اضلاع روم میں آپ کے خلفاء منتشر ہوگئے ایک خانقاہ تیار کی اور آئندہ و روندہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آخر ۱۲۶۶ھ ہجری عین مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون ○

حالات حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ مسمےٰ بمحمد درویش عظیم آبادیؒ

حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ ترک روزگار کر کے حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور کسب نسبت کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک کملی سیاہ لیکر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ مزار پر انوار کی زیارت کو گئے اور اکثر ممالک اسلام روم و شام و حجاز و عراق و مغرب و ماوراء النہر و خراسان و ہندوستان کی سیر کی کہا کرتے تھے۔ کہ مثل شاہ غلام علی صاحب کی میں نے کوئی شیخ کہیں نہیں دیکھا۔ امر معروف و نہی عن المنکر میں نہایت بیباک تھے۔ شاہزادہ کامران والی ہرات آپ کا مرید ہوگیا تھا۔ احتساب میں اُس کو الفاظ سخت کہے اور ایسے ہی اور اور ممالک کے حاکم آپ کے فرمانبردار ہو گئے۔ مگر ہر جگہ سے امور شرعیہ پر رنجیدہ ہوکر چلے آئے۔ آخر شہر سبز میں قرار پکڑا وہاں کے حاکم نے آپ کو گانوں نذر کیا اور اپنی حکومت اُس جگہ سے برطرف کر لی۔ آخر عمر میں نکاح کر لیا تھا۔ اور خدمت صادر و وارد کی اپنی ذمہ کر لی تھی۔ مذہب شافعی اختیار کر لیا اور اسی سبب سے بخارا وغیرہ میں آپ کو شافعی کہا کرتے تھے۔ بعض حکام ترکستان والے شہر سبز سے غبار رکھتے تھے۔ بایں وجہ آپ کو بطور اخفا شہید کرا دیا انا للہ و انا الیہ راجعون ○

حالات حضرت اخوند شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اخوند شیر محمد بعد تحصیل علوم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہما کی عتبہ بوسی سے

مشرف ہوئے اور کسب نسب کر کے اجازت حاصل کی حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں ان کو اس قدر ذہول علم ہو گیا تھا۔ کہ علم نحو میں سہل سی ترکیب بھی نہ ہو سکتی تھی۔ پھر علم ظاہر کی طرف رجوع کیا کہ مبادا ضائع ہو جائے صدہا آدمی آپ سے علم میں بہرہ یاب ہوئے۔ اپنے شاگردوں کو تقوے اور افعال خیر کی تاکید فرمایا کرتے اور جو کوئی آپ کی مجلس میں کسی کی غیبت کرتا اُس پر جرمانہ مقرر کر دیا تھا۔ آخر عمر میں جب بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ درس و تدریس کو ترک کر کے سوا تلاوت قرآن مجید و صلوٰۃ مفروضہ اور کچھ کام نہ کرتے آخر الامر ہندوستان کو دار الحرب خیال کر کے یہاں کی سکونت کو مکروہ جانا اور حالت مرض ہی میں متوجہ حرمین شریفین بہ نیت ہجرت ہوئے راستہ میں بمقام ملتان انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ان کے سوا حضرت شاہ صاحب کے صدہا خلیفہ مثل حضرت میر طالب علی المشتہر بمولوی عبد الغفار و سید عبد اللہ مغربی و ملا پیر محمدؐ و ملا گل محمدؐ و مولوی ہراتی المشتہر بمولوی محمدؐ جان و مولانا محمدؐ عظیم و مولوی نور محمدؐ و میاں احمد یار و میاں قمر الدین و محمد شیر خان و میر نقی علی و مرزا مراد بیگ و شیخ جلیل الرحمان عالم و صاحب ارشاد گذرے ہیں رحمۃ اللہ علیہم

حالات حضرت مولٰینا غلام محی الدین قصوری قدس سرہ

حضرت مولٰینا غلام محی الدین قصوری قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۲ھ ہجری میں بمقام قصور قریب لاہور ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا ایک سال کا سن تھا۔ کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ آپ کے چچا حضرت مولٰینا شیخ محمدؐ قصوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متکفل پرورش ہوئے اور جب آپ سن شعور کو پہنچے۔ تو آپ کی تعلیم بھی اُنہوں نے اپنے ذمہ لی اور تمام کتب معقول و منقول پڑھائیں۔ چونکہ آپ کے چچا کو خاندان قادریہ کی خلافت حاصل تھی۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ نے انہیں سے کسب نسبت قادریہ کی اور مشرف بخلافت ہوئے آپ کے بعض عزیز بانس بریلی میں رہا کرتے تھے۔ آپ اُن سے ملنے کے واسطے بانس بریلی تشریف لے گئے وہاں سے مراجعت کے وقت دہلی میں تشریف لائے۔ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملازمت حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب آپ سے بکمال عنایت پیش آئے اور کنایۃً آپ کو نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔ لیکن چونکہ اُس وقت آپ کے چچا صاحب قدس سرہ زندہ تھے آپ اُن کے ادب کی وجہ سے اس وقت تو قصور ہی چلے آئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد جب اُن کا انتقال ہو گیا آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں نسبت مجددیہ حاصل کرنے کے واسطے

حاضر ہوئے۔ جس وقت آپ بیعت ہونے کے واسطے حضرت شاہ صاحب کی محفل میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے حاضرین کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج ایک امر عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک فاضل اجل ہم سے اخذ طریقہ کرتا ہے اور پھر آپ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر درگاہ الٰہی میں متضرع ہوئے کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم کو وارثاً وعطاءً وکسباً پہنچا ہے سب اُن کو نصیب کر پھر آپ کا داہنا ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں لے کر ہوا میں کر دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارا ہاتھ حضرت غوث الاعظم کے ہاتھ میں مَیں نے دیدیا۔ وہ تمہارے ہر کام دینی اور دنیوی میں ممد ومعاون ہونگے۔ پھر اپنے سر مبارک سے کلاہ شریف اُتار کر آپ کے سر پر رکھدی اور فاتحہ خیر پڑھی حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ آپ کے حال پر نہایت عنایت ومہربانی فرماتے۔ چنانچہ ایک روز ایک شخص قصور کا رہنے والا حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے بانبساط دریافت کیا۔ کہ غلام محی الدین کو کس جگہ کا پیر بنایئں۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ پیر قصور۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم بڑے قاصر ہمت ہو اُن کو تمام پنجاب کا پیر بنائینگے +

نقل ہے۔ کہ ایک روز بعد عصر حضرت شاہ صاحب نے حضار سے فرمایا۔ کہ آج تمام روز انقباض رہا اب انبساط ہوا۔ سب اپنے اپنے دل میں اپنی اپنی حاجتوں کا خیال کرلو۔ میں تمہارے واسطے دعا مانگتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ قبول ہو گی۔ اُس وقت آپ (یعنی حضرت مولینا غلام محی الدین قصوری) اُس مجلس میں موجود نہ تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے اُن کی بھی طلب فرما کر داخل حلقہ دعا کیا +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب نے آپ سے فرمایا۔ کہ تم کو عنقریب اجازت توجہ دونگا۔ اور امتحاناً اپنے سامنے تم سے توجہ کراؤنگا +

نقل ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ایک روز مولوی محمد عظیم صاحب وصاحبزادہ رؤف احمد صاحب کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو گواہی کے واسطے بلایا ہے۔ چاہتا ہوں کہ غلام محی الدین کو اجازت دوں آپ فرمایئے کہ لائق اجازت ہوئے یا نہیں۔ صاحب زادہ صاحب نے عرض کی کہ ہو گئے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کا فرمانا کافی ہے۔ کسی کی گواہی کی حاجت نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ لائق اجازت ہو گئے ہیں۔ پس آپ کو قریب بلا کر اپنے نزدیک بٹھایا اور فرمایا کہ تم کو اجازت چھ طریقوں یعنے قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ مجددیہ کبرویہ کی دی تم اُن کا فیض طالبوں کے دل میں بہمت القا کرتے رہنا اور طریق القا بھی تعلیم فرمایا۔ اور کلاہ شریف اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی اور دیر تک اپنا ہاتھ سر پر رکھے

رہے۔ پھر فرمایا کہ آؤ چھوں طریقوں کا فیض علیحدہ علیحدہ تمہارے سینہ میں لقا کروں۔ چنانچہ توجہ کر کے القاء فیض کیا۔ اور فرمایا کہ یہ کلاہ میری نہیں ہے۔ بلکہ میرے پیران کبار کی ہے۔ اور فرمایا کہ ۲۷ رمضان المبارک کو خرقہ خلافت بخشونگا۔ جب ۲۷ تاریخ آئی مغرب کے وقت آپ کو طلب فرمایا اور خرقہ و کلاہ جو عطا کرنے کو تھی۔ پہلے خود پہنی۔ اور اُس پر توجہ فرمائی۔ پھر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنادی اور صاحب زادہ صاحب اور مولوی محمد اعظم صاحب کو فرمایا کہ تم بھی پہنانے میں مدد کرو کہ یہ سُنت پیران عظام ہے۔ چنانچہ ہر دو بزرگوں نے داہنے بائیں سے پہنانے میں مدد کی اور کلاہ شریف اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی۔ اور پھر تجدید اجازت فرمائی کہ تم کو اجازت مطلقہ دی گئی۔ جو کوئی طلب فیض کرے ہماری طرف سے القاء فیض واذکار کرنا حق سُبحانہ تعالےٰ بصدق پیران کبار تاثیرات ثمرات بخشے گا۔

نقل ہے کہ عید الضحےٰ کو حضرت شاہ صاحب نماز عید کو مسجد میں تشریف لے گئے۔ بعد نماز لوگوں نے قدم بوسی کے واسطے ہجوم کیا۔ حضرت مولینا مسجد کے ایک گوشہ میں علیحدہ جا بیٹھے کہ جب بھیڑ موقوف ہو جائے گی قدمبوس ہونگا۔ کہ اسی اثناء میں حضرت شاہ صاحب رحمنے فرمایا کہ قصور کے مولوی صاحب کہاں ہیں۔ یہ سُن کر آپ اُٹھے اور حضرت شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کا سر مبارک اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور بتوجہ قویہ القاء حرارت دل میں فرمائی اور دعا کی۔ اِس کے بعد مولینا پھر اپنے گوشہ میں آبیٹھے تھوڑی دیر میں پھر حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولینا کو طلب فرمایا اور اسی ازدحام میں لوگوں سے فرمایا کہ تین چار مہینے ہوئے کہ یہ مولوی صاحب قصور سے آئے ہیں۔ اِس تین چار مہینہ میں جو کچھ اُنہوں نے حاصل کیا ہے۔ وہ تم نے چھ سال میں نہیں کیا۔ یہ میرے بڑھاپے کی کمائی ہے۔ اور اِس جگہ سے اُٹھ کر حضرت مرزا صاحب قبلہ کے مزار پر انوار پر تشریف لائے اور قدم گاہ سے خاک اُٹھا کر آنکھ اور رخساروں پر ملی اور بائیں کی جانب بیٹھ کر فرمایا کہ یا حضرت ضعیف نہایت ہوگیا ہوں۔ بیٹھ کر نماز اور قرآن شریف بھی نہیں پڑھ سکتا۔ تمام عمر مجھ کو آرام سے رکھا ہے۔ اب اللہ تعالےٰ آپ کے طفیل سے خاتمہ بخیر کرے اور اس جگہ پھر حضرت مولینا کو طلب فرمایا۔ اور آپ کا ہاتھ دیر تک ہوا میں رکھا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ یہ شخص آپ کے گھر میں آیا ہے۔ اس کے حق میں اپنی کمال عنایات فرمائیں

نقل ہے۔ کہ ایک روز ماہ رمضان میں افطاری کے وقت حضرت مولینا کسی حکمت عملی سے پانی سرد کر کے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب نے دور سے دیکھ کر یہ مصرعہ فرمایا ع

بگو مجنون چہ آوردی برائے تحفہ لیلیٰ

آپ نے وہ سرو پائی پیش کیا حضرت شاہ صاحب نہایت رضامند ہوئے۔ اور دعا دی کہ
برّد اللہ قلبک بِبَرد معرفتہ غرضکہ حضرت شاہ صاحب کی نظر عنایت حضرت مولینا پر اس
قدر تھی کہ آٹھ نو مہینے کے عرصہ میں تمام سلوک مجددی طے کراکر اجازت و خلافت سے مشرف
کرکے رخصت فرمایا۔ چنانچہ مولینا خالد رومی کو آپ کا ذکر اپنے خط میں اس طرح کیا ہے۔ کہ منجملہ انعامات
الٰہی سُبحانہ ہست کہ مولوی غلام محی الدین از قصور نزد بندہ لاشئے آمدہ در چند ماہ بہ نسبتہائے
احمدیہ رسیدہ بہ اجازت و خلافت امتیاز ے یافتند۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ مختصر
طور پر علاوہ مقامات مظہریہ کے حضرت مرزا صاحب کے حالات میں لکھا ہے اُس کے آخر
میں خلفاء مظہریہ کے سلسلہ میں کچھ اپنا ذکر مبارک تحریر فرمایا ہے۔ اور اپنے ضمن میں بعض خلفاء
کا حال بھی لکھا ہے۔ وہاں حضرت مولینا کی نسبت اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ جامع الکمالات علوم ظاہر
و باطن حضرت مولوی غلام محی الدین کہ تلامذہ و مستفیدان بسیار دارند از بلدۂ قصور نزد ایں سراپا
قصور آمدہ سعادت فیوض باطن کردند بعنایت الٰہی سبحانہ در اندک مدت بہ نسبتہائے احمدیہ مناسبت
بہم رسانیدہ اجازت بلکہ خلافت یافتہ فالحمد للہ سُبحانہ عم نوالہ اللہ تعالےٰ بفضل عام خود ایشان
را مروج طلاب محبت و معرفت جناب ربانی خود و امام مستفیدان فرماید آمین۔ سبحان اللہ الحمد للہ
ایں ہمہ انعامات الٰہی بواسطہ حضرت ایشان یعنے حضرت مرزا صاحب مرزا مظہر جانجاناں است
علیہم الرحمۃ والرضوان من عمر برباد دادہ سست و کسلان کہ وصف پیر بیت جوانی بہ غفلت بسر بردہ
بایں مرتبہ باشم ازیں ناچیز کہ عزیزاں استفادہ نمودہ و می نمایند افادہ فیوض حق سُبحانہ می کنند
نثار بہائے اوست عم نوالہ امید وارم کہ روز قیامت در زمرہ منتسبان ایں طریقہ علیہ برخیزم
و بہ یمن عنایات حضرت ایشاں از فائزان و مفلحان باشم آمین۔ اور ایک خط میں حضرت مولینا
بشارت اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ اکثر میگویم کہ سہ چہار کس در یاران
من شما و میاں ابو سعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا شدہ است
حضرت مولینا قصور میں واپس آکر اشاعت طریقہ علیہ مجددیہ میں مصروف ہوئے آمر معروف
ہوئے امر معروف و نہی عن المنکر و فقر قناعت و تحمل برایذا اقارب و رضا و بقضا آپ کا شیوہ تھا
صدہا کو نسبت مجددیہ سے سیراب کر دیا۔ اگرچہ آپ کا معمول آٹھ پہر میں صرف ایک مرتبہ حلقہ منعقد
کرنے کا تھا۔ مگر کثرت سیر طلاب و حصول مناسبت مقامات پر جب خیال کیا جاتا ہے عقل عقیل
حیران ہو جاتی ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ آپ کے
تصرفات باطنی و ظاہر بیحد ہیں۔ مگر افسوس کہ آپ کے حالات کسی نے جمع نہیں کئے راقم الحروف

ذی جو حضرت سیدنا و مرشدنا مولانا غلام نبی صاحب للٰہی حضرت کے خلیفہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یا کسی اور معتبر سے سُنے ہیں۔ حوالہ قلم کرتا ہوں۔ مکاشفہ آپ نے اپنے اول خط میں حضرت سیدنا و مرشدنا کو تحریر فرمایا تھا۔ اُمید است کہ ہر دو فیض ظاہر و باطن از شما ظاہر شوند انتہیٰ پس ایسا ہی ہوا کہ حضرت مرشدنا سے دونوں فیض جاری ہوئے علم ظاہری بھی صد ہا نے حاصل کیا۔ اور علم باطنی مکاشفہ حضرت مولانا نے جناب حضرت صاحبزادہ دوست محمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کو کہ ہنوز شیر خوار تھے۔ حضرت مرشدنا کے خط میں تحریر فرمایا تھا۔ برخوردار حافظ مولوی دوست محمد اسلمہ مسنونہ و ادعیہ باجابت مقرونہ رسانیدہ باشند چنانچہ بفضلہ تعالےٰ حضرت صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے۔ اور مولوی بھی +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص ایک جگہ آپ کو اپنے کسی عزیز کی قبر پر کہ وہ حافظ تھے لے گیا۔ قبرستان میں پہنچ کر آپ دوسری قبر پر فاتحہ پڑھنے لگے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حافظ جی کی تو یہ قبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی حافظ جی کی ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ پرانی قبر کسی بزرگ کی تھی۔ کہ وہ بھی حافظ تھے +

نقل ہے۔ کہ ایک روز آپ وعظ فرماتے تھے اور لوگ نہایت موثر ہو کر سُن رہے تھے کہ اسی اثنا میں سیاہ گھٹا آئی۔ اور بارش کے سامان ہوئے سامعین یہ دیکھ کر متردد ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرماتے تھے کہ اتنے میں ابر آکر ترشح ہونے لگا۔ اور خلقت میں ایک پریشانی شروع ہو گئی۔ حضرت غوث پاک نے آسمان کی جانب مُنہ اُٹھا کر فرمایا کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو پریشان کرتا ہے۔ کہ دفعۃً بادل ہٹ گیا۔ اس حکایت کا بیان کرنا تھا۔ کہ حضرت کی مجلس سے بھی ابر ہٹ گیا۔ اور لوگ نہایت اطمینان سے وعظ سُنتے رہے +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ بارش نہایت کثرت سے کئی روز تک ہوئی۔ خلقت نہایت تنگ آگئی آپ سے عرض کی آپ نے اُسی وقت آسمان کی جانب نظر اُٹھا کر اُنگلی سے کچھ اشارہ کیا یا لکھا کہ فی الفور بارش بند ہو گئی +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے۔ آپ کو مُبارک ہو۔ اُس کا کچھ نام رکھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کا نور العین نام رکھو۔ اور ایک اور ہو گا اُس کا نور حسین نام رکھنا۔ سال دو سال کے بعد وہ شخص پھر حاضر حضور ہوا۔ اور عرض کی کہ حضرت آپ کا غلام زادہ نور حسین پیدا ہوا مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اب کے جو ہو اُس کا عبدالرحمٰن نام رکھنا چنانچہ دو سال کے بعد پھر وہ شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ آپ کا غلام زادہ جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن

رکھا تھا۔ پیدا ہوا مُبارک ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب کے جو ہو گا اُس کا نام عبدالرحیم نام رکھنا۔ چنانچہ وہ بھی پیدا ہوا۔ مگر اس کے بعد آپ سے اُس شخص کی پھر ملاقات نہ ہوئی +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے جو نہایت مفلس تھا۔ آپ کی دعوت کی اور دعوت میں صرف گاجریں اُبال کر سامنے رکھدیں۔ آپ نے اُن کو نوش فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ اِس کے بعد تنگدستی نہیں رہیگی۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ وہ شخص اِس کے بعد نہایت فارغ البال ہو گیا۔

نقل ہے۔ کہ یہ آپ کی کھلی کرامت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص اولاد کے واسطے تعویذ مانگتا۔ اور آپ اُس کو تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرماتے کہ اِس کو جست میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا۔ کہ لڑکا ہوگا۔ اور اگر فرماتے تھے۔ کہ چاندی میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا۔ کہ لڑکی ہوگی۔ ایک شخص نے آپ سے اولاد کے واسطے تعویذ حضرت مرشدنا کے ذریعہ سے مانگا آپ نے تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرمایا کہ اِس کو چاندی میں مڑھانا۔ حضرت مرشدنا نے عرض کی کہ اِس کی خواہش تو فرزند نرینہ کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب چار مہینے گذر چکے ہیں۔ چنانچہ اُس کے دختر ہوئی +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں آپ اپنے عم بزرگوار سے کوئی کتاب لکھی مطالعہ کیواسطے لیئے آئے راہ میں وہ کتاب گم ہوگئی۔ اِسی اثنا میں آپ کے چچا کا خط آیا۔ کہ فلاں کتاب اگر تمہارے پاس ہو تو بھیجدو آپ نے اُن کو تحریر فرمایا کہ کتاب کتب خانہ میں تلاش فرمائے اور یہاں یاجامع الناس لیوم لاریب فیہ اردد علی ضالتی پڑھنا شروع کیا۔ بھوڑی مدت کے بعد آپ کے عم شریف نے تحریر فرمایا کہ کتاب کتب خانہ سے دستیاب ہوگئی +

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا کر ہاتھ دھوتے تھے۔ کسی شخص نے آکر عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہے۔ آپ نے فرمایا یہی پانی پلادو چنانچہ وہی پلادیا اور اُس کو کچھ خلل نہیں ہوا +

نقل ہے۔ غلام حسین خاں تریں ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں نے حضرت کو فرزند نرینہ کے واسطے بذریعہ خط عرض کیا۔ آپ نے اُس کے جواب میں یہ رباعی لکھ کر بھیجدی۔ کہ جس سے اُن کے نام بھی مع دعا ظاہر ہیں +

شاہ نواز است قبول خدا | لعل بود گوہر کان صفا
باد بہ سردار سعادت قریں | باد بعبداللہ عبادت گزیں
لطف الٰہ باد بہ لطف اللہ لکا | جملہ بادر زبلا در اماں

بفضلہ تعالےٰ آپ کی برکت سے پانچ فرزند پیدا ہوئے +

آپ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہایت عشق تھا۔ چنانچہ ایک کتاب تحفہ رسولیہ

حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و اخلاق میں عجیب و غریب تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اپنے فرزند کو کہ اس کی تصنیف سے ایک سال بعد پیدا ہوئے مخاطب کرکے نظم میں پند و نصائح لکھی ہیں۔ چونکہ نہایت سود مند و نافع ہیں بہتر کہ اپنی کتاب میں داخل کرتا ہوں۔

اے کہ ہنوزی تو بکتم عدم
زود بگذار جہاں نہ قدم

منتظر تست دل و جان من
شکل گہر جلوہ کن از کان من

راحت دل نور دو چشم منی
آب زن آتش چشم منی

سوختم از آتش مہجوریت
تا بکجا عرصہ مستوریت

چند بکتاب عدم جاے گیر
رخصت ہستی ز معلم بگیر

شاد ولی دہ ز وجودت مرا
دار نہ محروم ز جودت مرا

بہ کہ نہم نام تو عبد الرسول
باد بدرگاہ رسولت قبول

کنیت تو بہ کہ بود بوسعید
عمر تو باید کہ بود بر مزید

باد ز حق خوش لقبت فخر دین
باد بہر کار خدایت معین

می وہمت از دل خود چند پند
چونکہ شوی ہست بداں کاربند

ہست یقین گر تو بکارش بری
در دو جہاں یافتہ باشی بری

شکر خدا کن بوجود آمدی
رستہ ز غیبت بشہود آمدی

از نسل آدم خاکی شدی
در خود صد گونہ پاکی شدی

گشتہ و یافتہ فضل کل
امت مرحومۂ خیر الرسل

جملہ اعضاء تو سالم صحیح
ساکت و ناطق بزبان فصیح

ہوش بدل طبع سلیم الحواس
مدرک اسرار بعقل و قیاس

جات بمسجد نہ ببازار داد
سبحہ بکف داد نہ زنار داد

شکر چنین منعم فیاض کن
از رہ کفران وے اعراض کن

شکر چہ باشد ہمہ بودن ورا
خانہ اخلاص ازیں در در آ

باز چون این منعم دائم عطا
گاہ فرستد بتو اندک بلا

جزع مکن فزع مشو دل ملول
شاد و بلا را چو عطا کن قبول

صبر کن و دہ بقضایش رضا
تا شوی از زمرۂ اہل صفا

صبر بود دافع دار الحرج
صبر بود فاتحہ باب الفرج

باش پئے پاس شریعت مدام
کار تو گردد ز شریعت مدام

یافتن راه طریقت از واست　　تافتن نور حقیقت از وست

هر که نہ از اہل شریعت بود　　داں بیقین کاہل خدیعت بود

هر که بسال از تو فزوں باشد آں　　مرد پدر زن تو چو مادر بداں

وانکہ بسال است برابر ترا　　داں تو چو ہمشیرہ برادر ورا

وانکہ بسال است ز تو خرد تر　　دختر و فرزند خود اورا شمر

دیدہ مکن جانب نامحرماں　　بد نظری تیر سم آلودہ داں

بند سر اویل مسلسل بکن　　جز کہ بمکنوحۂ خود حل مکن

بند سر اویل عفیفاں یقین　　از پئے ورد است دوائے متین

دوستی اہل دلاں پیشہ کن　　بر سر نا اہل جہاں تیشہ کن

ہر کہ بتو گشت محبت اساس　　جانی و نانی و زبانی شناس

با ہمہ بر دفق دلش کار کن　　جود کن و لطف کن و ایثار کن

صحبت اوباش مکن زینہار　　زانکہ بود صحبت ایشاں چو مار

صحبت یاران بد از مار بد　　مار بہ تن یار بایماں زند

صحبت نیکاں طلب اے ہوشمند　　تا شوی از صحبت شاں سربلند

صحبت بسیار بکودک و زناں　　ہست یقین بیخ خرد را کناں

اہل غنا صحبت شاں ہم مکن　　قامت خود بہر طمع خم مکن

آنکہ نہاد است ترا پشت و رو　　خم مکن ایں پشت بجز پیش او

نیست کہ او نفع رساند ترا　　کس ندہد تا ندہاند ترا

نفع و ضرر منع و عطا از خداست　　خطرۂ اغیار بخاطر خطا ست

گر تو کنی آز شوی خاک در　　ترک طمع گیر شوی تاج سر

ہر کہ طمع کرد نہ پر می شود　　چشم تو تنگ است تہی میرود

بین کہ طمع حرف سہ دارد تہی　　پس ز طمع چشم پری چوں نہی

بند بہر کار بہمت کمر　　می شود از ہمت تو خاک زر

ہمت عالی بکند کارہا　　گل شود از ہمت تو خارہا

پر شکمی ہر کہ بود ہمتش　　انچہ بر آید ز شکم قیمتش

عمر جوانی بعبادت گزار　　تا کہ بہ پیری نشوی خاکسار

گفت پیغمبر ز خدا پاک ما　　رازق ما خالق ارض و سما

روز جوانی چو تو باشی مرا | در شب پیری بوم مرترا
روی نکو یافته غره مشو | روی بجز خوے نیرزد بجو
خوئے نکو به ز بسے مال و گنج | خوے نکو را ز رسانند رنج
باش نه دربند دل آزار کس | شو تو گل جمله مشو خار کس
چیں ز جبیں دور بر افگنده به | خار بنِ کینه ز دل کنده به
باہمه خوش خوے خوش آواز باش | کہنه و افسرده مشو تازه باش
طیبت بسیار فساد آورد | نام نکوئیت بباد آورد
ہر کہ ترا عیب شماری کند | دشمن تو نیست کہ یاری کند
عیب گذار و رہِ نیکی پذیر | تاکہ ترا کس نشود عیب گیر
عادت خود پردہ پوشی کنی | ژاژ نخائی و خموشی کنی
ہر کہ بود ہرزہ سرا پردہ در | آدمیانش ہمہ خوانند خر
حسن و ادب ورز کہ مہتر شوی | بے ادبی پیشہ کنی خر شوی
بزم بزرگاں چون نشینی خموش | سہو و خطاشاں چون ببینی بپوش
نیست ادب پیش بزرگان سخن | ہر چہ کہ گویند بد انکار کن
باش ز خدام مساجد مدام | خدمت مسجد دہدت جملہ کام
خادم مسجد پئے عہدہ مشو | عہدہ چو خواہی سوے بتخانہ رو
مسجدئی دل ببر از یاد غیر | دل چو بغیر ست چہ مسجد چہ دیر
ظاہر و باطن بیکے رنگ باش | زنگ مشو مصقلۂ زنگ باش
وعدہ مکن گر بکنی کن وفا | نقض مواعید بود بس جفا
حق ہمہ اہل حق آور بجا | والدہ و والد و اُستاد را
از ہمہ حق حق معلم فزوں | اوست ترا سوے خدا رہنموں
مادر مشفق مدہ ایذاے او | جنت عدن است تہ پاے او
نیست پدر جز بسرت تاج سر | شاہ بجز تاج ندارد قدر
عمر تو باید کہ شود صرف علم | لب نکشائی تو بجز حرف علم
علم بود پیسہ نخستیں تو | علم بود روشنئ دین تو
علم بود آنکہ عزیزت کند | با خرد و ہوش تمیزت کند
علم چو خواندی بعمل شو گرائے | لیک عمل بہ کہ بود بے ریا

چونکہ عمل شد بریا مزدوج — راست نماند رست شدہ منعوج

ہست عملہا ریائی خراب — نفع ازان نیست بسان سراب

مقصد اصلی رست چو باحق حضور — بہ کہ کنی کسب علوم ضرور

علم ضروری چو شدہ حاصلت — پیر گزیں پیر کند واصلت

صیقل مرآت ضمیر اے سمیر — پیر بود پیر بود پیر پیر

پیر بود مخزن اسرار ہو — پیر بود مطلع انوار ہو

پیر بود راہ رسانندۂ — راز نہانی ہمہ دانندۂ

پیر چو شاہیں تو چو مورش بپر — گیر پرش تا بہ ثریا بپر

لیک گریز آر ز پیران زور — زاویہ گیراں بامید ظہور

مدعیان اند دریں روزگار — دام نہانند برائے شکار

گربہ وشانند مراقب بسر — موش کشانند بمکر و غدر

صورت انسان بسیرت بلیس — ظاہر شان مسجد و باطن کنیس

از ہمہ پیراں دلت آزاد کن — قصد سوئے شاہ جہاں آباد کن

ہست در آن شہر شہے دل قبول — فانی فی اللہ و فنا فی الرسول

دیدن او باعث یاد خدا — نیست دم از یاد خدا او جدا

فیض دہ اہل زمیں آسماں — سری وقت ست و جنید زماں

یک نظرش کار جہاں میکند — خفیہ نہ اینکار عیاں میکند

غوث زمیں قطب زماں منجلی — شیخ ہمہ شاہ غلام علی

ہست امیدم چو رسی در حضور — زود شوی غرق در امواج نور

در دلم آمد کہ کشایم گرہ — منع رسیدم کہ سخن کوتہ بہ

سایہ اش از فرق جہاں کم مباد — باد بقا تا دم یوم التناد

آپ کی وفات کا عجیب قصہ ہے۔ ۲۲ ر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۰ ہجری کو آپ نے مثنوی مولانا روم رح کا درس فرمایا۔ اور اُس میں اولیا کی موت اور حیات دائمی کا بہت تذکرہ فرمایا اور بعد درس انتقال فرمایا۔ اول اول لوگوں کو شبہہ سکتہ وغیرہ کا ہوا۔ آخر کار عصر کے وقت دفن کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کسی نے تاریخ لکھی ہے ع

شمس دین نبی زوال گرفت

حضرت سیدنا و مرشدنا آپ کے خاصہ میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ مکھی کبھی آپ کے چہرہ

پر نہیں بیٹھی اور ہمیشہ دو زانو بیٹھا کرتے تھے۔ فقط۔

حالات حضرت مولٰینا عبدالرسول صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولٰینا عبدالرسول قصوری فرزند و جانشین حضرت مولٰینا غلام محی الدین صاحب قصوری کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما بعد حفظ و تجوید قرآن شریف و تحصیل علم ظاہری سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے مشرف باجازت و خلافت ہوئے نہایت مہذب الاخلاق تھے۔ گویا کہ آپ کی جبلت اخلاق حمیدہ پر تھی سخاوت مزاج میں اس قدر غالب تھی کہ دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھتے تھے۔ موسم گرما میں اگر مہمان آجاتے اور ان کے پاس لحاف رزائی نہ ہوتی تو اپنا دیدیا کرتے اور آپ تمام شب بیٹھ کر گذار دیا کرتے۔ مزاج میں انکسار اس قدر تھا۔ کہ اگر کوئی تعریف کرتا تو اس سے نہایت ناخوش ہوتے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپس میں ذکر کیا کہ حضرت قطب ہیں۔ یہ خبر کہیں آپ کو پہنچ گئی۔ اُس سے بہت ناخوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ تو یہاں سے چلا جا۔ چونکہ آپ طلباء کو انتہائی کتابیں دو ہی سے بیٹھے بیٹھے نہایت بے فکری سے بکمال فصاحت پڑھایا کرتے۔ ایک مرتبہ کسی طالب علم نے آپس میں ذکر کیا کہ حضرت کا علم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں ہے۔ یہ خبر بھی آپ کو اتفاق سے پہنچ گئی۔ آپ اس طالب علم پر جب وہ سامنے آیا بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تاوقتیکہ تو ایسے حرف و حکایات سے سچی توبہ نہ کرے میں تجھ کو نہیں پڑھاؤں گا۔ الغرض جب وہ تائب ہوا تب آپ اُس سے راضی ہوئے۔ اگر کوئی امیر یا دولت مند مرید ہونا چاہتا تھا۔ تو اُس کو نہ کرتے بلکہ اُس سے ایسے بچتے جیسے کوئی بُری بلا سے بچتا ہے عاجزوں اور مسکینوں کو نہایت پسند کرتے۔ بدرجہ غایت غالب تھا۔ کبھی کنایۃً یا صراحۃً کوئی ایسی بات نہ فرماتے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کو علم ظاہری باطنی میں کچھ دخل ہے۔ مسجد کے حجرہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے وہاں سے اپنی کتابیں اور سب اسباب گھر کو روانہ کر دیا۔ اور ایک درویش کو کچھ روپے دیئے اور فرمایا کہ اس کو بازار میں لیجا جس کسی کا ہمارے ذمہ قرض ہو ادا کر دے۔ اور کچھ روپیہ اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تجہیز و تکفین میں خرچ کرنا حالانکہ اس وقت آپ بالکل تندرست اور صحیح تھے۔ وہ درویش یہ بات سُن کر حیران ہو گیا۔ مگر تعمیل ارشاد سے چارہ نہ تھا۔ اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ اور مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی سپرد کیا مکان پر جب پہنچے اور گھوڑے سے اُترے گھوڑے کو بھی وداع کیا مکان کے بالاخانہ پر جاکر بیٹھے فرمایا کہ اس قدر بھاری جسم کا یہاں سے اُترنا بڑی مشکل ہوگی۔ پھر فرمایا کہ آج دروازے رحمت کے

مفتوح ہیں۔ مگر غریب غربا بخشے جا رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک آپ کے خادم جو طبابت
بھی کیا کرتے تھے۔ حاضر ہوئے۔ اُن سے فرمایا کہ تم خوب آ گئے اس وقت میرا دل پانی کو چاہتا
ہے۔ پیوں یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ پانی میں کیا حرج ہے۔ آپ نے پانی منگا کر پیا۔ اور
فرمایا کہ تم آ گئے جو پی لیا۔ ورنہ بلا پانی ہی جاتے اِس نے عرض کی خیر ہے نبض دکھائیے۔
آپ نے نبض دکھائی اُس نے عرض کیا کہ نبض بہت اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اچھی تبلاتے
ہو۔ اور میری نزع کی حالت ہے۔ اُس نے عرض کی کہ میں نے آجتک ایسی نزع کبھی نہیں دیکھی
فرمایا کہ آج دیکھ وہ اِس بات کو سُن کر گھبرا گیا اور کہا کہ میں بازار سے جا کر کچھ مفرحات لے آؤں کہ
آپ کو ضعف قلب کیوجہ سے یہ خیالات ہیں۔ آپ نے اُس کو منع فرمایا کہ تم مت جاؤ کسی اور کو
بھیجدو مگر وہ خود ہی چلا گیا۔ اِس کے بعد آپ نے اپنے نواسہ حضرت محمدؐ شاہ صاحب سلمہ اللہ
تعالٰے کے سر پر جن کی عمر اُس وقت دس گیارہ سال کی ہوگی۔ دستار بندھوائی اور کتبخانہ کی کُنجیاں
حوالہ کیں۔ اور کلمہ تشہد پڑھ کر جاں بجاناں سپرد کی انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کے کوئی
اولاد نرینہ نہیں ہے۔ صرف ایک صاحبزادی صاحبہ سلمہا ہیں اُن سے دو صاحبزادے ہیں۔ بڑے
صاحبزادہ مولٰینا حافظ حضرت سید محمدؐ شاہ صاحب آپ کے جانشین ہیں آیندہ روندہ کی خاطر و
مدارات کرتے ہیں۔ خدا آپ کو عمر طویل عطا فرمائے و کمال پیران عظام عطا فرمائے آمین یا رب العالمین

حالات حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی قدس سرہ

حضرت سیدنا و مرشدنا مولٰینا غلام نبی صاحب بمقام للّٰہ ضلع جہلم ملک پنجاب ۱۲۳۴ھ ہجری میں
پیدا ہوئے جب سن تعلیم کو پہنچے مکتب میں داخل ہوئے صرف نحو کبیر قطبی شرح وقایہ۔ خیالی وغیرہ
اپنے والد بزرگوار اور بعض دیگر علماء قرب و جوار سے پڑھیں بعد ازاں پشاور میں حضرت مفتی محمد
احسن صاحب مرحوم و حافظ دراز صاحب سے تمام معقول و منقول ختم کی فارغ التحصیل ہونے
کے بعد آپ دولت خانہ پر آ کر مسند آرائے درس و تدریس ہوئے کہ اسی اثناء میں یکایک شوق
الٰہی آپ کے دل پر غالب ہوا اور آپ مرشد کی تلاش میں گھر سے روانہ ہوئے کہ جس جگہ کوئی صاحب
دولت ملے اُس سے بیعت ہوں اتفاقاً بمقام شاہ پور حضرت مولٰینا غلام محی الدین قصوری خلیفہ
اجل حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہما سے ملاقات ہوگئی اور بعد استخارہ انہیں
سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مولٰینا نے ایک ماہ آپ کو توجہ فرما کر ایک روز علیحدہ لے گئے اور
فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب ملے تھے فرماتے تھے۔ کہ مولوی غلام نبی کو کلاہ اجازت دیدو
(یہ واقعہ کا معاملہ ہے) چنانچہ یہ کلاہ ہے یہ کہہ کر آپ کو کلاہ عطا فرمائی اور طریق توجہ دہی

بھی تعلیم فرمایا۔ اور اُس کے بعد عرصہ قلیل میں تمام مقامات مجددیہ طے کرا کر دستار خلافت وبشارت حصول نسبت خاصہ سے سرفراز فرمایا اور بعض خلعت پیشگاہ جناب رسالت مآب صلعم سے دلوا کر رخصت فرمایا۔ اثناء سلوک میں جب آپ کا مراقبہ کمالات نبوت تھا۔ آپ کو شوق حفظ کلام مجید ہوا۔ چنانچہ آپ نے چھ ماہ میں یاد کر کے تراویح میں سُنا دیا۔ آپ قرآن شریف نہایت تجوید اور ترتیل سے پڑھتے تھے اور اِس قدر یاد تھا۔ کہ گاہ گاہ ایک شب میں بھی سُنا دیتے تھے حضرت کچھ مدت دولت خانہ پر قیام فرما کر پھر بمقام قصور حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مولینا بکمال عنایت بیش از بیش پیش آئے اور اکثر طالبین کو تربیت کیواسطے آپ کی سپرد کیا۔ اِسی اثنا میں حضرت مولینا کا انتقال ہوگیا اور حضرت دولت خانہ پر مراجعت فرما کر مصروف ہدایت خلق اللہ واشاعت علم ظاہری وباطنی ہوئے۔ آپ کی خدمت میں ستر اسی طلباء علم ظاہر وباطنی کا مجمع رہا کرتا تھا۔ اور سب کو آپ اپنے پاس سے کھانا اور کتابیں دیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض بعض کی پوشاک اور دیگر اخراجات کے بھی متکفل ہوتے تھے۔ اور بعض مع اہل وعیال مقیم رہتے تھے اور آپ اُن کے جمیع اخراجات کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ طالب کے حال پر خواہ وہ علم ظاہری کا ہو یا باطنی کا اس قدر شفقت فرمایا کرتے کہ ہر شخص بجائے خود یہ خیال کرتا تھا۔ کہ میری برابر آپ کسی پر مہربان نہیں آپ کا معمول تھا۔ کہ دو بجے شب کے بیدار ہوتے بعد اجابت غسل فرما کر نماز تہجد پڑھتے اِس وقت کا غسل کسی موسم میں اور کسی وقت روز انتقال تک ناغہ نہیں ہوا۔ اکثر تہجد میں قرآن شریف کی منزل پڑھتے تھے۔ بعد نماز طلبہ کو سبق پڑھانا شروع کرتے پڑھانے میں امتیاز نہ تھا۔ کہ بڑی ہی کتاب ہو پندنامہ فریدالدین عطار بھی پڑھاتے اور ہدایہ اور بیضاوی شریف بھی جس کتاب کو پڑھاتے۔ اُس کے جمیع حواشی اور شروح سامنے رکھ لیتے اور ہر ایک کو دیکھتے جاتے حواشی اور شروح پر رجوع کا اس قدر خیال تھا۔ کہ سکندر نامہ وزلیخا کی شرح بھی سامنے رکھ لیتے بلکہ راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پندنامہ کی شرح بھی پڑھاتے وقت سامنے رکھ لیا کرتے حتّٰی کہ اگر کوئی اردو کی کتاب پڑھا کرتا تھا چونکہ آپ پنجاب کے رہنے والے تھے کوئی شخص اگر دہلی کی جانب کا رہنے والا موجود ہوتا۔ اُس کو بُلا کر پاس بٹھا لیتے کہ تلفظ اور محاورہ میں اگر کوئی غلطی ہو بتا دیا کریں آپ سے ہر قسم کے طالب علم بچہ نوعمر جوان۔ ذہین۔ کند ذہن شائق۔ غیر شائق۔ سمجھ دار۔ ناسمجھ سب پڑھتے تھے۔ کسی کو مارنا تو بجائے خود رہا۔ کبھی سخت آواز سے بھی کچھ نہیں کہا اگر ایک دفعہ میں لڑکا نہیں سمجھا تو جتنی دفعہ میں سمجھ سمجھا دیتے اور کسی کا مزاج میں تغیر نہ ہوتا البتہ جب وہ سبق پڑھ کر رخصت ہوتا اُس وقت آہستگی سے بتا دیا کرتے تھے۔ کہ مطالعہ اچھی طرح کیا کرو بلا مطالعہ قوت پیدا نہیں ہوتی۔

چھ ماہ میں قرآن شریف حفظ کیا

مجمع طلباء علم ظاہری وباطنی

طالبان پر شفقت

صبح کی سنتوں کے وقت تک پڑھاتے بعدازاں نماز صبح پڑھتے۔ امامت خود کرتے اور اُس میں قرأت
طوال مفصل پڑھتے بعد نماز آیۃ الکرسی ودعوات ماثورہ پڑھ کر دعا مانگتے بعد ازاں پچیس مرتبہ استغفار
ودو مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر پیران طریقت کی ارواح پاک پر ثواب پہنچاتے اِس
اثناء میں خدام حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے اور آپ نوبت بنوبت سب کو توجہ فرماتے جب آفتاب بلند
ہو جاتا الحمد للہ اس قدر آواز سے کہ حاضرین سُن لیں پڑھ کر فاتحہ پڑھتے اور نماز اشراق کو کھڑے
ہوتے چار رکعت دو سلام سے پڑھتے اور گاہ گاہ بعد ختم حلقہ ذکر اولیاء کرام ومشائخ عظام و
معارف طریقہ سے حاضرین کو سرشار کیفیات فرماتے برخاست حلقہ پر طالبین وخود حضرت پر عجیب
کیفیت ہوتی تھی۔ کسی پر ذوق وشوق غالب ہوتا تھا کوئی مغلوب نسبت استہلاک واضمحلال ہوتا
تھا۔ کسی پر حالت عروج وارد ہوتی تھی اور کسی پر نزول کوئی نسبت ولایات سے سرشار ہوتا کوئی کمالات
سے مالا مال اور کوئی حقائق سے بہرہ یاب اور حضرت مثل محبوب رعنا چشم میگون جس کی طرف
دیکھتے تھے۔ کچھ اور ہی لطف دیتا تھا۔ بعد نماز اشراق دعا حزب البحر پڑھتے بعد ازاں پھر طلبہ کو سبق
پڑھانا شروع کرتے اور یہ شغل دس بجے تک رہتا بعد دس بجے گھر میں کھانا کھانے تشریف
لیجاتے اور وہاں پہنچ کر اول درویشوں کے واسطے کھانا بھیجتے اور خود بعد تناول طعام حلقہ نساء
قریب ایک گھنٹہ کے فرماتے نسائی کی توجہ کا اس طرح معمول تھا۔ کہ ایک چارپائی پر چادر ڈال کر اپنے
سامنے کھڑی کر لیتے اُس کی آڑ میں مستورات آکر بیٹھ جاتی تھیں۔ نساء کو داخل طریق بھی اسی طرح کیا کرتے
تھے۔ کہ وہ چارپائی کی آڑ میں بیٹھ جاتیں اور ایک کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑ لیتے تھے۔ اور اُسکا
دوسرا کنارہ چارپائی کی آڑ میں طالبہ پکڑ لیتی تھی۔ بعد حلقہ نساء آپ باہر تشریف لاتے اور قیلولہ فرماتے
اور جس وقت موذن ظہر کی اذان کہتا فی الفور بلا تامل اُٹھ بیٹھتے اور اُس کی اجابت کرتے۔ بعد
ازاں قضائے حاجت کو جاتے اور وہاں سے واپس آکر مسواک کرتے اور بعد مسواک اکثر غسل
فرماتے اور شاذونادر وضو کرتے غسل یا وضو کے ساتھ آپ مسواک کبھی ناغہ نہ فرماتے اِس کے
بعد نماز ظہر پڑھتے اور بعد نماز طلبہ کو عصر کی اذان تک سبق پڑھاتے یا حلقہ فرماتے بعد ازاں
نماز عصر پڑھتے اور بعد نماز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ختم پڑھا جاتا اُس کی ترکیب یہ تھی
اول آخر درود شریف سَو سَو مرتبہ اور درمیان میں کلمہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
ہزار مرتبہ پڑھتے اِس کے بعد حلقہ فرماتے اور توجہ کرتے اور مغرب کے قریب تک یہ شغل رہتا
بعد ختم حلقہ حاضرین ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کرکے پھر حاضر ہوتے کہ اتنے میں مغرب کی اذان
ہوتی اور نماز پڑھی جاتی بعد نماز مغرب ختم خواجگان کہ حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی وحضرت خواجہ
عارف ریوگری وحضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی وحضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی وحضرت خواجہ

محمد بابا سماسی و حضرت خواجہ امیر کلال و حضرت خواجہ بہاءُ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منسوب ہے۔ اس طرح پڑھا جاتا اول سورہ فاتحہ سات مرتبہ بعد ازاں درود شریف سو مرتبہ بعد ازاں الم نشرح انا۹ سی مرتبہ بعد ازاں سورہ اخلاص ہزار مرتبہ بعد ازاں سورہ فاتحہ سات مرتبہ اور پھر درود شریف سو مرتبہ اس وقت مریدین ختم پڑھتے اور خود نماز اوابین میں مشغول رہتے اور بعد ختم اوابین آپ بھی ختم خوانی میں مشغول ہو جاتے بعد ختم حلقہ فرماتے اور اکثر اسی وقت آپ طالبین کو داخل طریق بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور اُس کا یہ طریقہ تھا۔ کہ طالب کو اپنے روبرو بٹھا کر اُس کا ہاتھ مثل مصافحہ کے اپنے ہاتھ میں لیکر اول استغفار پڑھاتے بعد ازاں کلمہ توحید و شہادت تعلیم فرماتے آپ کا اکثر یہ معمول تھا۔ کہ طالب کو قادریہ طریق میں داخل کرتے اور سلوک مجددیہ طے کراتے۔ کیونکہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ عنوان طریقہ مجددیہ یہ قرار پایا ہے۔ کہ چاہے جس طریقہ میں داخل کرے مگر سلوک مجددی طے کرائے بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو اول خود توجہ فرماتے۔ بعد ازاں کسی مجاز کو سپرد فرماتے کہ اُس کے جمیع لطائف میں ذکر جاری کر دے بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو تاکید فرماتے کہ ہر لحظہ اور ہر ساعت قلب سے ذکر اسم ذات کا خیال رکھے اس وقت کا حلقہ قریب عشاء کے ختم ہوتا بعد ازاں آپ دولت خانہ تشریف لیجاتے اور اپنے ساتھ درویشوں کو لیجاتے اور اُن کے ہاتھ باہر کے واسطے کھانا بھیجتے گھر سے دونوں وقت کھانا پک کر آتا تھا۔ اور باہر ایک درویش سب کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جب خود طعام تناول فرما چکتے حلقہ نساء منعقد ہوتا بعد حلقہ باہر تشریف لاتے اور نماز عشاء پڑھتے بعد نماز عشاء توجہ عام فرماتے اُس وقت بعض بعض سے کچھ تکلم کلام بھی ہوتا اور اُسی وقت آپ آنکھوں میں سرمہ بھی لگایا کرتے بعد ازاں استراحت کے واسطے گھر تشریف لیجاتے ایام رمضان مبارک میں نصف شب کے بعد باہر تشریف لاتے اور حسب معمول غسل و نماز تہجد سے فارغ ہو کر قرآن شریف کا دور شروع کرتے اور جب سحری کا بالکل آخری وقت ہوتا دور موقوف کر کے سحری کھاتے اور بعد ازاں پھر دور شروع کرتے یہاں تک کہ فجر کی سنتوں کا وقت ہو جاتا اُسوقت نماز صبح پڑھتے اور حسب معمول اشراق تک حلقہ فرماتے اور بعد نماز اشراق پھر دور شروع کرنے اور دوپہر تک دور کرتے رہتے غرضکہ رمضان شریف میں سوائے حلقہ توجہ جملہ مشاغل ترک کر دیتے اور نصف شب سے مغرب کے وقت تک برابر قرآن شریف کا دور کیا کرتے جس زمانہ میں کہ احقر حاضر حضور تھا۔ جیٹھ اساڑھ کے روزے تھے۔ اُس وقت آپ کا سن مبارک قریب ستر کے تھا۔ جوان آدمیوں کا چہرہ بباعث تشنگی و گرمی بگڑ جاتا تھا۔ مگر آپ بلا تکلیف دور میں معروف رہتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ جب تک قرآن شریف کا دور کرتا رہتا ہوں بھوک پیاس

عنوان طریقہ مجددیہ

کچھ معلوم نہیں ہوتی اور الحق کہ صحیح ہے ہم لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ اگر شدت پیاس میں آپ کے
پاس چلے جایا کرتے تھے تو پیاس جاتی رہتی تھی۔ اور باوجود اس سن وسال وشدت گرمی وغیرہ
کے آپ آرام کی تلاش بھی نہ کرتے تھے۔ ایک روز انہیں ایام رمضان شریف میں کہ لُو و گرمی
بدرجۂ غایت تھی۔ اور آپ بعد نماز ظہر مسجد کے اگلے درجہ میں بیٹھے تھے راقم الحروف نے عرض
کیا کہ یہاں بہت گرمی ہے اور لو بھی آتی ہے اندر تشریف لے چلئے وہاں کسی قدر امن ہے فرمایا
ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں نفس آرام پاکر سرکشی نہ کرنے لگے ایام رمضان مبارک میں آپ کبھی دن کو قضائے
حاجت کو نہ جاتے کہ استنجا دن کو نہ کرنا پڑے اور یہ کمال احتیاط تھی جمعہ کے روز بعد نماز عصر کے
وقت تک وعظ فرماتے اور بعد عصر اپنے والدین کی قبر پر فاتحہ خوانی کو جاتے سفر میں ہمیشہ بعد عصر
وعظ فرماتے اور اُس میں علاوہ پند و نصائح کے وہابیوں نیچریوں رافضیوں کی نہایت مذمت
کرتے اپنے متوسلین میں سے اگر کسی کو سن لیتے کہ مذکورۂ بالا فرقہ میں سے کسی سے آمد و رفت رکھتا
ہے۔ یا اُن کی کوئی کتاب اِس کے پاس ہے۔ اُس کو پسند نہ فرماتے اور اپنی ناپسندیدگی ظاہر فرماتے
کھانے پینے میں نہایت احتیاط رکھتے تھے۔ جنگل میں ایک تالاب تھا اکثر اُس کا پانی پیا کرتے
تھے۔ کھانا کھانے میں کبھی پانی نہیں پیا کرتے تھے۔ بعد ظہر نوش فرماتے ایک خادم کا معمول تھا
کہ بعد نماز تازہ پانی لاکر پلایا کرتا تھا۔ ایک روز وہ پانی لایا تو آپ نے اُس کے پینے سے انکار کیا
اور فرمایا کہ یہ پانی مکدر ہے۔ کوئی اور شخص پانی لے آئے چنانچہ جب دوسرا آدمی پانی لایا تب آپ
نے پیا۔ شخص اول سے جو دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے جو تیرا پانی نہیں پیا۔ اور اُس کو مکدر فرمایا
اُس نے کہا کہ راہ میں میری نظر ایک نامحرم عورت پر پڑ گئی تھی۔ آپ ہمیشہ بھوک رکھ کر
کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا کہ مجھ کو یاد نہیں کہ کبھی میں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ہو فرماتے کہ میرے
نزدیک تازہ اور باسی سب یکساں ہے آپ نہایت منکسر مزاج تھے اور بسا اوقات بھری
بھرے مجمع میں اپنی نسبت ایسی بات فرما دیتے تھے کہ سن کر شرم آجاتی تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر
ہے۔ کہ ایک جگہ آپ تشریف لئے جاتے تھے۔ جب وہ جگہ قریب رہ گئی۔ تو بہت لوگ آپ
کے استقبال کو اور آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے آپ نے فرمایا کہ ایسے ہجوم سے کچھ فخر نہیں
کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی بندر یا ریچھ والا کسی گاؤں میں آتا ہے۔ اُس کے پیچھے بھی لوگ ہو جاتے
ہیں۔ پیران سلسلہ کی اولاد یا اُن کے شہر کا بھی کوئی رہنے والا ہوتا تھا۔ اُس کی بھی نہایت
تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص دہلی کی جانب کا رہنے والا آپ کے
پاس رہا کرتا تھا۔ چونکہ دہلی میں بعض حضرات کے مزار متبرکات ہیں۔ اور وہ اُس کے جوار کا رہنے
والا تھا۔ اِس رعایت سے اُس کی نہایت خاطر داری فرماتے ایک روز کسی طالب کی بات پر وہ ناراض ہو گیا

نفس کی سرکشی کا خیال

پانی کی کدورت

پیران سلسلہ کی رعایت

آپ کو جب یہ خبر پہنچی فرمایا کہ ہماری پگڑی لے جاؤ اور اُس کے قدموں پر رکھ کر راضی کرو استقامت کہ فوق الکرامت ہے آپ میں شروع ہی سے بدرجہ غائت تھی ✣

نقل ہے کہ جب آپ قصور شریف میں اپنے پیر کی خدمت میں حاضر تھے۔ للہ میں سکھوں نے بہت لوٹ مچائی اور آپ کا گھر بھی لوٹ لیا یہ خبر آپ کو وہاں پہنچی۔ لیکن آپ نے اُس کا ذکر تک بھی اپنے مرشد حضرت مولٰنا قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کیا ✣

نقل ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ غیر مقلدوں کے بعض مسائل پر فتوی دیا کہ جو اُن کی ناراضی کا باعث ہوا۔ اور انہوں نے عدالت میں نالش کر دی دوران مقدمہ میں بعض ڈپٹی و تحصیلدار جو آپ کے خیر خواہ تھے۔ اُن کو اندیشہ ہوا کہ کہیں قید وغیرہ نہ ہو جائے اِس سبب سے چاہا کہ راضی نامہ ہو جائے۔ جب آپ سے اِس کا تذکرہ آیا فرمایا کہ راضی نامہ کا کوئی مضایقہ نہیں بشرطیکہ دین میں فرق نہ آئے اور جو کچھ فتوی دیا ہے اُس سے انحراف نہیں ہو سکتا خواہ قید ہو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آخر کار آپ کی فتح ہوئی۔ ایک مرتبہ للہ شریف میں سخت وبار ہیضہ ہوئی اور اُس میں آپ کے صاحبزادہ کا جو بیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ نے اُس صدمہ کو نہایت استقلال سے برداشت کیا۔ رمضان شریف کی آخری تاریخ تھی معمولات میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا۔ دور قرآن شریف بلا تکلف کئے گئے۔ جس وقت جنازہ تیار ہوا۔ نماز پڑھ دی تسلیک مقامات مجددیہ میں اللہ تعالے نے اِس قدر قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی۔ کہ اِس وقت نایاب ہے۔ بارہا ایسا ہوتا تھا۔ کہ بمجرد تلقین مقام اِس مقام کے فیض و برکات سالک پر نازل ہو جاتی تھی۔ اور توجہ سے اِس قدر سرعت سے وصول مقام اعلی پر ہوتا تھا۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ مقام ہی ٹوٹ کر اِس پر آگرا ہے داخل طریق ہوتی ہے طالب کے چہرہ پر انوار طریقہ اہل نظر کو معلوم ہونے لگتی تھی۔ فراست نظر اللہ تعالے نے آپ کو ایسی عطا فرمائی تھی۔ کہ بمجرد صورت دیکھنے آدمی کے استعداد باطنی معلوم کر جاتے گویا کہ پیشانی سے سعید و شقی کی شناخت کرتے تھے۔ حدیث المومن ینظر بنور اللہ کے مصداق تھے سلوک طے کرانے میں حضرت کا خیال طالب کے حالات ظاہری و استعداد باطنی پر ہوتا۔ بعض آدمی جو اِس جگہ رہا کرتے تھے اور متوسط الاستعداد ہوتے تھے۔ اُن کو چودہ پندرہ سال میں طے کراتے تھے۔ اور بعض جو باہر کے رہنے والے ہوتے تھے۔ اور سال میں دو چار مرتبہ آسکتے اور تھوڑا بہت قیام بھی کر سکتے تھے۔ اُن کو سات آٹھ سال میں اور بعض جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہوتے اور پھر اُن کا آنا دشوار ہوتا۔ اُن کو تین چار سال ایک ہی مرتبہ رکھ کر رخصت کرتے اور بعض کہ عیال دار ہوتے وہ زیادہ رہ بھی نہیں سکتے تھے۔ اُن کا دو سال میں بھی بلکہ بعض کو ایک سال میں سلوک ختم کرا یا ہے

اور ایک شخص کہ نہایت کامل الاستعداد تھا۔ اُس کو صرف ایک مہینے میں تا معبودیت مطلقہ اور ایک شخص کو صرف سات سات توجہ ہر مقام پر کر کے طے سلوک کرایا اور ہر دو نے بہت اچھی طرح ہر ایک مقام کا امتیاز بخوبی کیا۔ اور فی الواقع یہ حضرت کے اعظم تصرفات سے ہے حضرت نے تین قسم کی اجازت مقرر کی تھی۔ صغریٰ۔ کبریٰ۔ مطلقہ۔ جس وقت طالب ولایت کبریٰ تک پہنچ جاتا اجازت صغریٰ بعطائے کلاہ بخشتے اور جس وقت کمالات نبوت پر پہنچتا تو اجازت کبریٰ عطا فرماتے۔ اور بتبرک پیراہن بخشتے اور جس وقت تمام مقام ختم ہو جاتے دستار خلافت و اجازت مطلقہ بخشتے آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا۔ اور جامۂ علماء ظاہر میں اپنے تئیں چھپائے ہوئے تھے۔ کشف و کرامات کا آپ کی مجلس میں نام نہ تھا۔ مگر بمقتضائے کل اناء یترشح بما فیہ بطور اضطرار جو ظاہر ہوتی تھیں۔ اُن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کرامت پر قادر تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے غیر منکوحہ عورت اپنے گھر میں رکھ چھوڑی تھی۔ ہر چند اُس کو سمجھایا نہ مانا۔ اسی اثناء میں امساک بارش ہوئی۔ اور امساک کو بھی طول کھینچ گیا لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا جبتک وہ شخص اُس عورت کو نہیں نکالے گا۔ بارش نہیں ہوگی۔ بعض نے کہا کہ اگر اُس شخص سے عورت نکلوادیں۔ اور پھر بھی بارش نہ ہو تو کیا آپ نے فرمایا پھر ہماری بات کا اعتبار نہ کرنا۔ چنانچہ وہ لوگ جا کر اُس عورت کو نکلوا آئے اور آپ سے عرض کیا کہ اب آپ بارش کی میعاد مقرر کریں اُس وقت رمضان شریف کا آخری عشرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں بارش ہو جائے تب تو جاننا کہ اسی گناہ کی شومی سے بارش بند تھی اور اگر رمضان بعد ہو تو اتفاقی بات ہے۔ چنانچہ ۲۷ رمضان کو ایسی بارش ہوئی کہ تمام جل تھل ہو گئے اسی طرح ایک مرتبہ اور امساک بارش ہوئی۔ لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ دعا فرمائے کہ اللہ تعالےٰ بارش کرے آپنے فرمایا کہ مسجد کو گارہ سے لیپ دو بارش انشاء اللہ تعالےٰ ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا تالاب میں گارہ ہی نہیں کس چیز سے لیپا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند اس قدر بارش کردے کہ تالاب میں گارہ ہو جائے لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زیادہ کے واسطے دعا مانگئے آپ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ اپنے کام میں لگ جاؤ گے اس کا خیال نہیں رکھو گے۔ غرضکہ اس قدر بارش ہوئی کہ تالاب میں گارا ہو گیا اور لوگوں نے مسجد لیپ دی بعد ازاں پھر خوب بارش ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ اکثر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم لوگ اپنے اعمال درست کرو اور گناہوں سے توبہ کرو ورنہ تم پر سخت مصیبت آنے والی ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ہی ہیں۔ مگر کسی نے چنداں خیال نہ کیا اور آپ قریب سال بھر کے فرماتے رہے کہ ہوشیار ہو جاؤ گناہوں سے بچو ورنہ عذاب آنے والا ہے بالآخر وبا پیدا ہو گئی۔ اور ہر

روز بہتر اسی آدمی مرتے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی آدمی زندہ نہ رہے گا۔ حتیٰ کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ اِس بلا سے نجات دے آپ نے کہا گناہوں سے توبہ کرو سب توبہ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اِس طرح نہیں بلکہ فلاں فلاں جو فاسق معلن ہیں اُن سے توبہ کراؤ یا اُن سے میل جول چھوڑ دو۔ چنانچہ اُن سے سب نے توبہ کرا کے آپ سے دعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اور اُس کے بعد کوئی تازہ بیمار نہ ہوا۔ اور جو بیمار تھے۔ اُن کو صحت ہوئی

نقل ہے۔ کہ ایک شخص کی شادی ہوئی۔ اور عرصہ بیس۲۰ سال تک اولاد نہ ہوئی ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ اولاد نہیں ہوتی اگر آپ اجازت فرمائیں تو نکاح ثانی کرلوں۔ آپ نے فرمایا اِس سال اور صبر کر بفضلہ تعالےٰ اُسی سال اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ ایک شخص نے شادی کی اور رات کو وہ اپنی زوجہ پر قادر نہ ہو سکا۔ دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض حال کیا۔ اُس وقت آپ کھانا کھاتے تھے۔ ایک لقمہ اپنے سامنے سے اُٹھا کر دیا۔ اور فرمایا کہ اس کو کھا لے۔ چنانچہ اُس نے کھا لیا۔ آپ کے تصرف سے اُس میں ایسی قوت پیدا ہوئی کہ اب اُس کا سِن قریب ساٹھ سال کے ہے اُس کی وہ بیوی علیل ہو گئی ہے مجبوراً اُس نے ایک باکرہ سے نکاح ثانی کر لیا ہے +

نقل ہے کہ ایک آپ کا خادم دریائے جہلم میں کشتی پر سوار تھا۔ شام کا وقت ہو گیا۔ کہ دفعتہً آندھی آئی اور قریب تھا۔ کہ کشتی غرق ہو۔ سب لوگوں کے حواس جاتے رہے اس شخص نے دیکھا کہ آپ کشتی کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اُسی وقت سب کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالےٰ خیریت ہے۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ وہ کشتی بخیریت تمام پار ہو گئی۔ ایک شخص آپ کے واسطے دریا پار سے سناہی پر تیرتا ہوا خربوزہ لاتا تھا۔ (سناہی ایک چھوٹی سی مشک ہوتی ہے۔ کہ اُس کو سینہ کے نیچے رکھ کر دریا میں بآسانی تیرا جاتا ہے)۔ اتفاقاً سناہی کے منہ سے نال بیچ دریا میں آکر سناہی سے علیحدہ ہو گئی اور یہ شخص ڈوبنے لگا۔ اُس وقت آپ کی جانب متوجہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی برکت سے فی الفور اُس جگہ دریا پایاب کر دیا اور اُس کا پاؤں ریت پر قایم ہو گیا وہ شخص خود راقم الحروف سے کہتا تھا۔ کہ ریت صرف میرے پیروں کے نیچے تھا۔ باقی اردگرد نہایت گہرا تھا۔ خیر اُس شخص نے اُس جگہ بآرام تمام کھڑے ہو کر سناہی درست کی اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر دریا پار ہوا۔ جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی اُس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ کہ آپ نے پہلے ہی سے فرمایا کہ دریا میں داخل ہونے سے پہلے سناہی کو خوب دیکھ بھال لینا چاہیئے +

نقل ہے کہ ایک شخص نے آکر اپنے لڑکے کی شکایت کی کہ اپنی زوجہ کے ساتھ اچھی طرح نہیں رہتا۔ اُس کو سمجھا دیجئے۔ جب اُس کا بیٹا آپ کے پاس آیا آپ نے اُس کو سمجھایا۔ اُس نے عرض کی کہ حضرت میری طبیعت اُس کی جانب رجوع نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ تیری زوجہ کی عمر صرف ۱۰ مہینے کی رہ گئی ہے۔ چنانچہ یہ سن کر اُس نے اپنی بیوی کی نہایت خاطر و مدارات شروع کی۔ اور وہ اُس سے بہت راضی ہوئی۔ اِسی اثنا میں وہ بیمار ہوگئی اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ بیمار ہو کر چھٹے مہینے مرگئی۔ ایک شخص نے آپ سے آکر عرض کیا کہ میں اپنے لڑکے کی فلاں شخص کی لڑکی سے نسبت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا مرضی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں کرنے سے کچھ فایدہ نہیں۔ لیکن چونکہ اُس لڑکے کا باپ دولتمند تھا۔ اُس نے وہیں کری آخر کار اُس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ لڑکی عقیم نکلی۔ ایک شخص نے آپ سے آکر عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے۔ کیا نام رکھوں آپ نے فرمایا کہ اِس کا یہ نام رکھو اور اب کی مرتبہ جو ہوگا اُس کا یہ نام رکھنا۔ چنانچہ جب وہ لڑکا پیدا ہوا۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ اُس نام کا غلام زادہ پیدا ہوگیا آپ نے فرمایا اب کی مرتبہ جو ہوا اُس کا یہ نام رکھنا اور پھر وہ بھی ہوا۔ غرضکہ اسی طرح سے آپ نے چار کے نام پہلے ہی سے رکھ رکھ دئے اور وہ سب پیدا ہوئے راقم الحروف ایک روز صبح کے حلقہ میں یہ خیال کر کے حاضر ہوا کہ آج فناء نفس کی علامت بیان فرمائیں۔ جس وقت جاکر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ محمدؒ معصوم رح کی خدمت میں یہ سوچ کر گیا کہ آج کچھ فناء نفس کی علامت بیان فرمائیں۔ اُنھوں نے اُس کا خطرہ معلوم کر کے بیان فرمایا کہ فناء نفس کی یہ علامت ہے کہ کسی لطیفہ میں ذکر و توجہ محسوس نہ ہو راقم الحروف کے ایک دوست کے گھر میں لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اُس نے احقر سے کہا کہ حضرت سے کوئی تعویذ فرزند نرینہ کا منگا دو چنانچہ احقر کی التماس پر حضرت نے ایک تعویذ بھیجا اُس میں لکھا تھا۔ انا بنشرك بغلام اسمہ یحیی اور تحریر فرمایا کہ یہ تعویذ حاملہ کے گلے میں ڈال دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور بفضلہ تعالےٰ بعد انقضائے ایام حمل میرے دوست کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ اور اتفاق کہ اُس کا نام اُس نے خود محمد یحیٰ رکھا۔

نقل ہے۔ کہ آپ کا ایک خادم کسی جگہ کو جاتا تھا۔ راستہ میں ایک عورت اُس کے ساتھ ہوگئی تھوڑی دور آگے چل کر تنہائی میں اُس عورت نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور طالب حاجت روائی ہوئی وہ شخص بھی آمادہ ہوگیا تھا۔ کہ آپ کی شکل مبارک حاضر ہوئی اور اِس کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا جس سے اُس کی شہوت قطعی زائل ہوگئی اور خوف زدہ ہو کر وہاں سے علٰحدہ ہوگیا۔ جب آپ کے سامنے آیا آپ نے صورت دیکھ کر اُس کو اشارۃً تنبیہ فرمائی۔

ایک مرتبہ وہابیوں نے فوجداری میں آپ پر نالش کر دی فرمایا کہ اس مقدمہ میں ایک روز مجھ کو کچھ

تشویش ہوئی الہام ہوا اعباد المسیح یخاف ضیجی ۔ ونحن عبید من خلق المسیحا فرمایا کہ ایک مرتبہ خاتمہ کا نہایت خوف ہوا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی جگہ تشریف لئے جاتے ہیں اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں جس جگہ سے آپ قدم اٹھاتے جاتے ہیں۔ اُس جگہ میں رکھتا جاتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی خفیف کام کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ جو یہ کام بھی کرتا ہے۔ اُس کا بھی خاتمہ بخیر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ایک چیز سبز مثل زمرد کے عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ہماری خاص ہے۔ یعنی نسبت فرمایا کہ ایک روز بچشم سر میں نے دیکھا کہ حضرت یحیٰی پیغمبر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر آئے ہیں۔ آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا۔ اور کبھی کوئی اپنا الہام یا مکاشفہ ظاہر نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی خاص موقع پر کلام کا مبتدا خبر کاٹ کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

شرط اجازت

فرمایا تین چیزیں شرط اجازت ہیں۔ علم۔ عقل۔ تبتّل۔ فرمایا کہ اگر کسی صاحب ہمت کو کوئی ایذا پہنچا ہے۔ تو یہ نہیں چاہیئے۔ کہ اُس کے انتقام کے واسطے ہمت باطنی لگائے۔ فرمایا صبر و شکیبائی چاہیئے۔ فرمایا اس زمانہ میں چونکہ لوگوں کی ہمت و طلب بہت قاصر ہو گئی ہیں۔ بعض کو جلد اجازت دیتا ہوں طالب کو چاہیئے کہ اس اجازت و خلافت پر غرہ نہ ہو مقصود کچھ اور ہی ہے چاہیے کہ اپنی جگہ جا کر ہمیشہ ذکر و فکر و حفظ نسبت و اتباع شریعت و عمل بر عزیمت و اجتناب از رخصت و استقامت بر طریقت و محبت پیران سلسلہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قایم ہو۔ فرمایا کہ پیران کبار قدس اللہ اسرارہم کا معمول تھا۔ کہ اگر طالب سے لغزش ہو جاتی تھی۔ اُس کو تنبیہ اور سرزنش فرماتے اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کرتا اُس پر ملتفت نہ ہوتے۔ لیکن فقیر اعراض باطن ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ظاہر میں کچھ نہیں کہتا اگر طالب تغیر احوال باطن سے متنبہ ہو گیا تو خیر ورنہ ظاہری اعراض بھی کیا جاتا ہے کہ تائب ہو جائے۔ فرمایا کہ تربیت باطنی جلالی و جمالی ہر دو وضع سے چاہیئے جس شیخ میں کہ یہ دونوں اوصاف ہوتے ہیں۔ اُس سے جلد فائدہ پہنچتا ہے فرمایا کہ مرید نارسیدہ مثل طفل شیرخوار ہے کہ اگر قبل از ختم ایام رضاعت اپنے والدہ سے علٰحدہ ہو جائے اُس کے نشو و نما میں فرق آ جائیگا۔ اسی طرح اگر مرید قبل از وقت پیر سے علٰحدہ ہو گا۔ ناقص و ابتر رہ جائیگا۔ فرمایا کہ باوجود تحصیل نسبت باطن اگر کسی شخص کے اخلاق درست نہ ہوں وہ قابل اجازت نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگرچہ میں بعض اوقات جلد اجازت دے دیتا ہوں۔ مگر وہ باعث ضرورت و مصلحت مقید بشرائط ہوتی ہے و اذا فات الشرط فات المشروط فرمایا کہ محبت مشایخ علیہم الرضوان اقوی ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے۔ فرمایا ہندی کو جس قدر نکاح مضر ہے دوسری چیز نہیں

ہے۔ فرمایا کہ طالب خدا کو اغنیاء کی صحبت سم قاتل ہے۔ فرمایا توحید وجودی معارف قلبیہ اور علوم اہل ولایت سے ہے۔ لیکن اصل چیز اس سے علیحدہ ہے وہاں العبد عبد والرب رب کا ظہور ہوتا ہے اور یہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا مذہب تھا۔ اور توحید وجودی کو شریعت سے بلا تاویل تطبیق ممکن نہیں ہے۔ جیسے کہ بعض کبراء نے کیا ہے۔ اور بدوں تاویل اس کو عین شریعت سمجھنا اور مشارب انبیا علیہم السلام وصحابہ کرام سمجھنا نادانی ہے اور مغلوب الحال معذور ہے۔ فرمایا کہ سوز عشق مجاز مثل سوز سرگین ہوتا ہے اور سوز عشق حقیقی مثل سوز صندل و عود ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی اور طریقہ میں بیعت کی ہو اور پھر چاہیئے کہ اس طریقہ مجددیہ میں داخل ہو جائز ہے۔ کیونکہ مقصود خدا ہے اور یہ طریقہ جملہ طرق میں اقرب ہے خصوصاً اس زمانہ میں اور طریقوں کا نام ہی نام رہ گیا ہے۔ پس طالب حقیقی کو لازم ہے کہ اس طریقہ شریفہ کا ملتزم ہو فرمایا کہ انسان کی آفرینش سے علت غائی تحصیل معرفت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون اور منشاء پیری و مریدی حصول معرفت ہے اور اگر حصول معرفت نہ ہووے وہ پیری مریدی بالکل بیکار ہے۔ پس چاہیئے کہ اس تلاش میں رہے اگر پیر اول سے حاصل نہیں ہوا۔ بلا تردد اور کی جانب رجوع کرے۔ ورنہ تارک عمل آیت شریف مذکورہ بالا ہو گا۔ فرمایا کہ تحصیل علوم ضروری ہے اور سلوک صوفیہ پر مقدم ہے۔ اور اس کے بعد سلوک باطن گویا فرض ہے۔ فرمایا کہ صحبت مشایخ خلاف شرع وحدت وجود کہنے والوں سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ فرمایا کہ جس کسی کو پیر اپنا جانشین قایم کرے اس کی تعظیم وتکریم لازم رکھے۔ فرمایا کہ طالب تلاش اصل نسبت مجددیہ کی رکھے اور کسی جگہ اگر رجوع خلایق ہو۔ اس پر فریفتہ نہ ہو مقامات معصومیہ میں لکھا ہے کہ قبولیت خلایق اصلاً دلیل کمال نہیں ہے۔ بہت سے ایسے اولیا ہیں کہ ان کو کوئی جانتا بھی نہیں اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے جن پر ہجوم خلایق ہے افضل بندے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ کہ ان پر دو تین سے زیادہ اسلام نہیں لائے البتہ ان اولیاؤں سے یقینی افضل ہیں۔ کہ جن پر خلایق کا ہجوم ہے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے دنیا طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو آخرت سے محروم رکھتا ہے۔ فرمایا کہ دوستان خدا کو دنیا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ راحت کی جگہ آخرت ہے فرمایا کہ کلمہ حق پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیئے اگر امید قبول ہو۔ اور اگر امید قبول نہ ہو دل سے مکروہ جاننا چاہیئے۔ فرمایا کہ ولی کامل سے کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مکمل سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ترک دنیا دل سے ہوتی ہے نہ کہ ترک اسباب ظاہر سے۔ فرمایا اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ بہت وظیفہ خوان ہوتے ہیں ان کو توجہ کا دیر میں اثر ہوتا ہے بخلاف غیر مقید شخصوں کے کہ یہ جب داخل

طریق ہوتے ہیں۔ بہت جلد موثر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وظیفہ خواں لوگوں کو اپنے وظیفوں کا عجب ہوتا ہے۔ اور غیر مقید لوگوں کو اپنے اعمال سے ندامت ہوتی ہے۔ مقولہ بزرگان ہے۔ ندامت معصیت بہ از عجب طاعت۔ فرمایا کہ وہابیوں کی صحبت دیوانہ کتے کی مانند ہے کہ اپنا سا کر لیتی ہے فرمایا کہ صاحب سلوک کو اگر غلبہ شہوت نہ ہو نکاح نہ کرنا بہتر ہے۔ اور مثل حضرت عیسی علیہ السلام مجرد رہنا انسب ہے۔ فرمایا کہ طالب مولٰے کو سوائے ذات تبارک وتعالٰے کے اور کی محبت نہیں چاہیئے۔ فرمایا کہ فیض سب پر یکساں نازل ہوتا ہے۔ لیکن قبولیت فیض بقدر استعداد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ مرید کو چاہیئے۔ کہ پیر کی روبرو نہ پانی پئے نہ کھانا کھائے اور نہ کسی سے کلام کرے۔ اور گھر جانے کی اُس سے اجازت نہ طلب کرے۔ یعنی جب وہ خود حکم فرمائے تب جائے اور جمیع امور میں اُس کی اطاعت کرے۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں۔ کسی کام میں چون وچرا نہیں کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ بعض کو فائدہ باطنی اچھا معلوم ہوتا ہے اور محبت کم ہوتی ہے اور بعض کو فائدہ کم معلوم ہوتا ہے اور محبت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن فضل واعتبار صاحب محبت کا ہے۔ فرمایا کہ معرفت الٰہی کی نہایت نہیں ہے۔ تھوڑے سے ذوق وشوق پر قانع ہو جانا نہیں چاہیئے۔ ہر گاہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رب زدنی علما فرمایا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔ فرمایا کہ مثل حضرت مجدد الف ثانی رح امت محمدیہ میں کم گذرے ہیں۔ فرمایا کہ میں سات سال حضرت صاحب قصوری کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ اس تمام مدت میں کبھی مراد غیر دل میں نہیں رہی۔ فرمایا کہ بڑا کام یہ ہے۔ کہ شریعت پر استقامت رکھے فرمایا کہ جس شخص میں طلب صادق ومحبت خدا ہوتی ہے اُس کو طریقہ میں داخل ہونے سے ضرور ہی فائدہ باطنی کھلتا ہے۔ فرمایا کہ حلقہ جس وقت تک ختم نہ ہو بے اجازت جانا باعث ضرر ہے۔ فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے۔ کہ ہر وقت توشۂ آخرت کی فکر میں رہے۔ فرمایا کہ بے اذن پیر کسی کو بیعت کرنا حرام ہے۔ فرمایا کہ شیخین پر سب کرنا کفر ہے۔ فرمایا کہ کپڑا مثل صلحا کے پہننا چاہیئے۔ فرمایا کہ طالب صادق وہ ہے کہ جس کو محبت مرشد واتباع خیر البشر غالب ہو۔ فرمایا کہ طالب مولٰے کی کبھی پیاس نہیں بجھتی اور ہر وقت ترقی کی فکر میں ہوتا ہے۔ فرمایا جو شخص اولیاؤں پر طعن کرتا ہے اُس کی رُستگاری نہیں ہوتی یہ لوگ نائب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔ اِسی طرح اِن لوگوں کی بھی تعظیم ضروری ہے۔ فرمایا سالک کو چاہیئے۔ کہ ضروری اسباب رکھے افراط میں نہ پڑے۔ فرمایا کہ جس قدر طالب میں شکست وعاجزی زیادہ ہوتی ہے۔ اُسی قدر فیض اُس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔ فرمایا اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات سے سلوک فرمایا بعض میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں سلوک۔ جس طالب میں جذبہ زیادہ ہوتا

ہے۔اُس کو اسم ذات بہت فایدہ کرتا ہے۔اور جس میں سلوک زیادہ ہوتا ہے۔اُس کو نفی اثبات زیادہ فایدہ کرتا ہے۔فرمایا بعض کے حلقہ میں جوش وخروش وہائے وہو ونعرہ بہت ہوتا ہے۔اور عوام کی نظر میں اُس کی بڑی وقعت ہوتی ہے حالانکہ یہ جوش وخروش کوئی چیز نہیں ہے فرمایا کہ جس شخص کی طرف لوگ بہت رجوع ہوں یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ شخص کامل مکمل ہی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بر کرو فر صوفیہ غرہ نباید شد فرمایا سالک کو چاہیئے کہ نیچی نظر کرکے چلا کرے کسی کا شعر ہے +

خوئے سگانست بہر سو نگاہ   شیر سر افگندہ رود سوئے راہ

فرمایا بعض اولیاء عشرت ہوتے ہیں۔اور بعض اولیاء عزلت اولیاء عشرت مشہور ہوتے ہیں۔اور اولیاء عزلت گمنام۔فرمایا ایک جہاد اکبر ہوتا ہے۔ایک جہاد اصغر۔جہاد اصغر کفار سے لڑنے کو کہتے ہیں۔اور جہاد اکبر نفس سے جہاد کو کہتے ہیں۔چنانچہ ایک موقع پر لڑائی کے بعد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر فرمایا زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا غفلت سے ہے۔فرمایا سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں اول استعداد کامل دوئم پیر کامل مکمل۔سیوم توفیق الہی۔فرمایا کہ ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید۔مراد وہ ہے۔جس کو اللہ تعالےٰ اپنی طرف کھینچے مرید وہ ہے کہ جو آپ محنت ریاضت کرکے حاصل کرتے ہیں۔فرمایا کسی بزرگ کی روح سے بالاستقلال مدد چاہنا منع وحرام ہے اور وسیلہ کرجائز فرمایا کہ وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ دو طرح سے پڑھنے کا معمول ہے۔ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ اِن کلمات میں اثر و برکت سمجھے۔فرمایا۔طریقت بلا شریعت ممکن نہیں۔فرمایا کہ مبتدی کو چاہیئے کہ صرف فرایض اور سُنت پر اکتفا کرکے ہر وقت ذکر میں مشغول رہے۔قرآن شریف اور نفل منتہی کو پڑھنا چاہیئے۔فرمایا علامت فناء نفس یہ ہے۔کہ کسی لطیفہ میں لطائف خمسہ سے ذکر و توجہ نہ ہو۔فرمایا کہ کمال فناء نفس غوث وقطب کو ہوتی ہے۔فرمایا کہ ایک کشف تو یہ ہوتا ہے کہ قلب میں کچھ نورانیت پیدا ہوگئی۔اور اُس سے کچھ معلوم ہونے لگا اور دوئم ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا کا مصداق ہو جائے فرمایا کہ اول کشف میں غلطی ہو جاتی ہے۔اور دوسرے میں کم فرمایا کشف لڑکوں کا کھیل ہے فرمایا جو شخص اپنے پیر کو اچھا نہ سمجھے اُس سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔فرمایا ؎

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید   واز زبان آوران پاک نفس
چوں بدنیائے دون فرود آیند   بعسل در بماند ہمچو مگس

فرمایا سالک کو قصص وحکایات کی کتابیں دیکھنا مضر ہے۔فرمایا کہ بری صحبت سے استعداد

باطنی خراب ہو جاتی ہے۔ فرمایا حضرت شاہ صاحب کے کسی مرید نے اپنے ضیق معاش کی شکایت لکھی حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عجب معاملہ ہے پہلے لوگ آکر فقیر کی بیعت کرتے ہیں۔ پھر شکایت فقر و فاقہ کی کرتے ہیں۔ فرمایا سالک چاہیئے کہ مفلسوں کی صورت نہ بنائے۔ فرمایا کہ جس وقت فناء نفس ہو جاتا ہے۔ تب نفس صدر نشین ہو جاتا ہے اور حکم خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقھوا کا حکم پیدا کرتا ہے۔ فرمایا کہ بعض پر جبل نسبت غالب ہوتی ہے اور اُن کو اپنا فائدہ باطنی ادراک میں نہیں آتا۔ حضرت احمد برکی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اور اُن کو اپنا حال ادراک میں نہ آتا تھا۔ اور حضرت سے باطن کی شکایت کیا کرتے تھے۔ اور حضرت اُن کی تسلی لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ فرمایا کہ کشف وغیرہ ریاضات سے ہو جاتا ہے اور اس میں ہندو بھی شریک ہیں۔ لیکن کشف مقامات سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں ہوتا۔ فرمایا مسائل روزہ نماز و آخری پارہ قرآن شریف ضرور صحیح یاد ہونا چاہیئے فرمایا کہ سالک کو نظر نامحرم کی بہت احتیاط رکھنا چاہیئے ؎

بنامحرم نظر دل را کند کور ز دولت خانہ قرب افگند دور

فرمایا کبھی کبھی پیر اپنے بعض مرید کی بڑی شان ظاہر کرتا ہے۔ مگر اُس سے بقدر اُس شان کے اشاعت فیض نہیں ہوتی جیسے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ اُن کی نسبت حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اگر مجھ سے دریافت کیا کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے تو میں کہونگا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو اور ایسا ہی حال خواجہ محمد پارسا کا ہے۔ کہ ان کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا تھا کہ میرے وجود کا باعث پارسا محمد کا ظہور تھا اور حالانکہ اشاعت طریقہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے ہوئی اور یہاں حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ سے فیض جاری ہوا۔ فرمایا کہ صاحب ارشاد کو چاہیئے کہ اپنے تئیں باوقار اور متجمل رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ مریدوں کے دل میں حقارت پیدا ہو۔ فرمایا کہ جب تک نسبت پختہ نہ ہو جائے یعنی عکس پیر آئینہ مرید میں متحقق نہ ہو جائے نکاح کرنا مضر ہے۔ فرمایا مکتوبات معصومیہ عجب چیز ہیں۔ پڑھنے سے نہایت فیض آتا ہے اور بڑے دقیقے معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا بعض کی نسبت عرض میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی عرض میں اس قدر نہیں ہوتی طول یعنی علو میں زیادہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جس کی نسبت عرض میں زیادہ ہو وہ افضل ہے کہ عریض ہونے سے قوی ہونا مراد ہے۔ فرمایا حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی نے حضرت مرشدنا مولانا غلام محی الدین قصوری کی نسبت فرمایا تھا۔ کہ یہ ہماری آخری عمر کی کمائی ہیں فرمایا سلوک میں پیر کی محبت بڑی دولت ہے ؏

از محبت مست با زرمی شود

فرمایا کہ جس قدر نسبت باطنی بلند ہوتی جاتی ہے اُسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے۔ فرمایا کہ متاخرین کی اصطلاح میں غوث جامع قطبیت ارشاد و مدار ہے۔ فرمایا کہ فناء رزائل کا دور ہونا ہے اور بقا تخلق باخلاق اللہ ہونا ہے۔ فرمایا نیکی با نیکاں خر خاریست اور نیکی با بداں کار عبداللہ انصاریست فرمایا طالب خلافت قابل خلافت نہیں ہوتا۔ فرمایا احوال باطن منکر طریقہ سے نہیں کہنا چاہیئے۔ فرمایا فقر بڑی دولت ہے۔ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنا چاہیئے۔ فرمایا خواہ دوست ہو خواہ دشمن سب سے باخلاق پیش آنا چاہیئے ؎

آشایش دوگیتی تفسیر ایں دو حرفست   با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

فرمایا کہ اگر باوجود پیر کے التفات کے مرید کی جانب سے کم توجہی پائی جائے یہ مرید کی نقص استعداد کی علامت ہے۔ فرمایا صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔ فرمایا مرید کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہو رہے کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے پیر جو کچھ اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ وہ عین صواب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہیں۔ لیکن داخل طریق ہونے کے بعد بے استقامتی بہت بڑی ہے فرمایا جو شخص اولیاؤں کو ایذا پہنچائے اُس کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ اُس کو جانی یا مالی نقصان پہنچے۔ بلکہ اِن بزرگواروں کے فیوض و برکات سے محروم رہنا ہی بڑا نقصان ہے۔ فرمایا کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حصول معرفت ہے اور وہ بلا صحبت کامل مکمل ممکن نہیں۔ پس چاہیئے کہ جس جگہ ایسے شخص کا پتہ لگے بعد استخارہ اس کی طرف رجوع کرے فرمایا مدار کار دو چیز پر ہے۔ ایک محبت پیر دوسری اتباع شریعت پر فرمایا آدمی کو چاہیئے کہ احد من الناس بنا رہے۔ فرمایا نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔ فرمایا رستگاری عبادت کرنے میں نہیں ہے۔ بلکہ گناہوں سے بچنے میں ہے آپ اپنے خدام کو ہمیشہ صبر بر بلا و فقر و فاقہ و تحمل بر ایذاء مخالفیں پر تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب مولینا حافظ دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا ہے "فرزند ارجمند برخوردار حافظ دوست محمد طال عمرہ وزاد قدرہ بعد ادعیہ وافیہ آنکہ خط فرحت نمط رسید از ایذاء کشمیری وغیرہ دل تنگ نشوند کہ تحمل شداید و مصابرت برحوادث موجب دفعہ بلیات و نورانیت باطن است ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ شنیدہ باشند بہر یکے باحسن خلق باشند" ایک اور خادم کو تحریر فرماتے ہیں۔ "از فقیر غلام نبی احمدی بعد السلام علیکم واشتیاقے الیکم آنکہ خط فرحت نمط آں مخلص بے غلط رسید مسرور و مبتہج

گردانیدہ از یوم ارخاص تادم تحریر کشش وشوق ملاقات آن عزیز بسیار می دارد و از ارادہ
آمدن شما بسیار خوش است اما معلوم نمایند کہ اگر منشاء ایں ارادہ تردوات دنیوی و مصائب جہانی
باشد تا ایں کار مخالف اہل اللہ واصحاب سلوک است و در دنیا ابتلا و آزمائش بسیار اند علی
الخصوص مقبولان خدا تعالےٰ بر ورود حوادث و نزول تکالیف صبر بخشد۔ بعد صبر و استقامت
جمیع تکالیف مبدل بہ یسر میشوند و وقتیکہ نعمت و نقمت برابر باشد ہیچ تکلیف معلوم نمے شود
پس اگر بحالت استقامت وشوق ارادہ این صوب دارند مبارک و باعث فرحت فقیراست
والسلام" ایک اور درویش کو تحریر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفےٰ
از فقیر غلام نبی احمدی بعد سلام مسنون و دعوات مشحون مبرہن باد ہر دو خط رسیدند آنچہ از
تنگی معیشت و عدم روائی حاجت نوشتہ اند انہمہ لازمہ فقر است چوں خود بیعت فقر نمودہ اند
بعد ازاں شکایت و اضطراب چہ معنی دارد تکلیفات دنیا مقبولان را باعث ترقی درجات
اند باید کہ خود را از خیالات تنگی و فراخی پاک کنند کہ دنیا جائے گذرانست مع ہذا کسے کہ توجہ
کلی او الی اللہ باشد خاتمہ ہر کار او بوجہ احسن می شود۔

حضرت کی وفات

حضرت کے صاحبزادہ میاں گل محمد صاحب کا وباء ہیضہ میں جب بتاریخ ۲۹ رمضان
مبارک ۱۳۰۵ھ ہجری کو انتقال ہوا۔ اور لوگ تعزیت کے واسطے آتے اور کلمہ تعزیت عرض کرتے
آپ فرماتے کہ ہم کیا یہاں بیٹھے رہینگے ہم بھی چلنے کو تیار ہیں۔ رنج کس بات کا کریں۔ اسی زمانہ
میں ایک طالب علم آیا اور اُس نے پڑھنے کے واسطے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک سفر
درپیش ہے اگر وہاں نہ گیا تو تم فلاں وقت آنا سبق شروع کرا دینگے اتفاقاً جس وقت آپ کو دفن
کر رہے تھے وہ طالب علم آیا اور اپنا قصہ مذکورہ بالا سنایا راقم الحروف بھی جس قدر خدمت
میں حاضر رہتا۔ کچھ نہ کچھ علم ظاہری میں آپ سے شغل رکھتا تھا۔ انہیں ایام میں مکان سے خدمت
اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ میں نے کسی کتاب کے شروع کرنے کی درخواست کی فرمایا شنبہ
کے روز (کہ اُس روز ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ہجری تھی) دیکھا جائیگا۔ اتفاقاً اُسی روز آپ
کو تپ کہ یہی مرض موت تھا۔ لاحق ہوگئی۔ مگر نہایت خفیف درجہ میں کہ اُس کی وجہ سے
آپ نے غسل بھی ناغہ نہ فرمایا ایک شنبہ آیندہ کو فرمانے لگے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے
کے بعد وہاں آرام ملیگا۔ تو اب مرنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انتقال کے روز صبح کو فرمانے
لگے کہ آج حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ شاید کہ لینے آئے ہیں اور اس روز

بعد خلقہ اولیاؤں کی وفات اور حیات دائمی کا بہت دیر تک ذکر فرماتے رہے۔ دوپہر کو قبل قیلولہ راقم الحروف کو بلایا اور فرزندی امیر حسن کی تعلیم کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ رجب علی خاں کو لکھ کر بھیجوں کہ ہم کو ایک سفر درپیش ہے۔ اگر وہاں نہ گئے تو تمہاری طرف آئینگے اس کے بعد آپ آرام کرنے کو تشریف لے گئے بعد زوال بہت جلد بیدار ہوئے خود مسواک کرنے لگے اور موذن کو فرمایا جلد اذاں کہو چنانچہ اُس نے شروع کی۔ آپ جواب اذان دیتے رہے جب کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ پر موذن پہنچا آپ اُس کا جواب دیتے ہوئے پیچھے کو جھکتے گئے اور فرش مسجد پر لیٹ گئے اور اُسی وقت جان بجانان تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولاً سب کو شبہ ہوا کہ سکتہ پڑ گیا ہے۔ مگر آخر کار یقین ہو گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا لگلے روز بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۲۔ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ہجری کو دفن کیا۔ فقط

حلیہ شریف

حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ میانہ قد مائل بہ پستی سبزہ رنگ تھے۔ فراخ پیشانی آنکھیں متوسط مائل بہ کلانی اُس میں نشہ محبت الہٰی کا سُرخ ڈورا تھا۔ بلند بینی دانت متصل متصل چمکدار تھے ڈاڑھی بانبوہ اُس پر خضاب وسمہ ومھندی لگایا کرتے تھے سر مُبارک محلوق رکھتے تھے۔ دستار گول باندھتے تھے۔ کُرتہ مونڈھوں پر چاک کا پہنتے تھے نہ بند باندھا کرتے تھے۔ اور ہر موسم میں کپڑے لٹھہ کے پہنتے تھے تنزیب ململ کا استعمال نہ کرتے تھے۔ رفتار تیز تھی اور چلنے میں اِدھر اُدھر کو نہ دیکھتے تھے نشست اکثر دوزانو تھی۔ اور آخر عمر میں تو بالکل ہی دوزانو بیٹھنا اختیار کر لیا تھا دن کو سوائے قیلولہ کے اور وقت کبھی نہ لیٹتے اگرچہ کیسی ہی منزل کیوں نہ کی ہو نہایت خندہ پیشانی اور خوش خلق تھے۔ ہر وقت انبساط سے رہتے تھے۔ اور باایں ہمہ ایسے باہیبت تھے کہ اِن کے سامنے گذرنے کی جراءت نہ ہوتی تھی۔ اور بلا دریافت کئے کسی کو بات کرنے کا مُنہ نہ پڑتا تھا۔ اور اگر ہزار آدمیوں میں بیٹھے ہوتے تھے تو وہی وہ معلوم ہوتے تھے۔ پیشانی مبارک سے ایک نور کی شعاع نکلتی تھی۔ غرضکہ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری کے مصداق تھے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اخلاق ظاہری و باطنی سے ہم ناچیزوں کو بھی بہرہ مند کرے۔ وَ لِلارض من کاس الکرام نصیب حضرت مولانا مرشدنا علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادہ تھے بڑے مولانا حافظ دوست محمد صاحب چھوٹے حافظ گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ چھوٹے صاحبزادہ کا آپ کے روبرو انتقال ہو گیا تھا۔ بڑے صاحبزادہ صاحب آپ کے بعد مسند آرائے ارشاد ہوئے حضرت مولینا حافظ دوست محمد صاحب قدس سرہ ۱۲۶۶ھ ہجری میں بمقام للّٰہ تولد ہوئے۔ ابھی

شیر خوار ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں
حضرت مرشدی و مولائی کو بشارتاً تحریر فرمایا تھا۔ کہ مولوی حافظ دوست کو دعا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ
صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی۔ جب آپ علوم ضروریات سے فارغ ہو گئے
تو آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہٗ سے متوجہ کسب سلوک باطنی ہوئے اور قریب تین سال کے
عرصہ میں تمام و کمال سلوک مجددیہ حاصل کر لیا۔ حضرت نے بمقام سرہند بایمائے حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی۔ ایام کسب سلوک میں حضرت مرشدنا آپ کے
حالات باطنی سُن سُن کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بات فقیر کے کسی منتسب میں نہیں۔ نیز ایک روز
فرمایا کہ فقیر متردد تھا۔ کہ دیکھئے نسبت خاصہ فقیر کس کی جانب منتقل ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ
امانت فرزندی دوست محمدؐ کو نصیب ہوگی الحق کہ اِس بشارت کا ظہور ہوا۔ بعد انتقال حضرت
مرشدنا علیہ الرحمۃ کے صاحب زادہ صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے اور طالبین کو تسلیک
مقامات مجددیہ بخوبی کراتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قدس سرہٗ کے مزاج میں استغناء
کمال تھا۔ مگر چونکہ راقم الحروف کے حال پر نہایت مہربان تھے۔ گاہ گاہ اپنا کوئی واقعہ براہ عنایت
بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ منجانب اللہ ایک کتاب میرے
پاس آئی ہے اِس کے اوراق پر انواع انعامات الٰہی کا ذکر لکھا ہے کہ ہم نے تجھ کو یہ بھی بخشا ہے
اور یہ بھی عنایت فرمایا ہے ایک روز دیکھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت
طفل میری گود میں تشریف رکھتے ہیں فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب
میرے پیرہن میں آکر داخل ہو گئے ہیں۔ علی ہذا القیاس اور بہت سے واقعات ہیں۔ کہ مجھ کو
یاد نہیں تصرف اور ہمت بھی آپ کی نہایت قوی تھی۔ لوگوں کی حل مشکلات آپ کی ادنےٰ
توجہ اور التفات سے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میرا لڑکا مدت سے
کہیں چلا گیا ہے کچھ پتہ نہیں۔ دعا فرمائیے کہ واپس آجائے۔ چنانچہ اُسی روز اُس کا لڑکا آگیا اور
اُس نے بیان کیا۔ کہ میں فلاں مقام پر تھا۔ کہ دفعتاً میرے دل میں مکان آنے کا عزم مصمم
ہو گیا اور میں اُسی وقت ریل پر سوار ہو کر مکان پر آگیا۔ آپ کے مزاج میں نہایت انقطاع
وانزوا تھا۔ اہل دنیا سے کمال متنفر تھے۔ اگر کوئی ملنے کو آجاتا تھا۔ تو دور ہی سے دیکھ کر منقبض
ہو جاتے اور اگر کوئی دنیادار ملنے کا ارادہ رکھتا اور اتفاق سے نہ آسکتا تو نہایت خوش ہوتے
تھے۔ ابتداء عمر سے مسکین اور غریب آدمیوں سے نہایت موانست رکھتے تھے۔ اور اپنے
پاس بٹھائے رکھتے غرضکہ عجب نسخۂ اخلاق تھے۔ افسوس کہ زیادہ عمر نہ ہوئی اور بتاریخ ۱۸ار
ذی الحجہ ۱۳۱۸ء ہجری کو امراض متعددہ میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

حالات حضرت صاحبزادہ صاحب مولوی محمد عبدالرسول صاحبؒ

آپ کے صاحب زادہ حافظ عبدالرسول صاحب مد اللہ عمرہٗ و رفع اللہ قدرہ آپ کے جانشین ہوئے۔ جب یہ بچہ تھے۔ اکثر حلقہ کے وقت اپنے دادا صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس آجایا کرتے تھے۔ اور وہ اُن کو گود میں بٹھا کر توجہ کیا کرتے تھے۔ اِن کے والد بزرگوار نے اِن کو حضرت سرہند میں لیجا کر بعیت کیا اور وہیں دستار بھی بندہوائی۔ اس وقت ماشاء اللہ جوان بست سالہ ہیں۔ نسبت موروثی سے سیراب ہیں۔ صبح و شام طالبین کے ساتھ حلقہ و مراقبہ و توجہ کرتے ہیں۔ تسلیک مقامات مثل سابق جاری ہے طالبان خدا کی نہایت سیرچشمی و مروت سے خدمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو عمر طویل نصیب کرے۔ اور فیض طریقہ جاری رکھے آمین یارب العالمین +

افسوس کہ عین عالم شباب بعمر ۲۹ رسال میں بعارضہ درد گردہ بتاریخ ۷ رمضان ۱۳۳۰ھ بوقت شب آٹھ بجے یوم شنبہ انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے صاحبزادہ صاحب مقبول الرسول صاحب جانشین ہیں۔ اِن کی عمر ہنوز ۷ رسال ہے۔ اور ایک صاحبزادہ صاحب محبوب الرسول ہیں۔ جن کی عمر ۴ رسال ہے۔ اور ایک صاحبزادہ صاحب فضل الرسول صاحب ہنوز شیرخوار ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب صاحبان کو مثل اپنے اجداد کے علم ظاہری باطنی نصیب ہوں آمین ثم آمین ؎

یارب ایں آرزوے من چہ خوش است ‏ ‏ ‏ تو مرا بریں آرزوے خود برسان

و صلے اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین +

حضرت حافظ فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اجل خلفاء حضرت سیدنا و مرشدنا سے تھے قدس سرہما سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت کی خدمت میں حاصل کیا۔ اقسام کشوف کشف مقامات و کشف قبور و کشف ارواح و ملائکہ عظام و کشف آیندہ و گذشتہ رکھتے تھے۔ نہایت قوی النسبۃ اور دائم الفکر و الذکر تھے۔ حضرت کی محبت میں یگانہ تھے +

جناب حافظ شہباز صاحب سدھوالی رحمۃ اللہ علیہ

سلوک باطنی تا آخر مقام حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہما سے حاصل کیا نہایت ہی مہذب الاخلاق

تھے۔ ہر وقت ذکر و فکر و عبادت میں مصروف رہتے تھے +

جناب حافظ نور الدین صاحب نلی والہ رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا مرشدنا علیہما الرحمۃ سے حاصل کیا حضرت کی محبت میں بے نظیر تھے۔ کثیر العبادت وقوی النسبت تھے +

جناب حافظ محمد اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تمام کمال حضرت سیدنا و مرشدنا علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا ہر وقت مراقبہ میں مصروف رہتے تھے قوی النسبۃ تھے ورع وتقوی آپ کا شیوہ تھا +

جناب مولٰینا غلام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالٰے

اول میں علم ظاہری حضرت سیدنا و مرشدنا سے پڑھا کرتے تھے دوران تحصیل علم میں داخل طریقہ ہوئے اور سلوک باطنی شروع کر کے تا انتہا پہنچایا قریب پچیس سال حضرت کی صحبت میں فیضیاب رہے حضرت کے خلفاء میں نہایت شان عالی رکھتے ہیں۔ اُن کی علو شان کا اِس سے قیاس کرنا چاہیئے کہ ایک مرتبہ حضرت کو اپنے احباب میں تردد تھا۔ تو حضرت صاحب زادہ مولٰینا دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر تم کو ہم سے سلوک حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہو تو مولوی غلام حسین صاحب سے حاصل کرنا غرضکہ نہایت مہذب الاخلاق وقوی النسبت دائم الفکر و مصروف ارشاد ہیں۔ اللہ تعالٰے سلامت رکھے +

جناب مولٰینا محمد الہ جوایا صاحب سلمہ اللہ تعالٰے

علم ظاہری و سلوک مجددیہ تمام وکمال حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا۔ تہذیب اخلاق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے چالیس سال تک حضرت کی خدمت میں رہے اور لنگر و دیگر امور خانہ داری کا نظم ونسق آپ کی سپرد رہا خاکساری و مسکنت آپ کا شیوہ ہے +

جناب مولانا غلام مرتضٰی صاحب سلمہ اللہ تعالٰے

کم سنی ہی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے پانچ سال میں تمام علوم معقول و منقول پر عبور کیا بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہا حاصل کیا۔ حضرت سیدنا و مرشدنا ان سے مثل اپنے

فرزندوں کے محبت رکھتے تھے۔ کمال ہی مہذب الاخلاق و دائم الفکر و منزوی ہیں استقامت
وتقویٰ میں آپ یگانہ ہیں نہایت صاحب فراست وادراک ہیں۔ سخاوت آپ کا شیوہ ہے
علم ظاہر کی آپ سے نہایت اشاعت ہوئی ساٹھ ستر طالب علم آپ کے پاس رہتے ہیں۔ اور
اکثر کا خرچ خوراک آپ کے ذمہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے ÷

جناب میاں عبداللہ پھلی والہ رحمۃ اللہ علیہ

پہلے اور اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر کہیں کشود کار نہ ہوا۔ آخر حضرت سیدنا
و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک مجددی تا انتہا حاصل کیا اجازت و خلافت پاکر اپنے وطن
گئے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی اور انتقال کیا نہایت قوی النسبت شخص تھے تمام اوقات مراقبہ میں رہتے تھے۔

جناب مولینا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ چنن والہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا ادراک نہایت صحیح تھا۔ سالک
کے پاس آتے ہی تبلا دیتے تھے۔ کہ تیرا فلاں مقام ہے۔ آپ سے ارشاد بھی کثرت سے ہوا
چنانچہ خلفائے کے خلفا اِس وقت ہیں ÷

جناب مولینا محمد ابراہیم صاحب ستیل والہ سلمہ اللہ تعالےٰ

سلوک مجددی تا آخر مقامات حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہ سے حاصل کیا جامع معقول
و منقول ہیں۔ راقم الحروف سے فرماتے تھے۔ کہ میں نے ایک مرتبہ واقع میں دیکھا کہ گویا خواجہ
نقشبند صاحب قدس سرہ تشریف لائے ہیں۔ اور مجھ سے فرماتے ہیں۔ کہ تو ہمارا خلیفہ ہے الحق کہ آپ نہایت
قوی الاثر ہیں۔ اللہ تعالےٰ سلامت رکھے ÷

جناب مولینا امام الدین صاحب ساکن جموں رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول ابتدا سے انتہا تک تمام کتابیں حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ سے پڑھیں
بعد ازیں سلوک طریقہ مجددیہ تا انتہا حاصل کیا۔ نہایت صاحب ورع و تقوی تھے۔ امر معروف و نہی عن المنکر
آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت کے شیفتہ تھے۔ ایک مرتبہ اپنا تمام زیور وغیرہ حضرت کی نظر کر دیا آپ
نے قبول فرماکر پھر انہیں کو واپس کر دیا۔ اور نہایت رضامند ہوئے ÷

جناب مولوی محمد نور رحمۃ اللہ علیہ ساکن اوڈھروال ضلع جہلم

حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ کی اِن کے حال پر نہایت عنایت تھی۔ یہ حضرت کے اُستاد کے نبیرہ تھے۔ نہایت مہذب اور خلیق تھے۔ عین عالم شباب میں کہ سلوک قریب الختم تھا۔ راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت اِن کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

جناب حافظ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اول میں کسی بزرگ کے مرید تھے بعدہ حضرت سیدنا و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حاصل کیا۔ للہ شریف میں گرمی نہایت کثرت سے ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت کو مع جمیع درویشان ماہ مبارک رمضان شریف میں اپنے مکان پر کہ وہاں خوب خنکی رہتی تھی۔ لے گئے اور زائد از ایک ماہ مہمان رکھا۔ اور نہایت خاطر و مدارت سے پیش آئے راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔

جناب مولوی امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ محمد صاحب موصوف کے فرزند تھے۔ آپ نے سلوک مجددی تمام و کمال حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ سے حاصل کیا۔ نہایت سیدھے سادھے آدمی تھے شکل سے کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ کہ آپ کچھ جانتے ہیں۔ آپ نے حضرت کے حالات و ملفوظات بھی جمع کئے ہیں۔

جناب حافظ کرم الدین صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ تجارت پیشہ تھے۔ سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حضرت سے حاصل کیا تھا۔ بخارہ کی جانب آپ کے بہت مرید تھے۔ اِن کے سوا اور بہت سے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اجازت و خلافت حاصل کی مولوی احمد الدین صاحب ساکن نین ضلع گجرات و مولوی امام الدین صاحب ساکن رتہ ضلع جہلم مولوی غلام محی الدین صاحب ساکن ضلع پشاور و میاں جمال الدین صاحب ساکن ضلع گجرات و حافظ عبد اللہ صاحب ساکن ضلع گجرات اور بعض اُن سے صاحب ارشاد ہیں۔ چنانچہ میاں سلطان صاحب ساکن للہ و مفتی الہ دین صاحب ساکن ونیکا و میاں لقمان صاحب ساکن ضلع جہلم و میاں امام صاحب ساکن ضلع شاہ پور وغیرہ۔ حضرت مرشدنا رحمہ کی مجازین میں عورتیں بھی ہیں۔ اُن میں سے ایک دختر جناب حافظ فضل محمد صاحب رحمہ و دویم دختر جناب حافظ محمد اعظم صاحب رحمہ یہ ہر دو مخدرات نہایت کثیر الذکر و الفکر و العبادت ہیں۔ بکمال ورع و تقویٰ و استقامت بسر کرتی ہیں۔ ہر روز بعد

نماز مغرب صالحات جمع ہوتی ہیں۔ اور حلقہ منعقد ہوتا اور توجہ دیتی ہیں۔ بارك الله جناب پیر غلام شاہ صاحب سلمہ قریشی ساکن بہرہ۔ حضرت بہاؤ الحق ملتانی رح کی اولاد سے ہیں۔ آپ شاگرد قدیم حضرت مرشدنا کے ہیں۔ قریب بیس سال کے صحبت میں حاضر رہے نہایت صاحب استقامت و ورع و تقویٰ ہیں۔ خدمت خطوط نویسی و فتویٰ نویسی آپ کی سپرد تھی۔ جناب میاں بھولا صاحب سلمہ ساکن ضلع گجرات۔ پہلے کاشتکاری کا پیشہ کرتے تھے۔ جب داخل طریق ہوئے۔ بالکل ترک تعلقات کرکے حضرت کے آستانہ پر حاضری اختیار کرلی۔ حضرت کے نقد و جنس فتوحات آپ ہی کے تحویل میں رہتی تھی۔ تقسیم لنگر بھی انہیں کے سپرد تھی۔ خدمت پارچہ شوئی بھی انہوں نے اپنے ذمہ کر رکھی تھی حافظ رکن الدین صاحب سلمہ کم سنی سے حضرت کی خدمت میں رہے۔ علم ظاہری بھی آپ سے حاصل کیا۔ سلوک مجددیہ تا آخر مقامات حاصل کیا۔ حضرت کے وضو کرانے وغیرہ کی خدمت انہوں نے اپنے ذمہ کرلی تھی۔ اور اس خدمت کو ایسے اخلاص سے ادا کیا کہ دوسرے سے بہت مشکل ہے۔ حضرت جب شب کو سو جاتے تب یہ سوتے۔ اور ابھی حضرت آرام ہی میں ہوتے کہ یہ اُٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوکر تہجد ادا کر کے حاضر ہوتے اور اسی طرح دوپہر کو حضرت کے اُٹھنے سے قبل ہی وضو نوافل وغیرہ سے فراغت حاصل کرلیتے۔ حضرت کی منزل قرآن شریف یہی سُنا کرتے اور رمضان شریف میں قرآن کا دور بھی حضرت آپ ہی کے ساتھ کیا کرتے تھے مولوی نور احمد نوخانہ والہ رح حضرت سیدنا و مرشدنا کے عزیزوں میں تھے۔ کم سنی سے حضرت کی خدمت میں رہنا شروع کردیا تھا۔ بعد حفظ و علم و فقہ سلوک باطنی بھی تا انتہا مقامات حاصل کیا تھا۔ لنگر کے متعلق جو گائے بھینس رہا کرتیں۔ اُن کی خدمت کیا کرتے میاں فتح محمد صاحب سلمہ۔ بچپن سے تا آخر حضرت کی خدمت میں رہے نہایت مہذب الاخلاق ہیں ہر شخص کی نسبت حضرت کے روبرو کلمہ خیر ہی کہا کرتے۔ اگر کسی سے کوئی لغزش ہوتی۔ تو اُس کی کوئی تاویل کر کے صفائی کرا دیتے۔ تعمیر مکانات و مسجد کی خدمت اپنے ذمہ کر رکھی تھی۔ حکیم تاج محمود صاحب سلمہ ساکن پنڈ دادنخاں۔ حضرت کے شاگردان قدیم سے ہیں۔ حضرت مرشدنا جو ہر سال مسہل لیا کرتے تھے۔ وہ انہیں کی تجویز سے ہوتا تھا۔ صاحب ورع و تقویٰ ہیں۔ امر و معروف و نہی عن المنکر میں کسی کا لحاظ و باک نہیں۔ فرق مخالفین سے نہایت نفرت رکھتے ہیں۔ مختصر حال مولف کتاب ہذا راقم سیاہ کار کہ جس کی تمام عمر معصیت میں گذری اور اُس کا کوئی قول فعل ہوائے نفسانی اتباع شیطانی سے خالی نہیں۔ کہاں اس لائق کہ ایسے اکابرین کے ذیل میں اپنا بد نام داخل کرے ؎ کجا سگ گرگیں کجا آفتاب عالمتاب۔ صرف اسی طمع کہ شاید یہی بات سبب و وسیلہ نجات ہو جائے ؎

رشتہ را پس نہ دہد ہر کہ گوہر می گیرد ۔۔۔ می پزیزند بداں را بطفیل نیکاں

اپنا حال پُراختلال عرض کرتا ہے۔ یہ ننگ خلائق ۱۲۔ رجب ۱۲۷۳ھ ہجری بمقام کوٹلہ پیدا ہوا تخمیناً ۳۵ سال کی عمر تھی۔ کہ حاضر عتبہ علیہ حضرت غوث زمان واقف علوم جلی و خفی حضرت مرشد نا و مولینا غلام نبی رح بمقام للہ شریف ہوا مگر یہ حاضری تلاش حق میں نہ تھی۔ بلکہ تلاش مغضو بہ حق میں تفصیل اِس کی یہ ہے۔ کہ احقر کے خاندان میں آباؤ اجداد نوکری پیشہ چلے آئے۔ اِسی کی بموجب راقم کو دنیاوی علوم کی تعلیم والد مرحوم نے دی تھی۔ اِس سے فارغ ہو کر جب نوکری کی تلاش ہوئی اور بڑی بڑی سفارشیں بھی بہم پہنچائیں مگر اثر نہ ہوا۔ آخر کار درویشوں کی خدمت میں دعا کے لئے حاضری شروع کی اِسی کام میں ایسا انہماک ہوا کہ ایک مرتبہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ بیساختہ یہی عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ نوکری میری ہو جائے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوکری ہو جائیگی۔ مگر خدا کو نہ بھولنا عرض کیا کہ اِس کی بھی حضور ہی دعا فرمائیں۔ اِس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خدا بھی خوب ہی یاد رہیگا۔ یہ سُن کر احقر آپ سے لپٹ کر رونے لگا۔ غرضکہ جہاں جس بزرگ کی تعریف سنتا حاضر ہو کر یا بذریعہ خط نوکری کے لئے دعا کا خواستگار ہوتا۔ اِسی تقریب میں حضرت قبلہ رح کی خدمت میں بھی چند عرائض روانہ کئے اِسی عرصہ میں کسی بزرگ کی بیعت کا بھی خیال ہوا۔ مگر دل کسی طرف رجوع نہ ہوتا۔ اتفاقاً یا تو کسی کتاب میں پڑھا یا کسی نے بتلایا کہ جس شخص کو پیر کی تلاش ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ جناب سرور کائنات کی طرف متوجہ ہو کر درود شریف پڑھے کہ کوئی کامل ملجائے تو اللہ اُس کی مراد برلاتا ہے چنانچہ یہ عمل شروع کرتے ہی میلان قلب حضرت غوث وقت مولینا غلام نبی صاحب کی طرف ہونے لگا۔ حسن اتفاق سے دریائے اٹک کے پُل پر نوکر ہو کر چلا گیا۔ قریب ایک ہی مہینہ کے افسر سے ناموافق ہو کر نوکری سے الگ ہو گیا۔ اِس عرصہ میں راقم سیاہ کار کو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کا اِس قدر شوق غالب ہو گیا تھا۔ کہ نوکری ہونے کی اِس قدر خوشی نہ ہوئی تھی۔ جو اُس کے جانے سے ہوئی مگر بااینہمہ مقصد اصلی حاضری سے نوکری کی دعا تھی۔ غرضکہ اُس کے بعد حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ بیعت ہوا۔ اُسی شب حضرت عیسیٰؑ کو خواب میں دیکھا کہ ناچیز کی روبرو کھڑے ہیں۔ اُن کی زیارت سے سینہ میں ایک جوش پیدا ہوا۔ اُس کے بعد پھر نوکری جلد ملکر عرصہ قلیل کے بعد جاتی رہی پھر خدمت میں دعا کے لئے جو حاضر ہوا۔ ایک روز مجلس وعظ میں کسی بزرگ کی زبانی ایک حکایت فرمائی جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ جب کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ یہاں جو مراد چاہے وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر ایسی چیز کیوں نہ طلب کرے کہ جو ہمیشہ قایم رہے۔ یہ قصہ احقر کے دل پر اثر کر گیا۔ اور اِس دفعہ آپ کی صحبت کیمیا خاصیت کی برکت سے اِس نااہل کے دل سے نوکری بطلب دنیا کا قطعاً خیال جاتا رہا اور اِس ناچیز نے حضرت قبلہ کے آستانہ علیہ پر حاضر رہنے کا مصمم ارادہ کر دیا چنانچہ حضرت نے بھی بکمال ذرہ نوازی قبول فرما کر ۴ سال تک برابر حاضر

حضور رکھا اور باوجود اس نااہل کے کمال ناقابلیت و بے استعدادی کے براہ ذرہ پروری و غلام نوازی نہایت عنایت و توجہات کہ جس کے لائق ہرگز ہرگز لاشے نہ تھا۔ فرماتے حضرت قبلہ نے جو احسانات اس ذرۂ بمقدار پر فرمائے تا زیست بھی اگر خدمت عتبہ علیہ میں سر کو پائمال کر دوں تاہم ہزار میں سے ایک بھی ادا نہ ہو ؎

گر بر تن من زباں شود ہر مو — یک شکر از ہزار نتوانم کرد

صلے اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ تمت بالخیر

بیان طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ

اگرچہ جملہ طریقے توصل الی اللہ ہیں۔ اور اِن میں بڑے بڑے اکابر دین گذرے ہیں۔ مگر طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں بعض ایسے خصائص و فضائل ہیں۔ کہ جن کو دیکھ کر بے اختیار زبان سے لیکن تو چیزے دیگری نکل جاتا ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اور وہ اِس کے سر حلقہ ہیں۔ اور چونکہ وہ افضل البشر بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اِس سبب سے اُن کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے۔ اِس واسطے جو طریقہ اُن سے منسوب ہو۔ اُس کی نسبت لامحالہ تمام نسبتوں سے اعلےٰ و ارفع ہوگی۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریقہ میں اتباع سنت و اجتناب از بدعت کا نہایت اہتمام و التزام ہے۔ حتیٰ کہ ذکر جہر کو بھی اس میں جائز نہیں رکھا۔ اور ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں جس قدر اتباع سنت و اجتناب از بدعت زیادہ ہوگا۔ اسی قدر اِس میں انوار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زیادہ ہوں گے۔ اور جس قدر جس طریقہ و نسبت میں انوار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ ہوں اُسی قدر وہ نسبت قوت و رفعت میں ممتاز ہوگی منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اِس طریقہ میں شرط افادہ و استفادہ صحبت و محبت شیخ قرار پائی ہے۔ یعنی جس کو جس قدر پیر طریقت سے محبت و صحبت زیادہ ہوگی۔ اسی قدر اس کو فیوض و برکات پیر زیادہ حاصل ہوں گے۔ اور یہی بعینہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معاملہ تھا۔ چنانچہ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوب اٹھترّ میں لکھا ہے در طریقہ ما مدار وصول بدرجہ کمال مربوط برابطہ محبت است بشیخ مقتدا طالب صادق از راہ محبتے کہ بشیخ دارد اخذ فیوض و برکات از باطن او می نماید و بمناسبت معنویہ ساعت فساعت برنگ او می برآید گفتہ اند فنا فی الشیخ مقدمہ فنا حقیقی است ذکر تنہا بے رابطہ مسطورہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست۔ ذکر ہر چند از اسباب وصول است لیکن غالباً مشروط برابطہ محبت و فنا در شیخ است آرے این رابطہ تنہا با رعایت آداب صحبت و توجہ و التفات شیخ بے التزام طریق ذکر موصل است و در سلوک و تسلیک اختیارے کہ طریق

خصوصیات طریقہ نقشبندیہ

مدار وصول

دیگر وابستہ است مدار کار بر وظائف و اوراد و اذکار است و بنیاد معاملہ بر ریاضت اربعینات و پیر طریقت باین مشابہ رجوع نیست و درین طریق کہ طریق صحابہ کرام ست علیہم الرضوان افادہ و استفادہ انعکاسی ست و محبت شیخ مقتدا با رعایت آداب کافی ست وظائف و اذکار و طاعات نیز از ممدات و معاونات است صحبت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ الزاکیات والتسلیمات والتحیات النامیات در حصول کمالات بشرط ایمان و تسلیم و انقیاد کافی بود لہذا راہ وصول درین طریق اقرب گشتہ است و در اخذ فیوض و برکات از شیخ کامل مکمل کہول و صبیان و شیوخ و احیا و اموات برابر اند۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کمالات نبوت سے حظ وافر حاصل تھا۔ اور یہ طریقہ اُن سے شروع ہوتا ہے اِس سبب سے اِس طریقہ سے کمالات نبوت کو راستہ کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ نزد فقیر یک گام درین طریقہ زدن برابر بہزار گام طریق دیگر است راہے بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص باین طریق عالیست منتہائے طرق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از انجا راہے بکمالات نبوت کشادہ اند از ینجا است کہ این فقیر در کتب و رسائل خود نوشتہ کہ طریق این بزرگواراں طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند منتہیاں این طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت نصیب کامل می یابند و مبتدیاں و متوسطاں کہ ملتزم این طریق اند و محبت کامل بہ منتہیاں این طریق دارند نیز امیدوار اند المرء مع من احب بشارتیست درافتادگاں را۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے۔ کہ اِس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے بخلاف اور طرق کے کہ اُن میں سلوک جذبہ پر مقدم ہوتا ہے اور تقدم جذبہ ہی کا نام محبوبیت ہے۔ قول اکابر ہے کہ تقدم جذبہ محبوبان را است و محبوباں را بقلاب عنایت خواہند کشید۔ و در اثناء طریق نخواہند گذاشت۔ واضح ہو کہ جو جذبہ اس طریقہ میں مندرج ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اوّل کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے پہنچا ہے اور دوسری قسم کے مبدء ظہور حضرت خواجہ نقشبند ہیں۔ اُن سے اُن کے خلیفہ اوّل حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ملا اور چونکہ وہ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے انہوں نے اِس جذبہ کے حاصل کرنے کے واسطے ایک طریقہ ہی وضع کر دیا۔ اور اِس طریقہ کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ ہرچند کہ اِس جذبہ کی اصلیت حضرت خواجہ نقشبند صاحب سے ہے۔ لیکن چونکہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہما نے اس کے حاصل کرنے کے واسطے ایک طریقہ وضع کیا ہے۔ اِس سبب سے یہ اُنہیں سے مخصوص ہے اور یہ طریق نہایت کثیر البرکت ہے اور حضرت صدیق اکبر سے جو جذبہ منسوب ہے اُس کے حاصل کرنے کے واسطے بھی ایک طریقہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے جس کو وقوف

عددی کہتے ہیں۔ اور اس جذبہ کے بعد جو سلوک پیش آتا ہے۔ اُس کی بھی دو قسمیں بلکہ بہت سی قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقصود کو پہنچے ہیں۔ اور حضرت رسالت خاتمیت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نیز اسی جذبہ اور سلوک سے پہنچے ہیں۔ اور چونکہ حضرت صدیق اکبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہایت فانی تھی۔ جملہ اصحاب میں اس خصوصیت طریق سے مخصوص ہیں۔ اور یہی نسبت جذبہ وسلوک اسی خصوصیت کے ساتھ تا بحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پہنچی اور چونکہ والدہ امام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے تھیں۔ حضرت امام نے اسی اعتبار سے فرمایا کہ ولدنی ابوبکر مرتین اس کے سوا حضرت امام نے اپنے آبائے کرام سے بھی نسبت حاصل کی تھی۔ اس سبب سے گویا جامع ہر دو طریق ہوئے اور اُس جذبہ کو اس سلوک کے ساتھ جمع فرما کر مقصود کو پہنچے دونوں سلوکوں میں فرق یہ ہے۔ کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا سلوک سیر آفاقی سے قطع ہو جاتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے چنداں تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی ایسی مثال ہے گویا خانہ جذبہ سے نقب کھود کر مطلوب تک پہونچا دیا۔ سلوک اول میں تحصیل معارف ہے اور ثانی میں غلبہ محبت اسی سبب سے حضرت علیؓ باب مدینہ ہوئے اور حضرت صدیق رضؓ نے قابلیت خلت آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لوکنت متخذا احدا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا حضرت امام جعفر صادق باعتبار جامعیت جذبہ کہ بنائے محبت ہے اور سلوک آفاقی کہ منشاء علوم و معارف ہے۔ محبت و معرفت سے کامل طور سے بہرہ ور ہوئے۔ بعد ازاں حضرت امام سے یہ نسبت مرکبہ بطریق ودیعت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ کو پہنچی گویا کہ امانتاً اُن کی سپرد کی کہ بتدریج اُس کے حق دار کو پہنچا دیں۔ کیونکہ ان کی اپنی توجہ اور جانب ہے سوا اس کے کہ وہ اس نسبت کے امانت دار ہیں۔ اور اُن کو اس سے کچھ مناسبت نہیں ہے اس امانت داری میں بھی کچھ حکمت ہوگی۔ ہر چند کہ وہ خود اس نسبت کے اثر سے قلیل النصیب ہیں۔ مگر نفس نسبت میں اُن کا اثر آگیا ہے۔ مثلاً اس میں جو کسی قدر سکر شامل ہو گیا ہے اور مبتدی جو حس اور ہوش سے غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ حضرت سلطان العارفین ہی کے انوار کا اثر ہے۔ اگرچہ وہ سکر رفتہ رفتہ مغلوب صحو ہو جاتا ہے۔ لیکن باطن بالکل خالی نہیں ہوتا۔ گویا کہ بظاہر صحو اور بباطن سکر ہو جاتا ہے۔ کسی کا قول ہے ؎

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش | ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

کا مصداق ہوتا ہے۔ غرضکہ ہر بزرگ سے یہ نسبت اُس کا رنگ و اثر حاصل کرتی ہوئی اپنے حق دار عارف ربانی حضرت عبد الخالق غجدوانی پر کہ سر حلقہ سلسلہ حضرت خواجگان ہیں۔ پہونچی

اُس وقت پھر یہ نسبت از سر نو تر و تازہ ہو کر ظاہر ہوئی۔ مگر ان کے اِس سلسلہ کا سلوک آفاقی پھر پوشیدہ ہو گیا۔ اور بعد حصول جذبہ اور راہوں کا سلوک و عروج پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا۔ اور وہ نسبت اُسی جذبہ اور سلوک آفاقی سے پھر ظاہر ہوئی اور وہ بہر دو جہت جامع کمال معرفت و محبت ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور باوجود اِس کے اُس کو ایک اور قسم کا جذبہ کہ از راہ معیت پیدا ہوتا ہے۔ عطا فرمایا اِن کے بعد اِن کے خلیفہ یعنی حضرت خواجہ علاء الدین اِن کے کمالات سے بہرہ ور اور بدولت ہر دو جذبہ و سلوک آفاقی مشرف ہوئے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے حضرت خواجہ احرار اِس خاندان کے چراغ ہوئے ہیں۔ وہ جذب خواجگان کو تمام کر کے متوجہ سیر آفاق ہوئے اور تا اسم سیر پہنچائی مگر بلا اِس کے کہ اُس میں استہلاک و فنا پیدا کریں پھر خانہ جذبہ میں آ کر استہلاک و اضمحلال خاص اِسی جہت میں پیدا کیا اور اِسی جہت میں بقا بھی پائی بالجملہ اِس جہت میں شان عظیم حاصل ہوئی۔ اور علوم و معارف جو فنا و بقا میں حاصل ہوتے ہیں۔ اِس جگہ میسر ہو گئے اگرچہ وجہ تغائر جہتین علوم و معارف میں بھی تفاوت ہے منجملہ ازاں ایک اثبات توحید وجودی ہے۔ مگر ان علوم توحید وجود سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ بوجہ سکر و غلبہ محبت تھی۔ ہر چند کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رح پہلے اِسی طرف گئے ہیں۔ مگر بعد ازاں اُنہوں نے بطریق ذوق معاملہ معلوم کر کے اُس کی اصلیت لکھی ہے۔ چنانچہ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اُس کا ذکر لکھا جائیگا۔ اور چونکہ حضرت خواجہ کے آبائے مادری صاحب احوال غریب و جاذب قویہ اور اقطاب اثنا عشرہ سے کہ تائید شریعت اُن سے مربوط ہی تھی۔ اور حضرت خواجہ کو اُن سے نسبت حاصل تھی۔ اِس سبب سے اُن سے تائید شریعت و نصرت دین بہت ہوئی اور بعد حضرت خواجہ احرار احیاء طریقت علی الخصوص ممالک ہندوستان میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے وجود سے ہوئی اور چونکہ آپ کو حضرت خواجہ احرار کی نسبت خاصہ سے حصہ وافر نصیب تھا۔ اِس سبب سے آپ کے علوم و معارف بھی توحید آمیز تھے۔ ان کا منشاء بھی وہی تھا۔ جو کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ کے معارف کا تھا۔ اور اُس کی توضیح حضرت مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوب ایکسو اکیانوے ۱۹۱ جلد اول میں جو کہ معارف توحید وجودی و شہودی میں لکھا گیا ہے اِس طرح کی ہے کہ اِس مکتوب میں ارباب توحید وجود کی قسمیں بتلائی ہیں منجملہ ازاں ایک کی نسبت تحریر فرماتے ہیں طائفہ دیگر از ارباب توحید آنانند کہ استہلاک و اضمحلال در مشہود خود بر وجہ اتم پیدا کردہ اند و ہمت ایشان آنست کہ در مشہود ہموارہ مضمحل و معدوم باشند و اثرے از لوازم وجود ایشان ظاہر نہ شود رجوع آثار بر خود کفر میدانند و نہایت کار نزد ایشان فنا و نیستی است مشاہدہ را نیز گرفتاری میدانند بعضے از ایشاں می فرمایند اشتہی عدما لا اعود ابدا عدمے میخواہم کہ ہرگز او را وجود نبود ایشان اند

منشاء علوم توحید حضرت خواجہ احرار و خواجہ باقی باللہ

مقتول محبت حدیث قدسی من قتلہ فانا دیتہ در شان ایشان متحقق است ہمیشہ در زیر بار وجود اند دلمحہ آشایش ندارند چہ آسایش در غفلت است بر تقدیر دوام استہلاک غفلت را گنجایش نیست شیخ الاسلام ہروی میفرماید کسے کہ ہر ایک ساعت از حق سبحانہ غافل سازد امید است کہ گناہان او را بہ بخشد و وجود بشریت را غفلت در کار است حق سبحانہ تعالےٰ از کمال کرم خویش ہر یکے را از ایشان باندازہ استعداد باموری کہ مستلزم غفلت اند ظاہر ایشان را بان امور مشغول ساختہ است تا آن بار وجود فی الجملہ از ایشان تخفیف یابد جمع را بسماع و رقص الفت دادہ و طائفہ تصنیف کتب و تحریر علوم و معارف شعار ساختہ و گروہے را بہ بعض امور مباح مشغول داشتہ عبد اللہ اصطخری ہمراہ سگبانان بصحرا می رفت شخصے از عزیزے تسران را پرسید فرمود تا نفس از بار وجود خلاص شود و بعضے را از علوم توحید وجودے و شہود وحدت در کثرت آرام داد تا ازاں بار ساعتے بیاسائید ازیں قبیلہ است توحیدے کہ از بعضے اکابر مشائخ نقشبندیہ قدس اسرارہم ظاہر شدہ است نسبت ایں بزرگواراں بہ تنزیہ صرف میکشد بعالم و شہود در عالم کارے ندارند معارفیکہ ارشاد پناہی حقائق و معارف دستگاہی ناصر الدین خواجہ عبید اللہ مناسب علوم توحید وجود و شہود وحدت در کثرت نوشتہ اند ازیں قسم اخیر توحید است کتابت فقرات ایشاں کہ مشتمل است بر بعضے علوم توحید وجہ آن منشاء علوم آن کتابت و مقصود ازاں معارف استیناس والفت ایشانست بعالم و ہم چنیں است معارف خواجہ ما کہ در بعضے رسائل بر طبق کلام کتاب فقرات تحریر یافتہ منشاء ایں علوم توحید نہ جذبہ است و نہ غلبہ محبت و شہود ایشان را باعالم نسبتے نیست آنچہ ایشان را در عالم می نمایند شبہہ و مثال مشہود حقیقی ایشانست حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے طریقہ جدیدہ عطا فرمایا جو آج تک اُن کے خاندان میں جاری ہے۔ اور جس کی مختصر کیفیت یہ ہے:

طریقہ مجددیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ منجملہ ازاں پانچ عالم امر اور پانچ عالم خلق کے ہیں۔ قلبؔ۔ روحؔ سرؔ۔ خفیؔ۔ اخفیؔ۔ عالم امر ہیں۔ نفسؔ۔ خاکؔ۔ بادؔ۔ آبؔ۔ آتشؔ عالم خلق سے جو چیز کہ بمجرد امر کن پیدا ہو گئی وہ عالم امر ہے۔ اور جو بتدریج مخلوق ہوئی۔ وہ عالم خلق عالم امر فوق عرش مجید ہے۔ اور اور عالم خلق تحت عرش اور یہ دونوں عالم

لطائف عشرہ

داخل دائرہ امکان ہیں ❖
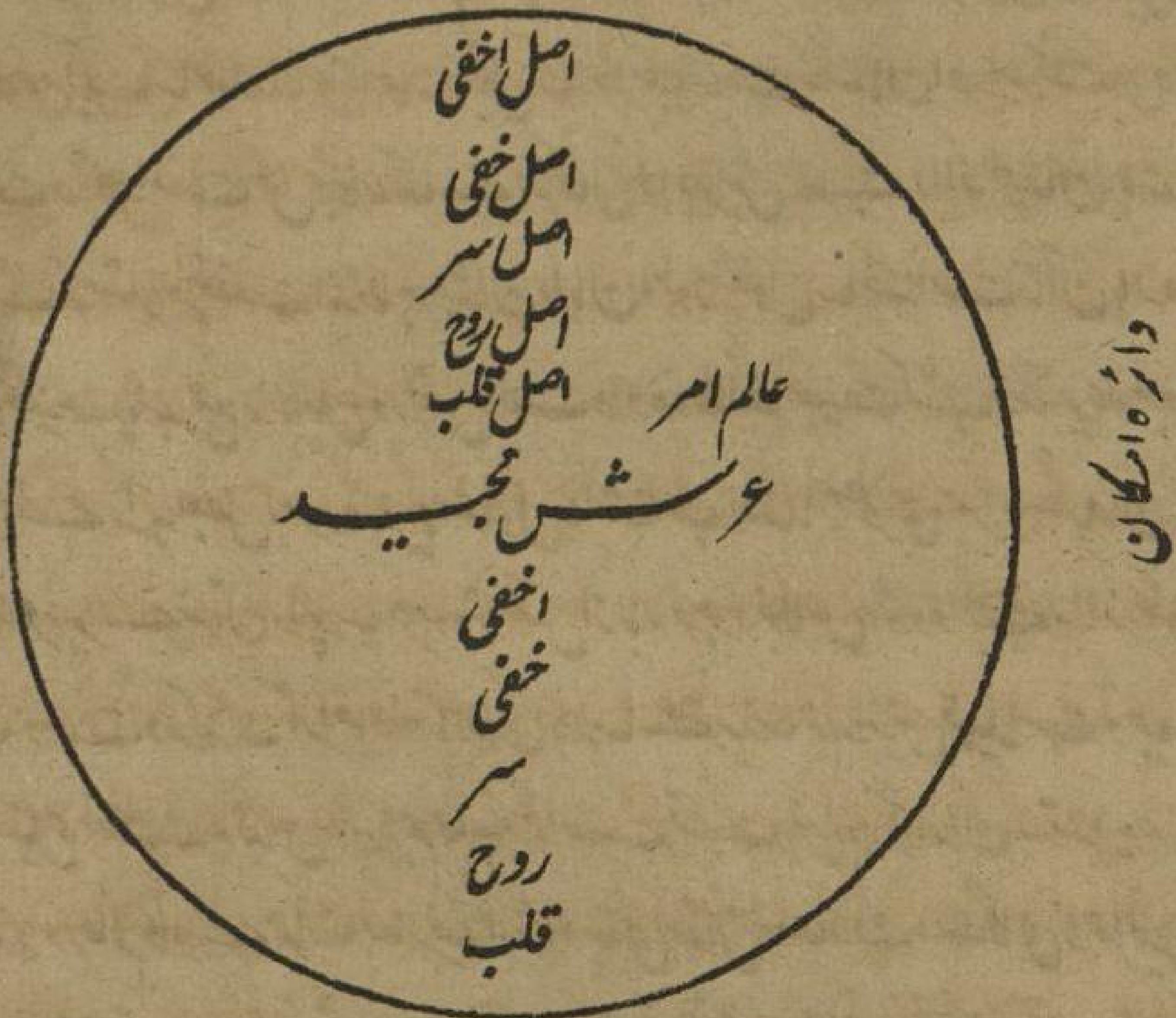
اصل اخفی
اصل خفی
اصل سر
اصل روح
اصل قلب
عالم امر
عرش مجید
اخفی
خفی
سر
روح
قلب
دائرہ امکان

جب اللہ تعالےٰ نے انسان کی ہیکل جسمانی پیدا کی تو اپنی قدرت کاملہ سے اِن لطائف عالم امر کو کہ جواہر مجردہ ہیں۔ جسم انسانی کے چند موضع سے تعلق وتعشق پیدا کر دیا۔ چنانچہ لطیفہ قلب زیر پستان چپ بقدر فاصلہ دو انگشت اور لطیفہ روح زیر پستان راست بقدر فاصلہ دو انگشت کے اور لطیفہ سر بالائے پستان چپ بقدر دو انگشت اور لطیفہ خفی کا بقدر دو انگشت بالائے پستان راست اور اخفی کو وسط سینہ میں تعلق بخشا (لطائف کے مواضعات میں اختلاف ہے راقم الحروف کو جس طرح پہنچا ہے۔ لکھدیا) اور اِن لطائف کو اِس پیکر جسمانی اور ظلمانی سے ایسا تعلق بڑھ گیا کہ اِن کو اپنی اصلیت بالکل نسیاً منسیاً ہوگئی۔ جب اللہ تعالےٰ کا فضل کسی کے شامل حال ہوتا ہے۔ تو وہ اُس کو کسی اپنے دوست کی خدمت میں بھیجتا ہے۔ وہ بزرگ اِس کو مجاہدات وریاضات فرما کر تصفیہ باطن وتزکیہ نفس کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں بوجہ بعد نبوت طلاب کی ہمتیں نہایت قاصر ہوگئی ہیں۔ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم ذکر تعلیم فرماتے ہیں۔ اور بجائے ریاضات ومجاہدات اتباع سنت واجتناب از بدعت وتوسط عبادات واعمال کا حکم فرماتے ہیں اور خود بجمیع ہمت القاء فیوض و انوار فرماتے ہیں اور یہ ہمت سوار بعین سے بھی زیادہ کام دیتی ہے اور قلب انسانی کہ بوجہ کثرت علائق وعوائق مثل کوئلہ کے سیاہ ہوتا ہے۔ ذکر اور توجہ شیخ کامل سے روشن ہونا شروع ہوتا ہے۔ اور جس وقت کہ تمام قلب منور ہو جاتا ہے۔ اُس کو اپنی اصلیت یا وطن اصلی جس کو کہ وہ اس جسم ظلمانی میں آکر فراموش کر گیا تھا۔ یاد آتا ہے۔ اور متوجہ فوق ہو کر اپنی اصل کی جانب کہ فوق العرش ہے طیران کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی اصل

میں جاکر مضمحل ہو جاتا ہے۔ اور یہی کیفیت جملہ لطائف کی ہوتی ہے۔ چونکہ اِس طریقہ کا مدار اتباع سُنت وعمل برعزیمت واجتناب از بدعت ورخصت پر ہے اذکار واشغال میں ذکر خفی اختیار فرمایا۔ کہ حدیث شریف میں اِس کی فضیلت بہ نسبت جہر کے ستر حصہ زیادہ ہے۔ اِس طریق میں تین اشغال معمول ہیں۔ شغل اوّل ذکر اسم ذات ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دل کو جمیع خطرات وحدیث نفس سے خالی کرکے زبان کو تالو سے لگا کر بجمیع ہمت متوجہ قلب ہوکر اسم مُبارک اللہ اللہ بلا لحاظ کسی صفت کے زبان دل سے کہے بغیر اِس کے کہ صورت دل کا تصور کیا جائے یا سانس بند کیا جائے مگر وقوف قلبی کی رعایت رکھے۔ کیونکہ ذکر بلا نگاہداشت خواطر ووقوف قلبی فایدہ بخش نہیں ہوتا۔ بلکہ داخل حدیث نفس ہوتا ہے۔ امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا مگر وقوف قلبی کو واجبات وشرائط ذکر سے فرمایا ہے۔ وقوف قلبی توجہ سالک بسوئے دل وتوجہ دل بسوئے ذات الٰہی اسم مبارک اللہ کو کہتے ہیں۔ اور جب اِن شرایط سے قلب میں حرکت ذکر پیدا ہو جائے تو پھر لطیفہ روح سے اِسی طرح شروع کرے اور پھر لطیفہ سر سے پھر خفی سے پھر اخفی سے پھر نفس سے کہ اُس کا مقام پیشانی اور پھر تمام بدن سے کہ اُسی کو لطیفہ قالب کہتے ہیں۔ اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ وپے اور ہر بن موئے ذکر جاری ہو جائے اور اسی کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اور جس وقت پچیس مرتبہ کہہ لیا کرے تو زبان سے کہا کرے کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے اور رضا تیری اپنی محبت ومعرفت مجھے عطا کر۔ اِس کو بازگشت کہتے ہیں۔ لطیفہ قلب کے نور کا زرد رنگ ہے۔ اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جس شخص کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے۔ اُس کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک لطیفہ لطائف عالم امر کا ایک پیغمبر اولوالعزم کے زیر قدم واقع ہے۔ یعنی اِس لطیفہ کا فیض حضرت تبارک وتعالےٰ سے بواسطہ اُس نبیؑ کے پہونچتا ہے۔ لطیفہ روح کے نور کا رنگ سُرخ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جس کسی کو اِس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اُس کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔ لطیفہ سر کے نور کا رنگ سفید ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جس کسی کو اِس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اُس کو عیسوی المشرب کہتے ہیں۔ لطیفہ خفی کے نور کا رنگ سیاہ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جس کسی کو اِس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اُس کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔ لطیفہ اخفی کے نور کا رنگ سبز ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کسی کو اِس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے۔ اُس کو

مناسبات لطائف

محمدی المشرب کہتے ہیں۔ لطیفہ نفس کا نور بعد تزکیہ بے کیف معلوم ہوتا ہے ذکر دوم نفی اثبات ہے
اُس کا طریق یہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال لا کو
ناف سے کھینچکر فرق پر پہنچادے اور پھر وہاں سے الہٰ کو کھینچکر داہنے مونڈھے پر لاوے اور
الا اللہ کو مونڈھے سے قلب پر پہنچائے کہ اِس مجموعہ کا نقش لامعکوس (حر ہو جاتا ہے۔ اور
بروقت چھوڑنے سانس کے محمد رسول اللہ کو خیال میں کہے اور ذکر کرتے وقت کسی عضو کو جنبش
نہ ہو۔ اور ہر سانس میں طاق عدد کہے کہ اسی کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ اور جب پچیس ۲۵ مرتبہ کہہ لے
تو زبان سے کہے۔ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ اور رضا تیری اپنی محبت و معرفت عطا کر اگر حبس نفس سے
حرز پہنچے تو اُس کو ترک کردے شغل دوم مراقبہ ہے مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب
انتظار کو کہتے ہیں۔ پس مراقبہ گویا انتظار فیض الٰہی ہے چاہئے کہ ہر وقت بہ نیاز و شکستگی تمام
متوجہ الی اللہ ہو اور کوئی خطرہ دل پر نہ آنے دے اِس صورت میں ذکر کی کچھ ضرورت نہیں
ہوتی۔ شغل سوم رابطہ ہے یعنی پیر کی صورت اپنے مدرکہ اور دل کے اندر تصور کرے یا
اپنے تئیں صورت شیخ پر تصور کرے۔ جب اِس شغل کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو ہر چیز شیخ کی صورت
میں نظر آتی ہے اور اسی کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ اور یہ اقرب طرق ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ
خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنافی الشیخ موصل نہیں ہے
اور رابطہ تنہا برعایت آداب صحبت کافی ہے۔ جب بعنایت الٰہی جل سلطانہ طالب کے لطائف
عشرہ سے ذکر مفہوم ہونے لگے تو مراقبہ احدیت تعلیم کیا جاتا ہے۔ یعنے وہ ذات کہ جامع جمیع
صفات کمال اور منزہ کل نقائص سے ہے۔ فیض اُس کا لطیفہ قلب پر آتا ہے اِس جگہ توجہ واسطے
حصول نسبت جمعیت و حضور قلب کے کی جاتی ہے۔ اور جب نسبت حضور و جمعیت قلب طالب
میں پیدا ہو اُس وقت پیر طریقت کو چاہیئے۔ کہ توجہ واسطے حصول جذب بجانب فوق کے صرف
کرے جب قلب طالب میں جذب بجانب فوق پیدا ہو۔ اور انوار ظاہر ہوں۔ تو یہ علامت اسکی
ہے کہ قلب متوجہ بجانب اپنی اصل کے کہ فوق العرش ہے ہوا۔ جہت فوق اِس واسطے تحریر میں
آتی ہے کہ خیال بجانب فوق ہوتا ہے۔ ورنہ مطلوب و مقصود جوانب و جہات سے مبرا و منزہ ہے
واضح ہو کہ خواطر قلبی کا کم ہونے یا بالکل زائل ہونے کو جمعیت قلب کہتے ہیں۔ اور توجہ قلب طالب
کی بجانب حق سبحانہ و تعالےٰ حاصل ہونے کو حضور کہتے ہیں کشش لطائف جو جانب فوق سے
پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو جذبات کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہونا حالات قلب طالب میں از جانب
فوق کو واردات کہتے ہیں۔ جب طالب کو حضور و جمعیت حاصل ہو جائے۔ اور چار گھڑی
تک خطرہ دل میں خطور نہ کرے یہ علامت سیر دائرہ اولیٰ کے تمام ہونے کی ہے اسکو دائرہ امکان

وقوف عددی

کہتے ہیں نصف سافل دائرہ امکان تحت الثریٰ سے عرش مجید تک ہے اور نصف عالی فوق العرش ہے۔ اول سیر لطیفہ قلب کے نصف سافل میں ہوتی ہے۔ مشاہدۂ انوار بیرون باطن وکشف عالم ارواح وکشف عالم مثال وکشف کونی یعنے عالم اجسام وغیر اجسام وکشف عالم ملکوت یعنی عالم ملائکہ وارواح وبہشت وکشف ہفت طباق آسمان اسی نصف زیرین دائرہ میں ہوتے ہیں۔ اور اسی کو سیر آفاقی بھی کہتے ہیں۔ یعنی تحت الثریٰ سے عرش مجید تک جو منکشف ہو وہ داخل سیر آفاقی ہے۔ اور انوار واسرار کا باطن سالک میں منکشف ہونا وحصول نسبت کمال جمعیت و کثرت واردات وقلت خطرات وجذب لطائف عالم امر اور اُن کا عروج بجانب اصول خود حالات سیر نصف عالیہ دائرہ امکان کے ہیں اور اسی کو سیر الفنا کہتے ہیں۔ سالک صاحب کشف جمیع حالات اپنے کشف سے دریافت کرے گا۔ لیکن بسبب مفقود ہونے اکل حلال کے اِس زمانہ میں طالب کشف عیانی نہیں ہوتے اکثر صاحب کشف وجدانی ہوتے ہیں۔ صاحب کشف عیانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنا وتغیر وتبدل حالات وواردات عیاناً دیکھتا ہے صاحب وجدان اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا مگر ادراک سے معلوم کرتا ہے۔ جس طرح کہ ہوا نظر نہیں آتی مگر ادراک سے محسوس ہوتی ہے۔ پیر طریقت جبتک کہ سالک کے حالات وواردات اپنے یا اُس کے کشف یا وجدان سے نہ دریافت کرے بشارت مقام نہ دے کہ موجب بدنامی طریقہ ہے۔

دائرہ ولایت صغریٰ مرتبہ ظلال اسماو صفات

اِس کے بعد مراقبہ ولایت صغریٰ کہ مرتبہ ظلال اسماء وصفات اور مقام اولیا ہے بمراقبہ معیت ہے حسب مفہوم آیۃ شریفہ وھو معکم اینما کنتم اِس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں۔ کہ فیض آتا ہے۔ اُس ذات سے کہ ساتھ میرے ہے اور ساتھ ہر ذرہ کے ذرات ممکنات سے ہے لطیفہ قلب پر اِس مقام میں مورد فیض خود لطیفہ قلب ہے ذکر اسم ذات و نفی اثبات وتہلیل لسانی بہ لحاظ معنی ورعایت وقوف قلبی اس مراقبہ و مراقبہ اولیٰ میں ضرور وواجب ہے۔ سالک کی سیر اِس جگہ تجلی افعال الٰہیہ میں ہوتی ہے اور سوائے فعل ایک فاعل حقیقی کے اپنے اور جمیع مخلوق کے افعال نظر سالک سے مخفی ہو جاتے ہیں۔ اسرار توحید وجودی یعنے ہمہ اوست وذوق وشوق وآہ ونالہ واستغراق وبیخودی ونسیان ماسوا اور دوام حضور ومعیت بیچوں حضرت حق سُبحانہ تعالےٰ کے ادراک سالک میں آتی ہے۔ اِس مقام کے خصوصیات سے ہیں۔ اِس کے بعد ولایت کبریٰ میں کہ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ ہے۔ سیر واقع ہوتی ہے۔ یہ دائرہ متضمن تین دائروں اور ایک قوس یعنے نصف دائرہ کی ہے۔ اسرار قربیت

ولایت صغریٰ

ولایت کبریٰ

(توحید شہودی اِس کے دائرہ اولے میں شامل حال سالک ہوتے ہے۔ خاص اِسی دائرہ تک عروج لطائف عالم امر ہوتا ہے۔ یہ دائرہ مفہوم ایت شریف نحن اقرب الیہ من جبل الورید ہے۔ یہاں اِس طرح خیال کرتے ہیں۔ کہ فیض آتا ہے۔ اُس ذات سے کہ قریب تر ہے مجھ سے میری رگ جان سے مورد فیض اِس مقام میں لطیفہ نفس بشراکت لطائف خمسہ عالم امر ہے۔ ذکر تہلیل ونفی اثبات بشرایت مذکورہ بالا اِس مقام میں موجب ترقی ہے۔ حالات اِس مقام کے بہ نسبت لطیفہ قلب بیرنگ وبے مزہ ہوتے ہیں۔ مگر بعد حصول قوت نسبت لطیفہ نفس کیفیات واذواق لطیفہ قلب فراموش ہو جاتے ہیں۔ جب فیوض اِس مقام کے لطیفہ نفس سالک پر وارد ہوتے ہیں۔ تو سالک اپنا وجود ہستی مثل نمک درآب یا مانند برف بمقابلہ آفتاب گذاختہ ومضمحل پاتا ہے۔ نام ونشان اُس کا باقی نہیں رہتا زوال عین ذات سالک اور آثار وصفات محو ولاشئے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ مصداق انا کا اپنی ذات کو متعذر جانتا ہے حقیقت فنا اِس جگہ میسّر ہوتی ہے۔ ولایت صغریٰ میں صورت فنا تھی۔ اِس کے بعد مراقبہ محبت کہ مفہوم آیت شریف یحبھم ویحبونہ ہی ہوتا ہے۔ یہاں اِس طرح خیال کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ وہ مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں فیض اُس کا لطیفہ نفس پر آتا ہے یہ مراقبہ بھی ولایت کبریٰ کا ہے۔ شرح صدر وکمال صبر ودوام شکر ورضا یعنی چون وچرا حکم قضا سے اُٹھ جاتی ہے۔ قبول تکلیفات شرعیہ میں احتیاج دلیل نہیں رہتی حقیقت اسلام وشرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ مواعید الہٰی پر یقین واثق ہو جاتا ہے۔ رفع انانیت واتہام نیات ودید قصور وتہذیب اخلاق وتزکیہ رزایل مثل حرص وبخل وحسد وکبر وحب جاہ وعجب حاصل ہو جاتے ہیں۔ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے مجال مخالفت وسرکشی نہیں رہتی ذکر تہلیل ونفی اثبات بشرائط ترقی بخش ہے اِس کے بعد ولایت علیا یعنے ولایت ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شروع ہوتی ہے۔ قبل از زمانہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ السامی سلوک طریقہ نقشبندیہ تا دائرہ اسماء وصفات یعنے ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیا علی نبینا خصوصاً وعلی جمیعہم عموماً افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات تھا۔ اِس جگہ یعنی ولایت عُلیا سے تا انتہا سیر سلوک وہ مقامات شروع ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت امام مجدد پر منکشف فرمائے ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اِس جگہ مراقبہ اِس طرح خیال کرتے

قوس
دائرہ محبت
محبت اولے
دائرہ اقربیت

دائرہ ولایت علیا

ولایت علیا

ہیں۔ کہ وہ ذات پاک کہ مسمیٰ باسم الباطن منشاء ولایت علیہا ہے۔ فیض اس کا عناصر ثلٰثہ یعنے آب باد۔ آتش پر سوائے عنصر خاک کے آتا ہے اس جگہ عناصر ثلٰثہ کو توجہ وحضور وعروج نزول ہوتا ہے سلطان الاذکار سے جو مبتدیوں کو صفائی ہوتی ہے وہ اور ہے یہ تصفیہ عناصر اور یہاں کے حالات وکیفیات بکمال لطافت ونزاکت ہیں۔ اور کچھ عجیب وغریب باطن میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور ملاء اعلیٰ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اور ارباب کشف رویۃ ملائکہ کرام سے مشرف ہوتے ہیں اور اسرار قابل استتار ظاہر ہوتے ہیں۔ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم ہوالظاہر میں اور ولایت علیا سیر اسم ہوالباطن میں ہے۔ ان دونوں اسماء کی سیر میں یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں تجلی صفائی بے ملاحظہ ذات تعالیٰ وتقدست واقع ہوتی ہے۔ اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ تجلی اسماء وصفات ہے۔ لیکن تجلی ذاتی بھی پردہائے صفات میں ملحوظ ہوتی ہے جیسے کہ صفت علم میں ذات تعالیٰ ملحوظ نہیں ہے اور اسم العلیم میں ذات ملحوظ ہے پس سیر صفت علم سیر اسم الظاہر ہے اور سیر اسم علیم سیر اسم الباطن ہے۔ علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے درمیان جو فرق لکھا گیا ہے۔ وہ تھوڑا نہ خیال کرنا۔ مرکز خاک ومحدب عرش میں جو فرق ہے وہی علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے مقابلہ میں قطرہ اور دریائے محیط کا فرق ہے اس مقام میں تہلیل لسانی ونماز ونوافل بطول قیام وقرأت در کوع وسجود ترقی بخش ہیں۔ ارتکاب رخصت شرعی اس جگہ بہتر نہیں ہے۔ بلکہ عمل بعزیمت سے اس مقام میں ترقی ہوتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ ارتکاب رخصت بشریت کی جانب کھینچتا ہے۔ اور عمل بعزیمت سے ملکیت سے مناسبت پیدا ہوتی ہے پس جس قدر ملکیت سے مناسبت پیدا ہوگی۔ اسی قدر یہاں ترقی ہوگی۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سیر انتہائے ولایت کبریٰ تک پہنچ گئی اس وقت گمان ہوا کہ مطلوب حاصل ہوگیا ہے کہ اسی وقت ندا آئی کہ یہ سب تفصیل سیر اسم الظاہر کی تھی۔ اور ابھی صرف ایک بازو طیران کے واسطے تیار ہوا ہے ہنوز دوسرا بازو طیران عالم قدس کا کہ اسم الباطن سے ہوگا۔ درپیش ہے۔ جب اس کی سیر بھی بتفصیل انجام کو پہنچی اور دونوں سیر اسم الظاہر اور سیر اسم الباطن کے بازو طیران کے واسطے جانب مقصود ومطلوب یعنی مرتبہ ذات مجت حق سبحانہ تعالےٰ تیار ہوگئے تو کمالات نبوت میں سیر شروع ہوئی +

دائرہ کمالات نبوت

کمالات نبوت

اس جگہ یعنے کمالات نبوت میں تجلی ذاتی دائمی بے پردہ اسماء وصفات ہوتی ہے۔ مورد فیض اس مقام میں صرف عنصر خاک ہے۔ یہاں اس طرح مراقبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ذات بحت کہ منشاء کمالات نبوت

ہے۔ فیض اُس کا صرف عنصر خاک پر آتا ہے۔ قطع سیر کمالات نبوت بمقدار ایک نقطہ جمیع مقامات ولایات صغری و کبری و علیا سے بہتر ہے حالات مقامات سابقہ مثل طلب طپش و بیتابی و شوق حال و مقام توحید وجودی و شہودی بمراحل دور رہ جاتے ہیں۔ اور بجائے اُس کے بیرنگی و بیکیفی حاصل ہوتی ہے ایمانیات اور عقائد میں قوت پیدا ہوتی ہے یاس و دید قصور کہ سالک اپنے تئیں بدتر از کافر فرنگ جانتا ہے۔ اور وہ فعل عریاں نقد وقت ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن مجید بترتیل و ادائے نماز باادب اور جواذکار کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور شغل حدیث و اتباع سنت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مقام میں قوت اور تنویر پیدا ہوتی ہے اس جگہ جس قدر اتباع سنت کیا جائے گا۔ اور اُسی قدر ترقی باطنی ہوگی۔ واضح ہو کہ تجلی دائمی کے تین درجہ قرار دیئے ہیں۔ اول کمالات نبوت جس کا اوپر مذکور ہوا۔ دویم کمالات رسالت ہے اس مقام میں مورد فیض ہیئت

کمالات رسالت

وحدانی ہے۔ اِس جگہ اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ ذات کہ منشا کمالات رسالت ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدنی پر آتا ہے۔ ہیئت وحدنی عبارت مجموع عالم امر اور عالم خلق سے ہے کہ بعد تصفیہ اور تزکیہ لطائف عشرہ کی ایک ہیئت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے کہ کوئی حکیم حاذق چند ادویہ مختلف التاثیر کو کوٹ چھان کر اور اُن کا وزن درست کر کے شہد یا قند کے قوام میں ملا کر ایک خاص مزاج کی معجون تیار کرے۔ اسی طرح لطائف عشرہ سالک بعد تصفیہ و تزکیہ اس مقام میں اور مقامات فوقانی میں ہیئت جدیدہ پیدا کر کے ترقیات اور عروجات حاصل کرتے ہیں۔ اور اِس کو ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔ ورود انوار اور وسعت اور بیرنگی اِس جگہ بہ نسبت مقام سابق کے زیادہ ہے عبادات مذکورہ بالا ہی

دائرہ کمالات الوالعزم

سے یہاں بھی ترقی ہوتی ہے۔ اِس کے بعد تیسرا درجہ دائرہ کمالات الوالعزم شروع ہوتا ہے۔ اِس مقام میں مراقبہ اِس خیال سے کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ منشاء کمالات الوالعزم ہے۔ فیض اُس کا اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے کثرت ورود تجلیات ذاتیہ و انوار نامتناہیہ سے باطن سالک معمور ہو جاتا ہے اور باطن میں اِس قدر وسعت ہوتی ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتی اصحاب استعداد عالیہ کو یہاں اسرار مقطعات قرآنی و متشابہات فرقانی منکشف ہوتے ہیں قرائت قرآن مجید و نماز بطول قیام سے اِس مقام میں ترقی ہوتی ہے واضح ہو کہ بعد کمالات الوالعزم سلوک کے دو راہ ہیں ایک بجانب حقائق الٰہیہ اور ایک بجانب حقائق انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ہے۔ مرشد کو اختیار ہے کہ سالک کو جس طرف سے چاہے سیر سلوک کرائے۔ لیکن چونکہ مرشدی و مولائی حضرت قطب زمان و غوث دوراں حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب للہی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو حقائق انبیا علیہم الصلوۃ والسلام

کمالات رسالت

دائرہ کمالات اولوالعزم

سے سلوک شروع کرایا تھا۔ اِس سبب سے اِنہیں کا ذکر مقدم کرتا ہوں +
حقیقت ابراہیمی۔ اِس جگہ اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت ابراہیمی ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے یہ مقام خلت از بس شگرف اور کثیر البرکت ہے یہاں انبیا تابع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور حضرت حبیب رب العالمین علیہ من الصلوٰۃ واکملہا باتباع ملت ابراہیم حنیفا مامور ہیں۔ اور اِسی واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے برکات مطلوبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ و برکات سے متشابہ کہا ہے کہ اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید فرمایا ہے پس اِسی سے خیر و برکت اِس مقام کی دریافت کر لینا چاہیئے۔ اِس جگہ سالک کو ایک اُنس خاص حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور تمام خلق سے اِس قدر بے التفاتی ہو جاتی ہے۔ کہ کسی کے توسط پر راضی نہیں ہوتا گویا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ میں گرتے وقت جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جواب دیا تھا۔ واما الیك فلاحاجۃ لی اُس کا مصداق ہو جاتا ہے۔ درود شریف مذکورہ بالا بقدر تین ہزار اِس جگہ پڑھنا ترقی بخش ہے

بعد ازاں حقیقت موسوی میں سیر واقع ہوتی ہے۔ حقیقت موسوی مقام محبت ذاتیہ صرف حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے بہت سے پیغمبر بمتابعت حضرت کلیم اللہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اِس مقام پر پہنچے ہیں یہاں کیفیت عجیب بقوت تمام وارد ہوتی ہے۔ اور باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنائی و بے نیازی بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہی بھید ہے کہ بعض مواضعات پر حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر کلمات گستاخانہ سرزد ہوئے کما قال اللہ سبحانہ حکایۃ عن قولہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اتھلکنا بما فعل السفھاء منا ان ھی الا فتنتك اور ایک قسم کا اِس جگہ شور و شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ منشاء رب ارنی انظر الیك ہے۔ لیکن جو شور و شوق قلب میں پیدا ہوتا ہے وہ اور ہے اور یہ اور وہ موجب شورش ہے اور یہ باعث کمال اطمینان و وسعت و بیرنگی باطن و ارادہ طاعت و استواء ایلام و انعام محبوب اِس جگہ ہوتا ہے درود شریف اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمك موسےٰ بقدر تعداد مذکورۂ بالا ترقی بخش ہے اِس کے بعد حقیقت الحقائق یا حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یہ مقام محبت و محبوبیت ممتزجہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

دائرہ حقیقت محمدی

حقیقت محمدی

کا ہے۔ اِس جگہ اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت محمدی ہے۔ فیض اُس کا اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے اِس مقام میں فنا و بقا بطرز خاص ظاہر ہوتی ہے۔ اتحاد خاص خادمان آن سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتا ہے اور معنی قول امام الطریقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کہ (خدا را ازاں می پرستم کہ رب محمدؐ است) اِس جگہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اِس مقام میں تابع کو اپنے متبوع سے ایسی شباہت اور مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اُٹھ گئی اور امتیاز تابع و متبوع زائل ہو جاتا ہے اور ایسا متوہم ہو جاتا ہے کہ گویا تابع و متبوع دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور تابع مثل متبوع کے اصل سے اخذ فیوض و برکات کرتا ہے اور حل معمہ رفع توسط کا کہ اکابر اولیا اُس کے قائل ہیں۔ اِس جگہ ہوتا ہے۔ مگر باوجود اینہمہ تابع اپنے تئیں طفیلی متبوع کا جانتا ہے اور جمیع حرکات و سکنات دینی و دنیوی میں اتباع محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ازبس مرغوب ہوتا ہے۔ درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد افضل صلوٰتک بعدد معلوماتک و بارک وسلم بتعداد مذکورہ بالا ترقی بخش ہے۔ بعد اِس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت احمدی ہے ✤

حقیقت احمدی

حقیقت احمدی

حقیقت احمدی یہ مقام محبوبیت ذاتیہ صرفہ سے ناشی ہے۔ اور نسبت حقیقت سابق کے حضرت کی ذات سے ایک مرحلہ نزدیک ہے اور حکم روح رکھتی ہے کیونکہ حقیقت سابق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعین جسدی ہے اور یہ روحی اِس جگہ خیال مراقبہ اِس طرح کیا جاتا ہے۔ وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت احمدی ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ اِس جگہ علو نسبت باشعشعان انوار ظہور فرماتی ہے اور اسرار واجب الاستتار و کیفیات عجیبہ و حالات عظیمہ و غریبہ وارد ہوتے ہیں۔ کہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ اہل مقام عالی میں درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد افضل صلوٰتک بعدد معلوماتک و بارک وسلم کا پڑھنا موجب ترقیات کثیرہ ہے بعد اِس کے حب صرفہ ہے ✤

دائرہ حب صرفہ

حب صرفہ

حب صرفہ اِس مقام میں اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ منشاء علو و بیرنگی اِس مقام کی بسبب قرب حضرت مطلق ولاتعین بیان نہیں ہو سکتی حب صرفہ ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ اوّل چیز کہ گنجینہ مخفی سے ظہور پذیر ہوئی یہی حب ہے اور یہی حب منشاء و مبدء خلق ہے۔ اگر یہ حب نہ ہوتی در ایجاد نہ کھلتا چنانچہ حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنے تھا میں کنز مخفی پس و

وسعت رکھا میں نے کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا میں نے خلق کو تاکہ پہچانا جاؤں نص قاطع اس مدعا پر ہے۔ یہ مقام خاص جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دیگر حقائق انبیاء کا اس جگہ کچھ نشان نہیں ملتا سر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک اس سے دریافت ہوتا ہے بعد اس مقام کے مرتبہ لاتعین وحضرت اطلاق و ذات بحت ہے۔ قدم کو یہاں جولانگاہ نہیں ہے۔ البتہ سیر نظری واقع ہے۔ اور یہ سیر صفات ثمانیہ یعنے تکوین وقدرت وسمع وبصر وکلام وحیات اور اُن کے اصول و اصول اصول اور ذات بحت میں ہوتی ہے۔ یہ مقام بھی مخصوص بحضرت سید الموجودات وافضل المخلوقات علیہ وعلی آلہ واصحابہ اتم الصلوٰۃ واکمل التحیات ہے۔ اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں۔ کہ وہ ذات پاک کہ مبرا و منزہ تعینات سے ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔

دائرہ لاتعین

سابق میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ کمالات اولوالعزم کے بعد ذات بحت کو دو راہیں ہیں۔ ایک براہ حقائق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اور ایک براہ حقائق الٰہیہ جس کی کہ یہ تفصیل ہے۔ اس راہ میں پہلے حقیقت کعبہ پیش آتی ہے۔ حقیقت کعبہ اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے۔ وہ ذات پاک کہ مسجود جمیع ممکنات اور منشار حقیقت کعبہ ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ یہ مقام سرادقات عظمت وکبریائی ذاتیہ الٰہیہ ہے۔ اس جگہ سالک مستغرق دریائے ہیبت وجلال ہوتا ہے۔ اور جب اس جگہ فنا وبقا حاصل ہوتی ہے۔ سالک اپنی ذات کو اس مرتبہ کی شان سے متصف یعنی توجہ ممکنات اپنی جانب پاتا ہے بعد اس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت قرآن پیش آتی ہے۔ حقیقت قرآن یہاں اس طرح خیال کرتے ہیں کہ مبداء وسعت بیچون حضرت ذات سے کہ منشاء حقیقت قرآن ہے۔ فیض اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے اس مقام میں بواطن کلام اللہ کے ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کا ہر حرف ایک دریا نظر آتا ہے کہ موصل کعبہ مقصود ہے وقت تلاوت قرآن مجید زبان تابع حکم شجرہ موسوی پیدا کرتی ہے بلکہ بسا اوقات تمام قالب مثل زبان کے ہو جاتا ہے اور باطن سالک میں ایک قسم کا ثقل محسوس ہوتا ہے جو علامت انکشاف انوار قرآن مجید ہے آیت شریف انا سنلقی علیک قولا ثقیلا گویا اسی ثقل سے مراد ہے اس کے بعد مرتبہ مقدسہ حقیقت صلوٰۃ ہے اس جگہ مراقبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ذات پاک کہ منشا حقیقت صلوٰۃ ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے یہ مقام جامع جمیع کمالات ہے اگر حقیقت کعبہ ہے وہ بھی جزء صلوٰۃ ہے اور اگر حقیقت قرآن ہے وہ بھی جزء صلوٰۃ ہے۔ جس شخص کو اس مقام سے مناسبت تام پیدا ہو جاتی ہے وہ بروقت

دائرہ حقیقت کعبہ

دائرہ حقیقت قرآن

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

منشاء دائرہ لاتعین

منشاء حقیقت کعبہ

منشاء حقیقت قرآن

منشاء حقیقت صلوٰۃ مراد وسعت بیچون حضرت ذات ہے

منشاء حقیقت صلوٰۃ

نماز گویا نشاءِ دنیوی سے خارج ہو کر نشاءِ آخروی میں شامل ہو جاتا ہے۔ مضمون حدیث ان تعبد اللہ کانك تراہ اِس جگہ بوجہ کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو دولت کے مخصوص باآخرت ہے۔ اس سے خطِ وافر حاصل ہوتا ہے اسوار ارحنی یا بلال وقرۃ عینی فی الصلوۃ اِس جگہ کھلتا ہے بعد ازاں معبودیت صرفہ ہے۔

معبودیت صرفہ

معبودیت صرفہ یہاں اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ معبودیت صرف ہے۔ فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے اِس جگہ وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے۔ امتیاز بھی راہ میں رہ جاتا ہے۔ یہاں کسی کی مجال قدم زدن نہیں ہے۔ عابد و معبودی میں گنجایش قدم ہے۔ مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ پر پہنچا تو پھر قدم کجا الحمد للہ سیر نظری کو اِس جگہ جائز رکھا ہے اور بقدر استعداد روا رکھا ہے ؏

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

سیر قدمی و نظری

شاید کہ امر قف یا محمد اِسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو حقائق کلمہ لا الہ الا اللہ اسی موطن میں متحقق ہوتے ہیں۔ نفی عبادت الہیہ غیر مستحقہ یہاں ہوتی ہے۔ اثبات معبودیت حقیقی کا کہ سوائے اِس کے کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اِس مقام میں ہوتا ہے۔ کمال امتیاز درمیان عابدیت و معبودیت کے یہاں ظاہر ہوتا ہے۔ اِس جگہ عبادت صلوتیہ سے نظر میں حدت و بصر کو ترقی ہوتی ہے فایدہ سیر قدمی اور سیر نظری سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہاں قدم رکھنے کی گنجایش ہے یا شہود و مشاہدہ ہے۔ بلکہ یہ سیر از قبیل متشابہات ہیں۔ من لم یذق لم ید یہ ایک وصول مجہول الکیفیت ہے۔ اگر وصول قدمی ہو تو اُس کو سیر قدمی کہا اور اگر صورت مثالیہ میں نظر آیا تو اُس کو سیر نظری کہا ورنہ نظر کجا اور قدم کہاں فقط۔ یہ ہے بطور اختصار و ایجاز بیان مقامات مجددیہ کا جو کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہُ العزیز پر منکشف فرمائی ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ نے اپنے فرزندوں اور خلفاء پر اور اُنھوں نے اپنے خلفاء اور فرزندوں پر القا فرمائی اور اُس وقت سے بواسطہ آن حضرات اِس وقت تک صدہا ہزارہا نسبت شریعہ سے تمام ممالک اربعہ جہات شرقاً و غرباً و شمالاً و جنوباً میں فیضیاب و مستفید ہوئے مگر واضح ہو کہ اِن مقامات عالیہ پر بلا توجہ پیر کامل مکمل کہ جس نے تفصیلاً حاصل کر لئے ہوں پہونچنا محال ہے اور افسوس کہ اِس وقت ایسے بزرگوار النادر کا المعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ اور جو شاذ و نادر تھے۔ اُن سے بھی زمانہ روز بروز خالی ہوتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ تسلیک مقامات مجددیہ مسدود ہو جائے اور رسمی طور سے بلا تحقیق بحالات خصوصیات و ظہور آثار و علامات باطن سالکین میں تعلیم مراقبات کرنا محض بے فائدہ اور باعث بدنامی طریقہ ہے نعوذ باللہ من ذلك جس صاحب نصیب کو اللہ تعالےٰ یہ دولت نصیب کرے چاہیئے کہ اِس کی حفاظت و پرداخت میں ہر لحظ

اور ہر ساعت مشغول رہے اور جس طرح حضرت قیوم زمان غوث دوران حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے۔ عمل رکھے انشاء اللہ فائض بمرام ہوگا +

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان　　گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

چنانچہ نقل مکتوب شریف ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اور تبرکاً کتاب کو بھی اسی مکتوب پر ختم کرتا ہوں ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین +

نقل مکتوب حضرت قیوم زمان قطب جہان واقف علوم خفی و جلی حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ بدانند در راہ محبت الٰہی سبحانہٗ غفلت و بیکاری منع است بزرگان دین و جان بازاں راہ حق زندگی در محبت خدا صرف کردہ اند بعضے ہزار رکعت نماز و یک ختم قرآن مجید ہر روز وظیفہ داشتند کم خوردن و کم خفتن و کم در خلق بودن و کم گفتن واجب می دانند مختار ما ایں است کہ در ہر امر عادت خود توسط لازم گیرد و اوقات بذکر معمور دارد تا جمعیت و حضور و توجہ صفت باطن گردد و با حضور اعمالے را قبولے و کیفیتے پیدا شود و ذوق و شوق و استغراق و غلبہ محبت نقد بحت گردد و دوام ذکر لازم گیرند توجہ بدل داشتن و توجہ دل بحق سبحانہ نمودن و خواطر گذشتہ و آئندہ از دل نگاہداشتہ ذکر اسم ذات یا نفی اثبات خفیہ بزباں خیال ہر وقت باید نمود و ذکر تہلیل زبانے نیز بتوجہ بجناب الٰہی و توجہ بدل بلحاظ معنی کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک نافع ست +

ذکر گو ذکر تا ترا جان است　　پاکی دل ز ذکر رحمان است

نفی و اثبات بحبس نفس نیز فوائد می بخشد تلاوت قرآن مجید سپارہ دو سپارہ درود ہزار یا پانصد بار وقت خفتن یا ہر وقت میسر شود سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وقت صبح و وقت شام و وقت خفتن صد بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم در روز صد بار کلمہ توحید لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر در روز صد بار استغفار صد بار رب اغفر لی وارحمنی و عافنی وتب علی انک انت الغفور الرحیم اللّٰھم اغفر لی وارحمنی ولوالدی ولمن توالد ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بست و پنج بار اللّٰھم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی سہ بار گفتن ازیں استغفار مغفور شود

سیدالاستغفار در صبح و شام بلکہ ہر وقت کہ خواہد بخواند بایقین ہیکبار خواندن این استغفار بہشتی بشود اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت واعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ونماز شصت رکعت معمول است باطمانیت وتعدیل ارکان وقومہ وجلسہ ہفدہ رکعت فرض وسہ رکعت وتر ودوازدہ رکعت سُنت وباقی نوافل تہجد دوازدہ رکعت یاوہ یاہشت یاشش رکعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خواندہ اند اشراق چہار رکعت چاشت ہشت رکعت بعد مغرب بست رکعت یاشش رکعت میخوانند بعد سُنت عشا چہار نفل وبعد وتر دو رکعت نشستہ بقراۃ سورہ اذا زلزلت وقل یاایہا الکافرون ثواب تہجد دارد وبعد زوال آفتاب نماز کے چہار رکعت نیز آمدہ است بیک سلام بعضے سورہ اخلاص ودر نوافل بعضے سورہ یٰسین میخوانند بعد تہجد استغفار ودعا معمول است باز ذکر می نمایند ازیں اذکار ونماز انچہ مقدور باشد بخوانند راہ خدا ومحبت باخدا یاد داشت یکسو نگریستن ویکساں زیستن ونعمتہائے الٰہی در نظر داشتن بزبان شکر بجا باید آورد ودرجات التجا بجناب الٰہی بواسطہ پیران کبار خود باید نمود غیبت وسخن چینی وعیب بینی ودروغ وتحقیر مردم حرام است ہمہ را بتعظیم پیش آمدن وخود را خاکسار ناچیز دیدن وحضرت حق را سُبحانہ حاضر دانستن واز عذاب خدا ترسیدن وگناہاں خود را مانند کوہ برسر خود یافتن وترسان لرزان بودن کہ فردا چہ پیش خواہد آمد وباخلق خدا بتواضع وتعظیم پیش آمدن وحقوق خود بخشیدن وحقوق غیر ادا نمودن انیست طریقہ دوستان خدا سُبحانہ یکدم غافل نبودن وبانکسار وشکست وخاکساری ودرد وغم ومحبت زیستن بصبر وقناعت وتوکل ورضا وتسلیم بسر بردن ؎

دل مردان دین پرورد باید — زحسرت رنگ شان پرزرد باید

اللہ تعالے ایں پیر ضعیف وہمہ عزیزان را بریں نوشتہ عمل کرامت فرماید +

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحاب اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

شجرہ شریفہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ للیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ للعالمین سیدنا وشفیعنا ووسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم +

الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالے عنہم +

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ +

الٰہی بحرمت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ +

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت چراغ خاندان حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت مولینا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت خواجہ عبدالباقی باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رح
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بداؤنی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رح

الٰہی بحرمت حضرت مولینا غلام محی الدین قصوری رح
الٰہی بحرمت حضرت غوث زمان قطب جہان سیدنا قبلتنا و مرشدنا مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی رح۔
اِس مسکین ناچیز محمد حسن پر رحم فرما۔ الٰہی اگرچہ یہ عاجز اور اِس کے عمل اِس لائق نہیں ہیں۔ مگر تیری رحمت وسیع ہے۔ تو نے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شئے وانّ ربک واسع المغفرۃ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شئے قدیر و صلے اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین۔

فہرست کتب جو اِس رسالہ کی ماخذ ہیں

(۱) مدارج النبوۃ مولفہ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲) تاریخ حبیب اللہ مولفہ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۳) احیاء العلوم مولفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
(۴) تاریخ الخلفا مولفہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رح
(۵) نفحات الانس مولفہ مولینا جامی رحمۃ اللہ علیہ
(۶) رسائل ستہ ضروریہ مولفہ بعض خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم
(۷) تذکرۃ الاولیا مولفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رح
(۸) مقامات نقشبند مولفہ حضرت خواجہ علاءالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔
(۹) حضرات القدس ہر دو جلد مولفہ حضرت مولینا بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

(۱۰) برکات احمدیہ مولفہ حضرت مولینا محمد ہاشم کشمی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما

(۱۱) روضۃ القیومیہ مؤلفہ حضرت محمد احسان خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مؤلفہ ہرسہ جلد۔

(۱۳) رسالہ مبدء المعاد۔ مؤلفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رح

(۱۴) مکتوبات معصومیہ ہرسہ جلد مولفہ حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند وجانشین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۵) رسالہ یاقوتیہ مولفہ حضرت خواجہ عبید اللہ فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) مقامات معصومی مولفہ حضرت صفر احمد نواسہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۷) حسنات المقربین مولفہ حضرت ملا محمد مراد کشمیری خلیفہ حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہما

(۱۸) مقامات مظہریہ مولفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۹) تکملہ مقامات مظہریہ مولفہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) معمولات مظہریہ مولفہ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۱) دار المعارف ملفوظات حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی۔ مولفہ مولینا رؤف احمد صاحب رح

(۲۲) ملفوظات حضرت شاہ علی صاحب دہلوی مولفہ حضرت مولینا غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما

(۲۳) مکتوبات حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۴) مفید الطالبین۔ مولفہ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) مقامات سعیدیہ۔ مولفہ حضرت مولینا محمد مظہر صاحب دہلوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۶) دیوان مظہر مولفہ حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) تحفہ رسولیہ مولفہ حضرت مولینا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۸) ذکر السعیدین فی سیرۃ والدین مولفہ حضرت شاہ محمد معصوم صاحب رام پوری سلمہ

تمت

(۱) جذب الاصفیا الی فضائل المصطفےٰ (۲) القول المقبول فی علم غیب الرسولؐ

(۳) انیس المشتاقین لاثبات حیات سید المرسلین

یہ تینوں رسالے حافظ محمد امین صاحب انڈر ابی وکیل عدالت لاہور کی تصنیف سے ہیں۔ پہلے رسالہ میں فضائل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے ثبوت ۔ دوسرے رسالہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر بحث اور اس کا ثبوت ۔ تیسرے رسالہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حیات النبی ہونے کا قرآن احادیث صحیحہ سے ثبوت ۔ نہایت عمدہ لکھائی اعلےٰ چھپوائی ۔ کاغذ نفیس قابل دید ہیں ۔

نمبر۱ قیمت ــــــــ ۴؍ نمبر۲ قیمت ــــــــ ۶؍ نمبر۳ قیمت ــــــــ ۸؍

عقائد الانوار

عقائد جامی جو مندرجہ سلسلۃ الذہب کا بامحاورہ نظم اردو ترجمہ ۔ قیمت ــــــــ ۱۰؍

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط ۔ قابل دید نسخہ ہے ۔ اور خوش قلم اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کرایا گیا ہے قیمت ــــــــ ۲؍

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبند طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے ۔ اور اس کے طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھایا گیا ہے ۔ طالب مولا کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ لکھائی چھپائی اعلےٰ کاغذ نفیس ۔ قیمت ــــــــ ۴؍

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بےنظیر کتاب حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت ممدوح کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں ۔ اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ہیں ذکر ہے ۔ قابل دید کتاب ہے ۔ قیمت ــــــــ تین روپے (۳ے)